کلیاتِ مائلؔ

انتشارات فارسی مجلس ادبی سندهی

۱ **تاریخ تازه نوای معارک** — بها ۲۲-۰-۰
مؤلف: میرزا عطا محمد شکارپوری (سال تالیف ۱۲۷۱ھ)
به تصحیح و تحشیه عبدالحی حبیبی افغانی
مع تعلیقات و ۱۷ نسب نامها و ۳۳ تصاویر (۱۱۱۵ صفحات)

۲ **لب تاریخ سنده** — بها ۸-۰-۰
مؤلف: خان بهادر خدا داد خان (سال تالیف ۱۳۱۸ھ)
به تصحیح دکتور نبی بخش خان بلوچ، استاد دانشگاه سنده
مع یک مقدمه انگلیسی و فهارس (۳۰۰ صفحات)

۳ **مقالات الشعرا** — بها ۲۰-۰-۰
مؤلف: میر علی شیر قانع تتوی (سال تالیف ۱۱۷۳ھ)
به تصحیح و حواشی سید حسام الدین راشدی
مع مقدمه و فهارس و ۳۳ تصاویر (۱۰۹۰ صفحات)

۴ **تکمله مقالات الشعرا** — بها ۱۵-۰-۰
مؤلف: مخدوم محمد ابراهیم خلیل تتوی (سال تالیف ۱۳۰۸ھ)
به تصحیح و حواشی سید حسام الدین راشدی
مع مقدمه و ۹ نسب نامها و فهارس و ۳۳ تصاویر (۹۳۲ صفحات)

۵ **دیوان عطا تتوی** — بها ۸-۸-۰
مصنف: عبدالحکیم عطا تتوی (سال وفات: ۱۱۳۰ھ)
به تصحیح و مقدمه سید محمد مطیع الله راشد برهان پوری
مع ۶ تصاویر مخطوطه اصلی (۶۱۲ صفحات)

۶ **مثنوی مظهر الآثار** — بها ۳-۸-۰
مصنف: سید شاه جهانگیر هاشمی کرمانی بهکری (سال شهادت ۹۳۶ھ)
به تصحیح و مقدمه سید حسام الدین راشدی
مع یک تصویر شاه جهانگیر هاشمی (۳۳۲ صفحات)

۷ **دیوان غلام** — بها ۲-۸-۰
مصنف: نواب غلام محمد خان لغاری تاجپوری (سال وفات ۱۲۷۹ھ)
با مقدمه دکتور نبی بخش خان بلوچ، استاد دانشگاه سنده
مع یک مقدمه انگلیسی و یک نسب نامه و سه تصاویر (۱۲۰ صفحات)

۸ **مثنویات هیر و رانجها** — بها ۵-۰-۰
به تصحیح و مقدمه حفیظ هوشیار پوری (۳۹۰ صفحات)

۹ **تحفة الطاهرین** — بها ۳-۸-۰
مصنف: شیخ محمد اعظم تتوی (وفات ۱۲۰۷ھ)
به تصحیح و حاشیه بدر عالم درانی (۲۰۲ صفحات)

۱۰ **مثنوی چنیسر نامه** — بها ۳-۸-۰
مصنف: ادراکی بیگلار (سال تصنیف ۱۰۱۰ھ)
به تصحیح و مقدمه سید حسام الدین راشدی
مع یک مقدمه و یک نسب‌نامه خانواده بیگلار و ۷ تصاویر (۱۸۸ صفحات)

مير غلام علي مائل

مير مائل به آن خانوادهٔ مشهور ساداتِ شيراز تعلق دارد كه علماء و دانشمندانی مانند امير اصيل الدين ، امير جمال الدين مصنف ''روضة‌الاحباب'' اميرصدرالدين صدرالحكما و اميرغياث‌الدين رابجهان تحويل داده است - يكی از افراد اين خانواده ، قاضي شكرالله در اوائلِ قرنِ دهم ، سنده را وطن خود ساخت و درسنده نام خاندانِ وي به ''شكراللهی'' مشهور است.

پدرِ مير مائل ، مير علی شير قانع تتوي، يكی از بزرگترين مورخ و گرانمايه ترين مصنف و شاعر بوده كه بيش از چهل كتاب برشته تحرير درآورده است - ميرمائل در ميدان شعر و سخن باعث سر بلندی پدر خود نيزگرديد - علاوه بر سرودنِ غزليات، قصائد، قطعات و مراثی، ميرمائل درفن ''تاريخ گوئی'' يدِ طولائی داشته است- وی راجع بوقائع مختلف بيش از سيصد ماده هاي تاريخ يافته است كه تماماً وضعِ تاريخي و تمدن سنده را روشن می سازد - اين قطعات تاريخی وثيقه ايست كه شاهد تاريخ صحيح وقايع سنده می باشد -

مخدوم ابراهيم خليل در '' تكملهٔ مقالات الشعرا '' راجع به مير مائل چنين می نويسد :

'' مائل تخلص رموز شناس كلام خفي و جلي مير سيد غلام علي بن مير علی شير قانع تخلص است- در تاريخ گوئی بسيار روان طبع است- ''

میر مائل در سنه ۱۱۸۱ هجري پا بعرصهٔ وجود نهاد و در عمر هفتاد سالگي در ۱۹- ذي‌حجه سنه ۱۲۵۱ هجري دارفانی را وداع گفت ـ شش سال بعد از وفات میر مائل منطقهٔ سنده تحت سلطه انگلیسها درآمد و از آن پس زبان فارسی رو بانحطاط رفت ـ

كليات مائل تتوي

كليات مائل

تصنيف

میر غلام علي مائل ٺٽوي

(١١٨١هہ - ١٢٥١هہ)

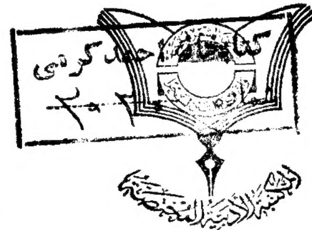
به ترتيب و تصحيح

محمود احمد عباسي

و

محمد حبيب الله رُشدي - ايم- اي







سنڌي ادبي بورڊ

سنڌ اسيمبلي بلڊنگ
بندر روڊ ڪراچي

تلڪ چاڙهي
حيدرآباد سنڌ

نشر کرده

محمد ابراهيم جويو

دبير انجمن سندهي ادبي

طبع اول

80.00

[redacted]

بها : [illegible]

باهتمام اقبال عباسي

در نيو سنده پريس وكتوريه رود

كراچي طبع شد

مرام ناشر

این کتاب در سلسلهٔ نشرات انجمن سندهي ادبي، تحت بر نامه "وسائلِ تکاملِ تاریخ و ادبیّاتِ ملّي" ترتیب و طبع گردید. بر خوانندگانِ محترم پوشیده نیست، بسا آثارِ گرانبهاي عربي و فارسي از طرفِ محققینِ بزرگِ سندهي، در زمینهٔ تاریخ و سیَر و حدیث و تصوّف و ادب و شاعري نوشته شده، و تا کنون برخی ازان بصورتِ مخطوطات در زوایاي کتبِ خانهاي شخصی، بطاقِ نسیان افتاده اند.

این انجمن میخواهد که چنین آثارِ گزیده را از گوشهٔ تاریکي و گمنامي بر آورد، و بنظرِ اربابِ ذوق و دانش برساند، و در مدت هشت سالیکه این بر نامه از ۱۹۵٦ م تا ۱۹٦۴ م دوام میکند، در نظر داریم که (۱۳) کتاب عربي و (۳۰) کتاب تاریخي فارسي و (۵۷) کتاب شعر و ادب فارسي و (۷) کتابِ اردو و (٦) کتاب انگلیسي را طبع و نشر نمائیم.

کتابیکه اکنون بخوانندگانِ گرامي تقدیم می شود، از سلسلهٔ نشراتِ فارسي کتاب یازدهم است و از جملهٔ آثاریکه تا کنون بطبع و نشرِ آن موفّق آمده ایم هفدهم کتاب شمرده مي شود که اینک از نظرِ خوانندهٔ عزیز میگذرد.



اعتراف

انجمنِ سندهي ادبي از مساعدتِ مالیٔ وزارتِ معارفِ حکومتِ پاکستان که از روي کمال معارف خواهی در راه طبع و نشر سلسلهٔ مطبوعاتِ این انجمن فرموده است، خیلی متشکّر بوده و این اقدامِ نیکو را بنظر تقدیر و استحسان مي نگرد .

فهرست مندرجات

کلیات مائل : حصه اول ــ غزلیات

حصه دوم

الف: مناجات، نعت، منقبت

ب: قصائد مدحیه

ج: قطعات

(ج – ۱) قطعات گذارش و مبارکباد وغیره

(ج ـ ۲) قطعات و ابیات متفرق :

د : قطعات تاریخ

(د - ۱) در تهنیت آمدن براي شکار، عید، فتح و نصرت وغیره)

(د ـ ۲) در تاریخهاي تعمیر و ترمیم امکنه شاهي

(قطعات تواریخ تعمیر و ترمیم مساجد و بناي بعض اماکنه متبرکه وغیره)

(د ـ ۳) تواریخ ولادت

د ۴ـ قطعات تاريخ شادي

د ـ ۵ قطعات در تعزیت و تاریخ وفات

ڪ ــ سلام

ل ــ ڪلام اردو

م ــ نثر ”مائل“

مقدمہ

میر غلام علی "مائل" سندھ کے مشہور مصنف، تاریخ و ادب کے محسن، میر علی شیر "قانع" کے فرزند تھے۔ "قانع" نے اپنے خاندان کے حالات تحفةالکرام اور مقالات الشعرا میں درج کئے ھیں۔ یہ خاندان اصلاً شیراز کے سادات کا خاندان ھے جس کے متعدد افراد نے نویں صدی ھجری میں خراسان کے دارالسلطنت ھرات میں اپنے علم و فضل کا سکہ بٹھایا تھا۔ اس خاندان کے پہلے فرد، جنھوں نے ھرات سے قندھار اور قندھار سے سندھ کو ھجرت کی، قاضی شکراللہ تھے۔ قاضی شکراللہ ھی کے نام پر یہ خاندان ٹھٹے میں "سادات شکر اللٰہی" کہلاتا رہا ھے۔

مائل کے اجداد

قاضی شکراللہ کے اجداد شیراز اور دارالحکومت ھرات کے بڑے نامور علما تھے۔ میر قانع کا بیان ھے کہ امیر عطاءُ اللہ جمال‌الدین محدث ملقب بہ "جمال‌الحسینی" جو ھرات کے بڑے پایہ کے عالم اور لاثانی کتاب "روضةالاحباب" کے مصنف تھے، قاضی شکراللہ کے چوتھے دادا تھے۔

غالباً عطاءُ اللہ جمال‌الدین کے چچا امیر عبداللہ اصیل‌الدین اس خاندان کے پہلے فرد ھیں جو سلطان ابو سعید میرزا کے دور حکومت (۸۶۱-۸۷۳ھ) میں شیراز سے ھرات آئے اور مہدِ عُلیا گوھر شاد آغا کے مدرسے میں درس دینے لگے۔ یہ علم دوست خاتون امیر غیاث‌الدین ترخان کی بیٹی، میرزا شاہ رخ، شاہِ خراسان کی ملکہ اور دنیائے اسلام کے مشہور عالمِ ریاضی و ماھرِ فلکیّات فرمانروا، مرزا اُلغ بیگ کی ماں تھی۔ اس نے اپنے شوھر میرزا شاہ رخ کی زندگی میں ۸۲۰ھ میں اس مدرسے کی تعمیر شروع کی جو کئی سال میں مکمل ھوئی اور اس کے اخراجات کے لئے بڑا وقف قائم کیا جس کی وجہ سے طلبہ اور اساتذہ بفراغت علمی تحقیق و تفتیش میں مشغول رہا کرتے تھے۔ ۸۵۰ھ میں گوھر شاد آغا کے شوھر میرزا شاہ رخ نے وفات پائی۔ بڑا بیٹا، اُلغ بیگ کئی سال سے سمرقند کا گورنر تھا جہاں اس نے رصدگاہ تعمیر کی تھی اور اپنے دربار میں

هئیت اور ریاضی کے علماء کا مجمع جمع کر رکھا تھا ۔ اسے علم کے مقابلے میں سیاست اور حکمرانی کا اتنا شوق نہیں تھا۔ بهرحال اپنے مشیروں کے اصرار پر وہ فوج لے کر سمرقند سے نکلا اور هرات آکر باپ کا جانشین هوا۔ تیموری شهزادے ملک گیری کی هوس میں طوفان مچائے هوے تھے۔ ان کشمکشوں میں آلغ بیگ کے ناخلف بیٹے عبداللطیف نے باپ کو قتل کردیا جس کو چھے ماہ کے بعد باپ کے ایک وفادار نے انتقاماً موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ۸٦۱ھ تک خراسان سیاسی شورشوں میں مبتلا رها آخرکار ابو سعید میرزا نے هرات کو فتح کیا اور گوهر شاد آغا کو جس کی عمر اسّی (۸۰) سال کے قریب تھی قتل کرادیا۔ ۸۷۳ھ تک هرات اس کے قبضے میں رها ۔

خراسان کے سیاسی اور ثقافتی حالات

۸۵۸ھ میں خانوادہ "بایندریه" کا آوزون حسن ، دیار بکر میں آق قویون لو (۱) ترکمانوں کا حکمران بنا ۔ یہ قبیلہ سنی المذهب تھا۔ اس قبیلے کا مدِ مقابل قرہ قویون لو (۲) قبیلہ تھا جو شیعہ تھا ۔ اس قبیلہ کا حکمران جهان شاہ تھا جو اس وقت سارے ایران پر چھایا هوا تھا۔ سیاسی رقابت کے علاوہ ان قبیلوں میں مذهبی تعصّب بھی بہت تھا ۔ افسوس هے کہ مذهبی تعصّبات کی وجہ سے اسلامی دنیا کے ان ممالک میں وہ تباهی آئی کہ شاید اتنی تباهی یورپ میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک مذاهب کے تعصّب نے بھی نہ مچائی هو۔

اوزون حسن نے دس بارہ سال میں ارمینیا، عراق اور ایران کے بعض حصوں کو فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا ۔ روز بروز اس کی طاقت بڑھتی جاتی تھی۔ سنہ ۸۷۱ھ میں جهان شاہ اس کے استیصال کےارادے سے دیار بکر پر حملہ کرنے کے لئے نکلا۔ اوزون حسن نےموقع پاکر راستے هی میں اس کا خاتمہ کردیا۔ جهان شاہ کے بیٹے حسن علی نے اوزون حسن کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر جمع کیا اور ابو سعید میرزا سے بھی مدد طلب کی۔ سنہ ۸۷۲ھ میں ابو سعید میرزا خراسان سے فوج لے کر نکلا ۔ اوزون حسن نے تیموری گھرانے سے

(۱) آق قویون لو = گوسفند سفید
(۲) قرہ قویون لو = گوسفند سیاہ

اپنے قبیلے آق قویون لو کی وفاداریون کا واسطه دے کر اسے باز رکھنے کی کوشش کی مگر وہ آگے بڑھتا هی گیا ۔ اس اثنا میں حسن علی کی فوج بعض امرا کی غداریوں کی وجہ سے منتشر هوگئی۔ اوزون حسن نے ابو سعید میرزا کو محاصرے میں لے لیا۔ ابو سعید میرزا نے اس محاصرے سے نکلنے کی کوشش کی، مگر گرفتار هوا ۔ اوزون حسن نے اس کو گوهر شاد کے پوتے میرزا یادگار محمد کے حواله کیا جس نے اپنی دادی کے انتقام میں اسے قتل کردیا۔

ادهر خراسان میں سلطان حسین میرزا بایقرا نے اپنی حکومت قائم کی۔ یادگار محمد نے اوزون حسن کی فوجوں کی مدد سے هرات پر حمله کیا ۔ سلطان حسین میرزا بایقرا کو سنه ۸۷۵ھ میں هرات چھوڑ کر بھاگنا پڑا، مگر جلد هی خراسان میں یادگار محمد کے خلاف بغاوتیں هونے لگیں، وہ معزول هوا اور سلطان حسین میرزا بایقرا نے اس کا خاتمه کرکے هرات پر اپنا قبضه جمایا اور اپنی وفات [۹۱۲ھ] تک بڑے استقلال سے حکومت کرتا رہا ۔

سلطان حسین میرزا بایقرا کے زمانے میں هرات نے بڑی ترقی کی ۔ اس کو علی شیر نوائی کا سا عالم اور علم نواز وزیر ملا ۔ هرات علم و هنر اور تجارت و صنعت کا گهواره بن گیا جس کی تعریف میں اس زمانے کے مورخین رطب اللسان هیں ۔

هرات کا یه سنهری زمانه تها که امیر اصیل الدین اور امیر عطاءالله جمال الدین نے اپنے علم و فضل کا سکه جمایا ۔ امیر اصیل الدین نے پندره بیس سال تک اپنے علم و کمال سے هرات کو فیض پنهچا کر ۸۸۳ھ میں انتقال کیا۔ ان کی وفات پر بادشاہ نے ان کی اولاد پر وہ عنایتیں جاری رکھیں جو اس مرحوم بزرگ پر تهیں۔ ان کے دو لڑکے تهے، صفی الدین محمد اور برهان الدین محمد مگر معلوم هوتا هے که ان دونوں میں سے کسی نے بهی علم و فضل میں کوئی اونچا مقام حاصل نه کیا۔ البته امیر اصیل الدین کے بهائی فضل الله غیاث الدین محدث کے دو لڑکے، یعنی قاضی شکرالله کے جد اعلیٰ، عطاءالله جمال الدین اور ان کے بهائی امیر صدرالدین نے اپنے چچا مرحوم کی روایات علمی کو قائم رکھا۔

عطاءالله جمال الدین

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے میر مائل اور قانع کا خاندان جو "شکر اللٰهی" کہلاتا ہے عطاءُاللہ جمال الدین کی نسل سے ہے۔ عطاءُاللہ جمال الدین اپنے چچا امیر اصیل الدین کے شاگرد تھے اور اپنے والد اور چچا کی طرح علم حدیث میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔

سلطان حسین میرزا بایقرا نے بھی اپنے زمانے میں ایک مدرسۂ عالیہ تعمیر کیا تھا جو "مدرسۂ سلطانیہ" کہلاتا تھا۔ مولانا جامی اور دوسرے درباری شعرا نے اس مدرسے کی تعریف میں قصائد کہے تھے۔ ایک مورّخ کے بیان کے بموجب ایران و توران میں کہیں بھی اس مدرسے کی ٹکر کا کوئی مدرسہ نہیں تھا۔

اس مدرسے کے علاوہ وزیر اعظم امیر علی شیر نوائی نے بھی اپنا ایک مدرسہ اور خانقاہ تعمیر کی تھی جو "مدرسہ اخلاصیہ" اور "خانقاہ اخلاصیہ" کے نام سے مشہور تھے۔ اس مدرسے میں تقریباً دو ہزار طلبہ اور اساتذہ تدریس و تحقیق میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اور ہزاروں فارغ التحصیل طلبہ اعلیٰ تعلیم پا کر اپنے اپنے ملکوں کو جا چکے تھے۔

امیر عطاءُاللہ جمال الدین ان دونوں مدرسوں میں درس دیا کرتے تھے۔ ہفتے میں ایک مرتبہ دارالسلطنت ہرات کی جامع مسجد میں وعظ کیا کرتے تھے۔ بعد میں انھوں نے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی۔ پھر بھی بادشاہ اور امرا، خصوصاً امیر علی شیر نوائی ان کا بہت قدر دان تھا جس کی وجہ سے وہ مرفہ الحالی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ خلاصۃ الاخبار میں ان کے متعلق خوند میر نے لکھا ہے:

"(سید موصوف) در اقسام علوم دینیّہ و اصناف فنون یقینیّہ مہارت کامل دارد، و بہ تخصیص در علم شریف حدیث مثلِ او محدثّی در دیارِ خراسان پیدا نگشتہ ..."

... گاهی بقدم صدق و نیاز بآستان علیه مقرب السلطان [علی‌شیر نوائی] مي آیند ...

"... و امیر دریا دل [علي شیر نوائی] نیز از ابتداي ایام۔ دولت شهریار عادل ، تا این غایت ، بنوعي در عظم شان و رفعت مکان آن جناب سعي و اجتهاد نموده اند که دور و نزدیک و ترک و تاجیک(۱) در بحر حیرت افتاده اند ، و انگشت تعجب بدندان گرفته ۔"

سنه ۹۱۲ھ میں بابر بادشاہ اپنے چچا سلطان حسین میرزا بایقرا کے بلانے پر کابل سے ہرات گیا تھا ۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے سلطان حسین میرزا کا انتقال ہو چکا تھا ۔ چچیرے بھائیوں نے بابر کو کئی روز مہمان رکھا ۔ اس زمانے کے حالات کے سلسلے میں بابر نے لکھا ہے :

"... دیگر سید جمال محدث بود ، در خراسان داناي علم حدیث مثل۔ او نبوده ، خیلي معمّر است ۔ تا این تاریخ [۹۱۲ھ] زنده بود ۔"

روضة الاحباب

امیر علی شیر نوائی نے امیر عطاءالله جمال‌الدین سے سیرت نبوی پر ایک مکمل کتاب سیلس فارسی میں لکھنے کی فرمایش کی ۔ انھوں نے اپنی بے بضاعتی اور بی استطاعتی کا عذر پیش کیا ، مگر :

"قبول نمي فرمودند، و در تاکید و تقریر آن امر می افزودند، تا بحدّی مي انجامید که بغیر از امتثال هیچ چاره نیافت"

(روضة الاحباب، مطبوعه مطبع انوار محمدي لکهنو)

غرض انھوں نے اپنے چچا اور استاد، امیر اصیل الدین کی اجازت اور مشورے کے بعد "روضة الاحباب" لکھنی شروع کی ، گویا اس کام کا آغاز ۸۸۳ھ سے قبل ہو چکا تھا ۔

روضةالاحباب کے متعلق علماي قدیم کا تقریباً متّفقه فیصله ہے که سیرت نبوي پر اتنی جامع اور اتنی بلند کوئی دوسری کتاب نہیں ۔ اس کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے "عجالهٔ نافعه" میں لکھا ہے :

"بالفعل نسخهٔ صحیح روضة الاحباب۔ میر جمال الدین حسیني اگر بهم رسد ، که خالي از الحاق و تحریف باشد ، بهتر از همه تصانیف این باب است ۔"

امیر عطاٴ الله جمال‌الدین کی ایک دوسری تصنیف "تحفة الاحبّا" ہے جو خواجه مظفّر استر آبادی کے نام پر معنون کی گئی تھی ۔ اس کتاب کے

(۱) ترک یعني حکمران طبقه ۔ تاجیک یعني کاشکار وغیره، عام رعایا .

متعلق قاضی نوراللہ شوستری نے مجالس المومنین میں لکھا ہے :

"عقیدهٔ تشیع امیر جمال الدین ازین کتاب ظاهر مي شود، و بدین وجه مخدوم‌الملک لاهوري بعضي از نسخهٔ آن کتاب را حکم به سوختن نمود"۔

کشف الظنّون میں امیر عطاءُ اللہ جمال الدین کی تاریخ وفات سنه ٩٢٦ھ درج ہے۔ میر خوند نے اپنی کتاب حبیب السیر ذي قعده سنه ٩٢٩ھ میں مکمل کی، اس کی عبارت سے ظاهر هوتا هے که امیر عطاءُ اللہ اس وقت حیات تھے۔ حدایق الحنفیه میں ان کی تاریخ وفات سنه ٩٣٠ھ درج ہے جو مادّهٔ تاریخ "تاج کشور" سے اخذ کی گئی ہے۔ اس لئے ان کی تاریخ وفات سنه ٩٣٠ھ هی صحیح سمجھی جا سکتی ہے۔

صدرالدین "صدر الحکما"

امیر عطاءُ اللہ جمال الدین کے بھائی صدرالدین کی تاریخ ولادت سنه ٨٢٨ھ ہے۔ انھوں نے مختلف علماء سے فیض حاصل کیا تھا اور منقولات سے قطع نظر کرکے معقولات پر زیادہ توجه کی تھی۔ فلسفه اور حکمت میں انھوں نے اتنا کمال حاصل کیا تھا که "صدر الحکما" اور "صدر الحقیقة" کے القاب سے ملقب هوے۔ قاضی نوراللہ شوستری نے مجالس المومنین میں ان کے متعلق لکھا ہے :

"آبا و اجداد امجادِ او تا حضرات ائمهٔ معصومین صلواة الله علیهم اجمعین، همگی حافظِ احادیث و حامل علوم شرعیه بوده اند۔ آخر بواسطهٔ خوابی که یکی از پدرانِ او در بطلانِ کتبِ حدیثِ اهلِ سنّت دیده بود، رغبت ایشان در درسِ کتبِ مذکوره، که از روی تقیّه استمرار یافته بود، فشور یافت ۔ و اول کسي که از ایشان مطالعهٔ کتبِ حدیث وا سوخته شد، متوجه علوم حکمیه رسمیه گردیده و بمرتبهٔ اعاظم حکما رسید، حضرتِ میر [صدرالدین] بود ۔" ص ٣٣٩

امیر صدرالدین اور علامه جلال‌الدین دوّانی مصنّفِ اخلاق جلالی هم‌عصر تھے۔ علامه دوّانی کی ولادت بھی سنه ٨٢٨ھ هی کے لگ بھگ تھی۔ انھوں نے تقریباً اسّی (٨٠) سال کی عمر میں سنه ٩٠٨ھ میں وفات پائی۔

امیر صدرالدین ان سے پانچ سال پہلے وفات پاچکے تھے ۔ ان دونوں کے درمیاں مدت تک علمی معرکے رہے۔ امیر صدرالدین نے علامه دوّانی کے "حاشیه قدیمه جلالیه" کی رَد میں ایک رساله لکھا ، انھوں نے اس کے جواب میں ایک دوسرا رساله لکھا ۔ امیر صدرالدین نے اس کا بھی جواب الجواب لکھا۔ علامه دوّانی نے تیسری مرتبه اس جواب الجواب کا جواب لکھا ۔ مگر اس اثنا میں امیر صدرالدین کا انتقال ھوگیا ۔ ان کے صاحبزادے امیر غیاث‌الدین منصور نے، اپنے زمانے میں اپنے والد کے بجاے پھر اُس کا رَد لکھا ۔ اِس مجموعۂ ردود کو "طبقات الصدّریه و الجلالیه" کا نام دیا گیا ۔

مقالات‌الشعرا اور تحفة‌الکرام دونوں میں میر قانع نے مجالس‌المومنین سے نقل کی ھے که امیر صدرالدین کے صاحبزادے امیر غیاث‌الدین‌منصور نے "رساله اثبات واجب" کی شرح میں اپنےوالد کی تاریخ ولادت سه شنبه ۲ شعبان ۸۲۸ھ لکھی ھے اور وفات کے بارے میں لکھا ھے :

و درصباح‌جمعه دوازدهم رمضان ۹۰۳ ھ از دست‌فسقهٔ فجره ۰۰۰۰۰ ترکمان پایندریه (۱) که در اصل ساکنِ دیار بکر بودند ، شهید گردید۔ (مجالس ص ۳۳۹)

مگر خود انھیں صاحبزادے، امیر غیاث‌الدین منصور کے ذکر کے آغاز میں لکھتا ھے :

و لادتش‌تسعمائته (۹۰۰ھ) درخدمت پدر بزرگوار امیر صدرالدین محمد

(۱) اس سے اوزون حسن کا خاندان مفهوم ھے۔ اوزون حسن کی وفات ۸۸۲ھ میں هوچکی تھی۔ علامه دوّانی نے اپنی کتاب "اخلاق جلالی" اوزون حسن کے نام معنون کی تھی۔ اس سے پته چلتا ھے که علامه دوّانی کے باپندریه خانوادے کے حکمرانوں سے خوش گوار تعلقات تھے۔ امیر صدرالدین کے علاّمه دوّانی سے علمي معرکے رها کرتے تھے۔ یه عین‌ممکن ھے که اوزون حسن کے جانشینوں نے ان اختلافات سے متاثر هوکر، مذهبی تعصب کی بناء پر امیر صدرالدین کو قتل کردیا هو اور یهی صدمه ان کے بیٹے امیر غیاث‌الدین منصور کو علاّمه دوّانی کی هر کتاب کا ردّ لکھنے کا محرک رها هو.

مذکور تحصیل علوم نمودہ در چہاردہ سالگی داعیہ مناظرہ علامہ دوانی در خور یافتہ وسائل جست"

غیاث الدین منصور

مذکورہ تاریخوں کی بناء پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اپنے والد کی شہادت کے وقت امیر غیاث الدین کی عمر صرف تین سال ٹھیرتی ہے۔ اتنی کم عمر میں انہوں نے اپنے والد سے کیا تعلیم پائی ہوگی۔ مصدقہ طور پر ۹۰۸ھ میں علامہ دوانی وفات پاچکے تھے۔ اُس وقت امیر غیاث الدین کی عمر آٹھ ہی سال کی ہوگی۔ اس لئے چودہ سال کی عمر میں علامہ دوانی سے مناظرہ کا داعیہ پیدا کرنا اور اس کے لئے وسائل تلاش کرنا کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے؟

افسوس ہے کہ میر علی شیر قانع نے مجالس المومنین کے ان بیانات پر خود کچھ تحقیق اور تفحص سے کام نہیں لیا۔ اس سلسلے میں میر قانع سے اور بھی کئی فرو گذاشتیں ہوئی ہیں جن کو جناب حسام الدین راشدی مرتّب مقالات الشعرا نے حاشیوں میں موقع بہ موقع واضح کیا ہے۔

اس باب میں راقم الحروف کا خیال ہے کہ مجالس المومنین میں امیر غیاث الدین منصور کا سنہ ولادت صحیح درج نہیں ہوا ہے۔ آن کی ولادت بجائے ۹۰۰ھ کے اس سے کئی سال قبل ہوئی ہوگی۔ ۹۰۰ھ میں ان کے والد امیر صدرالدین کی عمر ۷۲ سال ٹھیرتی ہے جو انسان کے عام طبعی حالات کا لحاظ کرتے، اس کہولت میں صاحب اولاد ہونا قدرے بعید نظر آتا ہے۔

بہر حال، امیر غیاث الدین نے بھی اپنے والد کے نقش قدم پر علوم حکمیہ کی طرف زیادہ توجہ کی، اور بڑے پایہ کے عالم ثابت ہوے۔ بادشاہ نے ان کو منصب صدارت پر فائز کیا تھا جس کو وہ مدت تک انجام دیتے رہے۔ ایک مرتبہ، مجتہد الزمانی شیخ علی بن عبدالعالی سے (جو عراق عرب سے تشریف لائے تھے اور امیر غیاث الدین کے متعلق احکام شرع کا غیر مقلّد ہونا سن کر ان سے منقبض تھے) بادشاہ کے دربار میں مباحثہ علمی ہوا جو بڑھ کر خشونت اور نزاع پر ختم ہوا۔ بادشاہ نے مجتہد الزمانی شیخ علی کی حمایت کی۔ اس پر امیر غیاث الدین منصور نے رنجیدہ ہوکر منصب صدارت سے

استعفا دے دیا اور شیراز چلے گئے - ۹۴۸ھ میں انہوں نے وفات پائي۔

قاضی نوراللہ شوستری نے امیر غیاث‌الدین منصور کی (۳۲) تصنیفات کا ذکر کیا ھے جو آن کی نظر سے گذری تھیں۔ ان میں متعدد رسالے علامہ دوانی کی رَد" میں ھیں - یہاں تک کہ علامہ دوانی کي " اخلاق جلالی " کے مقابلے میں امیر غیاث‌الدین منصور نے " اخلاق منصوری " بھی لکھی جس میں اخلاق جلالی اور علامہ مذکور کی ایک اور کتاب " شرح ھیاکل نور " پر اعتراضات وارد کئے ھیں۔

بعد کا سلسلۂ نسب

غرض میر قانع کے یہ اجداد بڑے عالی پایہ عالم تھے۔ قانع نے قاضی شکراللہ بانیٔ خاندان شکراللٰہی کا سلسلہ پانچ واسطوں سے امیر عطاءُاللہ جمال‌الدین محدث سے اس طرح ملایا ھے :

۱- امیر عطاءُاللہ جمال‌الدین محدث (وفات ۹۲۶ھ یا ۹۳۰ھ)

۲- امیر نسیم‌الدین، میرک شاہ

۳- سید عرب شاہ

۴- سید نعمت‌اللہ

۵- سید وجیہ‌الدین

۶- قاضی سید شکراللہ (ورود ٹھٹہ ۹۲۷ھ)

چنانچہ تحفۃالکرام میں میر قانع نے لکھا ھے :

" آنچنانکہ در تاریخ طاھری وغیرہ مرقوم، سید معزالیہ [سید شکراللہ] نخست بسال ست و تسعماته [۹۰۶ھ] از ھرات بہ قندھار و ازان‌جا بامر شاہ بیگ در تتّہ صد و بیست و ھفت [۹۲۷ھ] وارد تتّہ گردیدہ بقضاي آن خطّۂ نو مفتوح، در عہد مرزا شاہ حسن ولد شاہ بیگ معزز گردید - و در اصل ورودِ شان بذي تاجران بود "۔

مقالات‌الشعرا میں جس کو قانع نے تحفۃالکرام سے چند سال پہلے لکھا تھا، ایک فقرہ یہ بھي ھے :

" و میر ظھیرالدین و الاسلام عرف میر جادم، خلف امجدش ھمراہ بود"

سلسلۂ نسب کی صحت میں اشتباہ

مذکورۂ بالا سلسلۂ نسب اور سنین پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امیر عطاءُ اللہ جمال‌الدین کی وفات سنہ ۹۳۰ھ سے تین سال قبل (یا اگر ان کی وفات سنہ ۹۲۶ھ میں مان لی جائے تو وفات کے ایک ہی سال کے بعد) ان کی پانچویں پشت کا ایک فرد یعنی قاضی شکراللہ ٹھٹہ آتا ہے اور یہاں کا قاضی مقرر کیا جاتا ہے تو اس کی عمر (۳۰) سال کے لگ بھگ تو ہونی چاہئے ۔ اس لحاظ سے قاضی شکر اللہ کی ولادت سنہ ۹۰۰ھ کے قریب فرض کرنی پڑیگی ۔ اب اگر امیر عطاءُ اللہ جمال‌الدین کی عمر وفات کے وقت ۹۳۰ھ میں بابر بادشاہ کے بیان "خیلی معمّر" کا لحاظ کرتے ہوے، سو (۱۰۰) سال کی فرض کی جاے تو ان کی ولادت سنہ ۸۳۰ھ کے قریب ٹھیرتی ہے ۔

امیر عطاءُ اللہ جمال الدین کی ولادت سنہ ۸۳۰ھ سے قاضی شکر اللہ کی ولادت سنہ ۹۰۰ھ تک ستر (۷۰) سال میں چھ پشتوں کا ہونا کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے جبکہ عام طور پر مورّخین ایک صدی میں چار پشتوں کا تخمینہ لگاتے ہیں اگر اقلاً سترہ سال کی عمر میں بھی صاحب اولاد ہونا فرض کرلیا جاے تو اس سلسلے کی ولادتوں کا تخمینہ یہ ہوگا :

(تقریباً)		۸۳۰ھ ـ ولادت		امیر عطاءُ اللہ جمال الدین (وفات تقریبا ۹۳۰ھ)
(+۱۷) =	"	۸۴۷ھ	"	امیر نسیم‌الدین میرک شاہ
(+۱۷) =	"	۸۶۴ھ	"	عرب شاہ
(+۱۷) =	"	۸۸۱ھ	"	نعمت اللہ
(+۱۷) =	"	۸۹۸ھ	"	وجیہ الدین
(+۱۷) =	"	۹۱۵ھ	"	قاضی شکراللہ (ورود ٹھٹہ سنہ ۹۲۷ھ)

سترہ سال کی عمر میں صاحب اولاد ہونا، خاص صورتوں میں ایک دو پشت تک تسلیم کیا جا سکتا ہے ۔ مگر مسلسل چھ پشتوں تک اس کی تکرار عام انسانی حالات اور تاریخی شہادتوں کے پیش نظر عقل قبول نہیں کرتی ۔ پھر بھی اس حساب سے قاضی شکر اللہ کی عمر سندھ میں ورود کے وقت ۱۲ سال ٹھیرتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ بارہ سال کی عمر میں ٹھٹے کا قاضی بننا تو ایک طرف، اس کمسنی میں باپ، دادا، پردادا اور پر دادا کے بھی باپ کو وطن میں چھوڑ کر ایک لڑکے کا ہرات سے قندھار اور قندھار سے ٹھٹے کا سفر اختیار کرنا خود

ایک حیرت ناک بات ھے اور پھر تاریخ طاھری کا یہ بیان بھی کہ وہ سندھ آنے سے ۲۱ سال پہلے ۹۰۶ھ میں قندھار آ چکے تھے، اس امر پر دلالت کرتا ھے کہ ورود سندھ کے وقت قاضی شکراللہ کی خاصی بڑی عمر تھی۔ واضح رھے کہ تاریخ طاھری کے مصنف طاھر محمد نسیانی نے قاضی شکراللہ کے پڑ پوتے میر ظہیرالدین ثانی سے (۸۷ سال کے بعد ۱۰۱۵ھ کے لگ بھگ) قصائد خاقانی و انوری کی تعلیم پائی تھی۔ اس کا بیان اپنے استاد کے خاندانی حالات کے متعلق خاص وزن رکھتا ھے۔

راقم‌الحروف کا قیاس یہ ھے کہ ــــ ۱۔ عرب شاہ، ۲۔ نعمت‌اللہ اور ۳۔ وجیہ‌الدین ــ یہ تینوں نام ایک ھی شخص کے ھیں جس کو سہو کتابت نے باپ، بیٹا اور پوتا بنادیا ھے۔ اس قیاس کی تائید اس بات سے ھوتی ھے:

اوپر کے سلسلے کے بزرگوں کے ناموں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ھوگا کہ امیر اصیل‌الدین کا اصلی نام عبداللہ ھے۔ ایک کتاب پر جس کا حوالہ میر قانع نے مقالات‌الشعرا میں دیا ھے، امیر اصیل‌الدین نے اپنا نام یوں لکھا ھے:

"عبداللہ بن عبدالرحمٰن الحسینی المشتھر باصیل‌الدین"

اسی تحریر کے نیچے امیر جمال‌الدین نے اپنا نام اس طرح لکھا ھے:

"عطاءاللہ بن فضل‌اللہ الحسینی"

ایک اور کتاب پر جس کا عکس جناب سید حسام‌الدین راشدی نے مقالات‌الشعرا کے مطبوعہ نسخہ میں درج کیا ھے، امیر جمال‌الدین نے اپنا نام یوں لکھا ھے:

"عطاء اللہ بن فضل‌اللہ المشتھر بجمال الحسینی"

ان بزرگوں کے ناموں کے اس طرز سے یہ قیاس کرنا بے جا نہیں معلوم ھوتا کہ شاید نعمت‌اللہ ھی کے نام کا جزو وجیہ‌الدین ھو اور (امیر نسیم‌الدین عرف میرک شاہ کے نمونے پر) نعمت‌اللہ وجیہ الدین کا عرف عرب شاہ ھو اور قاضی شکراللہ انہیں نعمت‌اللہ وجیہ الدین عرف عرب شاہ کے فرزند ھوں۔

اس طرح ستر (۷۰) سال کی مدت میں چار پشتوں کو بیس بیس سال کے فصل سے اس طرح سمایا جا سکتا ھے:

امیر عطاءاللہ جمال‌الدین	ولادت	۸۳۰ھ	(تقریباً)
(وفات ۹۳۰)			
نسیم‌الدین میرک شاہ	"	۸۵۰ھ	" = (۲۰+)
نعمت‌اللہ، وجیہ‌الدین، عرب شاہ	"	۸۷۰ھ	" = (۲۰+)
قاضی شکراللہ (نزیل سند ۹۲۷ھ)	"	۸۹۰ھ	" = (۲۰+)

اس طرح قاضی شکراللہ کی عمر سندھ میں آمد کے وقت (۳۷) سال قرار پاسکتی ھے اس عمر میں آن کا قاضی مقرر ھونا قرین قیاس ھوسکتا ھے اور قانع کے اس بیان کے لئے بھی گنجایش رھتی ھے کہ ان کے صاحبزادے میر ظہیرالدین بھی ان کے ساتھ سندھ آئے ۔

ایک اور قیاس یہ بھی ھو سکتا ھے کہ وجیہ الدین کو قاضی شکراللہ ھی کے نام کا جزو سمجھا جائے اور عرب شاہ کو نعمت‌اللہ کا عرف قرار دیا جائے۔ غرض پشتیں چار ھی متعین کرنی پڑیں گی اور ولادتوں کا تخمینہ وھی رھے گا ، ورنہ ستر اسّی برس کی مدت میں چھے پشتوں کا ھونا بہت بعید از قیاس ھے۔

قاضی سید شکراللہ کے بعد میر غلام علی مائل تک کا سلسلۂ نسب یہ ھے :

۱- قاضی سید شکراللہ
۲- ظہیرالدین اول
۳- شکراللہ ثانی
۴- ظہیرالدین ثانی
۵- سید محمد مقیم
۶- سید محمد کاظم
۷- سید عزت‌اللہ
۸- میر علی شیر قانع
۹- میر غلام علی مائل

میر قانع

سید عزت‌اللہ کے چھ بیٹے تھے- ۱- سید فخرالدین، ۲- سید یار محمد، ۳- سید امین محمد عرف سید موٹو، ۴- سید علی شیر "قانع"، ۵- سید محمد صلاح عرف میر محمد شاہ اور ۶- میر ضیاءالدین "ضیا".

ان میں سید فخرالدین اور سید یار محمد غالباً میر عزت‌اللہ کی پہلی بیوی کی اولاد ھیں اور میر علی شیر قانع اورضیاءالدین ضیا دوسری بیوی کے۔ میر قانع نے اپنی ساری زندگی علم و ادب کی خدمت میں گذار دی اور میر ضیاءالدین "ضیا" نے شاعری میں نام پیدا کیا ۔ ان بھائیوں میں میر قانع کے بڑے بھائی سید یار محمد کے چھوٹے لڑکے میر عظیم‌الدین "عظیم" نے شاعری میں بڑی

ناموری حاصل کی اور پھر میر قانع کے لڑکوں میں میر غلام علی "مائل" نے شاعری میں اپنے پدر بزرگوار کی روایات قائم رکھیں۔

میر قانع کی اهمیت صرف شاعر هی کی حیثیت سے نہیں ہے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر کم و بیش چالیس (٤٠) کتابیں لکھیں اور اپنی وفات تک یہ مشغلہ جاری رکھا۔ تحفةالکرام، مقالات‌الشعرا اور نصاب‌البلغا، اپنی افادیت اور تاریخی معلومات کے اعتبار سے میر قانع کا بیش بہا ورثہ ہے۔

سندھ کے سیاسی انقلابات

میر قانع کی ولادت سنہ ١١٤٠ھ میں ہوئی۔ میر صاحب کی ولادت کے چند هی سال کے بعد سندھ کے سیاسی حالات میں بڑے بڑے انقلاب رونما ہوئے۔ تقریباً ڈیڑھ سو برس سے سند مغلیہ سلطنت کا صوبہ تھا۔ مگر اهل ملک کی آزادي کی تڑپ نے یہ صورت اختیار کی کہ میاں یار محمد کلہوڑہ نے اس دور کی سیاسی بد حالیوں سے فائدہ اٹھاکر مغلیہ منصبدار کی حیثیت سے بالائی سندھ کے علاقے کی نظامت حاصل کرلی جو عملاً ایک آزاد حکومت تھی۔ انہوں نے اٹھارہ سال کی حکمرانی کے بعد ١١٣١ھ میں وفات پائی اور اُن کے بعد اُن کے فرزند میاں نور محمد جانشین ہوئے۔ زیرین سندھ کا علاقہ جس کا مرکز ٹھٹہ تھا مرزا غازی بیگ ترخان کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت میں شامل کرلیا گیا تھا جس کے انتظام کے لئے دھلی سے گورنر مقرر کئے جاتے تھے۔ دھلی کی مرکزی حکومت کی کمزوریوں اور بد انتظامیوں کی وجہ سے ٹھٹے کے علاقے کا انتظام بد سے بدتر ہوتا گیا۔ میر قانع کی ولادت کے زمانے میں ٹھٹے کا گورنر سیف‌اللہ خان تھا جس نے مکلی کی پہاڑی پر ١١٤٠ھ میں "جلوہ گاہ امامین" کی تعمیر مکمل کی تھی۔ ١١٤٣ھ میں نواب سیف‌اللہ خان نے ٹھٹے میں وفات پائی۔ اُس کے بعد تین گورنر اور ہوئے۔ آخری حاکم نواب سیف‌اللہ خان کا بیٹا نواب صادق علی خان تھا جس نے مرکزی حکومت سے ٹھٹے کا علاقہ اجارہ پر لیا تھا۔ مگر اس سے یہ کام سنبھل نہ سکا۔ آخرکار ١١٥١ھ میں میاں نور محمد خان کلہوڑہ نے مرکزی حکومت سے ٹھٹہ یعنی زیرین سند کا علاقہ بھی سالانہ مقررہ محصول پر حاصل کرلیا۔ اس طرح کل سر زمین سندھ کلہوڑہ حکومت کے تحت آگئی۔ اُس وقت میر قانع کی عمر گیارہ سال کی تھی۔

ٹھٹے کے کلہوڑہ حکومت کے تحت آجانے کے دوسرے ھی سال ۱۵۲ میں نادر شاہ افشار نے دھلی پر حملہ کر کے محمد شاہ کو شکست دی۔ دھلی کے خزانوں کو حاصل کرنے کے علاوہ، اس نے محمد شاہ سے ایک فرمان حاصل کر کے دریای اٹک اور دریای سندھ کے مغرب کا تمام علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ اس معاھدے کی رو سے کابل، پشاور، بلوچستان وغیرہ کے علاوہ، کلہوڑہ حکومت کا تقریباً سارا علاقہ نادر شاہ کی سلطنت کے تحت ھوگیا ۔ نادر شاہ دھلی سے پشاور ھوتا ھوا کابل پہنچا۔ کچھ مدت پہلے ھی اس نے میاں نور محمد کو کابل میں ملنے کے لئے بلایا تھا۔ میاں نور محمد، محمد شاہ کے اس فرمان کو جو نادر شاہ نے داب ناجائز سے حاصل کیا تھا، غالباً، جائز اور قابل تعمیل نہیں سمجھتے تھے، اس لئے انہوں نے کابل جانا مناسب نہ سمجھا ۔ اب نادر نے سندھ پر حملہ کردیا اور محرم ۱۱۵۳ھ میں عمر کوٹ پہنچ گیا جہاں میاں نور محمد منتقل ھوچکے تھے ۔ نادر شاہ نے صلح کے بعد میاں نور محمد کو سندھ کا حکمران تسلیم کیا مگر زبردست تاوان کی رقم اور سالانہ محصول عاید کر گیا ۔

گذشتہ ڈیڑھ دو سو سال کی پر امن زندگی میں، ملک کی خوش حالی اور زر خیزی کو بڑھانے کے لئے کلہوڑہ فرماں رواؤں کی کوششوں سے سندھ نے جو معاشی اور ثقافتی ترقی کی تھی، وہ نادر کے حملے کے بعد سیاسی طوفانوں کے برپا ھوجانے کی وجہ سے تباہ و برباد ھوگئی ۔ ممکن ھے ایران کو نادر کی اس لوٹ مار سے کچھ عارضی فائدہ پہنچا ھو، مگر سندھ کو بلا وجہ مدتوں مصیبتیں اٹھانی پڑیں ۔

سندھ سے واپس جانے کے سات سال کے بعد ۱۱۶۰ھ میں نادر ایران میں قتل کردیا گیا۔ جانشینی کی کشمکش میں بڑی افراتفری پیدا ھوگئی۔ نادر کی سلطنت کے مشرقی حصے، یعنی افغانستان، بلوچستان، سندھ وغیرہ پر احمد شاہ ابدالی کا اقتدار قائم ھوگیا ۔

احمد شاہ ابدالی کي ولادت ۱۱۳۵ھ میں ملتان میں ھوئی تھی ۔ قندھار کے ھوتکی فرماں روا شاہ حسین ھوتک نے ۱۱۵۰ھ میں اس کو اس کے بھائی ذوالفقار خاں کے ساتھ قندھار میں قید کردیا تھا ۔ ۱۱۵۱ھ میں جب نادر شاہ

نے قندھار کو فتح کیا تو ان بھائیوں کو قید سے آزادی ملی اور نادر نے انھیں شمالی ایران میں جاگیر دی۔ بعد میں نادر نے احمد شاہ کو ابدالی فوج کے ساتھ اپنی فوج میں شامل کرلیا اور وہ نادر کے ساتھ تقریباً تمام معرکوں میں شریک رہا۔ ۱۱۶۰ھ میں نادر کے قتل کے بعد قندھار میں وہ بادشاہ منتخب ہوا۔

قندھار میں احمد شاہ کے اعلانِ شاہی کے بعد اس کی توجہ زیادہ تر افغانستان اور ھندوستان کی طرف رھی۔ پنجاب، ملتان اور کشمیر کا انتظام کرنے کے بعد محرم ۱۱۶۷ھ میں اس نے سندھ کا رخ کیا۔ راستے میں سندھ کے سفیر دیوان گدو مل نے تحایف اور سندھ کا مالیہ پیش کرکے اسے مطمئن کردیا اور وہ پلٹ کر خراسان کی طرف روانہ ھوگیا۔ اسی سال یعنی ۱۲ صفر ۱۱۶۷ھ کو میاں نور محمد خ.ن تقریباً اسّی (۸۰) سال کی عمر میں وفات پائی، ان کے بڑے لڑکے میاں مراد یاب خاں کی جانشینی کو احمد شاہ نے تسلیم کیا۔ مراد یاب خاں نے اپنے باپ اور دادا کی عمدہ مثالوں کی پیروي نہ کی۔ تقریباً تین سال کے بعد ۱۱۷۰ھ کے آخر میں معزول ھوا اور میاں نور محمد کے ایک اور بیٹے میاں غلام شاہ نے عنانِ سلطنت اپنے ھاتھوں میں لے لی۔ بال چند "آزاد" نے تاریخ نکالی:

بنشست "غلام شاہ" بر "مسند جاہ"
برخاست "مراد یاب نا آمید" به "آہ"

میاں غلام شاہ کلھوڑہ کو سندھ کا "اکبر بادشاہ" کہا جا سکتا ھے۔ اول تو یہ کہ جس طرح اکبر بادشاہ کا دور حکومت امن و انصاف کے لحاظ سے مغلیہ سلطنت کا سنہری دور تھا اسی طرح میاں غلام شاہ کا دور حکومت سندھ میں امن و انصاف اور معاشی ترقی کا زرّین عھد تھا۔ دوسرے، جس طرح اکبر نے، ھمایوں بادشاہ کے سے عالم و فاضل باپ کا بیٹا ھونے کے باوجود کوئی تعلیم حاصل نہ کی تھی، اسي طرح میاں نور محمد خاں کے سے قابل باپ کے بیٹے ھوکر میاں غلام شاہ خاں نے بھی حصول علم کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اور تیسرے، جس طرح اکبر، خود بے علم ھونےکے باجود اھل علم و کمال کی قدردانی میں جواب نہ رکھتا تھا اسی طرح میاں غلام شاہ خاں نے بھی علم و کمال کی بے مثال سرپرستی کی۔

کلہوڑہ خاندان کا دعویٰ تھا کہ وہ عباسی خلفا کی اولاد سے ہیں، لیکن اپنے خاندان کی تاریخ مرتب کرانے کا خیال نہ میاں یار محمد کو آیا اور نہ میاں نور محمد کو۔ میاں غلام شاہ خان نے "تاریخ عباسیہ" کی تالیف کی ضرورت محسوس کی اور یہ کام ۱۱۷۵ھ میں میر قانع کے سپرد کیا۔ میر صاحب کی عمر اس وقت (۳۵) سال کی ہوچکی تھی۔ ۱۱۷۴ھ میں انہوں نے مقالات‌الشعرا کی تالیف مکمل کردی تھی، اس کے بعد وہ اس کام پر مقرر کئے گئے تھے لیکن مکمل نہ کرسکے۔ ٹھٹے کے کتب خانوں کی فہرست سے جو برٹش میوزیم میں ہے، معلوم ہوتا ہے کہ "تاریخ عباسیہ" نظم و نثر دونوں کا ناتمام مسودہ اس زمانے میں جبکہ یہ فہرست تیار کی گئی تھی، کتب خانہ میں موجود تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ملازمت تین چار سال سے زیادہ مدت تک قائم نہ رہی ہوگی، کیونکہ پانچ سال کے بعد ۱۱۸۰ھ میں وہ تحفة الکرام کی تالیف میں مشغول ہوگئے۔ اس سلسلۂ ملازمت کے ختم ہونے کے اسباب نہ میر قانع نے بیان کئے ہیں اور نہ ہمیں کسی اور ذریعے سے حاصل ہو سکے۔

سنہ ۱۱۸۲ھ میں میاں غلام شاہ خان نے نیرون کوٹ میں ایک نیا قلعہ تعمیر کیا اور اس کا نام "حیدرآباد" رکھا۔ حیدرآباد کو اس نے خدا آباد کی بجاے اپنی سلطنت کا دارالحکومت قرار دیا۔ اب بجاے ٹھٹے کے، جو مغلیہ گورنروں کا دارالحکومت تھا، یا خدا آباد کے، جو کلہوڑہ فرمان رواوں کا مرکز تھا، حیدرآباد کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی جو سندھ پر انگریزوں کے تسلط تک قائم ہی۔

قانع کا سفر سورت

۱۱٦۰ھ میں بیس سال کی عمر میں میر قانع نے شیخ محمد اکرم ٹھٹوی کی معیّت میں (جو نادر شاہ کے جہازوں کا ناخدا بن کر سورت سے ٹھٹہ آیا تھا) سورت کا سفر کیا۔ راستے میں ان کا جہاز تین روز تک مرہٹہ باجی راؤ کے سخت محاصرہ سے نجات پا کر سورت پہنچا۔ شیخ محمد اکرم چند سال سورت میں رہ کر دکن چلا گیا جہاں وہ قلعہ اتنور کا قلعدار بنا اور اسے "اکرم‌الدین خان" کا خطاب ملا۔ غالباً میر قانع اس کے دکن چلے جانے کے بعد ٹھٹہ واپس ہوے۔ اس سفر کا ایک نتیجہ خیز واقعہ یہ تھا:

"میرسعدالله پوربي، عالم متبحر، در فضیلت بی نظیر، در معقولات بی قرین، گذشته [وفات ۱۱۳۸ھ]۔ پسرانش میر عبدالعلي و میر عبدالولي است۔ طرفه آنکه، در اسم خود و پسران، غریب کنایه مضمر داشته۔ چه هر گاه اوائل هر سه

اسم موقوف داشته، علمها را بهم ربط داده آید، کلمهٔ "علي ولي الله" صورت ظهور مي یابد.

معلوم باد، که مسودهٔ اوراق [قانع] چون در شهورِ سنه هزار وصد و شصت [۱۱٦۰ھ] وارد بندرِ سورت گردیده و از اتفاقات غریب این اسما مطلع گردیده، بخود نذر کرده که اگر فضل ایزدي کرم کند همچنین در اسماي شان رعایت کرده شود.

از حسنِ اتفاق در سال هزار و صد و هشتاد و یک [۱۱۸۱ھ] فرزندي بوجود آمده۔ علاوه رعایت مذکور، پاسِ وقوعِ تاریخ در اسم، ناخن زنِ دل شد۔ ببرکت ولای جناب اطهر حضرت شاهِ ولایت که بنده "قانع" غلام آن درم، "غلام علی" اسمِ آن ولد برعایت مذکور مطابق سالِ میلاد، واردِ طبع شده۔

حالی، بخود آن عزم را تصمیم بتجدید داده "غلام ولی الله" نام دیگر فرزند که وجودش هنوز منحصر شهور سال هزار و صد و هشتاد و سه [۱۱۸۳ھ] بود، در دل نگاه داشتم، و از جناب ایزدی مسئلتِ آنگونه حسن اتفاق نمودم۔

لله الحمد، که دران اتفاق در سال هزار و صد و هشتاد و سه [۱۱۸۳ھ] فرزند دیگر کرامت شده ۔ نامش "غلام ولي الله" مطابق سال میلاد درست آمده (۱)۔ اکنون چون مکرر هر دو اسما محذوف نموده شود، راست کلمهٔ "علی ولی الله" عیان ست۔"

یه خیال میر قانع نے "تحفة الطّاهرین" کے مصنف شیخ محمد اعظم ٹھٹوی سے بھی بیان کیا تھا، جس کو شیخ محمد اعظم نے اس طرح نظم کردیا ھے:

علی شیر قانع حسینی که او — بود زبدهٔ آل خیر البشر
یکی روز می گفت با من به راز — که ایزد به بخشد مرا دو پسر
یکی را بخوانم "غلام علی" — "غلام ولی الله" نامِ دگر
که از اسم شان سالِ میلادِ شان — به پیشِ سخن گر شود جلوه گر
علی ولی الله از هر دو اسم — بر آمد بوضعِ خوش و خوبتر
بخاموش ماندم ازین گفتگر — که این از کرامات باشد مگر

---

(۱) "غلام ولي الله" کے اعداد، اگر "الله" کے لام کو دو بار گنا جاے تو ۱۱۸۳ هوتے هیں - اور اگر لام کو ایک بار گنا جاے تو ۱۱۵۳ هوتے هیں.

بدل گفتم آخر اگر عمر هست | شوم تجربه را یکی منتظر
به سه سال آن هر دو پور گزین | که "قانع" ازان داد سابق خبر
ولادت موافق باعداد نام | خدایش عطا کرد با زیب و فر
تو اي "اعظما" زين شگفتي مدار | که این گفته ز الهام دارد اثر

سفر سورت کے گیارہ سال کے بعد، سنہ ۱۱۷۱ھ میں جبکہ میر قانع کی عمر ۳۱ سال کی تھی، انھیں ایک لڑکا ہوا، جس کا نام انھوں نے "امیر علی" رکھا۔ خبر نہیں اس موقع پر انھیں اپنی وہ نذر یاد تھی یا نہ تھی۔ یا یہ کہ اس سنہ کے اعداد کے لحاظ سے اس رعایت والا کوئی نام نہ مل سکا ہو۔ بہرحال، میر قانع کے ایک شاگرد میاں غلام محمد تتوی نے (۱) اس مصرعے سے تاریخ نکالی:

"در چمن جاه شگفته گلي" (۱۱۷۱ھ)

اور میر قانع کے استاد بھائی محمد پناہ "رجا" تتوی نے یہ سجع کہا جس سے تاریخ بھی نکلتی ہے:

"امیر علی بن علی شیر حسینی" (۱۱۷۱ھ)

اس لڑکے کا اس کے علاوہ اور کوئی ذکر کہیں نہیں ملتا۔ ممکن ہے اس نے صغر سنی ہی میں وفات پائی ہو۔ غرض امیر علی کی ولادت کے دس سال کے بعد ۱۱۸۱ھ میں میر قانع کی منت کے مطابق ایک دوسرا لڑکا تولد ہوا جس کا تاریخی نام انھوں نے "غلام علی" رکھا اور یہی وہ خلف الرشید ہے جس نے بعد میں "مائل" کے تخلص سے شاعری کی دنیا میں اپنے باپ کے نام کو روشن رکھا۔ ۱۱۸۳ھ میں میر قانع کی دلی خواہش کے مطابق ایک لڑکا تولد ہوا جس کا تاریخی نام "غلام ولی اللہ" رکھ کر میر صاحب نے اپنی نذر پوری کی۔ دونوں ناموں سے "غلام" کا لفظ ساقط کردینے سے "علی ولی اللہ" کی ترکیب نکل آتی ہے۔

مائل کی ولادت

غرض میر غلام علی "مائل" کی ولادت ۱۱۸۱ھ میں قلعۂ حیدرآباد کی تعمیر سے ایک سال قبل ہوئی۔ اس کے چار پانچ سال کے بعد ۱۱۸۶ھ میں میاں غلام شاہ خاں کلہوڑہ نے وفات پائی۔ پندرہ سال کے امن و امان اور معاشی فلاح و بہبود کے بعد میاں غلام

(۱) مقالات الشعرا صـ ۴۷۳

شاہ خان کی موت نے سندھ کو پھر زبردست سیاسی بحران میں مبتلا کردیا ۔ کلہوڑہ خاندان کے کئی افراد تخت نشین ہوکر معزول ہوے اور قتل کئے گئے اور آخر میں میاں نور محمد کلہوڑہ کا سب سے چھوٹا بیٹا میاں عبدالنبی تخت نشین ہوا جس کی ظالمانہ حرکتوں اور ناعاقبت اندیشیوں نے ایک طرف تو تالپر سرداروں کی وفاداریوں کی جڑیں کاٹ دیں اور دوسری طرف عام رعایا پر مدد خاں افغان کی بلا نازل کرادی ۔ حالات ایسے ناقابل برداشت ہوگئے کہ تالپر سردار بغاوت پر مجبور ہوگئے ۔ آخرکار فتح علی خاں تالپر اور اس کے بھائیوں نے مل کر ۱۱۹۶ھ میں ھالانی کے میدان میں عبدالنبی کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دے کر کلہوڑہ خاندان کی حکومت کا خاتمہ کردیا۔

اب تالپروں کی حکومت قائم ہوگئی ۔ لیکن ملک سندھ کے سات قطعوں میں چار قطعے کا سب سے بڑا علاقہ حیدرآباد کے تحت میر فتح علی خاں اور اُن کے تین بھائیوں کے حصے میں آیا ۔ دو قطعوں کا حصہ خیرپور کے تحت میر سہراب خاں تالپر کو ملا اور صرف ایک قطعے کا حصہ میرپور کے تحت میر ٹھارہ خاں تالپر کا قرار پایا۔ شہر ٹھٹہ کا تعلق حکومت حیدرآباد سے رہا جس پر میر فتح علی خاں تالپر اور اُن کے بھائی میر غلام علي خان اور میر کرم علی خاں اور میر مراد علی خاں مشترکہ طور پر حکومت کرتے تھے ۔ لیکن صدر حکومت بڑے بھائی میر فتح علی خاں تھے۔ اُس وقت میر غلام علی "مائل" کی عمر پندرہ سال کے قریب تھی اور میر قانع کی عمر (۵٦) سال کی ہوچکی تھی اور وہ مختلف کتابوں کی تصنیف و تالیف میں مشغول تھے۔

میر عظیم الدین "عظیم"

میر قانع کے بڑے بھائی سید یار محمد کے چھوٹے لڑکے میر عظیم الدین "عظیم" کی ولادت سنه ۱۱٦۳ھ میں ہوئی ۔ اس وقت میر قانع کی عمر ۲۳ سال کی تھی اور غالباً وہ سورت کے سفر سے ٹھٹہ واپس آچکے ہونگے ۔ اسی سال سندھ کے سب سے بڑے فارسی گو شاعر محسن ٹھٹوی نے وفات پائی تھی ۔ "محسن" کا ایک مطلع ہے :

در کتاب حسن می گوئی وفا را باب نیست
این روایت هیچ جا در روضة الاحباب نیست

میر عظیم نے اس کے دوسرے مصرعے پر گرہ لگا کر اپنی ولادت اور محسن کی وفات کے واقعے کی طرف بڑی خوبی سے اشارہ کیا ھے :

من بدنیا آمدم تو "محسنا" برخاستي
این روایت هیچ جا در روضة الاحباب نیست

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ھے کتاب "روضة الاحباب" شکر اللٰھی خاندان کے جد اعلی امیر عطاء اللہ جمال الدین کی تصنیف ھے۔ "محسن" نے روضة الاحباب کے صرف لفظی معنی سے فائدہ اٹھایا تھا مگر "عظیم" کی گرہ نے ایک لطف پیدا کردیا ۔

میر عظیم کی عمر تحفة الکرام کی تحریر کے وقت اٹھارہ سال کے لگ بھگ تھی ۔ میر قانع نے اس کی ابھرتی ھوئی شاعری کے جوھر کو پرکھ لیا تھا ، چنانچه وہ تحفة الکرام میں عظیم کے متعلق لکھتے ھیں :

"اکنون سلیقه شعر نیک اندوخته است، داخل یادگاران آباست"

ھالانی کی جنگ کے وقت عظیم کی عمر ۳۳ سال کی تھی اور اس کی شاعری بہار پر آچکی تھی۔ تالپوروں کی مستقل حکومت قائم ھو چکی تھی ۔ میر فتح علی خان تالپور نے میر عظیم کی بڑی قدردانی کی۔ عظیم نے جنگ ھالانی کے واقعات کو شاھنامے کے طرز پر منظوم کرکے اس کا نام "فتح نامه" رکھا ۔ فتح علی خان کے دربار میں یه مثنوی بڑے آب و تاب سے پڑھی جاتی تھی ۔ بہت سے درباریوں کو اس کے اشعار ازبر تھے ۔ فتح علی خان کی فرمائش پر عظیم نے "ھیر رانجھ" کا قصه بھی مثنوی کے طور پر نظم کیا تھا (۱)۔ غرض اس دور کے فارسی گو شعرا میں میر عظیم چوٹی کے شاعروں میں مانے جاتے تھے۔

میر عظیم اپنے چچا زاد بھائی میر غلام علی مائل سے بڑی شفقت رکھتے تھے ۔ میر عظیم کی عمر میر مائل سے اٹھارہ سال بڑی تھی اور کیا عجب ھے کہ عظیم ھی کے اثر سے مائل نے شاعری کے میدان میں قدم رکھا ھو۔ تکمله مقالات الشعرا میں محمد ابراهیم خلیل نے مائل کے لڑکپن کا یه قصه بیان کیا ھے :

"گویند در کوه مکلي در رانک میرزا عیسیٰ ترخان بزمي بود،

---

(۱) عظیم کی مثنوي ھیر رانجھا دوسرے شعرا کی مثنویوں کے ساتھ سندھی ادبی بورڈ سے شایع ھو چکی ھے ۔

میر عظیم‌الدین صاحب و میر غلام علي صاحب خورده، بر دروازۂ بیروني رانک، یک طرف آن و یک طرف این، نشستند و میر سبزه و آمدورفت مردم مي فرمودند۔ ناگاه کودکي خوبصورت در گذشت که زیر بیني خالِ موزون داشت۔ میر عظیم گفت:

"ز بس حیرت بلال از منبر افتاد"

میر مائل، مائلِ جواب شد و لیکن تازه سخن بودند، جواب دیر کشید و میر عظیم مصرعِ صدر را تکرار مي کرد، تاکه میر مائل پیش مصرع رسانید:

چو دید آن خال زیر بینئ یار
ز بس حیرت بلال از منبر افتاد

درین وقت میر عظیم از فرط فرحت میر مائل را که صغیرالسن بود ببغل کشید و آفرین گفت۔ فرداي آن بشہر قدري طعام شکریه پخت و گفت که الحمدللہ که در خاندانِ ما، بحینِ حیاتِ من، آن قدر قابل برآمد که ببداهت بجواب من پرداخت"۔

اس واقعے کے سچا ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ اس واقعہ ہی کا یہ اثر معلوم ہوتا ہے کہ میر مائل نے بعد میں اپنے کلام میں مختلف موقعوں پر مختلف انداز میں "بلال و منبر" کے موضوع پر متعدد شعر کہے ہیں:

(۱) خال بر بینیش بدیده بلال خویشتن را ز منبر اندازد (ص ۲۲۶)
(۲) مگو که خال‌سیه بر جبین انورش‌ست این پئ اذان‌محبت بلال و منبرش‌ست این (ص ۱۵۳)
(۳) پئ اذان به منبر برآمده ست بلال به خال بینئ خود غیر ازین قرار مده (ص ۱۷۱)
(۴) نامِ حق بر رخت از خالِ سیه در اذان تازه بلالي داري (ص ۱۷۵)

غرض عظیم کی نگرانی اور رہبری میں مائل کی شاعری ترقی کرتی گئی۔ مائل نے خود بھی عظیم کو اپنا استاد تسلیم کیا ہے اور عظیم کے بنگلے کی تعمیر پر اور "سیردل" "رانجھن و ہیر" اور "دیوان عظیم" کی تصنیفوں پر، اور عظیم کے لڑکے میر امید علی کی ولادت پر اور عظیم کی وفات پر متعدد تاریخی قطعات

کہے ھیں - عظیم کی وفات کے بعد بھی اس کو بڑی محبت اور حسرت کے ساتھ یاد کیا ھے:

یک چند در بزم "عظیم" او بود ساقی من ندیم
آن بزم کو؟ ساقي کجا؟ اینهم گذشت آنهم گذشت

میر ضیا الدین "ضیا"

عظیم اور مائل کے چچا یعنی میر قانع کے سب سے چھوٹے بھائی میر ضیاءُ الدین "ضیا" نے بھی شاعری میں نام پیدا کیا۔ وہ میرپور کے حکمران میر تھارہ خان سے متوسل تھے۔ "عظیم" اور "ضیا" اگرچہ چچا بھتیجے تھے مگر ان کی عمروں میں بہت تھوڑا سا تفاوت ہوگا۔ میر فتح علی خان کی فرمایش پر "عظیم" نے ھیر رانجھا کے قصے کو منظوم کیا تھا۔ "ضیا" نے بھی اس قصے کو منظوم کیا ھے۔ اس مثنوی میں اس نے "سبب نظم کتاب" کے عنوان سے صاف صاف لکھا ھے کہ میرے بھتیجے عظیم‌الدین نے بادشاہ (میر فتح علی خان) کی فرمایش پر اس قصے کو نظم کیا ھے جو مجھے پسند آیا اور خیال ھوا کہ میں بھی اس کو ایک اور رنگ میں نظم کرکے میر تھارہ خان کے سامنے پیش کروں۔

میر مائل پر میر عظیم کے علاوہ اپنے چچا "ضیا" کی شاعری کا بھی کچھ اثر معلوم ھوتا ھے۔ کئی غزلیں ھم طرح ملتی ھیں۔ "ضیا" کے بیاض میں ایک اردو منقبت، مخمس ترجیع بند ھے جس کا پانچواں مصرع ھے:

یا علی میں غلام تیرا ھوں

اسي بیاض کے آخری صفحات میں ایک فارسی منقبت اسی انداز کی ھے جس کا پانچواں مصرع اردو مصرع کا ترجمہ معلوم ھوتا ھے:

یا علي من غلام نام تو ام

ان دونوں منقبتوں کے نمونے پر مائل کا بھی ایک (۳۶) بند کا مخمس ھے جس کا پہلا بند یہ ھے:

ساقیا مست فیضِ جامِ تو ام | چشم بر راہ لطفِ عام تو ام
زان مَیَم دہ کہ تشنہ کامِ تو ام | انت مولائي من غلام تو ام

یا علي من غلام نام تو ام

مائل کے کلام کی اهمیت

همارے مشرقی شاعر اپنی نظموں کی تاریخ درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ اس کمی کی وجه سے یه پته چلانا بہت مشکل هوجاتا ھے که شاعر نے کوئی نظم کس دور میں اور کس ماحول میں کہی تھی۔ خصوصاً غزلوں میں تو ناممکن سا هوجاتا ھے۔ اسی طرح مراثی، منقبت، قصیدے وغیرہ کے متعلق بھی خارجی ثبوت بمشکل هی ملتا ھے۔ البته شادی، ولادت، وفات وغیرہ واقعات پر شعرا جو تاریخی قطعات کہتے هیں ان کے متعلق یه قیاس بڑی حد تک صحیح هوتا ھے که وہ قطعات ان واقعات کے فوراً بعد یا چند هی دنوں کے اندر اندر کہے گئے هوں گے۔

مائل نے تاریخی قطعات اور نظمیں بکثرت کہی هیں۔ بعض لمبے لمبے قطعات میں تاریخ نکالی ھے جو دربار میں سنانے کے لئے کہے گئے هوں گے۔ تاریخ گوئی میں مائل کے مقابلے میں سندھ کے چند هی شعرا پیش کئے جاسکتے هیں۔ اس نے اپنے زمانے اور اپنے ماحول کے تقریباً هر اهم واقعے پر تاریخ کہی ھے۔ تاریخ گوئی کا شوق اور ملکه اتنا بڑھا هوا نظر آتا ھے که بعض اوقات تاریخ نکالی ھے مگر اس واقعے کے افراد کا نام تک درج نہیں کرتا بعض اوقات تو خود شاعر کو بھی شاید نام معلوم نه هو مگر تاریخ گوئی کے شوق اور مہارت کی بناء پر فوراً تاریخ نکال دی۔ مثلاً : قطعه تاریخ وفات شخصی که احمد نام داشت (۱۲۳۲ھ) ص ۳۴۴، (۲) قطعهٔ تاریخ غرقي دو سادات (۱۲۰۹ھ) ص ۳۴۴، (۳) قطعه شادی این پنج شادیهای مذکور (۱۲۱۳) ص ۳۱۴۔

مائل کے قطعات تاریخ سے سندھ کی تفصیلی تاریخ کا بھی خاصا مواد مل جاتا ھے (۱) هم ذیل میں مائل کی زندگی کے تمام سالوں کے سیاسی اور ذاتی حالات کا ایک خاکه پیش کرتے هیں جس میں اس کے کہے هوئے تاریخی قطعات کی تعداد هر سال کے مقابل درج کی گئی ھے :

---

(۱) اس سلسلے میں جناب سید حسام‌الدین راشدی صاحب نے ایک طویل تفصیلی مضمون لکھا ھے جو رسالہ مہران (سندھی) کے شمارہ ۲ سنه ۱۹۵۵ع میں شایع هوچکا ھے۔

سنه	تعداد قطعات تاریخ (مائل)	واقعات	مائل کی عمر
۱۱۸۱	•	ولادت میر غلام علی "مائل" (میر قانع	
۱۱۸۲		نے تحفة الکرام مکمل کی)	
۱۱۸۳	•	ولادت میر غلام ولی الله	
۱۱۸۴	•	...	
۱۱۸۵	•	...	
۱۱۸۶	•	غلام شاہ کی وفات۔ سرفراز خان کی مسند نشینی۔ بھرام خان اور صوبدار خان کا قتل (احمد شاہ ابدالی کی وفات)	۵ سال
۱۱۸۷	•	...	
۱۱۸۸	•	...	
۱۱۸۹	•	سرفراز خان کی شکست اور معزولی۔ محمود خان کی مسند نشینی اور معزولی۔ غلام نبی کی مسند نشینی اور معزولی۔ عبدالنبی کی مسند نشینی	
۱۱۹۰	•	...	
۱۱۹۱	•	...	۱۰ سال
۱۱۹۲	•	(میر قانع نے "مثنوی اعلان غم" اور "زبدة المناقب" کی تکمیل کی)	
۱۱۹۳	•	...	
۱۱۹۴	•	تیمورشاہ بن احمد شاہ ابدالی کی سندھ میں آمد۔ بجار خان کو عبدالنبی نے قتل کرادیا۔ (میر قانع نے "مختارنامہ" مکمل کیا)	
۱۱۹۵	•	...	
۱۱۹۶	•	عبدالنبی نے عبدالله خان اور فتح خان کو قتل کرادیا۔ جنگ هالانی میں فتح علی خان کی فتح۔ کلہوڑہ حکومت کا خاتمہ	۱۵ سال

سنه	تعداد قطعات تاریخ (مائل)	واقعات	مائل کی عمر
۱۱۹۷	۰	...	
۱۱۹۸	۰	فتح علی خان نے حیدرآباد کو فتح کیا۔ (میر قانع نے "نصاب البلغا" کو مکمل کیا)	
۱۱۹۹	۰	(میر قانع نے مثنوی "ختم السلوک" لکھی)	
۱۲۰۰	۰	...	
۱۲۰۱	۰	...	۲۰ سال
۱۲۰۲	۰	(میر قانع نے "طومار سلاسل گزیده" "شجرۂ اهل بیت" اور "معیار سالکان طریقت" کو مکمل کیا)	
۱۲۰۳	۱	وفات میر علی شیر "قانع" پدر میر مائل	۲۲ سال
۱۲۰۴	۰	...	
۱۲۰۵	۰	...	
۱۲۰۶	۷	تعمیر بنگله میر عظیم	۲۵ سال
۱۲۰۷	۱	وفات سید کریم الدین (بن سید یار محمد) برادر بزرگ میر عظیم	
۱۲۰۸	۱	...	
۱۲۰۹	۳	ولادت میر امید علی بن میر عظیم	
۱۲۱۰	۳	...	
۱۲۱۱	۲	...	۳۰ سال
۱۲۱۲	۱۲	...	
۱۲۱۳	۱۳	...	
۱۲۱۴	٦	...	
۱۲۱۵	۹	ولادت میر صدرالدین بن میر عسکر علی بن میر مائل	
۱۲۱٦	۲	وفات دختر میر فتح علی خان	۳۵ سال

سنه	تعداد قطعات تاریخ (مائل)	واقعات	مائل کي عمر
۱۲۱۷	۴	۱۰ محرم وفات میر فتح علی خان و تولد میر صوبدار خان (مسند نشینی میر غلام علی خان)	
۱۲۱۸	۰	...	
۱۲۱۹	۱	...	
۱۲۲۰	٦	...	
۱۲۲۱	۴	...	۴۰ سال
۱۲۲۲	۲۱	شب اول ماه رمضان، وفات والدهٔ میر فتح علی خان۔ ولادت میر علی شیر ثانی بن میر مائل	
۱۲۲۳	۸	ولادت میر لطف علی بن میر عسکر علی بن میر مائل	
۱۲۲۴	۲۸	...	
۱۲۲۵	۲۱	ولادت میر امام بخش بن میر مائل	
۱۲۲٦	۲۱	...	۴۵ سال
۱۲۲۷	۱۳	وفات میر غلام علی خان (مسند نشینی میر کرم علی خان)	
۱۲۲۸	۱٦	فتح قلعهٔ عمر کوٹ۔ شادی کتخدائی سید غلام ولی‌الله برادر میر مائل	
۱۲۲۹	۲۳	یکم ماه صفر، وفات میر عظیم۔ وفات میر ضیاءالدین ۔ وفات بی بی سکینه دختر میر مائل۔ ولادت سید محمد شاه بن سید غلام ولی‌الله برادر میر مائل	
۱۲۳۰	۴	...	
۱۲۳۱	۱۲	ولادت میر علی بخش بن میر عسکر علی بن میر مائل	۵۰ سال

سنه	تعداد قطعات تاریخ (مائل)	واقعات	مائل کی عمر
۱۲۳۲	۱۷	ولادت میر مختار علی بن میر مائل	
۱۲۳۳	۱۰	...	
۱۲۳۴	۲	...	۵۳ سال
۱۲۳۵	۰	...	
۱۲۳۶	۰	...	۵۵ سال
۱۲۳۷	۰	میر کرم علی خان اور میر مراد علی خان کے حکم پر "محک خسروی" مرتب کی گئی	
۱۲۳۸	۰	...	
۱۲۳۹	۰	...	
۱۲۴۰	۰	سید حسن شیرازی نے "زبدۃالمعاصرین" تالیف کی	
۱۲۴۱	۰	...	۶۰ سال
۱۲۴۲	۰	...	
۱۲۴۳	۰	...	
۱۲۴۴	۰	وفات میر کرم علی خان (مسند نشینی میر مراد علی خان)	۶۳ سال
۱۲۴۵	۰	...	
۱۲۴۶	۰	وفات میر سہراب خان والی خیرپور (مسند نشینی میر رستم خان)	۶۵ سال
۱۲۴۷	۰	وفات ولی محمد خان لغاری	
۱۲۴۸	۰	میر مراد علی خان کی طلبی پر شاہ شجاع الملک کی شکارپور میں آمد۔	
۱۲۴۹	۰	وفات میر مراد علی خان (مسند نشینی میر نور محمد خان)	
۱۲۵۰	۰	...	

سنه	تعداد قطعات تاریخ (مائل)	واقعات	مائل کي عمر
۱۲۵۱	•	وفات مائل (۹ ذی‌الحجه)	۷۰ سال
...		...	
...		...	
۱۲۵۸		سندھ پر انگریزی حکومت کا تسلط	مائل کی وفات کے چھ سال بعد

اس مفروضے کی بناء پر کہ جن سالوں میں شاعر نے کم یا زیادہ تاریخیں کہی ہیں، اس کے مطابق ان سالوں میں اس کی مشقِ سخن بھی تیز یا سُست رہی ہوگی، یہ نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں -

مائل کی شاعری کے دو دور

سنہ ۱۲۰۳ھ میں مائل کے والد میر قانع نے وفات پائی - مائل نے اس کی تاریخ کہی اس وقت مائل کی عمر ۲۲ سال کی تھی - اس کے بعد سنہ ۱۲۰۴ھ اور سنہ ۱۲۰۵ھ کی کوئی تاریخ نہیں ملتی- اس لئے یہ بھی امکان ہے کہ سنہ ۱۲۰۳ھ میں اپنے والد کی تاریخ وفات بھی اس نے دو چار سال کے بعد نکالی ہو- سنہ ۱۲۰۶ سے سنہ ۱۲۱۱ تک جبکہ شاعر کی عمر (۲۵-۳۰) سال تھی اس نے دو دو چار چار تاریخیں کہی ہیں •

۱۲۱۲ اور ۱۲۱۳ھ میں اس نے تقریباً پندرہ پندرہ تاریخیں کہی ہیں اس وقت اس کی عمر کا اکتیسواں اور تیسواں سال تھا اور پھر ۱۲۱۴ھ میں کمی ہوگئی- ۱۲۱۵ھ میں نو دس تاریخیں کہیں •

۱۲۱۶ھ سے ۱۲۲۱ھ چھ سال میں بہت کم تاریخیں کہیں، خصوصاً ۱۲۱۸ھ کی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے- ۱۲۱۹ھ کی صرف ایک تاریخ ہے جو میر غلام علی خان کی شکار کے سلسلے میں آمد اور عید کی تہنیت میں ایک (۲۲) اشعار کے قطعے میں کہی گئی ہے - یاد رہے کہ ڈیڑھ دو سال پہلے ۱۲۱۷ھ میں میر فتح علی خان نے وفات پائی تھی اور میر غلام علی خان صدر ریاست بنے تھے- انہیں شکار کا بہت شوق تھا اور وہ شکار کے سلسلے میں ٹھٹہ ہوکر شکار گاہ ہیلایہ کی طرف جایا کرتے تھے- مبارکباد شکار کے سلسلے

میں قصیدہ نما طویل دس بارہ قطعات میر غلام علی خان کے لئے کہے گئے ھیں اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ مائل کے اولین قدر دان غلام علی خان تھے۔ ۱۲۲۷ھ میں غلام علی خان کی وفات ہوئی اور میر کرم علی خان رئیس سلطنت ہوئے جن کے زمانے میں مائل کی بہت قدر دانی ہوئی۔ غرض اس کی شاعری کے دو دور اس طرح قائم کئے جاسکتے ھیں :

دور اول ۱۲۰۶ھ سے ۱۲۲۱ھ تک (۱۶) سال۔ جبکہ شاعر کی عمر ۲۵ سے ۴۰ سال تک ہوتی ہے۔

دور دوم ۱۲۲۲ھ سے ۱۲۳۴ھ تک (۱۳) سال کا دوسرا دور جبکہ اس کی شاعری عروج پر رہی اور شاعر کی عمر ۴۱ سال سے ۵۳ سال تک پہنچ گئی۔

۱۲۲۲ھ سے ۱۲۲۷ھ یعنی مائل کی شاعری کے دور دوم کے ابتدائی پانچ سال وہ میر غلام علی خان کا مداح بلکہ اُن کا درباری شاعر رہا۔ لیکن ۱۲۲۷ھ میں کرم علی خان کی جانشینی کے بعد اس نے کرم علی خان کا دامن پکڑا۔ کرم علی خان کی بھی اس پر بہت عنایتیں اور مہربانیاں رہی ہوں گی۔ مائل نے غزلوں میں، قصائد میں، منقبت میں اور دوسری نظموں میں اس کثرت سے کرم علی خان کا نام لیا ہے یا مدح کی ہے کہ پڑھنے والا بعض اوقات اس تکرار سے اکتا جاتا ہے۔

کیا مائل نے یک لخت شاعری ترک کردی ہوگی؟

ایک قابل ذکر نکتہ یہ ہے کہ موجودہ بیاضوں میں ۱۲۳۴ھ کے بعد کی کوئی تاریخ نہیں ملتی۔ حالانکہ شاعر اس کے بعد اور سترہ سال تک زندہ رہا اور کرم علی خان بھی تقریباً دس سال تک اور زندہ رہے۔ حد تو یہ ہے کہ کرم علی خان کی وفات پر بھی جو ۱۲۴۴ھ میں ہوئی اور مائل کی عمر ۶۳ سال کی تھی، اس کا کوئی قطعۂ تاریخ یا قطعۂ تعزیت موجود نہیں۔ اسی طرح میر مراد علی خان کی وفات پر بھی جو پانچ سال کے بعد ۱۲۴۹ھ میں ہوئی، مائل نے کچھ نہیں کہا۔

کیا یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ شخصی حکمرانوں کے مزاج کے مطابق

کبھی کوئی ایسا ناخوشگوار واقعه پیش آیا هو جس نے میر کرم علی خان کو ناراض کردیا هو اور میر مائل ان کے عتاب میں آگیا هو جس کے بعد اس نے شاعری هی ترک کردی اور خانه نشین هوگیا هو۔ اس کے کلام میں دو قطعے ایسے موجود هیں جن سے اتنا تو پته چلتا هے که بادشاه نے شاعر کو صله نهیں دیا ۔ قطعه هے : (ص ۳۱۸)

درخورِ صله نیست گر شعرم — لیک چون شاه آفرین فرمود
صلهٔ آفرین بود لازم — کافرین خواندش خدای ودود

دوسرے قطعے سے شاعر کسی قدر زیاده ناراض نظر آتا هے : (ص ۳۱۸)

شها زین آفرین نفرین ست بهتر — نمي گردد چو چیزي حاصل از آن
که باید چون بگوید آفرین شه — بشانِ کس ز فرطِ فضل و احسان
به بخشندش همان دم از خزانه — ز نقد و جنس شاهي صله شایان
مپندار از طمع این حرفِ داعي — که بوده در قدیم این رسمِ شاهان
تو شاهي، شاهیت بادا مسلم — منم در حضرتت هر دم دعا خوان
ز شاهانِ قدیم اي شاهِ جمجاه — شکوهِ شاهیت بادا فراوان
دلِ "مائل" بحق اندر دعایت
بنامِ حق خوش آمد سبحه گردان

لیکن ان قطعات میں نه تو تاریخ هے اور نه فرمان رواؤں میں سے کسی کے نام کی طرف کوئی اشاره۔ ان قطعات کا مخاطب کرم علی خان کو قرار دینے کا کوئی قرینه موجود نهیں هے۔ میر غلام علی خان کی وفات پر شاعر نے دو قطعات تاریخ کہے (ص ۳۲۰، ۳۲۱) ۔ اس لئے یه قیاس کرنا بیجا نه هوگا که مذکوره بالا قطعات کا خطاب غلام علی خان سے نهیں ، بلکه کرم علی خان یا مراد علی خان سے هوسکتا هے۔ مراد علی خان کی مدح میں میر مائل کا صرف ایک قصیده هے اور اس کی بھی حقیقت یه هے که وه میر کرم علی خان کی مدح میں کہے هوئے ایک قصیدے کی کاٹ چھانٹ کر تیار کیا گیا هے۔

میر کرم علی خاں والا قصیده ۳۷ اشعار کا هے جس میں سے ۱۲ مدحیه

اشعار کو خارج کرکے ۲۵ اشعار باقی رکھے اور بعض اشعار میں کہیں کہیں لفظ دو لفظ بدل دئے اور بعض جگہ اشعار کے مصرعے ادھر سے آدھر کردئے هیں۔ اکثر اشعار جوں کے توں هیں۔

هم یہاں ان دونوں قصیدوں کے متقابل اشعار پیش کرتے هیں: (ص ۲۶۱ و ص۔ ۲۶۳)

در مدح کرم علی خان	در مدح مراد علی خان
شعر۔ ۱	شعر۔ ۱
شکر لله که دلِ از قید غم آزاد آمد	صبح دم چون بدلم نامِ علی یاد آمد
مژدهٔ عشرت نو با دلِ ناشاد آمد	یمن نامش دلم از قیدِ غم آزاد آمد
شعر۔ ۱۸	شعر۔ ۲
آمد از نام "علي" وصف "کرم" نام آور	آمد از نام "علي" جمله "مرادم" حاصل
این همه از کرم شه بتو امداد آمد	چونکه نام علیم سبحهٔ ارشاد آمد
شعر۔ ۲	شعر۔ ۳
بود از بسکه دلم مست ز صهباي وصال	بود از بس دلم از شوق طلبگار وصال
واصل شاهد مقصود خدا داد آمد	واصل شاهدِ مقصود خدا داد آمد
شعر۔ ۳	شعر۔ ۴
داشت طبعم ز ازل وعدهٔ تنظیم سخن	داشت طبع سخنم وعدهٔ تنظیم سخن
طرفه طبعِ سخنم راست بمیعاد آمد	طرفه طبعِ سخنم راست بمیعاد آمد
شعر۔ ۴	شعر۔ ۵
میبرم طبع سخن باز بجولان سخن	میدهم دادِ سخن خوش بمدیح ممدوح
فیض روح القدسم بسکه بامداد آمد	فیض روح القدسم بسکه بامداد آمد
(۵)	
تا دهم داد سخن خوش بمدیح ممدوح	
دوش در خواب چنین بهر من ارشاد آمد	

شعر- ٦

تا کنم نقش نگین دلِ دوران نامش
در کفِ من ز ازل خامهٔ بهزاد آمد

شعر- ٦

تا دهم هر سخن نقش و نگار از نامش
در کف فطرتِ من خامهٔ بهزاد آمد

شعر- ۷

میرممدوح "کرم" بخش و کریم الاخلاق
آنکه وصف کرمش بیش ز تعداد آمد

شعر- ۷

نامور "میر مراد علي" آن خان زمان
کاین زمان بهر مدیحش بمن ارشاد آمد

شعر- ۹

آنکه پیوسته چو آبا ست مرید حضرات
آنکه در دوستئ آل چو اجداد آمد

شعر- ۸

آنکه چون والد ماجد ز مریدان نبي ست
آنکه در دوستئ آل چو اجداد آمد

شعر- ۱۲

اعتقادش چو درست آمده با آل رسول
میرِ ما معتقدِ عترت امجاد آمد

شعر- ۹

اعتقادش چو درست آمده با آل رسول
میرِ ما معتقد عترت امجاد آمد

شعر- ۱۵

مي توان دادِ سخن داد بوصفِ طبعش
بسکه طبعش بسخن داني استاد آمد

شعر- ۱۰

مي توان دادِ سخن داد بوصف طبعش
بسکه طبعش بسخن فهمي استاد آمد

شعر- ۱٦

چونکه از غیب رسیدم بحضور تو شها
غزلي تازه بمدحِ تو مرا یاد آمد

شعر- ۱۱

مدح خوان چون بحضور آمدم از غیب شها
غزلي تازه بمدحِ تو مرا یاد آمد

شعر- ۱۷

خسروا چون بتو اقبال خدا داد آمد
دولت و بخت باقبال تو منقاد آمد

شعر- ۱۲

خسروا چون بتو اقبال خدا داد آمد
دولت و بخت باقبالِ تو منقاد آمد

شعر- ۲۴
دجله دجله شده از فیض تو عالم شاداب
جام امید تو پرُ تا خط بغداد آمد

شعر- ۲۲
شیر و روباه به یکجا رود و گرگ به میش
طرفه از معدلتت ربط باضداد آمد

شعر- ۲۳
مریم طبع سخن طرفه درین عید سعید
گوئیا بهر مدیح تو بمیلاد آمد

شعر- ۲۵
گو کند خصم بخون ریزيِ خود دفع فساد
گردن خصم تو با نشتر فصّاد آمد

شعر- ۲۸
تیغ نصرت بکف همتت از روز ازل
قاطع دعويِ بي موقع حسّاد آمد

شعر- ۲۹
دائم از شعلهٔ رمح تو بمیدان نبرد
خرمن هستيِ اعداي تو برباد آمد

شعر- ۳۰
باعث شادي دلها ست نوید کرمت
از در درگه تو کیست که ناشاد آمد

شعر- ۱۳
دجله دجله شده از فیض تو عالم شاداب
جام امید تو پرُ تا خط بغداد آمد

شعر- ۱۴
شیر و روباه به یکجا رود و گرگ به میش
طرفه از معدلتت ربط باضداد آمد

شعر- ۲۵
مریم طبع سخن طرفه درین عهد سعید
از پيِ مدح شریف تو بمیلاد آمد

شعر- ۱۶
خصم بي جوهر تو هست سزاي جوهر
از ازل زان بکفت تیغهٔ فولاد آمد

شعر- ۱۷
تیغ نصرت بکف همتت از روز ازل
قاطع دعويِ بي موقع حسّاد آمد

شعر- ۱۸
دائم از شعلهٔ رمح تو بمیدان نبرد
خرمن هستيِ اعدايِ تو برباد آمد

شعر- ۱۹
باعث شادي دلها ست نگاه فیضت
از فیوض نگهت کیست که ناشاد آمد

شعر- ۳۳

در دعایت چو مدد خواه شدم از حضرات
ملهم ِ غیب بطبعم پئ امداد آمد

شعر- ۲۰

در دعایت چو مدد خواه شدم از حضرات
ملهم غیب بطبعم پئ امداد آمد

شعر- ۳۴

در دعائ تو شها از کرم و لطف کریم
دوش در خواب مرا مژدهٔ اولاد آمد

شعر- ۲۲

باد از "نور محمد" بدلت تازه شعاع
خوش جهاني ز جلائ دلت آباد آمد

شعر- ۲۳

حق "نصیرت‌به‌محمد" همه جا باد مدام
خوش‌مدام از دلم این‌مژده حق داد آمد

شعر- ۲۱

هست بهرام فلک بسکه مدد ِ تو شها
بندهٔ درگه ِ تو خازن و کشواد آمد

شعر- ۲۴

هست پیوسته ممدت چو جناب حضرات
دائمت يارئ حضرات بامداد آمد

شعر- ۳۵

شادئ دهر نصیب تو شها باد مدام
طبع من بهر دعائ تو ز بس شاد آمد

شعر- ۲۵

عشرت دهر نصیب ِ تو و اولاد ِ تو باد
طبع "مائل" بدعاي تو ز بس شاد آمد

کرم علی خان والے قصیدے کے شعر ۲۳ سے معلوم ھوتا ھے کہ یہ قصیدہ عید کے موقع پر کہا گیا تھا - مراد علی خان والے قصیدے کے شعر ۱۵ میں "عید سعید" کو "عہد سعید" بنادیا ھے - اسی طرح شعر ۳۴ میں کرم علی خان کے لئے خواب میں "مژدهٔ اولاد" کا سننا بیان کرکے خوش کیا ھے کیونکہ کرم علی خان کے کوئی اولاد نہیں تھی اور باوجود اس مژدہ کے انہیں کوئی اولاد نہیں ھوئی - مراد علی خان کے قصیدے میں اس شعر کے بجاے آن کے دو لڑکوں (۱- نور محمد خان اور ۲- نصیر محمد خان) کا ذکر پر لطف انداز میں کیا ھے - ویسے بہت سے شعر جوں کے توں رکھے ھوے ھیں -

۱۲۴۴ھ میں میر کرم علی خان کی وفات کے بعد میر مراد علی خان نے

تقریباً پانچ سال تک حکمرانی کی اور ۱۲۴۹ھ میں وفات پائی۔ ایک ھم عصر مورخ میرزا عطا محمد شکارپوری اپنی تاریخ "تازہ نوای معارک" میں میر مراد علی خان کے متعلق لکھتا ھے:

عالیجاہ میر مراد علي خان، والیٔ حیدرآباد، باوجود این ھمه خزائن و دفائن که از تعدادِ شمار بیرون بود، نهایت سخت دل و دست تنگ بود۔ مرحوم نواب مذکور[ولي محمد خان لغاري] که بر اسپ کاغذي حکمرانیٔ ملک مي نمود، و از هر چهار طرف، از دوست و دشمن برفتن و آمدنِ قواصد خبرگیري می‌نمود۔ عالیجاه میرمراد علي خان بسببِ اخراجاتِ قاصدان هم تنگدل میگردید، و بیان میفرمود که: "نواب ولي محمد خان، تمام مالیهٔ ملک چاندوکه در اخراجات قاصدان برباد میدهد، ازین سودا چه باید کرد؟"۔ (تازه نواي معارک ص۔ ۲۷۳)۔

میرزا عطا محمد شکارپوری کے اس بیان سے اندازہ ھوتا ھے کہ میر مراد علی‌خان نے اخراجات میں حد سے زیادہ محتاط طبیعت پائی تھی۔ یہاں تک کہ شاید کفایت شعاری کی بناء پر انھیں ولی محمد خان لغاری جیسے جہاندیدہ مدبر اور تجربہ کار ناظم کے وہ اخراجات بھی کھلتے تھے جو وہ انتظام مملکت کے سلسلے میں ضروری سمجھتا تھا۔ ایسے فرمانروا سے شعرا کو فیاضی کی کیا توقع ھوسکتی تھی۔ مائل کو اس قصیدے کے تجربے کے بعد پھر کوئی اور قصیدے کہنے کا حوصلہ نہ ھوا ھوگا۔

بہرحال مذکورۂ بالا دو قطعات، جو صلہ نہ ملنے پر مائل نے کہے وہ یا تو کرم علی خان کو مخاطب کرکے کہے گئے ھوں جس کے بعد کرم علی خان کی ناراضی اور بڑھ گئی ھو اور شاعر نے دربار میں جانا اور شعر کہنا ترک کردیا ھو یا پھر یہ ھوا ھو کہ شعر گوئی ترک کردینے کے کئی سال بعد جب مراد علی خان کی تخت نشینی ھوئی تو مائل نے پرانے قصیدے ھی کو ٹھیک ٹھاک کرکے مراد علی خان کے سامنے پڑھا ھو۔ بادشاہ نے زبانی تعریف تو کی مگر صلہ کچھ نہ دیا ھو اور شاعر نے یہ قطعات کہکر اپنے دل کی بھڑاس نکال لی۔

غرض مائل کا ۱۲۳۴ھ کے بعد مرتے دم تک کوئي تاریخ نہ کہنا، ایک ایسی

گتھی ھے جو فی‌الحال مائل کے موجودہ کلام سے سُلجھ نہیں سکتی۔ ممکن ھے ھمیں آیندہ کچھ ایسا مواد ھاتھ آجائے جس سے یا تو یہ قیاس غلط ثابت ھو یا اس قیاس کی صحتّ کا کوئی ثبوت ھی مل جائے۔

سندھ کے سیاسی حالات روز بروز مخدوش تر ھوتے جا رہے تھے، میر مراد علی خان نے بعض مصالح کی بناءٔ پر شاہ شجاع کو لودیانہ سے بلایا اور ۱۲۴۸ھ میں شاہ شجاع شکارپور پہنچ گیا۔ قرار داد یہ تھی کہ شاہ شجاع چالیس روز شکارپور میں توقف کرےتو چالیس ھزار روپیہ دیا جائے گا جس کے بعد شاہ شجاع قندھار چلا جائے گا۔ شاہ شجاع کو روپیہ تو مل گیا لیکن گرما کا موسم ھونے کی وجہ سے وہ تین چار مہینے شکارپور میں رکا رھا۔ اس کے بعد باربرداری کے لئے اونٹوں کا مطالبہ کیا۔ میر مراد علی خان کی طرف سے اس کا انتظام نہیں ھو رھا تھا کہ اچانک مراد علی خان کا انتقال ھوگیا اور ان کی جگہ ان کے لڑکے میر نور محمد خان اور میر نصیر خان جانشین ھوے۔ شاہ شجاع سے ان نئے حکمرانوں کے اختلافات بڑھتے گئے۔ خیرپور کے حکمران بھی شاہ شجاع کے مخالف تھے۔ آخر خیرپور کی فوج اور شاہ شجاع کی فوج میں ایک معرکہ ھوگیا۔ بہر کیف بہ مشکل شاہ شجاع کو قندھار کی جانب روانہ کیا گیا۔

میر مائل کی وفات

میر نور محمد کے دور حکومت کے تیسرے سال ۱۹ ذی‌الحجہ ۱۲۵۱ھ کو مائل نے (۷۰) سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے چھ سال کے بعد سندھ پر انگریزوں کا تسلط ھوگیا جو سندھ میں فارسی زبان و ادب کے گلشن پر خزاں کا آغاز تھا۔

مائل کے کلام کی خصوصیات

جیسا کہ اوپر ذکر ھوچکا ھے مائل کی شاعری میر عظیم کی رھنمائی اور سرپرستی میں پروان چڑھ عظیم داخلی شاعری میں بڑا مقام رکھتا تھا۔ لیکن میر مائل کی افتاد طبع خارجی شاعری کی جانب تھی۔ وہ درباری واقعات اور خارجی موضوعات پر بے تکان نظمیں کہتا ھے لیکن غزل میں اس کا تخیل اتنا اونچا نہیں جتنا عظیم کا نظر آتا ھے۔ اس نے اکثر غزلیں عظیم کی طرح میں کہی ھیں اور جیسا کہ اُس زمانے میں رواج تھا، آئے دن کوئی نہ کوئی طرح مقبول ھوجاتی تو اکثر شعرا اس پر غزلیں کہتے۔ اس طرح مائل نے

بھی بہت سی غزلیں دوسروں کی طرح پر کہی ہیں ۔ اس کے کلام پر محسن تتوي کا بھی اثر تھا۔ کئی غزلیں اور نظمیں محسن کے تتبع میں کہی ہیں اور بعض مقامات پر محسن کے مصرعوں پر گرہ لگائی ہے۔

عبدالحکیم عطا تتوی کا دَور محسن تتوی سے بھی پہلے کا ہے اس نے ایک هجو کہی تھی جو افسوس ہے کہ ہمیں اس کے دیوان میں مکمل نہیں ملی بلکہ صرف یہ دو شعر ملے ہیں :

اعوان نگر بطرز مغولي نشسته اند [بد اصل] کے باصل برابر توان شدن

سر تا بپا به گھگره و چولي نشسته اند خنثا وشان بصورت انثا زنانه وار

مائل نے اپنے زمانے کے ایک ناخوشگوار واقعے پر بادشاہ کے سامنے ایک قطعۂ گذارش اسی طرح میں کہہکر پیش کیا، جو یوں شروع ہوتا ہے (ص۔ ۳۲۱)

در حیرتم شہا که بعہدِ دیانتت ارباب کفر بہرچه در شور گشته اند

و زشورِ شان که کرد شرِ کفر آشکار اربابِ دین بگوشهٔ عزلت نشسته اند

مائل غزل کے مقابلے میں قصیدے اور قطعات میں بڑا زور صرف کرتا ہے۔ اس کے بعض قطعات بڑے طویل ہیں ۔ اصطلاحی طور پر اگرچہ ان کو قصیدہ نہیں کہا جاسکتا مگر تعداد اشعار اور خیالات کے لحاظ سے وہ قصیدہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ دربار شاہی سے متعلق ہر چھوٹے بڑے واقعے پر وہ نظم کہتا تھا۔ تالپر حکمرانوں کو شکار کا بہت شوق تھا ۔ میر مائل نے شکار کے سلسلے میں بہت سی نظمیں کہی ہیں۔

میر فتح علی خان کا درباری شاعر "عظیم" تھا ۔ عمر اور تجربے کے لحاظ سے بھی وہ مائل کا بزرگ اور استاد تھا۔ اس لئے میر فتح علی خان کے زمانے میں مائل کا رسوخ نہ بڑھ سکا لیکن فتح علی خان کی وفات اور میر غلام علی خان کی تخت نشینی کے بعد میر مائل کا اثر و رسوخ بڑھتا گیا اور غالباً میر غلام علی خان ہی کے زمانے سے اس کا مقام درباري شاعر کا ہوگیا تھا۔ بعد میں جب میر کرم علی خان کا زمانہ آیا تو مائل کا طوطی بولنے لگا ۔ مگر جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے یہ قیاس ہوتا ہے کہ ۱۲۳۴ھ کے بعد، خبر نہیں کیا افتاد پڑی کہ میر مائل کا قلم رک گیا۔

مائل کے مراثی

ہماری شاعری میں مرثیہ گوئی کی صنف ایک خاص صنف ہے۔ ویسے تو عزیزوں، دوستوں یا بڑے آدمیوں کے مرنے پر ہر ملک اور قوم کا شاعر اپنے جذبات غم کو شعر میں پیش کرتا ہے، مگر ہمارے ہاں مرثیہ وہ صنف ہے جس میں شاعر رسول خدا (صلعم) کے نواسے حضرت امام حسین کی کربلا میں شہادت کے واقعات کو شعر میں پیش کرتا ہے تاکہ عقیدت مندوں کا غم تازہ ہو، دلوں میں رقّت پیدا ہو، آپس میں ہمدردی اور ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ اس موضوع پر مختلف زمانوں میں شعرا نے مختلف انداز میں مرثیے کہے ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ صنف اتنی ترقی کر گئی کہ انیسویں صدی عیسوی کے تقریباً وسط میں میر انیس اور میرزا دبیر جیسے مرثیہ گو پیدا ہوئے، جن کا جواب اس صنف میں شاید ہی پیدا ہو۔

مائل کے دور کا لحاظ کرتے ہوئے اگر اس کے مرثیوں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مائل کی شاعری کا بہترین نمونہ اسي صنف میں موجود ہے۔ ایک مرثیہ کے چند بند یہ ہیں:

باز چرا اي فلک فتنه بپا کرده‌اي
فتنهٔ نو در جهان چهره نما کرده‌اي
بر سر خود جلوه گر ماهِ عزا کرده‌اي
منزلِ آلِ عبا دشتِ بلا کرده‌اي

آه بدشتِ بلا تخمِ امل خاک شد
در غمِ آلِ رسول جامه ز غم چاک شد
نوحهٔ اهلِ زمین بر سرِ افلاک شد
کاي فلکِ پُر جفا این چه جفا کرده‌اي؟

دیده و دل ز این الم اشک فشانِ غم اند
در غمِ آلِ رسول هر دو رفیقِ هم اند
گاه شرر ریزِ غم، گاه ز غم پر نم اند
دیده و دل گوئیا شرفِ بُکا کرده‌اي

آہ کہ شاہِ شہید تشنہ لبِ کربلا
خورد ز جامِ وصال جرعۂ آبِ بقا
کرد بحکمِ الست آہ رضا بر قضا
اي بقدر آشنا این چہ قضا کردہ اي؟

ہست غمِ روزگار وقف عزائ حسین
ہست دلِ اشکبار گریہ نمائ حسین
برد ز دلہا قرار یادِ فدائ حسین
از پئ ذبحِ عظیم این چہ فدا کردہ‌اي

ایک اور مرثیے کے اشعار ھیں :

باز بخلق این صداست، یا حسن و یا حسین
خلقِ جہان در عزا ست، یا حسن و یا حسین

دیدہ وفائ شما، صبر و رضائ شما
حق برضائ شما ست، یا حسن و یا حسین

شکر بہ دل خستگي، صبر بہ لب تشنگي
طرز مقامِ رضا ست، یا حسن و یا حسین

گوشِ فلک کر شدہ، دھر پر از شر شدہ
خیریت این جا کجاست، یا حسن و یا حسین

ایک اور مرثیے کے دو بند ملاحظہ ھوں :

چون دشت بلا خیمہ گہِ آلِ عبا شد
بر آلِ عبا تشنہ لبي جوش فزا شد
در خیمۂ افلاک چنین صوت و صدا شد
کاي آہ چرا منزلِ شہ دشت بلا شد

بینید کنون دشت بلاي شهدا را
بینید کنون غرق بخون آل عبا را

اي آه شرر ریز بجانم اثري کن
و اي چشم گهر ریز بعالم خبري کن
بر حال حسین ابن علی هم نظري کن
زین نالهٔ جان سوز دگر شور و شري کن
کای چرخ برین ! این همه ظلم وستم از کیست ؟
بر اهل یقین این همه ظلم و ستم از چیست ؟

مراثی کی طرح سائل کے سلاموں میں بھي ایک کیفیت ہے۔ ایک سلام کے یہ دو شعر ملاحظہ ہوں :

السلام ای رازدان قادر اکبر، حسین
السلام اي ترجمان قدرت داور، حسین

السلام اي غمگسار تشنه گان کربلا
السلام ای یادگار ساقي کوثر، حسین

ایک مرثیه اردو زبان میں بھی کہا ہے جو مربع ہے :

پھر هوا ہے مہ عزای حسین
پھر هوا ہے مہ جفاي حسین
دیکھ اس غم میں کربلاي حسین
دهر دشت بلا ہے واي حسین

آہ اکبر ! کہاں ہے وہ مظلوم
آہ اصغر ! کہاں ہے وہ معصوم
آہ جعفر ! کہاں ہے وہ مغموم
جمله گشتند جان فداي حسین

غزلوں کے مقطع میں اور اکثر نظموں میں بھی "مائل" اپنا تخلص صرف "مائل" نہیں لاتا بلکہ "مائل حق" یا "مائل بحق" التزاماً لاتا ہے۔

اس کے کلام میں اکثر جگہ "است" کی ت تقطیع سے گرجاتی ہے شاید وہ اس کو جائز سمجھتا تھا ورنہ یہ بات میر عظیم کے ہاں بھی نہیں پائی جاتی اس کی چند مثالیں یہ ہیں:

گل چو خار است بگلشنِ حسنش بي گلِ روش خار را چه کنم
[ص ۱۴۱]

صبحِ وصال است کو مهر آن ماه دورِ نشاط است کو جامِ دلخواه
[ص ۱٦٨]

که به عشق است مدام فقر رفیق که به فقر است مدام رنج ببر
[ص ۲۴۵]

اس کے علاوہ بعض جگہ عروض سے بے پروائی بھی ظاہر ہوتی ہے۔

مائل کی نثر ہمیں مائل کی پانچ بیاضوں میں نثر کے صرف دو ہی نمونے ملتے ہیں۔ ان میں پہلی نثر جو موجودہ مطبوعہ کلیات کے صفحہ ۵۳۲ پر درج ہے، انشاء پردازی کا عمدہ نمونہ ہونے کے قطع نظر، بڑی تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ میر کرم علی خان کا ایک فرمان ہے جو قلعۂ عمر کوٹ کی فتح کے بعد سلطنت کے تمام عہدہ داروں کو بھیجا گیا ہوگا۔

ہمارے اکثر تاریخ نویس اہم جنگوں کا حال بیان کرتے ہوئے، جنگ کے اسباب، عزائم اور جنگی تیاریاں وغیرہ بیان کرکے نتیجۂ جنگ بتا دیتے ہیں لیکن اس کی تفصیل نہیں بتاتے کہ جنگ کس طرح لڑی گئی۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ایسی تفصیل صرف وہ مؤرخ بیان کرسکتا ہے جو فنِ حرب سے بھی واقف ہو اور مورخین عموماً ایسے اہلِ علم ہوتے ہیں جن کی نظر اور تجربہ، کتابی دنیا تک محدود رہتا ہے۔ میدان جنگ کی جغرافی ماہیت، فاصلوں کا تناسب، قدرتي اور انساني موانعات، وقت کے اثرات کے ساتھ ساتھ متحارب فوجوں کی کارکردگی اور ان کے سرداروں کی حربی مہارت وغیرہ، ان تمام چیزوں کو مستحضر کئے بغیر کوئی اہلِ قلم کسی خاص جنگ کی

فتح یا شکست کا صحیح نقشه الفاظ میں نہیں کھینچ سکتا۔

قلعهٔ عمر کوٹ کی فتح کا یه حال جس کو مائل کے قلم نے شاهی فرمان کی حیثیت سے محفوظ کردیا ھے اس لئے ایک بیش بہا دستاویز ھے که اس کی تفصیلات کرم علی خان کے حکم یا اشارے پر مائل کوفراهم کی گئی هوں گی۔ اس لئے اس کی تمام جزئیات اعتماد کے قابل ھیں اور اس زمانے کے طریقهٔ قلعه کشائی کا ایک واضح بیان ھے۔ همارے تاریخی ذخیرے میں فن۔ حرب کا مواد مقابلةً بہت هی کم ھے۔ یه نثر اس مختصر ذخیرے میں ایک اهم اضافه ھے۔ اس فرمان کے ایک فقرے سے یه اندازه هوتا ھے که فتح عمر کوٹ کی مہم خود میر کرم علی خان کی سپه سالاری میں سر هوئی۔

قلعهٔ عمر کوٹ کا تاریخی پس منظر یه ھے که میاں غلام شاه کلہوڑہ کے بعد ان کا لڑکا میاں محمد سرفراز خان باپ کا جانشین هوا اس نے ٹالپر سردار میر بہرام خان اور اس کے بیٹے میر صوبدار خان (والد میر فتح علی خان و میر کرم علی خان) کو قتل کرا دیا تھا۔ اس کے بعد کئی عزل و نصب اور خون ریزیوں کے بعد میاں نور محمد کلہوڑہ کا سب سے چھوٹا لڑکا عبدالنبی تخت نشین هوا ۔ عبدالنبی کے دور حکومت میں میر صوبدار خان کا بھائی میر بجار خان کشتیٔ سلطنت کا ناخدا تھا جو ملک کو سیاسی اور انتظامی طوفانوں سے بچاتا هوا عبدالنبی کی حکمرانی کو مضبوط بنا رها تھا ۔ لیکن عبدالنبی، جو تخت نشینی سے پہلے، اپنے خاندان کے پانچ شہزادوں کا خاتمه کراچکا تھا، میر بجار خان کو بھی اپنے راستے کا کانٹا سمجھ کر، اس کے قتل کے در پے هوگیا۔

اس زمانے تک عمر کوٹ کا قلعه کلہوڑہ حکومت کے تحت تھا، عبدالنبی نے جودھپور کے راجه سے میر بجار خان کو قتل کرنے کی سازش کی۔ چنانچه جودھپور کے راجه کے بھیجے هوے آدمیوں نے میر بجار کو دغا سے قتل کردیا۔ عبدالنبی نے اس صلے میں عمر کوٹ کا قلعه جودھپور کے راجه کو دے دیا تھا۔ بعد میں بجار خان کے بھتیجے یعنی میر صوبدار خان کے بیٹے میر فتح علی خان نے اپنے بھائیوں اور قبیلے والوں کی مدد سے عبدالنبی کو هالانی کے میدان میں شکست دی اور پھر دوسرے سال حیدرآباد کو بھی فتح کرکے کلہوڑہ حکومت کا خاتمه کردیا۔

فتح علی خان اور ان کے بعد ان کے بھائی غلام علی خان کو بھی عمر کوٹ کا قلعہ حاصل کرنے کی بڑی فکر تھی مگر یہ کام کرم علی خان کے دور حکومت میں پورا ھوا۔ ۱۲۲۷ھ میں غلام علی خان نے وفات پائی اور میر کرم علی خان صدر ریاست بنے اور اپنی تخت نشینی کے ایک ھی سال کے بعد عمر کوٹ کو فتح کرنے کے خیال سے انہوں نے بڑا لشکر تیار کیا۔ اس فرمان میں اس مہم کو سر کرنے والے لشکر کے سرداروں اور عہدیداروں کے یہ نام ملتے ھیں: شاھی خاندان کے افراد جن کو "برادر مہربان" کہا گیا ھے:

(۱) میاں جام خان
(۲) میاں ولیہ خان
(۳) میاں غلام علی خان
(۴) میاں کرم خان

اور دوسرے وفادار سردار جن کو "اخوت پناھان" کہا گیا ھے:

(۱) میاں ولی محمد لغاری
(۲) موسیٰ کھتیان
(۳) بہادر خان کھوکر
(۴) دریا خان نظامانی
(۵) فضل محمد تالپر

ان کے علاوہ سیادت و شرافت پناہ سید علی اکبر اور دو وفادار ملازم (۱) طاھر و (۲) چھتّہ خدمتگاران۔

یہ حکومت حیدرآباد کے عہدہ دار تھے۔ ان کے علاوہ کرم علی خان کے چچا میر سہراب خان (ابن میر چاکر خان) والیٔ خیرپور نے اپنی فوج کے ساتھ سید کولہ شاہ کو اور میر کرم علی خان کے عم زاد بھائی میر تھارہ خان (ابن میر فتح خان) والیٔ میرپور نے اپنی فوج اپنے خاص خدمتگار اللہ بخش کی سرداری میں روانہ کی۔

یہ فوج قلعۂ عمر کوٹ سے دو میل کے فاصلے پر کھارورہ کے تالاب پر پہنچ کر خیمہ زن ھوئی اور قلعے کو فتح کرنے کے منصوبے پر عمل شروع کیا۔ عمر کوٹ والوں نے قلعے کے باھر کی قدیم آبادی کو جلا کر خاکستر کردیا

اور قلعه بند هوکر بیٹھ گئے اور اپنے توپ خانه سے تالپری فوج پر آتش باری کرنے لگے۔

اِس سال اِس علاقه میں خشک سالی کی وجه سے قحط تھا ۔ آدمیوں کے لئے غله اور جانوروں کے لئے گھاس نایاب تھی۔ تالپری فوج کی رسد کا بڑا معقول انتظام کیا گیا تھا۔ سیکڑوں میل سے هزاروں اونٹوں پر گھاس اور هزاروں من غله بہم پہنچاکر انبار لگا دیا گیا تھا۔ تاکه فوج کے سپاهیوں اور جانوروں کو کوئی تکلیف نه هو۔

باوجود اس کے که قلعه سے توپ کے گولوں اور گولیوں کی بارش هو رهی تھی، سپاهیوں نے آگے بڑھ کر قلعے کے اطراف، بعض جگه قلعے سے بیس بیس قدم، بعض جگه پندره پندره قدم اور بعض جگه دس دس قدم کے فاصلے پر خندقیں کھودیں اور دمدمے قائم کرکے سخت محاصره کرلیا اور قلعے پر اولوں کی طرح توپ کے گولے اور گولیاں برسانی شروع کیں اور ایک طرف نقب کھودنے والے زمین کے اندر سرنگ کھودنے میں مصروف هوگئے۔ ایک سرنگ، قلعے کی بیس هاتھ گہری خندق کے نیچے تک پہنچا دی۔ سرنگ کھودنے کی آواز قلعه والوں تک پہونچ گئی ۔ انہوں نے خندق میں سوراخ کرکے اس سرنگ کو بیکار کردیا ۔ حمله آوروں نے دوسری سرنگ کھودنی شروع کی اور گوله باری تیز کردي گئی اور قلعے پر بار بار حملے شروع کردیئے لیکن حضور سے اس کی ممانعت کردی گئی که اس طرح حمله کرنے سے سپاهیوں کی جانیں مفت میں ضایع هوں گی۔ توپ کے گولوں کی شدت سے قلعے کی تقریباً بیس هاتھ (دس گز) دیوار شق هوکر گر گئی جس سے قلعه کا سون لله نامی گوله انداز هلاک هوگیا۔

دوسری طرف بعض سرنگیں قلعے کی خندق کے دس قدم اور پانچ قدم کے فاصلے تک پہونچ گئیں۔ اب موسیٰ کھتیان اور بہادر خان کھوکر اور دریا خان نظامانی کے علاوه طاهر اور چھته خدمتگاروں کے اهتما اور کوشش سے ایک سرنگ قلعے کی خندق سے پانچ دام کی گہرائی پر کھود کر خندق کے پار لے کر قلعه کے برج کے نیچے تک پہنچادی اور وهاں ایک بڑا حوض سا کھود

کر اس میں پچاس خروار باروت ڈال کر آگ دکھا دی۔ باروت کا پھٹنا تھا کہ قلعے کے اس برج کے پرخچے آڑ گئے اور چند قلعے والے جو اس برج میں موجود تھے فنا ھوگئے۔ اس اثنا میں سپاھیوں نے ھله بول دیا اور قلعے کے بڑے بڑے کنگروں سے چمٹ کر قلعے پر چڑھ کر قلعے والوں کا خاتمه کرنے کی فکر میں تھے۔ اس وقت قلعه والے اپنی شکست اور ھلاکت کے آثار دیکھ کر توپ خانه سے توڑی ھوئی دیوار کے شگاف سے نکل کر بھاگنے لگے اور بہت سے قلعے سے باھر نکل کر قلعے کی کنجیاں فاتح فوج کے سرداروں کے سامنے پیش کیں اور ھتھیار ڈال دئیے۔ فاتح فوج نے "عفو من الاقتدار" کے بموجب ان کی جان بخشي کی اور قلعه پر قبضه کرلیا۔ پھر وھاں ایک قلعے دار کا تقرر کرکے اور دوسرے انتظامات مکمل کرکے واپس آئے۔

اس عنایت خداوندی کے شکرانے کو اپنے آپ پر واجب جان کر ھر شہر میں چراغان کیا جائے اور خوشی کے شادیانے بجائے جائیں اور اطمینان کے ساتھ اس کی کیفیت پیش کریں۔ اس باب میں تاکید کی جاتی ھے۔ (تحریر۔ تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۲۲۸ ھ)

یه تو تھا بادشاہ کا فرمان، دوسری نثر رعایا کی طرف سے ایک درخواست ھے جو بادشاہ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔ اس سے یه بات معلوم ھوتی ھے که ۱۔ روشنی درگاھان، ۲۔ یومیه داران، ۳۔ فصلا نه داران اور ۴۔ وظایف خوار لوگوں کی معاش کے متعلق سرکاري طور پر تحقیقات کی گئی تھی۔ اور شاید تحقیقات کے دوران میں ان کی اجرائیاں موقوف کردی گئی تھیں۔ تحقیقات کا کام حاجی عمر کے ذمے تھا اور انھوں نے تمام ناموں کی تنقیح کردي تھی۔ اس عرضداشت میں فرمان روا سے یه درخواست کی گئی ھے که اول تو ملک میں قحط سالی کی مصیبت نازل ھے، دوسرے ماہ محرم شروع ھوگیا ھے اس لئے حاجی عمر کی مرتّبه یادداشت کو منظور فرماکر اجارہ دار کے نام اجرائی کا حکم صادر فرمایا جاے۔

اس عرضداشت پر کوئی تاریخ درج نہیں ھے۔ مائل نے حاجی عمر کی شہادت پر دو قطعات تاریخ کہے ھیں۔

پہلا قطعہ ہے :

چون ناگہان شہیدِ ستم اندر این قضا
لبیک بشہید الله بشہداي دین بگفت
تاریخ ابن قضیّه چنین ملہمِ قدر
"حاجی عمر شہیدِ ستم هاي بین" بگفت (۱۲۲۹)

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حاجی عمر کسی قضیہ میں اچانک مارے گئے۔ بہر حال حاجی عمر کا سنہ شہادت ۱۲۲۹ھ ہے۔ یہ عرضداشت ضرور ہے کہ ۱۲۲۹ سے قبل کی لکھی ہوئی ہو۔

مائل کا مذہب

شکر اللٰہی خاندان کے اجداد جو ھرات اور شیراز کے مشہور علماء تھے وہ قاضی نوراللہ شوستری کے بیان کے مطابق، اصلاً شیعہ تھے وہ کہتا ہے :

"مولّف گوید که همیشه اسلاف این سلسلهٔ رفیعه بنا بر غایتِ تقیّه کتبِ احادیثِ اهلِ سنّت را درس میگفته اند، و بعلوم دیگر توجه میفرموده اند، تا آنکه یکي از بزرگانِ ایشان از تقیّه دلگیر شده بخاطر راه داد که روحانیت حضرت رسالت توجه باید نمود، که اگر ظاهر که درین کتب شطري از احادیث صحیحهٔ آنحضرت خواهد برد، همان چند حدیث را منظور داشته بر سبیل استطراد بمباحثه دیگر از احادیث موضوعه پردازند، و الاّ که همگي موضوع و مفتري ست، اوقات بمزاوله آن ضایع نسازند۔

"طریق استطراد"، اسلام کی ابتدائی صدیوں کے مسلمان علما و حکما کی ایجاد ہے جس پر کاربند ہو کر انھوں نے علوم و فنون میں بڑے بڑے کارنامے انجام دئیے۔ ایسے کارنامے انجام دینے والے لوگوں میں ابن خلدون، ابن رشد، بو علی سینا، محی الدین ابن عربی وغیرہ وغیرہ کے نام دنیا میں روشن ھیں۔ پندرھویں صدی عیسوی میں یورپ میں عربی کتب کے تراجم کے ذریعہ یورپ کے علماء "طریق استطراد" سے آگاہ ہوئے۔ بیکن اور لیونارڈو دا ونچی وغیرہ نے اس کو یورپ میں عام کیا۔ یہ زمانہ یورپ کے "نشاۃِ ثانیہ" کا زمانہ تھا۔ یورپ کے علما نے ابتدا میں علوم حکمیہ میں طریقِ استطراد سے کام لیا اور پھر

رفته رفته هر علم و فن کے مسائل کو استطراد کی کسوٹی پر کَسنے لگے۔ طبعی علوم میں طریق استطراد نے "تجربے" اور "مشاهدے" کا ذوق بڑھا کر نئے نئے خواص اور حقایق کا پته چلانے کی راه کھول دی۔ محقّقین کی تعداد میں روز افزون اضافه هونے لگا اور یورپ کے اهلِ علم نے مسلّمه نظریّات اور عقائد سے روگردانی کرکے تحقیق و تفتیش کے ذریعے نئے اصول و قوانین کی تلاش کو مقصدِ علم قرار دیا۔ طریق استطراد کو انگریزی میں انڈکٹو میتھڈ (Inductive Method) یا حالیه اصطلاح میں، کسی قدر محدود معنی میں، سائنٹیفک میتھڈ (Scientific Method) کہا جاتا ھے۔

غرض "طریق استطراد مذهبی علوم میں بھی اتنا هی کارآمد هو سکتا ھے جتنا وه طبعی اور تجرباتی علوم میں کامیاب رها ھے۔ لیکن نویں صدی هجری تک اسلامی دنیا کے اهلِ علم میں "طریق استخراج" کے رواجِ عام نے جمود کی کیفیت پیدا کردی تھی جو روز بروز گھری هوتی گئی۔ مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں بٹ جانے کے بعد، کسی بھی فرقے کے عقائد کی تائید میں طریقِ استطراد کا استعمال، مناظرے اور مباحثے کے دوران میں جزئیات میں تو کامیاب بنا سکتا ھے لیکن اس کا بنیادي عقائد پر اثر انداز هونا مشتبه ھے۔ هم نے امیر صدرالدین اور علامه دوّانی کے مباحثوں کا مطالعه نهیں کیا اور نه یهاں اس پر تفصیلی نظر ڈالنے کا موقع ھے، مگر امیر صدرالدین کے "طریق استطراد" پر کار بند هونے کے بناء پر قاضی نورالله شوستری کا یه بیان غلط نهیں معلوم هوتا که :

> "... بر همگی در مناظره فائق افتاده۔ و اگرچه علامه دوّانی در بحثِ مجلسی، خود را حریفِ میر (صدرالدین) نمی دید، امّا در اکثر تصانیفِ خود متوجّه دفعِ سخنانِ میر گردید"۔

اگر امیر صدرالدین کی طرح چند اور علما، طریق استطراد پر کاربند هوجاتے تو نه صرف علوم و فنون کی ترقی میں دنیاے اسلام کی حیثیت رهبرانه هوتی، بلکه مذهبی تعصّبات کی دهار بھی کُند هوجاتی اور امیر صدرالدین کے سے عالموں کو جامِ شهادت پلانے کے بجاے ان کی صحیح عزت و توقیر کی جاتی۔

تاریخ طاهری کے مصنّف محمد طاہر نسیانی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے پہل مرزا غازی بیگ "وقاری" آخری ترخان فرمان روائے سندھ سے متوسل تھا۔ جب شہنشاہ جہانگیر نے مرزا غازی کو قندھار کا صوبہ بھی عنایت کرکے شاہ بیگ حاکم قلعۂ قندھار کی مدد کے لئے روانہ کیا تو طاہر نسیانی اپنے وطن ٹھٹے میں آکر تحصیل علم میں مشغول ہوا۔ پہلے اس نے اخوند مولانا اسحاق بکھری سے جو سلطان محمود خان والیٔ بکھر کے بھی استاد رہ چکے تھے، سعدی شیرازی، مولانا روم اور جامی وغیرہ کی تصنیفات پڑھیں اور پھر قاضی شکراللہ کے پڑ پوتے میر ظہیرالدین (ثانی) سے قصائد خاقانی اور انوری پڑھے۔ اپنے استاد کے خاندانی حالات کے سلسلے میں اس نے قاضی شکراللہ کے ٹھٹے آنے اور قاضی شہر مقرر ہونے کے واقعات بھی لکھے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ شاہ حسن ارغون نے ایک مرتبہ قاضی شکراللہ کا امتحان لینے کی خاطر کسی سوداگر سے گھوڑا خریدا لیکن اس کی قیمت ادا کرنے میں دیر کردی۔ سوداگر نے قاضی شکراللہ کی عدالت میں بادشاہ پر دعویٰ کیا۔ قاضی شکراللہ نے شاہ حسن ارغون کو عدالت میں طلب کیا اور مقدمہ کے تصفیہ تک اسے مدعی کے برابر کھڑا رکھا۔ جب بادشاہ نے مدعی کو راضی کرلیا تب قاضی شکراللہ نے اٹھ کر بادشاہ کی تعظیم کی اور صدر پر لا بٹھایا۔ شاہ حسن، قاضی شکراللہ کے اس طرز سے خوش ہوا اور کہا کہ میں کمر میں خنجر اس لئے باندھ لایا تھا کہ اگر تم میری کوئی رو رعایت کرتے تو اس سے سزا دیتا۔ قاضی شکراللہ نے مسند کے نیچے سے تلوار نکال کر دکھائی اور کہا کہ میں نے بھی اس کو یہاں اس لئے رکھا تھا کہ اگر خدّام میں سے کوئی آپ کی تعظیم کی خاطر کوئی خلاف شرع عمل کرتا تو میں اس تلوار سے کام لیتا۔

میر قانع تحفۃ الکرام میں تاریخ طاہری سے یہ حکایت نقل کرکے لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے چند روز کے بعد قاضی شکراللہ نے اس عذر کے ساتھ قضاءت سے استعفا دے دیا کہ "بشری کمزوری سے کوئی خالی نہیں، میں یہ عظیم بوجھ نہیں اٹھا سکتا" پھر انہیں کی تجویز پر شیخ محمد اوچی کو اس منصب پر مامور کیا گیا۔ شیخ محمد اوچی سے قاضی شکراللہ کی واقفیت ہرات ہی سے تھی۔ قاضی شکراللہ کے سند آجانے کے بعد بھی ان سے ربط قائم تھا۔

بشری کمزوری کا عذر تو شیخ محمد اوچی بلکه هر انسان پر عاید هو سکتا هے۔ محض اس عذر پر منصب ِ قضا کو ترک کردینا کچھ معقول بات نهیں نظر آتی۔ گمان ِ غالب یه هے که اس استعفا کا سبب اختلاف ِ عقائد هو۔ قاضی شکرالله نے اس امتحان والے واقعے سے شاه حسن کی افتاد ِ مزاج کا اندازه لگایا هو اور دور اندیشی نے یه مشوره دیا هو که آینده کسی فتنے کے برپا هونے سے پهلے هی، ایسے زمانے میں که بادشاه ان سے خوش هے سرکاری منصب سے دامن چھڑالیں۔ اور اس صورت میں ممکن هے که بادشاه نے ان کے لئے کوئی معاش بھی عطا کی هو۔

میر قانع نے قاضی شکرالله کے متعلق یه بھی لکھا هے که وه تجارت کے سلسلے میں سندھ آئے، سید منبه، سید کمال اور سید عبدالله ان کے ساتھی تھے۔ ان احباب کے خلوص پر انهیں بڑا اعتماد تھا چنانچه اپنی وفات کےوقت انهوں نے اپنے فرزند میر ظهیرالدین (اول) کو وصیت کی تھی که "اگر تمهاری اولاد کو کوئی مشکل در پیش هو تو میرے انهیں تین دوستوں میں سے کسی سے رجوع کرے"۔

واضح تاریخی مواد دستیاب نهو سکے تو ماضی کے اندهیرے میں موّرخ کا بھٹکنا اور ٹھوکریں کھانا ایک قدرتی امر هے۔ وه اس در ماندگی کے عالم میں ستاروں کی چھاؤں میں دھندلے دھندلے نشان ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اپنی راه متعین کرتا هے تا که اگلے نشان ِ میل تک پهنچ جاے۔ اسی طرح، اس موقع پر هم یه قیاس خیال کرتے هیں که قاضی شکرالله کے یه تین ساتھی تجارت پیشه لوگ هونگے جو پهلے قندهار میں کچھ مدت گذار کر سندھ آئے۔ یه لوگ قاضی شکرالله سے زیاده متمول هونگے اور ٹھٹه میں بھی تجارتی کاروبار میں مشغول رهے هونگے۔ اور ممکن هے که قضاۃ سے استعفا دینے کے بعد قاضی شکرالله نے بھی ان کے ساتھ تجارت مین حصه لینا شروع کردیا هو اور چونکه وه ایک اعلیٰ علمی خانوادے کے فرد تھے، ضرور هے که علم و فضل میں بھی ایک مقام رکھتے هوں اسلئے انهوں نے درس و تدریس کا مشغله بھی جاری رکھا هوگا۔

قاضی شکرالله کے اجداد کے متعلق مجالس المؤمنین کے مؤلف قاضی

نوراللہ شوستری کے اس بیان کی روشنی میں کہ وہ شیعہ عقیدہ رکھتے تھے اور خود قاضی شکراللہ کے متعلق ان کے شیعہ عقیدہ نہ رکھنے کا کوئی ثبوت نہ ملنے کے سبب، یہی قیاس قائم کیا جا سکتا ہے کہ میر قانع کے یہ تمام بزرگ اسی عقیدے پر قائم تھے۔

قاضی شکراللہ کے بعد ان کے فرزند سید ظہیرالدین (اول) عرف میر جادم کے متعلق میر قانع نے لکھا ہے کہ وہ باپ کے جانشین ہوئے اور درس و تدریس میں مشغول رہا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے سید شکراللہ (ثانی) کے متعلق کوئی خاص بات نہیں لکھی۔ لکھتے ہیں "یہ والد اور دادا بزرگوار کی صفات سے آراستہ تھے، اور [اپنے] زمانے میں عزت و شہرت کے ساتھ زندگی گذاری"۔ البتہ ان کے صاحبزادے میر ظہیرالدین (ثانی) کے متعلق تو طاہر نسیانی کے بیان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ان کا مشغلہ بھی درس و تدریس تھا اور کم از کم فارسی ادب میں تو وہ منتہی کا درجہ رکھتے تھے۔ میر قانع نے ان کے متعلق لکھا ہے "علم و عمل اور زہد و تقویٰ میں بزرگوں کی صفات کا نچوڑ تھے" ظہیرالدین ثانی کے فرزند سید محمد مقیم کے متعلق صرف اتنا لکھا ہے "راہ بزرگی پر مستقیم رہے" اور ان کے فرزند سید محمد کاظم (جدّ میر قانع) کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ اہل اللہ سے تھے۔ دو دو تین تین روز تک عالمِ خواب میں پڑے رہتے تھے اور لوگ ان کا ذکر قلبی سنا کرتے تھے"۔ ان کے فرزند یعنی میر قانع کے والد سید عزت‌اللہ کے متعلق "طومارِ سلاسل گزیدہ" میں لکھا ہے کہ وہ سلسلۂ نقشبندیہ میں میاں محمد کے، جو مخدوم آدم (عرف آدو) کے نواسے تھے، مرید تھے۔ اور خود میر قانع بھی سلسلۂ نقشبندیہ ہی میں شیخ عبدالاحد کے مرید تھے۔ غرض اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ میر قانع کے دادا اور والد کو اہل اللہ سے خاص لگاو تھا اور خود میر قانع کو بھی صوفیائے کرام سے بڑی عقیدت تھی۔

شیخ علی حزین کے متعلق ایک لطیفہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آن سے کسی نے پوچھا کہ تصوّف کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے: شیخ نے جواب دیا "برائے شعر گفتن خوب است"۔

فارسی کے بکثرت شعرا نے اپنے کلام میں تصوف کے مسائل اور عقاید پر بہت بلند اور بڑے لطیف اشعار کہے ہیں ۔ لیکن ایسے اشعار سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح نہ ہوگا کہ ان کے کہنے والے تصوف کے مسئلے "همه اوست" یا "همه از اوست" پر واقعی اعتقاد رکھتے تھے۔ بلکہ ایسے شعرا شیخ علی حزین کے مقولے کے مطابق تصوف کو "برائے شعر" ھی استعمال کرتے تھے۔ لیکن تصوف سے میر قانع کا لگاو "برائے شعر" نہیں تھا ۔ نظم سے زیادہ ان کی نثری تصنفیات میں ہر جگہ اھل دل حضرات اور صوفیائے کرام سے ان کی دلی عقیدت ٹپکتی ہے ۔ تحفة الکرام میں اولیا اور صوفیا کا بڑے اہتمام سے تذکرہ کیا ہے ۔ اس کے علاوہ اس باب میں مثنوی "ختم السلوک" اور "طومار سلاسل گزیدہ" اور "معیار سالکانِ طریقت" ان کے آخری زمانے کی مستقل تصنیفین ھیں جو کسی سرکاری یا غیر سرکاری فرمایش پر نہیں لکھی گئیں بلکہ ان کے ذاتی شوق اور شغف کا نتیجہ ھیں ۔

میر قانع کی زندگی کا بڑا حصہ کلہورہ دور حکومت میں گذرا جس کے فرمانروا سُنّی اور اغلباً مہدوی فرقے کے تھے۔ کلہوروں سے پہلے کے، ٹھٹے کے مغلیہ گورنر اکثر شیعی تھے۔ میر قانع کی ولادت سیف اللہ خان کی گورنری کے زمانے میں ھوئی جس کے متعلق انھوں نے تحفة الکرام میں لکھا ھے :

"سیف اللہ خان ۰۰۰ در ماہ ذی حجه ۱۱۳۷ھ در تتّه
رسیده ۰۰۰۰۰ نو رونقی تته در ایامش بسیار یافت ۰۰۰
۰۰۰ مذھب تشیع را خیلی رواج داده ۰۰۰"

ٹھٹے کا آخری مغلیہ ناظم صادق علی خان، (ممدوحِ محسن تتوی) اسی سیف اللہ خان کا فرزند تھا ۔ اس کی نظامت کے دوسرے ھی سال سنہ ۱۱۵۱ھ میں جبکہ میر قانع کی عمر گیارہ سال کی تھی، میاں نور محمد کلہورہ نے جنوبی سندھ کا علاقہ جس کا صدر مقام ٹھٹہ تھا، حکومت مغلیہ سے اجارہ پر لے لیا ۔ اس کے دوسرے ھی سال نادر شاہ کا حملہ ھوا۔ سیاسی ھیجانات کے بعد، میاں نور محمد کے فرزند میاں غلام شاہ خاں کے دورِ حکومت میں میر قانع کو شاھی مورخ کا منصب حاصل ھوا اور وہ تاریخ عباسیہ کے لکھنے پر مامور ھوے ۔ ان کے یہ اشعار صلح کل مشرب کے آئینہ دار ھیں :

چو رافضی نکنم سرد دل به بغض کسے
ز چار یار درین دهر گرم مجلس ما ست

نبود عجب بما نشد او صاف رافضي
که دل ز گرد کینهٔ اصحاب شسته ایم

ز بغض و حب احدي بیش و کم بر لب نمي آرم
بود چون چار عنصر اعتدال مهر اصحابم

خارجي را نبود علم الٰهي معلوم
خبر از شهر چه دارد که ز در میگذرد

مگر مهر قانع کے کلام اور حالات سے محبت اهل بیت اور خصوصاً جناب امیر سے والهانه عقیدت و محبت کا جابجا ثبوت ملتا هے۔ اس سے یه سمجھنا بے جا نه هوگا که وه تفضیلی ضرور تھے ۔

کلهوره فرمانرواوں کے خاندان میں پیری مریدی کا سلسله کئی پشتوں سے چلا آتا تھا۔ میاں نور محمد کلهوره کے وصیت نامه سے پته چلتا هے که اس خاندان کے اولین سر برآورده فرد ، میاں آدم شاه ، دو یا تین واسطوں سے طریقهٔ سهروردیه میں حضرت سید محمد جونپوری کے مرید تھے۔ میاں آدم شاه کے بعد سلسلهٔ نسب میں، میاں داؤد، میاں الیاس، میاں نصیر محمد، میاں یار محمد اور میاں نور محمد، سب یکے بعد دیگرے اسی سلسلے کے مرید اور سجاده نشین تھے، اور ان کے اپنے مریدوں کا حلقه وسیع سے وسیع تر هوتا گیا۔ مریدوں کی کثرت هی نے انهیں اتنی عظیم طاقت بخشي تھی که معمولی زمیندار کی حیثیت سے ترقی کرکے سندھ کے حکمران بن گئے تھے۔ میاں یار محمد اورمیاں نور محمد کے زمانے تک ان کے خاص مرید هی ان کے امرا تھے جو فخریه طور پر "فقیر" کہلاتے تھے۔ ٹالپور بلوچ خاندان کے جدِّ اعلیٰ شهداد خان کو "شهداد فقیر" کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا جو کلهوره سلطنت کے معتمد علیه سپه سالاروں میں سے تھے۔ میاں نور محمد کے بعد (باستثناء میاں غلام شاه)

آن کے اخلاف کی نا عاقبت اندیشیوں، اور ممکن ہے مذہبی رواداری کے فقدان نے بھی، جس کے متعلق تاریخیں خاموش ہیں، اِن تالپور امرا کو شیعی عقاید کی طرف پھیر دیا ہو۔ تالپوروں کے دور حکومت میں ان کے مذہبی عقاید کے متعلق ایک انگریز مصنّف برنس لکھتا ہے:

"تالپور، دوسرے بلوچیوں اور عام سندھیوں کی طرح اصلاً سُنّی تھے لیکن ایران سے ان کے تعلقات نے آن کے عقاید پر اثر ڈالا۔ اب میر مراد علی خان اور میر صوبدار خان کے علاوہ، جو اب تک قدیم عقاید پر قائم ہیں، تمام تالپور شیعہ یعنے پیروانِ علی ہیں"۔ (ص-۸۱)

میر غلام علی "مائل" کی ولادت اگرچہ غلام شاہ کے عہد میں ہوئی لیکن ان کی ذہنی نشو و نما فتح علی خان اور غلام علی خان کے عہد میں ہوئی۔ اسلئے شیعی عقائد کے بر ملا اظہار میں کسی قسم کا باک نہیں تھا۔ یہ ایک عام بات ہے کہ جو شخص کسی مذھب مین نیا نیا داخل ہوتا ہے وہ اس مذھب کے پرانے ماننے والوں کے مقابلے میں زیادہ پُر جوش ہوتا ہے۔ اس بناء پر ممکن ہے کہ میر غلام علی اور ان سے زیادہ میر کرم علی خان شیعی عقیدے میں بہت پُرجوش ہوں، جس کے ثبوت میں ہمیں مائل کے کلام مین بکثرت ایسے حوالے ملتے ہیں۔ غرض میر کرم علی خان کا درباری شاعر ہونے کی وجہ سے میر مائل کو "میر قانع" کی طرح صلح کل موقف اختیار کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ انہوں نے اپنے کلام میں نہ صرف کھلے بندوں اپنے شیعی ہونے کا اظہار کیا ہے بلکہ بعض مقامات پر چوٹیں بھی کی ہیں۔ (ایسے اشعار اس مجموعے سے حذف کردئے گئے ہیں)۔

اوپر ہم نے وہ قصیدہ پیش کیا ہے جو پہلے کرم علی خان کی مدح میں کہا تھا اور شاید مراد علی خان کی تخت نشینی کے بعد اس کے چند اشعار میں خفیف سی ترمیم کرکے مراد علی خان کے نام سے منسوب کردیا ہے۔ برنس کے بیان کے مطابق مراد علی خان سنّی تھا اس قصیدے کے آٹھویں شعر کا پہلا مصرعہ کرم علی خان کی شان میں یوں تھا۔

آنکہ پیوستہ چو آباست مرید حضرات

اس کو مراد علی خان کے لئے اس طرح بدلا ہے :

آنکہ چون والدِ ماجد ز مریدانِ نبی ست

مائل کے بعد بھی اس خاندان کے افراد شیعہ اثنا عشری عقیدے پر قائم رہے ۔

مائل کے اخلاف

مائل نے اپنے ان تین بیٹوں کی تاریخ ولادت کہی ہے :

(۱) علی شیر ثانی، تولد سنہ ۱۲۲۲ھ

(۲) امام بخش، تولد : ۱۲۲۵ھ

(۳) مختار علی، تولد : ۱۲۳۲ھ

ان لڑکوں کے علاوہ ایک لڑکی بی بی سکینہ کی تاریخ وفات (سنہ ۱۲۲۹ھ) بھی موجود ہے ۔

مائل نے اپنے ان تین پوتوں کی تاریخ ولادت بھی نکالی ہے جو ان کے بڑے لڑکے عسکر علی کے فرزند تھے :

(۱) صدرالدین بن عسکر علی، تولد سنہ ۱۲۱۵ھ

(۲) لطف علی بن عسکر علی، تولد سنہ ۱۲۲۳ھ

(۳) علی بخش بن عسکر علی، تولد سنہ ۱۲۳۱ھ

عسکر علی کی تاریخ ولادت ان بیاضوں میں نہیں ملتی۔ غالباً مائل نے ان کی تاریخ ولادت کہی ہی نہیں۔ خود مائل کی ولادت سنہ ۱۱۸۱ھ میں ہوئی اور ان کے پوتے صدرالدین (بن عسکر علی) کی ولادت سنہ ۱۲۱۵ھ میں ہوئی، یعنی پوتے کے ولادت کے وقت مائل کی عمر ۳۴ سال کی تھی۔ اس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس کا پہلا لڑکا عسکر علی ہے جس کی ولادت، دادا اور پوتے کی ولادتوں کے درمیان سنہ ۱۱۹۷ھ سے سنہ ۱۱۹۹ھ تک، کسی سال فرض کرنی پڑیگی ۔ سہولت کی خاطر عسکر علی کا سنہ ولادت ۱۱۹۸ھ فرض کیا جا سکتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ عسکر علی کا پہلا لڑکا صدرالدین زیادہ زندہ نہ رہا ۔ اس کے بعد لطف علی کی ولادت پر "مائل" نے قطعۂ تاریخ کہا :

آمد از لطف علی چونکہ بما این فرزند — کہ رساند بہ پدر مژدۂ نعم‌البدلی

سال میلادِ سعیدش خردم گفت سحر — حبذا "لطف علی" آمدہ با لطفِ علی

"مژدهٔ نعم البدلی" سے اس بات کی طرف اشارہ هے کہ عسکر علی کا پہلا فرزند صدرالدین، لطف علی کی ولادت سے قبل هی فوت هو چکا تھا۔

میر لطف علی

دادا کی وفات کے وقت لطف علی کی عمر ٢٨ سال کی تھی۔ اور سات سال کے بعد جب سندھ پر انگریزی حکومت قائم هوگئی تو لطف علی ٣٥ سال کے تھے۔ انھوں نے انگریزی حکومت کی ملازمت اختیار کرلی تھی۔ سنه ١٢٧٢ ھ مطابق سنه ١٨٥٦ع میں میر لطف علی نے اپنی ملازمت سے ایک سال کی رخصت لےکر مقامات مقدسه کی زیارات اور حج بیت الله کا سفر کیا اور واپس آنے کے بعد آن کا سفر نامه "تحفة الباصرین" کے نام سے شایع هوا۔ اس کتاب کا نسخه سندھی ادبی بورڈ میں موجود هے۔ اس کے دیباچه میں میرزا محمد علی ولد حاجی محمد قاسم نے لکھا هے کہ میر لطف علی کو حج و زیارات کا بہت شوق تھا مگر سرکاری ملازمت کی وجه سے اس کا موقع نه مل سکا۔ آخرکار سنه ١٢٧٢ھ (سنه ١٨٥٦ع) میں میجر اسٹورٹ صاحب کلکٹر اور مجسٹریٹ شکارپور کی مربی گری سے (جو میجر هنری پریڈی صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ کراچی بندر کے رخصت پر ولایت چلے جانے کے بعد ان کے منصرم هوے تھے) کمشنر سندھ مسٹر فریئر نے ایک سال کی رخصت به عطائی نصف تنخواہ یکمشت مبلغ ١٧٥ روپیه سوائے ٥٠ روپیه الاونس پینشن منظور کی۔ اس اثنا میں میجر هنری پریڈی صاحب ولایت سے واپس آ گئے۔ ان کے مشورے سے مسٹر فریئر صاحب کمشنر سندھ کی جانب سے انگریزی، عربی اور فارسی میں چند سفارشی خطوط آن ممالک میں سرکار انگریزی کے عهده‌داروں اور دوستوں کے نام دئے گئے جن کے متعلق میر لطف علی لکھتے هیں که وہ خطوط بڑے مفید ثابت هوے۔

میر لطف علی ٧ ربیع الثانی سنه ١٢٧٢ ھ (بمطابق ١٧ دسمبر سنه ١٨٥٦ع) کو اپنے وطن ٹھٹے سے اس سفر پر روانه هوکر کراچی پهنچے۔ ١٥ ربیع الثانی کو ان کی کشتی کیماڑی کی گودی سے مسقط کو روانه هوگئی۔ وهاں سے انھوں نے کربلای معلی اور دوسرے مقامات مقدسه کی زیارات کے بعد فریضه حج ادا کیا اور مدینهٔ منورہ میں حاضری دی اور پھر عدن کے راستے سے بمبئی پهنچے۔ اور بمبئی سے ١٧ رجب سنه ١٢٧٣ (مطابق ١٣ مارچ ١٨٥٧ع) کو

واپس کراچی پہنچ گئے ۔

میر لطف علی سفر میں ہر روز کے حالات قلم بند کرتے جاتے تھے۔ واپسی پر جب کمشنر صاحب اور کلکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے میر صاحب کو اپنا سفر نامہ مرتب کر دینے کے لئے کہا ۔ چنانچہ انہوں نے یہ سفر نامہ سلیس فارسی میں لکھ کر، اپنے پردادا میر قانع کی روایت پر، اس کا تاریخی نام "تحفة الباصرین" رکھا ۔ یہ کتاب کراچی میں ایک پارسی جمشیدجی ارد شیر کے مطبع میں لیتھو پر ڈسمبر سنه ۱۸۵۸ء میں طبع ہوئی ۔ کاتب کا خط اچھا نہیں ہے اور کتابت بھی بے ترتیب ہوئی ہے ضخامت تقریباً (۲۱۰) صفحات کی ہے ۔ خاتمه اس عبارت پر ہوا ہے:

تحفة الباصرین، تضیف عالی جناب سید لطف علی شاه حسب الحکم مسٹر فریئر صاحب بهادر کمشنر سنده بمعرفت ... میجر گول ایسمڈ صاحب بهادر کمشنر جاگیرات، ناظر مدارس سنده، در بندر معموره کراچی، در مطبع عالی شان، عزت نشان عمدة الاعاظم و الاعیان، جمشیدجی ارد شیر فارسی طبع شد ۔ بتاریخ ۱۸ ماه ڈسمبر سنه ۱۸۵۸ عیسوی مطابق دوازدهم ماه جمادی‌الاول سنه ۱۲۷۵ھ باتمام رسید ۔

پس از سلک فرخ برای ثواب
... شرح تالیف سال کتاب
بگفتا یکی هاتفی این چنین
بتاریخ کو "تحفة الباصرین"

میر صابر علی "صابر"

میر مائل کے فرزندوں میں میر صابر علی "صابر" نے شاعری میں اپنے والد اور دادا کا نام روشن رکھا۔ میر عسکر علی کی طرح میر صابرعلی کی تاریخ ولادت بھی میر مائل کے کلام میں موجود نہیں۔ "محک خسروی" میں ان کا کلام موجود ہے جو سنه ۱۲۳۷ھ میں میر کرم علی خاں اور میر مراد علی خاں کی فرمایش پر مرتّب کی گئی تھی ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس مجموعے کی ترتیب کے وقت میر صابر علی ایک اچھے شاعر مانے جاتے ہونگے ۔ اس سے یہ نتیجه نکالا جاسکتا ہے کہ ان کی ولادت بھی میر عسکر علی کی طرح میر مائل کی

مشق تاریخ گوئی سے پہلے یعنی سنه ١٢٠٥ھ کے قبل ہوئی ہوگی - وہ اپنے والد کے بعد ٣٥ سال زندہ رہے اور سنه ١٢٨٦ھ میں وفات پائی -

میر صابر علی نے پہلے اپنے والد کے تخلص "مائل" کا ہم قافیہ تخلص "سائل" اختیار کیا تھا، بعد میں اس تخلص کو "صابر" سے بدل دیا - انگریزی دور حکومت میں ان کا شمار ٹھٹے کے معززین میں ہوتا تھا - اور اہل ٹھٹه میں وہ اپنی متانت، حلم و حیا اور بردباری میں اپنی آپ نظیر تھے - "تکمله مقالات الشعرا" میں ابراهیم خلیل نے مخدوم عبدالله کے ذکر میں قاضی میاں عبدالرحیم کی زبانی میر صابر کے متعلق لکھا ہے:

"طرز و وضع قدمای بلده اکنون تنها در میر
سید صابر علی شاه شکراللٰهی مانده است (ص۱۰۰)

اور خود صابر علی صابر کے تذکرے میں لکھتا ہے:

... در حلم و حیا و بردباري گوی سبق از همگنان ربوده، و تا زیست بتعظیم و توقیر بوده. در نظم و نثر ماهر بودند در علم تاریخ نهایت خبر دارد، و در تاریخ گوئی هشیار ...... و خالی از وقوف عربی نبودند ...... اول تخلص "سائل" داشتند، تطابقاً لتخلص والد که "مائل" بود ...... فقیر جامع تاریخ انتقال ایشان چنین یافت:

تاریخ وفات وی خرد گفت
"مغفور" بغیر روی مهلت (١٢٨٦ھ).

"تکمله مقالات الشعرا" کے مرتّب کننده جناب سید حسام الدین راشدی صاحب نے مذکورۂ بالا تذکرے کے حواشی میں لکھا ہے:

"بعد از میر صابر ازین خاندان هیچ شاعر برنخاسته، و اکنون صاحب علمی هم درین خاندان غالباً موجود نیست"

موصوف نے میر صابر علی صابر کا یہ نسب نامہ بھی درج کیا ہے:

(۱) میر صابر علی "صابر"

(۲) میر ضیاءالدین عرف میر حسین علی

(۳) صابر علی ثانی

(۴) سید حسین علی شاہ

اس سلسلۂ نسب کے آخری فرد سید حسین علی شاہ جناب حسام الدین راشدي صاحب کے دوست تھے، جو دو سال ہوئے سنہ ۱۹۵۷ء میں فوت ہوگئے۔

مخطوطات مائل کی کیفیت

سندھی ادبی بورڈ کے کتب خانے میں مائل کی چھ بیاضیں ہیں جن کے صفحات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) بیاض اول ۸۳ - اوراق (۱۶۶ صفحات)

(۲) بیاض دوم ۸۲ - اوراق (۱۶۴ صفحات)

(۳) بیاض سوم ۹۲ - اوراق (۱۸۴ صفحات)

(۴) بیاض چہارم ۵۷ - اوراق (۱۱۴ صفحات)

(۵) بیاض پنجم ۱۰۸ - اوراق (۲۱۶ صفحات)

(۶) بیاض ششم ۱۰۶ - اوراق (۲۱۲ صفحات)

ضیا کی بیاض ان میں بیاض دوم سہواً مائل کے مجموعۂ بیاضات میں شامل ہوگئی ہے یہ بیاض کلیۃً، مائل کے چچا میر ضیاءالدین "ضیا" کی بیاض ہے اور اغلباً "ضیا" کے اپنے قلم کی ہے۔ اس کا شانِ خط مائل کے شانِ خط سے مختلف ہے۔ اس بیاض میں "ضیا" کے اپنے قصائد، مراثي، قطعات وغیرہ ہیں، مائل کا کوئی شعر اس میں درج نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ سندھی ادبی بورڈ کسی وقت "ضیا" کے اس کلام کو بھی شایع کرے جیسا کہ اس سے قبل مثنویات "ہیر رانجھا" کے مجموعے میں "ضیا" کی مثنوي "ہیر رانجھا" شایع کی جا چکی ہے۔ غرض مائل کے مخطوطات میں بیاض دوم خارج از بحث ہے۔

بیاض پنجم بقیہ پانچ بیاضوں میں بیاض پنجم، ترتیب دیا ہوا دیوانِ غزلیات ہے جو مکمل نہ ہوسکا۔ ردیف (ہ) کی غزل:

"صبح است ساقیا قدحی پر شراب دہ" کے بعد کوئی غزل نہیں لکھی گئي اور

اگلا ورق سادہ رہ گیا ہے ۔

یہ دیوان زیادہ تر مائل کی بیاض چہارم سے مرتب کیا گیا ہے ۔ اس کا کاتب مائل نہیں ہے ۔ مائل کا خط اپنے والد میر قانع کے خط کی طرح خوشنما اور پختہ خط ہے اور باپ بیٹے کے خط میں ایک گونہ مشابہت ہے ۔ اس کے برخلاف بیاض پنجم یعنی دیوان غزلیات کا خط بھدّا ہے ۔ کاتب کم سواد معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس نے کثرت سے ایسی غلطیاں کی ہیں جو اوسط درجے کا فارسی داں بھی نہیں کر سکتا ۔ اغلاط کی تصحیح نہیں کی گئی ہے ۔ قیاس ہوتا ہے کہ مائل کے بعد کسی بیٹے یا پوتے نے اس کو مرتب کر کے لکھنا شروع کیا ہو لیکن تکمیل کو نہ پہنچا سکا ۔

اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اکثر جگہ ان اشعار کو ترک کر دیا گیا ہے جن میں میر کرم علی خان کا نام آیا ہے یا وہ اس کی مدح میں ہیں ۔ اس سے بھی اس قیاس کو مدد ملتی ہے کہ شاید سنہ ۱۲۳۴ھ کے بعد میر مائل اور میر کرم علی خان کے تعلقات خوشگوار نہ رہے ہوں اور اس بات سے مرتب دیوان واقف رہا ہو اس لئے ایسے اشعار کو دیوان سے خارج کرتا چلا گیا ۔ ہم نے بیاضوں سے مقابلہ کر کے ایسے اشعار کو اس کلیات میں درج کر دیا ہے ۔

بیاض اول و سوم

مذکورہ بالا دو بیاضوں کو خارج کردینے کے بعد بقیہ چار بیاضیں مائل کی اصلی بیاضیں ہیں جو اسی کے قلم کی لکھی ہوئی ہیں ۔ بیاض سوم غالباً اس کی پہلی بیاض ہے جس میں مائل نے زیادہ تر دوسرے شعرا کا کلام درج کیا ہے جو اس کو پسند تھا ۔ اس بیاض میں اس کا اپنا کلام بہت کم ہے ۔

بیاض اول کو اس کی دوسری بیاض قرار دیا جا سکتا ہے ۔ اس میں زیادہ تر منقبت، مراثی، سلام وغیرہ ہیں ۔ اس میں بھی مائل نے اپنے کلام کے علاوہ "قانع" "عظیم" وغیرہ کے منتخب مراثی اور مناقب بھی نقل کر رکھے ہیں ۔

بیاض چہارم و ششم

بیاض چہارم غزلیات کے لئے مخصوص ہے ۔ بیاض ششم میں غزلیں کم اور دوسری تمام اہم نظمیں ہیں ۔ یہ دونوں بیاضیں شاعر کے آخری زمانے کی بیاضیں ہیں ۔ اور بالترتیب تیسری اور چوتھی بیاض قرار دی جا سکتی ہیں ۔

بیاض چهارم کو مائل نے دیوان غزلیات ترتیب دینے کے خیال سے لکھنا شروع کیا ھوگا کیونکه اس میں دوسری بیاضوں سے بھی غزلیں نقل کر لی ھیں اس بیاض میں مائل کا خط ابتدائی دو بیاضوں کے خط کے مقابلے میں پخته تر اور باریک تر ھے اور جیسا جیسا آگے بڑھیں قلم اور باریک ھوتا گیا ھے جس کی وجه سے صحیح پڑھنا مشکل ھو جاتا ھے - اس بیاض میں غزلوں کے علاوه چار پانچ صفحے رباعیوں کے ھیں اور چند منقبتیں بھی ھیں - اس کے صفحه ۱۰۶ سے تین صفحے اس نثر کے ھیں جو فتح عمر کوٹ کے سلسلے میں سنه ۱۲۲۸ ھ میں کرم علی خان کے فرمان کی حیثیت سے لکھی گئی تھی-

بیاض ششم سب سے آخری بیاض ھے اس کا خط اور بھی باریک ھو گیا ھے - اس کا کاغذ دوسری بیاضوں کی طرح مضبوط دیسی کاغذ نہیں ھے بلکه پتلا انگریزی کاغذ ھے- معلوم ھوتا ھے که ایسٹ انڈیا کمپنی نے اس دور میں اپنا کاغذ بھی سندھ میں پہنچانا شروع کر دیا تھا - کاغذ کی سطح دیسی کاغذ کے مقابلے میں صاف ھے اور ممکن ھے یه کاغذ دیسی کاغذ سے سستا بڑی فروخت ھوتا ھو- ظاھری صفائی اور چکنے پن کو دیکھ کر مائل نے اس کاغذ کی بیاض بنائی مگر افسوس یه کاغذ دیسی کاغذ کی مضبوطی اور عمر کا مقابله نه کر سکا - رنگ میلا ھوچکا ھے اور اوراق اتنے کمزور اور خسته ھوچکے ھیں که ذرا سے صدمے سے کاغذ ٹکڑے ٹکڑے ھوجاتا ھے - کاغذ کی اسی کمزوری کی وجه سے خبر نہیں بیاض کے کتنے اوراق ضایع ھوچکے ھیں - بحالت موجوده اس بیاض کے آخری دو ورق کئی مختلف اوراق کے پرزے ھیں جن کو احتیاط سے محفوظ تو کر دیا گیا ھے مگر نظموں کے اشعار کا تسلسل نہیں ملتا- بعض ٹکڑوں پر نام ملتا ھے تو اشعار غائب ھیں اور مصرعے کٹے پھٹے ھیں - ایسے اشعار کو موجود کلیات میں جگه دینا بے سود تھا - یہاں ھم چند پرزوں کے اشعار یا مصرعے وغیره جو پڑھے جاسکے ھیں درج کرتے ھیں -

۱) فتح عمر کوٹ کے سلسلے میں ایک مکمل نظم ص- ۳٦۷ پر درج ھے اس نظم کا ایک شعر ھے :

چون سال فتح "فتح عمر کوٹ" بود عرض
۱۲۲۴
زین پیشتر بروی دعا در پیام فتح
۴ +
۱۲۲۸=۴+۱۲۲۴

اس سے یه پته چلتا هے که مائل نے اس نظم سے پیشتر کسی اور نظم میں یه تاریخ فتح پیش کی تهی بیاض ششم کے صفحه ١٦٨ پرکسي ورق کا ایک پرزه چسپاں هے جس پر یه چار شعر درج هیں :

....	....
بهر پنج وقت دعا خوش ...	ده و دو امام هدا یار باد
خصوصاً بفوجِ شهِ ذوالکرم	علی بالکرم جابجا یار باد
به"فتح عمر کوٹ"از بهر سال	ز الهام روی دعا یار باد
١٢٢٣	١٢٢٨ = ٣ +

ابد یارِ "مائل" بحق چون حق است
دعایش بر این مدعا یار باد

غالباً یهی وه قطعهٔ مبارکباد هے جس کا حواله اس نے مذکوره بالا نظم میں دیا هے ۔ افسوس هے که یه قطعه مکمل هم تک نه پهنچ سکا ۔

٢) آخری دو اوراق کے پرزوں سے یه مواد ملتا هے :

سید محمد علی

بهنگام میلاد این نورِ نیک مسمّا بنامِ محمد علی
سروشم چنین گفت سالِ ولود خوش اید بکامِ محمد علی

(ب ٦ ص ٢١١)

کلیات کے صفحه ٣٩٣ پر ایک تاریخ ولادت میاں محمد علی فرزند قاضی محمد حسین درج هے ۔ ممکن هے یه اسی محمد علی کی دوسری تاریخ ولادت نکالی هو ۔ کاغذ پهٹا هوا هے اسلئے سید محمد علی کے بعد والد کا نام معلوم نهیں هوسکتا ۔

٣) این تازه خلف که از کرامت میر کرم علی مسمّا است
(ب ٦ ص-٢١٢)

اسی پرزے پر اس شعر کے بعد قطعه ثانیه بهی لکها هے لیکن بعد کا کاغذ پهٹا هوا هے ۔ مطبوعه کلیات کے صفحه ٣٠١ پر سید کرم علی بن سید فتی شیرازی کی ولادت کا ایک قطعهٔ تاریخ اور ایک مادّهٔ تاریخ درج هے ممکن هے یه تاریخ تولد بهی اسی کرم علی کی هو ۔

۴) صفحه ۲۱۲ کے ایک پرزے پر "محمد اشرف از یزدان" اور صفحه ۲۱۱ کے ایک دوسرے پرزے پر "چون محمد اشرف" ہے۔ مطبوعه کلیات کے صفحے ۳۹۵ پر میر محمد اشرف بن میر علی اکبر کی ولادت کی چار تاریخیں درج ھیں، ممکن ھے یه دو تاریخیں بھی اسی محمد اشرف کی ھوں۔

دوسرے پرزوں پر اسی طرح کے کٹے پھٹے اشعار اور مصرعوں کے الفاظ ھیں جن کو نظر انداز کیا جاتا ھے۔

* * * * *

کلیات مائل کی ترتیب و تدوین کا کام سندھی ادبی بورڈ نے محترم جناب محمود احمد عباسی صاحب کے سپرد کیا تھا۔ حقیقت یه ھے که جس محنت و کاوش و عرق ریزی سے موصوف نے مائل کی کہنه بیاضوں سے جو طرز تحریر کے اعتبار سے بھی اس قدر شکسته ھیں که ان کا پڑھنا جوے شیر لانے سے کم نہیں، ایک صحیح مسوده مرتب کیا، وه انہیں کا حق تھا۔ اور یه مشکل مہم جناب ممدوح کے سے تجربه کار عالم ھی سے سر ھوسکتی تھی۔

بعد میں بورڈ کے ارباب حل و عقد نے کلام کی ترتیب کا انداز بدلنے کی ضرورت محسوس کی اور ان کی ھدایات کے مطابق راقم الحروف نے ترتیب میں قدرے رد و بدل کیا اور تمام کلام کو از سر نو بیاضوں سے مقابله کرکے ھر غزل اور ھر نظم کے نیچے بیاض اور صفحه کا حواله درج کردیا ھے تا که بعد میں کسی کو ضرورت ھو تو به آسانی اس بیاض میں مطلوبه نظم تلاش کرسکے۔ البته قطعات تاریخِ ولادت و شادی وغیره کے ساتھ بیاض اور صفحه کا حواله درج نہیں کیا ھے کیونکه یه تمام قطعات بیاض ششم میں ص- ۱۲۱ سے ص- ۱۶۸ تک اور قطعات تواریخ وفات ص- ۱۸۵ سے ص- ۲۰۶ تک مسلسل درج ھیں۔ چونکه ایسے قطعات کی تعداد بہت زیاده ھے اور اکثر قطعات دو دو شعر کے ھیں اسلئے ھر قطعه کے بعد بیاض ششم اور صفحه کی تکرار کرنے سے کتاب کی ضخامت میں اضافه ھو جاتا اور کوئی خاص فائده حاصل نه ھو سکتا تھا۔

* * * * *

اس مقدمے کی تحریر میں میر مائل اور میر قانع کے حالات، تاریخ سندھ کے ماھر، میرے کرم فرما جناب سید حسام الدین راشدی کے تاریخی مضامین اور مقالات الشعرا میں ان کے مفید حاشیوں سے شکریه کے ساتھ اخذ کئے گئے ھیں۔

نویں صدی هجری میں خراسان (افغانستان) اور ایران کے حالات کے سلسلے میں انسائیکلو پیڈیا آف اسلام اور اسٹینلی لین پول کی کتاب "بابر" وغیرہ سے فائدہ اٹھایا گیا ھے۔

سندھ کے تاریخی پس منظر کے لئے، سندھی ادبی بورڈ کے شایع کردہ کتابیں: مخدوم ابراھیم خلیل کی "تکملہ مقالات الشعرا" (مرتّبہ سید حسام الدین راشدی)، خداداد خان کی "لبِّ تاریخ سندھ" (مرتّبہ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ)، منشی عطا محمد شکارپوری کی "تاریخ تازہ نواي معارک" (مرتّبہ آقاي عبدالحی حبیبی) اور میر قانع کی تحفۃ الکرام وغیرہ سے خاصی مدد لی گئی ھے۔

ناسپاسی ھوگی اگر میں اس سلسلے میں جناب محمد ابراھیم جویو صاحب معتمدِ مجلس سندھی ادبی (بورڈ) کے تعاون، امداد اور ذاتی دلچسپی کا ذکر نہ کروں جو موصوف نے اس کام کے سلسلے میں ھر مرحلے پر روا رکھی۔ اگرچہ سندھی ادبی بورڈ کی ھر علمی جدوجہد میں موصوف کی ذاتی دلچسپی اور انہماک ایک قدر مشترک کی حیثیت رکھتے ھیں۔ مگر ایک منت شناس خادمِ ادب اسے زبان پر لائے بغیر کس طرح رہ سکتا ھے؟

کراچی

محمد حبیب الله رشدي - ایم - اے

كليات سائل تتوي

حصه اول

غزليات

اشارات

۱- در اواخر اکثري از غزليات ، علاماتي بين [ب...ص...] داده شده و مقصد آن همان غزليات است که علاوه بر بياض پنجم (ديوان) در بياضهاى ديگر، خطّيِ مصنّف هم موجود اند و از روي آن مقابله و تصحيح کرده شده. و اگر در آخر غزلي همين اشارات نباشد پس همان غزل، صرف از بياض پنجم (ديوان) گرفته شده ، و از تطبيقِ نسخهٔ خطّيِ مصنف محروم مانده . (ب = بياض و ص = صفحه) .

۲- نسخهٔ مخطوطهٔ ديوان يعني بياض پنجم بعد ازين شعر (دهم) غزل رديف (ه) ناقص است :

زلفت چو موبمو برساندت پيامِ وصل
اي مو ميان! بکامِ ميانجي جواب ده

بنا بران ، بقيهٔ اين غزل و ديگر غزليات رديف (ه) و تمام غزليات رديف (ي) از بياض چهارم و برخي از بياض سوم تکميل شده اند .

۳- در برخي موارد براي تکميلِ شعر که در اصل ناقص بوده ، الفاظي را آورده ايم که در بين علامت [ ] مندرج اند .

بسم الله الرحمٰن الرحيم

— ۱ —

اي در همه پنهان و هم از جمله هويدا
پنهان چه هويدا ست ظهورت ز همه ها
در وحدتِ تو گرچه به کثرت نه بود دخل
در کثرتِ اوصاف بود ذاتِ تو يکتا
تو واحدِ بر حقّي و ليکن بحق است اينکه
با وحدتِ تو داد جلا کثرتِ اسما
از عرش اِلٰي فرش بديديم بهر چيز
در کثرت زد وحدتِ تو نورِ تجلاّ
تا خلقتِ اشيا شده از کُن فيکون راست
لا شيءٔ سوي الخالق گل گشت ز اشيا
تا مردمکِ چشم ز تو يافته بينش
غير از تو نه ديد است دگر ديدهٔ بينا
حيرانئ آئينه ز صورتگرئ تُست
پيدا ست بهر صورت چون جلوهٔ معنا
در درکِ کمالاتِ تو دخلي به خرد نيست
لا غاية لادراک کمالاتِ مُعلاّ
حکمِ تو بود کُن فيکون در همه عالم
لا حول و لا قوة جز تو بهمه ها
يادِ تو مخمّر به دل از طينتِ اصلي
چون بوي به گل باشد و چون نشه به صهبا
خوش نقشِ حقيقت به دلم داد نگاری
نقشِ دلِ من آمده چون نامِ تو حقّا
"سائل" بحق اين سبحهٔ تقديس بجان خواند
سبحان لک الحمد تقدّس و تعالیٰ [ب ۳-ص ۱۷]

— ۲ —

داني که چیست معنئ ایمان به دینِ ما
بي معني است هر که نه دارد یقینِ ما

بنوشته است کلکِ قضا بر جبینِ ما
نقشِ ولاي آلِ پیمبر به دینِ ما

کُن نقشِ لوحِ دل تو ابد، یا علي مدد
این است اصلِ معنئ نقشِ نگینِ ما

صد خرمنِ گناه ز جوشِ ولاي شاه
سوزد چو برق، آهِ دلِ آتشینِ ما

صد گوهرِ سخن به مدیحش نثار کرد
بي فیض نیست طبعِ گهر آفرینِ ما

در هر زمینِ شعر چو فکرم بلند رفت
از آسمان به عرش رسید این زمینِ ما

از نَي بپرس همدمیٔ ما به دردِ عشق
هر دم همین نوا ست به قلبِ حزینِ ما

صد سیلِ خون ز دیده روان کردم و ولي
از خونِ دیده سرخ نه شد آستینِ ما

شاید ز دردِ عشق بیاید دواي تو
بیدل مباش اي دلِ اندوهگینِ ما

صحبت مؤثر است ولي با صفاي دل.
اي دل تو صاف باش به اصحابِ دینِ ما

شاید که میلِ حق کندش آشناي حق
چون "مائلِ" حق است دلِ حق گزینِ ما [ب ۳-ص-۳۹]

—۳—

تهي از گردشِ ساغر مفرما محفلِ دلها
الا یا ایّها الساقي ادر کاساً و ناولها

تهی از لیلیٔ مقصد مفرما محملِ دلها
که چون مجنون ست دائم چشمِ شوقم سوي محملها

کشي تا چند چون حُجّاج فکرِ بُعدِ منزلها
بکن سعئ صفا ، داري بخود چون کعبهٔ دلها

ز طوفِ دل صفاي تازه یابد محرمِ کویش
که باشد کعبهٔ دل بهتر از صد کعبهٔ گِلها

نه شد جز گفتگو چون حاصل ازتحصیلِ علمآن بِـه
که حاصل سازم از تحصیلِ عشقش جمله حاصلها

رود بر محفلِ چرخِ برین مستانه صوتِ من
شدم با مطرب و ساقي اگر سرگرمِ محفلها

بخوان بسم الله را با سورهٔ اخلاص در پیشش
چه مي پُرسي دگر قاتل ز حالِ نیم بسملها

شود فضلِ خدا گر ناخدائ کشتئ کامم
ز امواجِ خطر سازد سلامت رو بساحلها

چو مقصودِ دلم بوده غزل آرائی بیتش
دل از تضمینِ حافظ کرد حاصل مقصدِ دلها

بود مشکل به آساني ز راهِ عشق بگذشتن
"که عشق آسان نمود اول ولي افتاد مشکلها"

شود با فکر و ذکرِ حق خیالم خود بخود "مائل"
بذکرِ خود نگهدارد گرش از فکرِ باطلها

— ۴ —

که از ابرو نماید رُخنما تیغِ هلالي را
که از گیسو کند سر نو بپا آشفته حالي را

خیالم چون بزلف و خالش آرد فکرِ عالي را
بفکرِ دانه در دام افگند مرغِ خیالي را

شود في الحال حالي از رموزِ کار اهلِ دل
بگوشِ دل کسي گر بشنود اقوالِ حالي را

ترا از شیرِ حق چون بوریاي فقر ارث آمد
پیٔ پشمینه پوشان وا گذار این شیرِ قالی را

کند درخواب حیرت صورتش نقش و نگارِ دل
به بیداري کسي گر بیند این تصویرِ قالي را

مبادا تر کند از باده زاهد خرقهٔ زهدت
مکن از باده نوشي منع رندِ لاوبالي را

سرِ زلفِ درازش دیده افتاده بپا گفتم
بپا باشد ز کفران سر نمودن جبهه مالي را

ز صهباي حقیقت از ولاي شاهِ دین مستند
بود از "مائلِ" حق مژده رندانِ موالي را

— ۵ —

هر چند نیست گردشِ گردون به کامِ ما
با گردشِ پیاله بود صبح و شامِ ما

جز گفتگوي عشق نه باشد کلامِ ما
ثبت است در صحیفهٔ عشاق نامِ ما

باشد به کنجِ میکده از بس مقام ما
هر دم رسد به حضرتِ ساقي سلامِ ما

صهباي عشق مي برد این خشکیٔ دماغ
زاهد بکن معالجهٔ شیخِ جامِ ما

خوش مي رود بیاد رخ و زلفِ آن نگار
گاهي به عیش و گاه به غم صبح و شامِ ما
هنگام جلوه ریزئ آن آفتابِ حسن
خورشید سر بزینه زند زیرِ بامِ ما
بهرِ اداي سجدهٔ شکرانهٔ وصال
باشد حریمِ وصلِ تو بیت الحرامِ ما
نازم به لطفِ حضرتِ ساقي که از ازل
پُر ریخته است بادهٔ کوثر به کامِ ما
"مائل" بجامِ بادهٔ شیراز شد دلم
"ساقی بنورِ باده بر افروز جامِ ما" [ب م- ص-۱]

— ۶ —

بسکه در کویش ز شوقِ دل سر افکندیم ما
عاشقیم و در دیارِ عشق پابندیم ما
مي توان چون بلبل اندر گلشنِ دوران گریست
همچو گل بر مشتِ زر بیهوده مي خندیم ما
چند غافل باشي از سرمایهٔ دارالبقا
کاندرین دارالفنائ دهر یک چندیم ما
ساقیٔ ما گر به بندد عقدِ وصلش پر بجا ست
زانکه با بنت‌العنب در فکرِ پیوندیم ما
حاسدِ ما از حسد، ببیتم چه حاصل مي برد
بر سرِ نارِ محبت همچو اسپندیم ما
از شمارِ سبحه کآن زنّار گردن کرده است
مفت چون زاهد ابد در فکرِ صد فندیم ما
مفت واعظ شکوهٔ ما وردِ دل بنموده است
در شریعت هم حقیقت پیروِ پندیم ما
گرچه زاهد همچو مینائ متي اندر گریه، است
بر رُخِ ساقي چو جامِ جم همي خندیم ما

چاشنئ حرفِ شیرینش ز طبعم کي رود
از دهانِ چو گلش جویاي گل قندیم ما
چون بکامِ ما کرم نام آور از نامِ علي است
از ازل نامِ خوشش بر لوحِ دل کندیم ما
درجهان چون "سائلِ" حق کو غلامِ نامِ اوست
شکر لله کز ولائ شه برومندیم ما [ب ٣ ص ۸۱]

— ٧ —

وصفِ قدّش راست مي گوئیم ما راست چون طوبیٰ ست، مي گوئیم ما
مي کند قایم قیامت قامتش زان قیامت راست مي گوئیم ما
پیشِ قدش ز انفعالِ خودسري سرو در گِل پا ست، مي گوئیم ما
هر که وصفِ قدِ بالایش بگفت فکرِ او بالا ست، مي گوئیم ما
راست گفتی وصفِ قدش "سائلا"
این سخن را راست مي گوئیم ما [ب ٣ ص ۹۷]

— ٨ —

قدت چو طوبیٰ، بلند و بالا، شده قیامت، قیامت آرا
درین قیامت، خطِ نجاتم، مگر ز خطت شود هویدا
نسیمِ زلفت، شمیمِ خطّت، بگاهِ وصلت، پیٔ مشامم
بود چو عنبر، چه عنبر اشهب، چه عنبر اشهب که مشک سارا
نهفته گنج آن دهان دلبر، بود ز دندان چو دُرج گوهر
چه دُرجِ گوهر که عقدِ پروین، چه عقدِ پروین همه تجلا
گهِ تکلم کلیم خصلت، گهِ تبسّم مسیح طلعت
بگاهِ خنده چو خضر بخشد، حیاتِ دائم به کامِ دلها
گهِ تبسّم چو قندِ مصري، بگاهِ خنده چو شهدِ شیرین
بحرفِ شیرین لبت چو شکر، بکامِ عاشق دهد چه حلوا

کشیده قامت ، کشاده گیسو ، دلم کشیده بخویش بسته
به دامِ عشقش چو دل به بستم ببین تو بست وکشادش اینجا
پیام شوقش ز جوشِ ذوقش سحر رسانده چه خوش به گوشم
بنغمه مطرب ، بعشوه ساقي ، بخنده ساغر ، بگریه مینا
بنغمه مطرب بداد سازم ، بعشوه ساقي بگفت رازم
بعشق آنها چو پاکبازم ، دگر چه سازم بغیر آنها
بحالِ مستان نگاه گاهي ، اگر نه دائم گهي براهی
بگاه مستي نگاهِ مستت بود . به مستان چو جامِ صهبا
چو تُرک چشمم به خالِ هندو کشاده بر رخ زنار گیسو
بدیده هرکس بگفت زیبد به کعبه مومن به دیر ترسا
بعرض شاهي ، جهان پناهي ، رسان پیامم صبا تو گاهی
بحال زارم سزد نگاهي ، بود چو کامم نگاهِ والا
زهي شهِ من کرم علی خان ز بس کرامت کریمِ دوران
که هست دستش بگاهِ احسان محیطِ رحمت سحابِ اعطا
گهِ سخاوت بود چو حاتم ، گهِ شجاعت نظیرِ رستم
گهِ عبادت ز بس اطاعت بود چه بوذر مطیعِ مولا
گهِ تجمل سپهر شوکت ، گهِ تحمل زمین تمکین
گهِ تفضّل محیطِ رحمت گهِ تامّل چو گنجِ معنا
شنیده نامم دهد چو کامم ز فرطِ بخشش ز بس تلطف
بکام سرمد ز لطف بیحد دهد خدایش همه تمنا
مشو تو زاهد سوی مجاهد که "مائل" از جان بصدقِ ایمان
نموده لب تر ز جامِ کوثر ، شکست ساغر بریخت مینا
[ب ۳ ـ ص ۵۸]

— ۹ —

بسکه ز خوبي صورتِ خوبت داد به طبعم خوبئ معنا
خواند میانِ مصحفِ رویت سورهٔ نور از نورِ تجلا

راء رخ آمد رحمت ِ رحمٰن، خاء خط آمد خوشخط ِخوبان
دال ِ دهن را دُرج درر دان، لام ِ لب آمد لولوٌ ِ لالا
سرو قد ِمن بر رخ چو گل، زد چو نقاب از زلف چو سنبل
از دل ِ قمري گل شده این گل، چیست ز بلبل این همه اخفا
بسکه ز مهر آن دلبر ِ ساده، بر رُخ ِ چون مه زلف کشاده
عیديٌ نوروز آمده داده ، شد چو برابر روز و شب اینجا
تیغهٌ ابرو، دشنهٌ مژگان، هر دو به قتلم ساخته عریان
شد پيٌ قتل آن خصم سر و جان داد به قتلم عشق چو فتوا
روي تو آمد روضهٌ رضوان، حور و قصورش بیني و لب دان
چاه زنخدان چشهٌ حیوان ، تشنهٌ آبش خضر و مسیحا
رويٌ تو باشد گلشن پُرگل، زلف به گردش سایهٌ سنبل
چیست زنخدان، جام پُر از مُل، چشم تو باشد نرگس ِشهلا
زلف ِ تو پر چین خال ِ تو پر کین، دیده زبس کین خصم ِدل و دین
داده دل ودین هر شه و مسکین، گفت که دیگر چیست تمنا
خال ِ تو هندو زلف ِ تو کافر، لیک به چشمت گشته مجاور
کشته مسلمان هر دو برابر، شد رُخت الحق قبلهٌ آنها
چند ز افسون زلف کشائي ، تازه فریب از خال نمائي
دین و دل من هر دو رُبائي، ترس ِ خدا کن اي بت ِ ترسا
دیده قد ِ تو سرو ِ صنوبر، ساخته برپا مجمع ِ محشر
لیک بحشر ِ خط ِ تو یکسر، کرد قیامت حشر دو بالا
دیده به کویت جلوهٌ رویت ، از ازل آمد مست ز بویت
لیلي مجنون شایق ِ کویت ، عاشق ِ رویت وامق عذرا
خوش‌سخن ِ آن میر کریم است، طور ِسخن را تازه کلیم است
دیده غزل خوان طبع ِ کریمش، ساخته طبعم این غزل انشا
ز این همه [خوش] خوش عشق ِ تو جانان آنکه ز چشمش بُرد دل و جان
لیس سوي‌الحق مقصد "مائل" چون ز دل آمد مائل ِ مولا
[ب م - ص - ۵۹]

— ۱۰ —

یافت خلیلِ دلم گلشنِ مقصود را
گریهٔ من گل نمود آتشِ نمرود را

یافتم از اشکِ غم گوهرِ مقصود را
منتِ نو مي کشم چشمِ غم اندود را

گریهٔ بد مستیم آمده خوش عذر خواه
شسته ام از آبِ چشم دلقِ متي آلود را

یافت دل اندر سجود راست بمحرابِ دل
قبلهٔ مقصود را ، کعبهٔ مسجود را

صبحِ سعادت رسید مهرِ تو در دل دمید
مژدهٔ نو میدهم طالعِ مسعود را

از طوشِ جوشِ عشق طرفه به گردون رساند
آتشِ گل دود را ، مجمرِ دل عود را

نغمهٔ عشقِ حزین گفت به جانم چنین
عشق بود چاره کن جانِ غم اندود را

طرفه به بزمِ کرم (۱) کامروا مي روم
کیست که گوید سلام میر ذوالجود را

هست ز عهدِ قدیم چون کرمش مستقیم
کاش به یاد آورد وعدهٔ معهود را

از غم فقدانِ یار گشت دلم اشکبار
هست ز ما صد سلام "مائل" مفقود را [ب م ـ ص م]

— ۱۱ —

شد نقشِ لوحِ جانم چون نامِ تو نگارا
نقش و نگارِ تازه حق داد جانِ ما را

(۱) میر کرم علي خان تالپور.

گر از کرم گذاري بر دیده ام تو پا را
سازم ز خاکِ پایت در دیده توتیا را
از دردِ بیخودیم گوید کسي خدا را
تا سوي خود بخواند این از خدا جدا را
از کم نگاهئ تو دریافتم حیا را
وز غمزه و اداي (۱) آموختم وفا را
از جوي رویت آمد در رشک ابرِ نیسان
و از بوي زلفت آمد شرمنده مشکِ سارا
تا در جنان ز وصلش یابم حیاتِ تازه
تلخئ مرگ کردم بر جانِ خود گوارا
دارم ز یارئ او با خویش چشمِ احسان
بیگانه کَي شمارم آن یارِ آشنا را
باد از حضورِ قلبي هر مدعاش حاصل
در حضرتش رساند از من کس این دعا را
بگذار تیرِ مژگان ز آن کج کمانِ ابرو
شد ناوک نگاهت از جان من گذارا
شاهي جهان بخود خواند گر شه ز زورِ شاهي
شاهئ هر دو عالم باشد ز حق گدا را
تا بوي وصلش آید در باغِ آرزویم
بر جانِ من هزاران منت بود حیا را
کو تابِ ذوالفقارش حصنِ دلم کشاید
از ما ست عرض تسلیم سالارِ لا فتا را
خوش شوقِ تو نموده این سبحه وردِ جانم
صبحت و شائقاً لک في اللیل و النهارا
بیگانه کَي ز "حافظ" یار است "مائلِ" حق
"باشد که باز بینیم آن یارِ آشنا را"

---

(۱) و ز غمزه و ادایت ؟

—۱۲—

رسانید اي آشنایان، خدا را ! پیام من، آن شوخ نا آشنا را

که تا چند بیگانه گردي تو از من بدان آشنائي وفاکیش ما را

کنم سرمهٔ چشم خود خاک پایت به چشمم گذاري دمي گر تو پا را

گهي با نگاهي سزد یاد کردن باین چشم برده نگاه وفا را

شبم روز گردد گر آئي سوي من انادیک في الهجر لیل و نهارا

و ان سالني کیف حالک بهجري بگویم به تو حال دل آشکارا

به عشقت چو سیماب گشته دل من ایا لائمي قد ذهب عني قرارا

جري الدم في الهجر من عین قلبي بیان کرد خون من این ماجرا را

قد احترق قلبي بنار التعشق متي ما سمعناک العشق نارا

و في هجر کم ایها العاشقون مضی العیش و قدطار عقلي و حا را

سیسقي من الحب شرباً طهورا بدادند عشاق خوش مژده ما را

دلم خون شده ریخت از راه چشمم ز اشکم بپرسید این ماجرا را

جهاني شود غرق سیلاب حسرت دهم رخصت گریه گر دیدها را

بهار آمد و فکر مستان است واجب به ساقي رسانید پیغام ما را

دعاي قدح گشته خوش ورد مستان قدح پرکن و گوش فرما دعا را

بپرسد ز تو "مائل" ما کجا شد

به یاد دل او دهم گر وفا را [شعر ۲ ۱ تا آخر، ب م ص ۱]

—۱۳—

مکش بر رخم باز تیغ جفا را مکش باز پس کشتگان وفا را

منم کشتهٔ تیغ تیر نگاهت مشو کار فرما تو دیگر ادا را

مرا کشته، خواهي شهود از تو از من بهخونم میالا پس این دست و پا را

مبادا شود باز در جوش خونم مخواهید از قاتلم خون بها را

ز طبعم شود گل مضامین رنگین شود کار فرما چو طبع رسا را

شگفته ست گل گل چو گلزار طبعم بیا سیر کن گلشن طبع ما را

به گفتم سحر با نسیم ِ صبوحي که در حضرت گل ز من گو خدا را
که چون نرگسم چشم بر راه ِ شوقت تو بنما به گلشن رُخ ِ خویش ما را
ز گل گشت گل این گل اندر جوابم که خواسوش(۱) شو، یافتم مدعا را
ترا هست منظور گر سیر ِ گلشن ز بلبل بکن خفیه پیغامها را
مبادا شود رنجه زین حرف بلبل مرنجان رقیبانه آن بینوا را
به گفتم منم "مائل" جان فدایت(۲) ببین حال زار ِ من ِ جان فدا را
بگفتا بخود باش اي جان فدایم
به گلشن بیا و ببین رنگها را
[شعر هفتم تا آخر ب ۱- ص ۱]

—۱۴—

(این غزل مشتمل بر صنعت عقل حیران)

مخلصا، اخلاص کیشا، دلنوازا، دلبرا اخلاص کیشان دلي را
حالیا از درد و هجرت لازم آمد عرض ِ حال این ست که بیني سوي حالم
مرحبا، آئي اگر یک دم به پیشم، گویمت آن دم پی پیش آمدت صد
دلبرا، گر دلبري دل را نمایم عرض ِ تو تو دل را نمایم تا بري تو
یار ما شو تا خدا یار ِ تو باشد در جهان باشد خدا یار آنکه گردد
سود ِ ما باشد به سوداي وصالت بي زیان باشد وصالت مایهٔ صد
فکر ِ ما در نظم اشعار ست "مائل ِ" پر رسان اي مائل حق، حق نموده

—۱۵—

هواي ابر فزود آبروی یاران را
ببین طراوت ِ آب و هوای یاران را

---

(۱) خاموش.
(۲) در بیاض اول بجای "مائل" کلمهٔ "عاشق" است و مقطع این طور است:
نپرسد ز تو "مائل" ما کجا شد بیاد ِ دل ِ او دهم گر وفا را

بود به موسمِ باران چو باده خوردن فرض
صلاي باده ز ما باد، باده خواران را
چه باده آنکه عبارت بود ز شربِ طهور
چه باده آنکه کند نیک زشت کاران را
ز بسکه گلشنِ دهر است درین هوا سر سبز
شگفتگي است چو گل طبعِ گلعذاران را
درین هوا که فرح بخش دور مي نوشي است
ز دورِ جامِ می است مژده میگساران را
درین هوا که هوا خواهِ عالمِ آب است
خدا زیاده کند آبروي یاران را
بحق آنکه درین بارش است بحق مشغول
ز طبع "مائلِ" حق مرحبا است یاران را

[ب م- ص۹۹]

—۱۶—

چه شد آن یارِ دلنشینِ مرا — که بغم زد دلِ غمینِ مرا
من بغم ساختم خدا سازد — شادِ غم خاطرِ حزینِ مرا
آفرین از غم آفرین بادا — در غمش این دلِ غمینِ مرا
کَي کند سرد سردئي اشکم — گرميُ آهِ آتشینِ مرا
خواستم بوسه، داد دشنامم — زهر بنمود انگبینِ مرا
مُردم و کو کند مسیح لبش — چارهُ دردِ واپسینِ مرا
بین که اشکم چگونه رسوا کرد — چه شد آن عقلِ دوربینِ مرا
پیشِ من عقل کافرِ عشق است — کو برد عشق عقل و دینِ مرا
بین ز اعجازِ عشق روشن دهر — یدِ بیضاي آستینِ مرا
از نیازم به ناز می آید — نازها بادِ نازنینِ مرا
آمد آن گل رُخ و قدومش کرد — گلشن آباد این زمینِ مرا
میتوان خواند مهرِ دل افروز — ذرهُ مهرِ مهجبینِ مرا

دل نشین باد ذرهٔ مهرم مهربان یار دل نشین مرا
مکن از بیخودان گمان خودي بیقین دان تو این یقین مرا
کرد هر هفت دولت ایمان حُسب هشت وچهار دین مرا
بارک الله بیارئ حق است
"مائل" یارحق گزین مرا [ب م - ص - ۹۸]

—۱۷—

جان من کن جدا جدائي را تازه کن رسم آشنائی را
تا ز جانم جدا شدي ، دارد جان من شکوهٔ جدائي را
عشق بیخود فتاد بسکه نمود حُسن تو جلوهٔ خدائي را
مي نماید به پیش مهر رخت مهر چون ذرّه خود نمائي را
زلفت از ابروي کجت آموخت مو بمو طرز کج ادائي را
مي کند سرمهٔ صفاهان کسب از غبار رهت صفائي را
سرو پیش قدت نمود از سر پاي در گیل دراز پائي را
دلربایانه نقش دلها ساخت نو خطت خط دلربائي را
از نگاه تو بسملم ، چه کنی از مژه خنجر آزمائی را
در صفات رخت بخلد رساند طبع معني رستم رسائي را
شاه بزم کرم علی است که داد شوکت نو کرم روائي را
"مائل" حق زبس "غلام علي" است
مي کند عرض حق نمائي را [ب م-ص ٦٥]

—۱۸—

جانم آموخت تا جدائی را کرد بیگانه آشنائی را
جان من عرض جان فدائي را گوش کن ، ترک ده جدائي را
که چو رنگ رخت نمودي داشت کرد گل خوار خود نمائي را
ماه من ، ماه نو ز مهر رخت مي کند کسب روشنائي را
خوش به محراب ابروت مه و مهر سر فرو داد جبهه سائي را

دهنت غنچه بود و گاهِ سخن کرد گل رنگ دلکشائي را
کرد در سُکر چشم مستت سهو زاهد و شیخِ پارسائي را
شاد از دختر رزَم بخدا مي کنم شُکر کتخدائی را
دامِ تزویر خلق مي شمرند عاشقان سبحهٔ ریائي را
دلربایم به یک کرشمه فزدد برده دل رسمِ دلربائي را
خوش بفیض کرم علي افزود با شهي رتبهٔ گدائي را
سر و برگِ نوای کامم داد کرد خوش عرض بینوائی را
زین کرم مي کنم بنامش ثبت رَقَمِ صادق الولائي را

از خدا کي جدا ست "مائلِ" حق
تا کند شکوهٔ جدائي را [ب م-ص-٦٥]

—۱۹—

جان به لب در غمِ هجر است بگو جانان را
بی تو اي جانِ جهان چون کنم اکنون جان را
هندوِ زلفِ تو با دانه و دامِ خط و خال
می کند صید دل و جانِ مسلمانان را
می توان برد دلِ خویش بچینِ زلفت
کفرِ عشق تو برد کو ز دلم ایمان را
سرخطِ خوبیٔ حُسن آمده چون خطِ رخت
خوبئ خطِ تو شه داد خطِ خوبان را
کرد رویت چو بدل کشف رموز کشاف
مي توان خواند به تفسیرِ رخت قران را
حاجتِ ساغرِ مَي نیست به مستِ نگَهت
مستئ چشمِ تو بدمست کند مستان را
شد به محرابِ دو ابروت دلم مقتدیش
تُرکِ چشمت چو بیاراست صفِ مژگان را

وعده کردي که دهم باده به پیمانه شبت
ساقیا شب شد و ده آب کنون پیمان را
داشت در بحرِ حقیقت چو دلم میلِ شنا
دیدهٔ "مائلِ" حق کرد بپا طوفان را [ب ہ - ص - ۶۳]

—۲۰—

شد چو زندان مقام یوسف را — کرد حق زنده نام یوسف را
چاه و زندان چه جاه زندگي است — با خدا صبح و شام یوسف را
حق به قرآن ز سورهٔ یوسف — خوش فزود احترام یوسف را
از غلامي عزیزِ مصرش کرد — کرد عالم غلام یوسف را
با عزیزي بخواند صدیقش — دیده در صدق نام یوسف را
گشت حسرت نصیب اخوانش — حق گرفت انتقام یوسف را
جمله اخوان سلامیش گشتند — دیده شان احتشام یوسف را
کرد از بوئي پیرهن خوش گوش — پیرِ کنعان پیام یوسف را
رفت ایامِ هجرش از یادش — داشت چون یاد نام یوسف را
با زلیخا دلش نمي شد رام — عشقِ حق کرد رام یوسف را
دیده حسنش بکامِ عشقِ ازل — داد حق جمله کام یوسف را
صورتِ حسن یافت معنئ عشق — داد حق چون نظام یوسف را
بسکه در عشق پخته مغز آمد — عشق نگزاشت خام یوسف را
کرد جام جهان نما به جهان — بادهٔ عشق جام یوسف را
عشق در خواب دلنشین فرمود — با زلیخا پیام یوسف را
که بود مژدهٔ وصال آخر — عاشقِ حسن تام یوسف را

خوش رسانده بحسنِ عشق الحق
"مائلِ" حق سلام یوسف را [ب ہ - ص - ۶۸]

—۲۱—

یا رب به دلم جا نه دهي دلشکني را
کاین کعبهٔ دل جا نه بود برهمني را

دل در کفِ دلدار توان داد، نه با غیر
کاین خاتمِ جم سي نه سزد اهرمني را

بر حرفِ رقیبم نه دهي گوش که باشد
با بلبلِ خوش لهجه چه نسبت زغني را

اي مدعي از تهمتِ پاکان حذري کن
بر قامتِ یوسف نه دري پیرهني را

ز این حیله و تزویرِ تو اندیشه نه دارم
کز روبهیٔ چرخ، چه غم شیر تني را

ماسون به غلامیٔ علی، شیرِ خدائیم
روباهِ فلک گو بکند تازه فني را

با خسروِ خوبان برسانید پیامش
بینید شکر ریز چو شیرین سخني را

دارد چو دلم میل به گلزارِ شهادت
از برگِ گل آرید برایم کفني را

کردي بخدا انجمن آراي حقیقت
با "مائلِ" حق سازي اگر انجمني را [ب ۳- ص-۶۳]

—۲۲—

گوئید ز من آن شه رنگین سخني را کو ساخته رنگین سخن صد چو مني را
با تیشهٔ غم کوهِ دلِ خویش توان کند کآن خسروِ شیرین چه کند کوه کني را
پروانه به پروانه نویسند که امشب شمعِ دلم آراست چه خوش انجمني را
جز خونِ شهادت که دهد غازه به چشمش کي کشتهٔ تیغِ تو پذیرد کفني را

بکشا شکن زلف که نه کشوده قضا بست در هر شکنِ زلفِ کجت صف شکنی را
دل بستهٔ زلفِ تو جز این شکوه ندارد در گردنم افگند قضا این رسني را
اي کاش که یاد آورد از موطن اصلی بیند چو غریبی به سفر هم وطني را
تا دیدهٔ یعقوب منوّر کند از بو از مصر به کنعان برسان پیرهني را
بخشند مه و مهر، زر و سیم، چو بینند با چیرهٔ زرین بتِ سیمین بدني را
بخشد سخن حق به دلش فیضِ حقیقت
از "سائلِ" حق گوش کند گر سخني را

—۲۳—

به گلشن چو بینم گل اندام را ز وصلش بچینم گلِ کام را
سحر دیده دل آن دل آرام را بصد شوق بنمود پیغام را
گه‌سوبم بگرداني ارچشم مست[؟] نخواهم دگر گردشِ جام را
چو مستم ز صهباي چشمت فریس به مستانِ خود، نُقلِ بادام را
دهن گل، لبش گل، خط وخال گل سزد سیرِ این گلشنِ کام را
بکامم شود گر لبش گل فشان فریسم پيِ بوسه پیغام را
دلم در دعا خواهشِ بوسه کرد شنیده دعا، داد دشنام را
گذشتم من از کامِ خود غیر ازین چه گویم دگر یارِ خود کام را
چو دل ماند در دامِ زلفش بگفت کني کي رها مرغ در دام را
دلم رامِ هندو ست کوکرد رام برامشگري صد دل آرام را
دماغم معطر ز بوئی مَی است چه حاجت بعطر است مي آشام را
رخش کرد پیدا بشام و سحر ز زلف و جبین کفر و اسلام را
خطش سر خطِ حُسن را غازه داد بخوان از دل این خوشخطِ کام‌را
بدام وفا خوش کشیده بخویش نیاز دلم نازک اندام را
بشیر افگنی نیست نسبت به شاه جهان پهلوان رستمِ سام را
بنازم که روح‌القدس شب بخواب بگوش دلم داد پیغام را
بخوان مصرع میرِ بزم کرم که یابي ازو هر همه کام را

بحق می کند "مائلِ" حق مدام
دعائی شہِ بزمِ اکرام را

—۳۴—

چو یاد تست یا رب مطلب از بیداریٔ شبها
من و بیداري شبها و یا رب عرضِ مطلب ها
تو بکشا بر زخم بابِ حصولِ جمله مطلب ها
کشایم چون به شب یارب بعرض مطلب این لبها
بعرضِ بوسه صد دشنام بشنیدم چو زان لبها
دعایش کردم و گفتم که حاصل گشت مطلبها
بجا گیرش توان بسپرد از چین خطهٔ دلکش
به هندو زلف صد دامیش یابد هر که منصبها
گل اندامی که سر تا پاچوگل نازک بدن باشد
خلد خاري اگر در پاش داند نیشِ عقربها
من و شربِ شرابِ عشق، ذکرِ مشربِ رندان
نباید ذکرِ مذهب گرد پیش اهلِ مشربها
بصدق جعفري گر مذهبي حقش صفا داده
کجا چون "مائلِ" حق است حقیقت فهم مذهبا

—۳۵—

گر تو دلداري به دلداري بیا ور تو غمخواري به غمخواري، بیا
وعده بنمودي که مي آیم به باغ اي گلِ باغِ وفاداري، بیا
پائي نازت باد بر فرقِ سرم گر سرِ ناز و ادا داري، بیا
دل بیادِ دوست درکارست مدام کارم این است گر تو بیکاري، بیا
همچو "مائل" با دلِ مائل بحق
گر حقیقت را طلبگاري، بیا [ب۴ ص-۸۳]

—۲۶—

نغمهٔ بلبلان شنیده، بیا همچو گل پیرهن دریده، بیا
هردو عالم عوض معاوضه کن یوسفِ حسن را خریده، بیا
گر توئی مستِ نشهٔ ازلي جامِ عشقش چو من کشیده، بیا
همچو آهو رمیدنت تا کي باز اي دل ز من رمیده، بیا
از پیِ شوقِ دیدنِ دلبر اي دلِ من ز راه دیده، بیا
اي به مستيِ معرفت "سائل"
بادهٔ عشق را چشیده، بیا [ب ۳ - ص - ۲۶]

—۲۷—

بنمود شب چو آن مهِ روشن لقا لقا بگرفت دل ز پرتوِ مهرش صفا صفا
سازم مدام پیشکشِ نقدِ جان و دل گوید اگر ز لطف که پیشم بیا بیا
گردد دلم چو آئینه با خلق روشناس یابد اگر ز نورِ محمّد جلا جلا
چون ني بسازِ عشق سرایم سرودِ وصل گر بشنود دمي ز منِ بی نوا نوا
بر ساحلِ نجات برد ز این محیطِ غم گردد اگر به کشتيِ ما ناخدا خدا
تا اینچنین است جور و جفائی تو دلفریب زیبد جفا و جورِ تو دائم بما بما
گفتم بدل دمي ز وفایش بگو سخن گفتا همین وفا ست که دارد جفا جفا
گفتم که چیست حاصل ازین هست و بود ما گفتا که نیست حاصل غیر از فنا فنا
اي جان برو، برو که بجانان سپارمت زان پیشتر که بانگ بر آید برآ برآ
تسلیم جان به مشهدِ پاکش نمود و گفت
"سائل" ز شوق شد بمقامِ رضا رضا [ب ۳ - ص - ۱۳]

—۲۸—

گفتم که چیست، هجرِ تو گفتا بلا بلا
گفتم که چیست وصلِ تو گفتا، هوا هوا

گفتم خدات حافظ ، گفتا کجا کجا
گفتم بجاي خویش ، بگفتا بجا بجا

گفتم خوش آمدي که دل از تو خوش آمده
گفتا خوش آمده است سراپا خطا خطا

گفتم روم ز کوئي تو ، گفتا برو برو
گفتم بسویت آیم ، گفتا میا میا

گفتم بهجرِ تو چه بود حالِ جان و دل
گفتا ز تن برون شده هر یک جدا جدا

گفتم ز چیست خشم که داري بمن بمن (۱)
گفتا یقین بدان که ز خشمِ خدا خدا

گفتم که دل زکف شده، گفتا چه به چه به
گفتم که جان به لب شده، گفتا بجا بجا

گفتم چه شد وفاي تو که اکنون به من نشد
گفتا که شد نشد بود از من سوا سوا

گفتم درین زمانه دمی خوش نمي رود
گفتا خوش آن دم است که باشي بما بما

گفتم بجان چه گونه دعایم رسد بمیر
گفتا بگو بدل که رساند خدا خدا

گفتم بحضرتِ تو ز "مائل" نیازِ عجز
گفتا ز من به مائلِ عاجز دعا دعا [ب ۳- ص-۳۲]

—۲۹—

بظاهر عاشقِ داور علي ابن ابي طالب
بباطن عشق را مظهر علي ابن ابي طالب

تعالیٰ الله زهي سرور علي ابن ابي طالب
بذاتِ مصطفیٰ همسر علي ابن ابی طالب

(۱) نسخه: گفتم ز چیست خشمِ تو کارمد نصیبِ من .

محمد سرورِ دوران بفرقش افسرِ عرفان
بود همسر بآن سرور علي ابن ابي طالب
علي چون عين با حق شد، ظهورِ ذاتِ مطلق شد
بنامِ حق زهی مظهر علي ابن ابي طالب
علي يار نبي آمد بحق ياور علي آمد
بحق يار و بحق ياور علي ابن ابي طالب
بگردون حکم چون رانده دوباره باز گردانده
ز مغرب خسروِ خاور علي ابن ابي طالب
براهِ دينِ پيغمبر ندارم رهبري ديگر
بود بس هادي و رهبر علي ابن ابي طالب
چو نام پاک آن سرور بحق آمد حساب اندر
بحق گرديد نام آور علي ابن ابي طالب
ز دل مائل غلامِ او غلامِ خاص نام او
بود وردِ دلش يکسر علي ابن ابي طالب [ب م- ص- ۳۰]

—۳۰—

بيا کز درد دوريها دلم در شيون است امشب
بهر دل نالهٔ فرياد از دردِ من است امشب
به بزم عاشقان سوزِ دل من ديدن است امشب
که گردِ شمع چون پروانه ام گرديدن است امشب
هلال عيد ز ابروئي مهِ من ديدن است امشب
اگر ديدش نصيب آيد شبِ عيد من است امشب
شبِ وصل آمد و طرح نشاط افگندن است امشب
اگر ساقي کرم سازد شبِ مي خوردن است امشب
چرا در گردشِ ساغر تساهل مي کند ساقي
که چون ساغر مرا بر گرد او گرديدن است امشب

سحر خواهم جبین فرسود از محراب ابرویش
چه غم گر هندوِ خالِ سیاهش رهزن است امشب

چو آمد دل شکن زلف شکن آرایش از مستي
شکستم شیشهٔ دل را که بشکن بشکن است امشب

دم نزعم شد و هنگامهٔ داد و ستد گرم است
ز دلبر دل ستانیها ، ز من دل دادن است امشب

ندارد گرچه شب روزِ قیامت لیک در رفتن
قیامت سازئ آن سرو قامت دیدن است امشب

نباشد سرسري سوداي سر بازیدنِ عاشق
سرت گردم مرا گردِ سرت گردیدن است امشب

ز طوفِ کوي جانان چون رسیدم در حریمِ او
دل و جان مي کنم قربان شبِ عیدِ من است امشب

نصیبِ "مائلِ" حق شد ز معراجِ وصالِ او
فسبحان الذي اسري بعبده خواندن است امشب

— ۳۱ —

قاصد آمد گفتمش آوردي از خطم جواب
گفت از خط و جوابش گفتگو نبود صواب

گفتمش بهر چه ز آنها ناصواب است گفتگو
گفت چون خطش بدادم دیده شد گرمِ عتاب

گفتمش پس در عتاب آن خط گرفت و یا که نه
گفت که بگرفت بل گفتا برو افگن در آب

گفتمش پس تو چه گفتي گفت او چون اینچنین
گفت گفتم دارد این خط ز آبِ چشمش آب و تاب

گفتمش پس او چه گفته چون تو گفتي اینچنین
گفت گفتا راست گفتي لیک من گفتم (۱) صواب

---

(۱) گفت گفتا راست گفتي لیک من دادم جواب [نسخه] .

گفتمش پس گفت گویا کو بود گریان ز هجر
گفت شد معلومم این والله اعلم بالصواب

گفتمش پس کي به گوشم مژدهٔ وصلش رسد
گفت اگر "مائل" بحق باشي شوي خود مژده یاب

[ب ۴ - ص ۷۸]

ــ۳۲ــ

ساقیا! باران ِ عیش آمد بکش جام ِ شراب
چند داري مختفي در زیر ِ ابر این آفتاب

چند گوئي آفتاب اندر سحاب است چون کشم
آفتاب است این که مي‌باید کشید اندر سحاب

هیچ میداني چه چیز است این که مي باید کشید
آفتاب است این که باشد آفتاب از وی نتاب

چون شراب و آفتاب اند هر دو در معني یکي
آفتاب ِ عالم ِ مستان ِ عشق است این شراب

دارد از جنات تجري تحتهاالانهار شرح
بزم ِ یاران گاه باران دیده در امالکتاب

پس بود در بزم ِ یاران گاه باران گر بود
ساقي و جام ِ شراب و مطرب و ساز ِ رباب

چیست این باران ِ رحمت‌آنکه وقف ِ عالم است
عالم ِ آب است که روئي عالم از وي یافت آب

گاه این باران ِ رحمت دیده ابر و رعد و برق
کردم از فرقان ِ فضل آیات ِ رحمت انتخاب

گر بدین رنگ است سحاب اندر ترشح در بهار
نغمهٔ سارنگ رنگي تازه بخشد با سحاب

چون هلال ِ عید مي باشد کلید ِ باب ِ عیش
صبح ِ عید است از صبوحي بر رخم شد فتحیاب

بسکه سیرِ سبزه اش ز آبِ روان است دلکشا
لازم آمد سیرِ مکلي (۱)این زمان برشیخ و شاب
گاه هشیار است یاران عازم میخانه اند
چند اي بیدار دل باشي ز مستي سر بخواب
تا دلش سائل بکامِ طبعِ رحمِ باري است
"سائلِ" حق باد ز این بارانِ رحمت کامیاب

— ۳۳ —

زاهدا ! چند از شرابِ عشق سازي اجتناب
کز براي خشکئ زهدت علاج است این شراب
بس که عالمگیر هر سو عالم آب آمده
خانهٔ زهد و ریا یکسر فرو رفته در آب
محتسب گر خم شکست و بنده بشکستم سرش
من با السّن است اینجا درقصاص او را جواب
من بفکرِ تر دماغي، تو بذکرِ زُهدِ خشک
زاهدا ! این است چو مي پرسي سوالت را جواب
از عتابت من نمي رنجم تو در رنجي چرا
کو منم بر رغمِ تو با ساقئ خود در خطاب
زاهدا ! بگذر که من خود در عتابت نیستم
بر سرِ مستان کي است در عالمِ مستي عتاب
فهم کن کز دورِ جامِ عشق این پندت بس است
گر تو امروز آمدي باشد ترا فردا ذهاب
از حسابِ عمر روزی چند جامِ عشق گیر
خواهي از رفتن به فردوسِ معلا بي حساب
"سائلِ"حق خواهد از ساقي بجا در عشقِ حق
استعني کاسات شرب‌العشق من هذالشراب

---

(۱) کوهچهٔ مکلي ، من مضافاتِ تته .

— ۳۴ —

ساقئ گلعذار را دریاب باده‌ٔ خوشگوار را دریاب
جلوه‌ٔ حُسنِ یار را دریاب صنعتِ کردگار را دریاب
سرمه‌ٔ چشمِ یار را دریاب چشمِ دُنباله دار را دریاب
باده‌ٔ عشق نشه‌اي دارد مستئ چشمِ یار را دریاب
چشم مستش به نشه مي گوید دیده‌ٔ پُر خمار را دریاب
چشم بر راه باش چون نرگس معنئ انتظار را دریاب
در غم کم نگاهئ جانان دیده‌ٔ اشکبار را دریاب
در بهارِ خطِ رخِ جانان موسمِ نو بهار را دریاب
شامِ غم صبح عیش درگذراست گردشِ روزگار را دریاب
باده خواري ست شیوه‌ٔ عشاق عاشقِ باده خوار را دریاب
کشته‌ٔ عشق همچو "مائل" باش
تیزئ تیغِ یار را دریاب [ب ۴ - ص ۲۰]

— ۳۵ —

چو نرگس چشم بر راهم ز فرطِ انتظار امشب
بیا کاندر قدومت نقدِ جان سازم نثار امشب
شود مشکِ ختن اندر خطا بي قدر و بي قیمت
نسیمِ زلفِ پُر چینش رود گر تا تتار امشب
پیام بوسه کردم شد ز غصه بر کنار از من
مگر طفلِ سرشک آرم بجایش در کنار امشب
برد از خاطرم تلخئ زهرِ هجرِ جان سوزش
دهانش گر بحرفِ وصل گردد شهد بار امشب
شبستانِ وصال از سوختن چون شمع روشن کن
بسویم آمد این پروانه از شمعِ مزار امشب

دل ِ یاران بدرد ِ هجر روز ِ وصل مي خواهد
ندارد چون دیار ِ وصل غیر از درد یار امشب

برند از مَن عَرَف اهل ِ حقیقت فیض ِ صد عرفان
دهد گر "مائل ِ" حق حرف ِ حق را اشتهار امشب

[ب۳ - ص - ۸۱]

— ۳۶ —

وعده بنمودي که مي آیم به شب — نامدی رفت آن شبم اندر تعب
آمده یک بار ز این نه آمدن — این فدایٔ مقدمت را جان به لب
هست در حضرت کنون عرض ِ دلم — دلبرا ! نه آمدن را کو سبب
مطلبم چون جان فدائي پیش ِ تست — جان فدایت مي کنم عندالطلب
هست خلف ِ وعده بعد از وعده دور — از علؤ شانت اي عالی نسب
جائي حرف است لیک ز آداب ِ نیاز — حرف گیري این قدر هم نه آدب

از ادب خوش زان بعرض ِ بند گي ست
"مائل ِ" حق بندهٔ شاه ِ عرب [ب ۳ - ص - ۸۸]

— ۳۷ —

بسکه قربان ِ نگاه ِ فیض ِ جانان جان ِ ما ست
صد چو اسماعیل قربان گشتهٔ فرمان ِ ما ست

گر شوم خاک ره ِ احمد پس از مُردن چه به
خاک ِ راهش توتیایٔ دیدهٔ حیران ِ ما ست

حضرت ِ خاتون جنت بضعهٔ ذات ِ نبي
سورهٔ اخلاص ِ ما و آیهٔ قرآن ِ ما ست

چیست گلزار ِ نجف اي عندلیب ِ نغمه خوان
گلشن ِ فردوس ِ ما و روضهٔ رضوان ِ ما ست

سبز پوشم در عزائ کشتهٔ الماس ِ غم
سبز ِ پوش ِ باغ ِ جنت دافع ِ حرمان ِ ما ست،

میروم بهرِ طوافِ مشهدِ شاهِ شهید
رکنِ اعظم ، کعبهٔ دین ، قبلهٔ ایمان ما ست
"مائل "از گلزارِ ایمان برگزید این پنج گل
رشتهٔ (۱) این پنج گل گلدستهٔ ایمان ما ست [ب م - ص- ۲۸]

— ۳۸ —

هرکه از روزِ ازل سرمست از صهبائي ما ست
دستِ شوقش دائما در گردن مینائي ما ست
همچو مجنون هر که او سرگشتهٔ صحرائي ما ست
چشم بر راهِ قدومِ محملِ لیلائي ما ست
میتوان فهمید از خاموشیم صد سرّ عشق
گفتگوئی عاشقان یک حرفی از ایمائي ما ست
شب بیادِ زلفِ او بودم که گفت آن مه جبین
پرتوِ صبحِ سعادت از خورِ سیمائی ما ست
زاهدا ، از طعنهٔ رندان نه بینی صرفه‌اي
ریشِ قاضي هم مصفّا از سَئ مینائي ما ست
جز غلامی بر درش هرگز نه دارم دعوئ
خسروِ ملکِ ولایت والي و مولائي ما ست
شبِ بیادِ ساقیٔ کوثر شنیدم این نوید
"مائل" از روزِ ازل سرمست از صهبائي ما ست
[ب م- ص- ۲۹]

—۳۹—

دل ز دستم مي رود نامِ خدا وقت است و وقت
گر بدست آري دمي بیدست و پا وقت است و وقت

---

(۱) دستهٔ این پنج گل ، گلدستهٔ ایمان ما ست [تکمله مقالات الشعرا]

دلبرا ، گر دلبري ، یک دم بیا وقت است و وقت
ورنه این دل مي رود از دست ما وقت است و وقت
جان شیرین بر لب آمد خسروا ، وقت است و وقت
گر تو جان میخواهی اي جانان بیا وقت است و وقت
ذره سان دست دل اندر دامن مهرت زدم
گر بگیري دست این بیدست و پا وقت است و وقت
نیست عرض دل دگر جز آرزوي درد عشق
کن قبول این عرض دل نام خدا وقت است و وقت
خواب غفلت مي برد صبح امل از دست دل
گر تو غافل نیستي بهر دعا وقت است و وقت
گل گریبان چاک در شوق تو دارد رو براه
گر بیائي اي گل گلگون قبا وقت است و وقت
از درائي دل بر آید این فغان وقت رحیل
گر تو داري رو بره با ما بیا وقت است و وقت
دیده آب و رنگ گلزار رخت هر گل بباغ
گفت از شوق تو خندان مرحبا وقت است و وقت
دیده شد شاهان دنیا هم گدائی این در اند
گر به بیني از کرم سوئي گدا وقت است و وقت
کي بگردد این سگ کویت ز درگاه عظیم
بر سگ خود کن نظر شیر خدا وقت است و وقت
شب بیادش پیک روحم این نوید آورد و گفت
گر دلت مائل به یار است "مائلا" وقت است و وقت [ب م ص ه]

— ۵۰ —

جنس روغن چون ز نقد جان گران گردیده است
جان عالم زین گراني در فغان گردیده است
از تجاهل چند گویم عقل در روغن بود
عقل بي روغن چو بخش جاهلان گردیده است

آن زمانه گردشِ گردون که گمره کرد خلق
طرفه راه [و] رسمِ ابنائي زمان گردیده است
اهلِ دنیا از جهالت دین به دنیا مي دهند
عقلِ عالم کم ز بي عقلیِ شان گردیده است
نیست ز انسانیت اکنون چون نشان در روزگار
گفتن قحط آب حال اینجا عیان گردیده است (۱)
بیکسي را سوخت گویا این زمان نان در تنور
هر کسي محتاجِ دونان بهرِ نان گردیده است
زین زمانِ پر جهالت چند نقل آرم به پیش
فرض بر عقل این زمان نقلِ مکان گردیده است
از چها دور است زبان را آشنائي شکوه کرد [؟]
الامان زین جاهلان وردِ زبان گردیده است
تا کند جانان نگاهِ لطف بر جانِ جهان
نامِ حق با "سائلِ" حق وردِ جان گردیده است

—۱۷—

گر این چنین به عالمِ آب است هوائي مست
صد مژده مرحبا ست ز مستان برائي مست
خود مست ، و چشم مست و ز مستانه خویش
زد زلف خود سرش سرِ خود را به پائي مست
لب مست و شد زمستيِ لب نَيِ نواش مست
بشنو دمي بعالمِ مستي نوائي مست
چشمش که مست بود ز من تافت لیک اداش
مستانه خوش نمود ز تو گرم جائي مست
نازم باین نوازشِ مستانه‌اش اگر
آن مستِ ناز برد دلم با ادائي مست

(۱) ب ه : کذا . [گفتن قحط الرجال این جا عیان گردیده است ؟]

ای دل ترا چه غم بود از شوخ چشمیش
شوخیٔ چشمِ مست بود غمزدائي مست

مي در قدح بنوش دعائي قدح بخوان
که اینست پي قبولِ دعا مدعائي مست

مستان عشق را ست خدا قاضی اي قضا
بنگر که خود خدا ست چسان در رضائي مست

مي خور برو به میکده با دردِ دل بساز
حق کرده است چو میکده دارالشفائي مست

ما بیعت غدیر بمستی نموده ایم
شیخا ز بیعتِ تو چه حاصل برائي مست

از تو نماز بس بود از وي نیاز دل
اي شیخِ عصر چند کني شکوهائي مست

تا پیش امام خود نه کني پیرِ میکده
کي جائز است نمازِ تو اندر قفائي مست

غسلِ جنابتِ تو بیک لحظه خشک گشت
تر ز آب دیده است ابد دست و پائي مست

جاري ز آبِ دیده کند تازه سیلِ خون
از طفلِ اشک پرسی اگر ماجرائي مست

این گریهٔ ریاي تو آبی بجو نریخت
طوفانِ تازه کرد بپا گریه‌هائی مست

مستانه گشت بلبلِ طبعم چو گل فشان
هر بیت این غزل شده فرحت فزائی مست

مستانِ عشقِ حق همه دم مائلِ حق اند
خوش "مائل" حق آمده مدحت سرائي مست [ب۴-ص۸۴]

--۴۲--

سیرِ گلشن به گلعذار خوش است
باده خوردن به میگسار خوش است

دست درکار و دل به یارخوش است
از دل و دستم این دوکارخوش است

از کنارم کناره مي سازد
گر بود یار درکنار خوش است

دلِ زارم ز درد پُر داغ است
سیرِ این تازه لاله زار خوش است

چارهٔ کارِ من بدست کسي است
که شود گر دمي دو چار خوش است

در دیاري که درد یارم نیست
در گذشتن ازان دیار خوش است

گر به یکبار یار وصل دهد
دیدنش صد هزار بار خوش است

دیده در راه باش چون نرگس
که شب وصل انتظار خوش است

گر دوچاري بچار یار اي شیخ
دلم از حبِّ هشت و چار خوش است

خوش غلام علی است "مائل" حق
به غلامیش افتخار خوش است

[ب م- ص-۶۱]

--۴۳--

دائما سیر روي یار خوش است
خط خوش و لب خوش و عذارخوش است

هست مکتوبِ سر خطِ حُسنش
سبزهٔ خط ز سبزه زار خوش است

رُخ گل و لب گل و دهانش گل
گلشنِ حُسن را بهار خوش است

دارد این دل بدامِ زلفش سر
زلف چندانکه دامدار خوش است

دامِ گیسو و دانهٔ خالش
دائما از پیِٔ شکار خوش است

زلفِ مشکین که چین در چین است
تارِ هر مویش از تتار خوش است

زلف بر رُخ کشاده مي گوید
عیدِ نو روز را بهار خوش است

به نگاهي نمود عالم مست
نگهِ مستِ چشمِ یار خوش است

این دُر نظمِ شاهِ بزمِ کرم
از دُر و لعلِ شاهوار خوش است

گرچه باغ "للنک" خوش باغ است
باغِ "هیلایه" را بهار خوش است

صیدِ گاه "للنک" و "هیلایه"
بهرِ شه از پیِٔ شکار خوش است

یاد اغیار ناخوشی دارد
دلِ "مائل" بیادِ یار خوش است

[ب م- ص-۶۱]

—۴۴—

گفتم خطت دمیده، خطا را بهانه ساخت
گفتم بلب رسیده، قضا را بهانه ساخت
گفتم بیا به بنده، ملا را بهانه ساخت
گفتم چو گل به خند، خلا را بهانه ساخت
گفتم که در خلا و ملا یاد بایدت
زین یاد رفته یادِ خدا را بهانه ساخت
گفتم دلم به تیغِ نگاهِ تو بسمل است
تکبیر خواند، حکمِ قضا را بهانه ساخت
گفتم شوم فداي تو پا بر سرم بنه
گفتا نمی نهیم، حنا را بهانه ساخت
گفتم دلم به کوي تو پامال گشت سخت
مشتاقِ وصل بود، لقا را بهانه ساخت
گفتم دهن کشا که دهم بوسه بر لبت
بکشوده بهر شکوه، دعا را بهانه ساخت
گفتم به شهدِ بوسه مرا زنده کن بگفت
بیمار دردِ عشق شفا را بهانه ساخت
گفتم که کَي لبِ تو شود آشناي حرف
گفتا دمِ وصال، وفا را بهانه ساخت
گفتم که چیست ابروي مژگانِ شوخِ تو
گفتا کمانِ و تیر وغا را بهانه ساخت
گفتم شهیدِ چشمِ ترا خونبهاي چیست
گفتا نگاهِ شوخ، جفا را بهانه ساخت
گفتم مگر رضائي تو در کشتنِ من است
گفتا خدا نکرده، قضا را بهانه ساخت

گفتم که مي مخور که بشرع است حرام گفت
در حکمت است حلال ، دوا را بهانه ساخت
گفتم که حسن و عشق خدا را پیمبرند
گفتا بلي بصدق ، صفا را بهانه ساخت
گفتم کرم ز نام علي کامیاب باد
گفتا بکام بنده ، رجا را بهانه ساخت
گفتم ز بنده عرض نیاز ست بحضرتت
نشنید و ناز کرد و ادا را بهانه ساخت
گفتم امیدِ "مائل" حق یک نگاهِ تست
گفتا بلي بچشم ، رضا را بهانه ساخت [ب م - ص - ۸۰]

—۴۵—

چشم تو میگسار بسیار است | نشه‌اش خوشگوار بسیار است
پیش ابرویت اي مهِ پُر مهر | ماهِ نو شرمسار بسیار است
تارِ زلفت صدائي غم در داد | این خبر در تتار بسیار است
هست کارش شکارِ دل دائم | دامِ زلفش به کار بسیار است
خطِ بُطلان به سبزه زار کشید | نو خطت را بهار بسیار است
نیست بي خار گل و اگر باشد | پیشِ روي تو خار بسیار است
گه کشد ، گاه زنده مي سازد | قدرتِ چشمِ یار بسیار است
سرمه گفتم ز بس غبارِ رهش | دلگران زین غبار بسیار است
نسبتِ سرو با قدِ بالاش | راست این است که عار بسیار است
عشق جانان بجان گران باري ست | جانِ من زیر بار بسیار است
با نگارم که نقش بند دل است | میلِ نقش و نگار بسیار است
نقشِ معني نگار دلها کرد | لطف آن دل نگار بسیار است
تا بگردد دوچار شاهدِ کام | دیده در انتظار بسیار است
یمنِ نام علی بوصفِ کرم | در جهان اشتهار بسیار است
خسروِ ما کرم علی خان میر | صاحب اقتدار بسیار است

گر بچشمِ کرم کند نگهي یک نگه از هزار بسیار است
سي، کند فتح بابِ فیض، امید قوت و انتظار بسیار است
یاد حق دائما ز پُر کاري ست
"مائل" حق بکار بسیار است [ب ۴ - صـ ۳٦]

— ۴٦ —

گشت اندر بهار تشریفت گل چو بلبل نثار تشریفت
چشم بر راه داشت چون نرگس دلِ من ز انتظام تشریفت
گشت چون سرمه نوربخش بصر در دو چشم غبارِ تشریفت
نقش مهرت نگار دل کردم دیده نقش و نگار تشریفت
از شکار آمدي و گشت شها مرغِ جانم شکارِ تشریفت
روزگارِ فرح نمود عیان فرحت روزگار تشریفت
شد بکارِ دعا ز روي نیاز دیده دل روبکارِ تشریفت
یارئ فضلِ یاور مطلق باد پیوسته یار تشریفت
بقرار قرار "مائلِ" حق
بود الحق قرارِ تشریفت

— ۴۷ —

ترکِ چشمِ تو در کمینِ من است تیغ ناز تو دل نشینِ من است
تیغِ نازت به شوخ چشمیها تیز (۱) قتلِ دلِ غمین من است
تا گرفته جلا ز مهرِ رُخت نقشِ مهرِ تو بر جبینِ من است
مژدهٔ شاد باد تشریفت شادئ خاطرِ حزینِ من است
خوش ز دلدار آفرین خوان ست آفرین بر دل آفرین من است
در زمینِ سخن ببین سخنم کآسمان رفعت این زمینِ من است
زین کرم کز کرم کُند نگهي نقش اکرام بر جبینِ من است
قد فتحنا لاهل دین ز اکرام مژد فتح المبینِ دینِ من است

(۱) ب، ۵: کذا. [بهر ؟]

خوش باهل حق ست بطبعش خاص
"سائل" حق که حق گزین من است

—۴۸—

داغ عشقش که دلنشین من است | داغ ازو این دل غمین من است
ماه طلعت که دل نشین من است | مهر او طالع از جبین من است
بالیقین روئي خوش خطش بصفا | صفحهٔ مصحف یقین من است
آنچه یار ست قدرتست مرقوم | سر خط حُسن آن حسین من است
آنکه از مهر اوست روشن ماه | مهر رخسار و مه جبین من است
خوش بکام قران مهر و ماه | مهر آن مه جبین قرین من است
راست نازان بصد فرازیها | سرو قد یار نازنین من است
آنکه چون لاله کرد جانم داغ | لاله رخ یار جان نشین من است
آنکه بگداخت شمع محفل عشق | شعلهٔ آه آتشین من است
آنچه از راه دیده دل مي ریخت | بي بها گوهر ثمین من است
یادم از حزن پیر کنعان داد | طفل اشکم که نور عین من است
در غمش خوش بگریه و زاري | الفت خاطر حزین من است
در ترنّم چه خوش بساز حجاز | سازش طبع حق گزین من است
کو عدو در عناد شش پنج ست | حب هشت و چهار دین من است

"سائل" حق بحق غلام علي است
الحق این نقش بر نگین من است [ب م - ص - ۸۵]

—۴۹—

در خرابات عشق جاي من است | عاشقم ، عاشقم خداي من است
خود بود عاشق و خود است معشوق | طرفه در عشق این صداي من است
بسکه ایجاد عالم از عشق است | عالم عشق رُخنماي من است
نیست بیگانگي مرا با عشق | کز ازل عشق آشناي من است
تا بعشق حقم شهادت خوان | در صف عشق کربلاي من است
هادیم عشق و مهدیم عشق است | بحق این عشق رهنماي من است

عشق ِحق بین که حق بدولت ِ عشق عاشق عشق مصطفاي من است
عشق ِ حق خوش عطا ست کز فیضش عشق ِ احمد ِ ز حق عطاي من است
عشق ِحق خوش به عشق ِ احمد و آل در رہِ عشق مقتداي من است
تا شوم کامیاب از عشقش بر در عشق التجاي من است
چیست مجنون و وامق و فرهاد عاشق ِ طبع عشق زاي من است
قد رضینا بما جري القلما خوش بعشق از ازل رضاي من است
قبل الله جهد نا في العشق ورد ... این صداي (؟) من است
کي ملاقي بغیر حق گردد آنکه او عاشق ِ لقاي من است
باش "مائل" بحق که حق یابي
الحق این پند از برای من است [ب م- ص-۹۲]

—۵۰—

گیسوي او که چین در چین است بهر ِ صیدم کمند ِ پُر کین است
عشق را طرفه رسم و آئین است مي پسندد دلي که غمگین است
در رہِ عشق چیست صرفه جهان مرغ ِ جانم به صید ِ شاهین است
عالمی از نگه کند سر مست مستئ چشم ِ یار گر این است
نسترن را چه نسبت است برخش پیش رویش چه جاي نسرین است
سبزهٔ خط بهار ِ نو بخشید بهر ِ رویش که گلشن آئین است
جا به محراب ابرویش دارد هندو ِ خال ِ او که بي دین است
کرد ابرو بدم مسلمانش کافر ِ عشق را سزا این است
شد به مدحش دلم سخن آرا روح ِ روح القدس به تحسین است
کوکَنَد کوهِ دل به تیشهٔ غم کام ِ فرهاد عشق ِ شیرین است
کرد زاهد اگر مطلّقه اش دختر رز بفکر ِ کابین است
تا دهد از کرم علي کامش دل بشکر [و] زبان به تحسین است
"مائل ِ" حق ز شوق گلرخ ِ خویش
در گلستان ِ عشق گلچین است

—۵۱—

خالِ مشکین برخِ دلبرِ رنگین این است
بر سر آیهٔ دین نقطهٔ تزئین این است
دیدهٔ دل گیسوي پُر چین برخ جانان گفت
رشتهٔ جانِ من و گیسوی پُر چین این است
کشتهٔ خنجرِ ابرو ست به محراب دعا
از پئ کشتنِ ما خنجرِ خونین این است
طبعِ بلبل صفتم دیده دهانش مي گفت
در گلستان رخش غنچهٔ رنگین این است
شد نمایان ز تبسّم برخت عقدِ گهر
مصحفِ روي ترا سورهٔ یاسین این است
"محسن" (۱) آسا ز متئ عشق چو مستان غلطم
"گر سیه مستئ آن شوخ شلائین (۲) این است"
طفلِ اشکم برخ این مصرعِ رنگین بنوشت
در عزاي شهدا "سائلِ" غمگین این است [ب م ص-۹ ۲]

—۵۲—

دل از خمارِ متئ خوشگوار خالی نیست
که چشم مستِ نگار از خمار خالي نیست
چرا نه چشم براهِ وصالِ او باشم
مرا که چشمِ دل از انتظار خالی نیست
بگلشنِ رخِ جانان دمیده سبزهٔ خط
خزانِ گلشنِ وي از بهار خالي نیست
اگرچه گوهرِ جان صرف راهِ جانان شد
هنوز دیده ز نقدِ نثار خالي نیست

---

(۱) شاعر بزرگ فارسي گوي سنده، محمد محسن "محسن" تتوي .
(۲) شلائین = (ت) بر وزن سلاطین بمعني شوخ ، بي باک ، ناخوش و مجازاً بمعني فریفته ، عاشق .

ز خار خارِ غمش یافتم گلِ مقصود
که هیچ گل به گلستان ز خار خالي نیست
بغیر صید دلِ عاشقان ندارد کار
که دامِ زلفِ نگار از شکار خالي نیست
مپیچ ای دلِ "مائل" بیار از غمِ عشق
که هیچ دل ز غمِ عشق یار خالي نیست [ب م- ص- ۳۷]

ـ ۵۳ ـ

بدورِ بیکسیم چون متاع احسان نیست
و کم معامله ام با کسي به دوران نیست
ز گرم و سردِ جهان کس چه گونه رخ تابد
معاملاتِ جهان چون مدام یکسان نیست
ز خار خارِ غمِ هجر گوش کن اي گل
که جز بخار گلي اندرین گلستان نیست
بعون ختمِ رسل دیوِ نفس کردم خوار
چه غم اگر به کفم خاتمِ سلیمان نیست
به یک دو جام چه بي خود فتاده اي بر خاک
بهوش باش که دعواي عشق آسان نیست
جگر کباب کن و خونِ دل بجام آور
به بزمِ عشق گرت هیچ صرفهٔ جان نیست
بود بجراتِ شبخون دستِ او کوتاه
کسي که دست به شمشیر روز میدان نیست
پیاله گیر و ز زهدِ ریا بکن توبه
که ذکر زهدِ ریا هیچ جا بقران نیست
خط خطا ست که در وصف خال هندو ایست
ازان بذکرِ خط و خالش اهل ایمان نیست

بغیر صلي علی المصطفا و آل کرام
درین مباحثه ام سبحهٔ دل و جان نیست
برو براهِ حقیقت بدور "مائلِ" حق
که کس چو مائلِ حق حق شناس دوران نیست

— ۵۴ —

مرا که تاجِ سرِ من بغیر سیلي نیست
فقیرم و شرفِ من ز اسب و پیلي نیست
ز بس بدستِ دلم جنسِ دین و ایمان است
ز نقدِ سیم و زرم احتیاجِ تهیلي (۱) نیست
بنفس خویش چو مردان مجاهدم کاین کار
ز اجتهادِ دلي کارِ مردِ ایلی نیست
چو من کسي که نموده ز فاقه خشک بدن
گداي هر در چو راجهاي تیلی (۲) نیست
به کوه قافِ قناعت بجا بیادِ حق
چرا که "مائل" حق چون فقیرِ ریلي نیست [ب ۳- ص ۹۰]

— ۵۵ —

طوباي خلد با قدِ تو چون برابر است
کآن چوب چون به آن قدِ موزون برابر است
چشمت بیک اشاره دلم را به زلف بست
از چشمت این فسانه به افسون برابر است
در شام زلفِ تو به کمین است تا دلم
ایماي ابروي تو به شبخون برابر است

---

(۱) تهیلي = [هندي] بمعني کیسهٔ زر.
(۲) راجهاي تیلي = [هندي ، جمع تیلي راجه] نوعي از گداگران هندو.

در تیه عشق خال کجا و کجا ست چشم
این سامري چگونه به هارون برابر است
چشم تو ساغري ست که گردان بکام ما ست
چون گردشش به گردش گردون برابر است
بیت است ابروي تو که هنگام انتخاب
هر مصرعش به مصرع موزون برابر است
از کوهکن به قیس رساند این پیام عشق
در سیر عشق کوه به هامون برابر است
اي غم کناره کن ز کنارم که از سرشک
چشمم بگاه گریه به جیحون برابر است
بر دل شکستگان تو شکستي روا مدار
کاین دل شکستن تو بصد خون برابر است
تا آمده ست عشق جنون را رواج بخش
کي نزد عشق عاقل و مجنون برابر است
چون "مائل" حق است گهر چین ز بحر عشق
هر حرف او چو گوهر مکنون برابر است

[ب م - ص ۷۰]

— ۵۶ —

باز چو بلبل چمنم آرزو ست
دیدن آن گلبدنم آرزو ست
دیدن آن گلبدن و سرو قد
همچو گل اندر چمنم آرزو ست
یافت چو اندر شکنش دل قرار
زلف شکن در شکنم آرزو ست
صد گل دشنام بمن داد ز انکه
بوسه برآن گل دهنم آرزو ست
تا به کفم یوسف خالش فتد
غوطه به چاه ذقنم آرزو ست
مردن ازین زیستنم به بود
گر بجز او زیستنم آرزو ست
دیدهٔ دل سوي حق و رخ بخلق
زاهل حق این یک سخنم آرزوست
گر روم از خویش نباشد غریب
چونکه به غربت وطنم آرزو ست

در وطن عشق که محنت سراست خوش سفري پر محنم آرزو ست
یا سفري کان بود اندر وطن (۱) خلوت در انجمنم آرزو ست
هوش بدم نیز نظر بر قدم دمبدم از ذوالمننم آرزو ست
یافت باصحاب ِ نبي چون قران صحبت ِ ویس ِ قرنم آرزو ست
تا که ز احسنت دهد حق نوید مدح ِ شه ِ بوالحسنم آرزو ست
یمن ِ غلامي ِ شه ِ هشت و چار دوستيء پنجتنم آرزو ست
شد تنم از خون شهادت چو سرخ طرفه به تن این کفنم آرزو ست
با دل پر چاک که دارم ببَر چاک چو گل پیرهنم آرزو ست
هست بحق "مائل" حق گوشه گیر
گوش به گوش این سخنم آرزو ست [ب ۳ - ص - ۲۲]

—۵۷—

درین بهار که طغیان ِ عالم ِ آب است
هواي ابر طلبگار بادهء ناب است
ز جرعه یابيء قربانیان عید ِ وصال
فدايء عشوهء ساقي روم که نایاب است
بسان ِ ذره نباشد همین دلم در تاب
ز آب و تاب ِ رخش مهر و ماه در تاب است
از آنزمان که بخوابم چشاند بادهء وصل
دلم در آرزوي وصل بي خور و خواب است
مَيء ولا زده است جوش ِ بیخودي ورنه
دماغ حرف درین گفت گوي نایاب است
درین بهار دوايء که درد ِ دل ببَرد
سراغ یافتم از دل بدست ِ احباب است
محب آل نبي بحر ِ بخشش و اکرام
که دست ِ مکرمتش باب ِ عالم آب است

(۱) بیاض پنجم [دیوان] این شعر ندارد .

اگر بدیهه ببذل ترشحِ اکرام
بداد وقت رسد کشت کام سیراب است
بحمد لله که از فیضِ رشحهٔ کرمش
زمین سند درین فصل رشکِ پنجاب است
بکامِ آرزویش باد بادهٔ امید
زمین تاکه ز ابرِ بهار شاداب است
بحضرتش زَ پیٔ التماسِ عذرِ قصور
سخن بقصر زدن بهترین آداب است
بحق آنکه دلم "مائلِ" می و ساقی ست
بدستِ ساقیٔ دین ساغرِ مَیٔ ناب است [ب م - ص - ۳۳]

— ۵۸ —

نیاز و ناز را با هم چو راز است
نیازِ نازنینان عین ناز است
مرا از نازشِ نازک ادایش
به آن نازک ادا راهِ نیاز است
سر اندر سجده نِه بر خاک کویش
ره و رسم نیاز اینجا نماز است
ببزمِ عشق چون پروانه و شمع
دلِ عشاق در سوز و گداز است
ز جامِ عشق آمد بسکه سرشار
دل از زهدِ ریا در اهتزاز است
دلم بشگفتنش خوش نغمه سر کرد
میانِ بلبل و گل طرفه راز است
ز مهر ار باز گردد روبرویم
برویم ، باب صد امید باز است
نماید حُسنِ صورت حُسنِ معنی
حقیقت جلوه فرما از مجاز است
چه نازم رخ ز ترکِ چشم شوخش
چو تیغ غمزه‌اش در ترکتاز است
به بحثِ خال و خط دل کرد کوتاه
حدیثِ زلفِ اوکآن بس دراز است
بسازش نیست گر این چشمِ بد ساز
بمن خوش سازش آن عشوه ساز است
بسازِ هند کی سازدِ دلِ من
که‌خوش‌دل سازِ من‌سازِ حجاز است
شود هر هفت گام از نقش دوشش
درین بازیچه آن کو پاکباز است
کند ز این بنده تا یاد از کرم شه
دلم در یادِ محمود و ایاز است
چمن خوش باد ز اخلاصِ دلیش
نوازشهای آن مخلص نواز است

به پایش کو فرود آرد سرِ عجز
چو پیشش "مائلِ" حق سرفراز است [ب ۳- ص- ۸۶]

— ۵۹ —

چهره گل خوئي او رنگِ گلِ تر شکست
زلفِ سمن بوئي او نگهتِ عنبر شکست
چون شهِ خوبان ز ناز طرفِ کله بر شکست
کج کلهي‌هاي او شوکتِ افسر شکست
از ید خیرالبشر گر مهِ انور شکست
بال و پرِ جبرئیل از یدِ حیدر شکست
زورِ یداللهیش گشت چو خیبر کشا
کرده درش را سپهر، لشکرِ خیبر شکست
سرو سر افراز من دوش بعزم شهي
بسته بسر گوش پیچ زینتِ افسر شکست
گشت خرامان ز ناز بسکه به گلزارِ حسن
قامتِ چون سرو او نازِ صنوبر شکست
زلف چو زنجیرِ او صد دلِ بیخود به بست
ابروی چون تیغِ او صد سرِ خود سر شکست
چهرهٔ چون مهرِ او شد چو سحر جلوه بخش
روشني از مه ببرد، جلوهٔ اختر شکست
گو که ز مژگانِ یار دشنه بیارد حکیم
سختیٔ شریانِ من چون سرِ نشتر شکست
بسکه شکست آن صنم بسته بمن عهدِ وصل
عهدِ خود و جهدِ من هر دو برابر شکست
شکوهٔ آن دلشکن بود چو مکتوب وي
نامهٔ هجرانِ من بالِ کبوتر شکست

محتسبِ شهر ما از نگهِ مست او (۱)
عهد به پیمانه بست توبه به ساغر شکست
خوش گهري دلپذیر کرد کرم طبع میر (۲)
لعلِ گهر بارِ او قیمتِ گوهر شکست
چند بدعویٔ عشق داغِ دل آرد گواه
"مائلِ" عشق عظیم خامه بمحضر شکست [ب ۳- ص ۳۸]

—۶۰—

دلم در گوشه گیري کز نشان است
نشانِ تیر آن ابرو کمان است
خدا بکشایدش بر کامِ طبعم
گلي نشگفته گوئي آن دهان است
بخندان از لبِ آن غنچه باغم
دهانِ غنچه گلریز این بیان است
بکامم خوش ز حلوا در حلاوت
شکر ریزئ آن شیرین زبان است
بپرس از کشتهٔ تیغِ نگاهش
نگاهِ چشمِ خون ریزش چسان است
سخن زان مو میان زد درمیان پیچ
ز گیسویش سخن چون درمیان است
دل از سر خطِ حسنش خواند این خط
سلامم عرضِ حسن خوشخطان است

---

(۱) در بیاض چهارم در سلسله این شعر دو اشعار زاید اند :

چون سخن طبع سن آمده خاقان نظیر   هر سخن نازکش ناز سخنور شکست
طرفه دهان ورا گنج گهر گفته اند   هر گهر حرف او قیمت گوهر شکست

این اشعار به علامت حرف میم (م) نشاني شده اند- ما بیقین نمي توانیم گفت که آن را خود مصنف نشاني کرده یا کاتب و مرتب دیوان ـ اما گمان غالب این است که خود مصنف آن را نظري کرده و بجاي آن دو بیت ، این بیت در حاشیه نوشته است :

خوش گهري دلپذیر کرد کرم طبع میر   لعل گهر بار او قیمت گوهر شکست

در آن دو بیت شاعر تعلي کرده است ولي خواندن آن ابیات را در دربار میر کرم علي خان که خود شاعر نکته رس بود ، مناسب نه دانسته بجاي آن ، یک بیت مدحیه گفته باشد .

(۲) این بیت در بیاض چهارم ، ص ۳۸ در حاشیه ثبت است .

ز قد افرازیش شد کار ِ من راست
مگر کج کارم از زلف ِ بتان است

بکویش کرده جا دل از خوشي گفت
برو اي غم که این دارالامان است

به عید ِ دید جانان بشنو از جان
فداي مقدمش جان ِ جهان است

سبو اندر سبوي مي کشم من
سبک بر دوشم این بار ِ گران است

تو مي پرسي گرم حال ِ دلت چیست
کرمهاي تو بر من بیکران است

بشکر ِ آنکه واصل با حق آمد
ز دل "مائل" بحق الحمد خوان است [ب م- ۹۵، ۹۶]

—۶۱—

بیار باده که باران بجوش طغیاني ست
هواي ابر طلبگار ِ سرخ باراني است

چه باده آنکه بود طالبش هواي ابر
چه باده آنکه به باران محتبش جاني ست

چه باده آنکه بفتواي عشق هست هلال
چه باده آنکه جلا بخش عشق ِ یزداني ست

به بارش است چو از باده عشرت ِ یاران
خوشم به باده و بارش طریق یاراني ست

بدور ِ عشرت این تازه بارشم از حق
صلاي دور ِ مَيْ عیش وقف ِ دوراني ست

روان بروي زمین ز آب سیل در سیل است
خوش آن کسي که در این تازه سیر سیلاني ست

ز فیض ِ عالم آب است عالمي آباد (۱)
خوش این بشارت ِ آبادي فراواني ست

ز ذکر ِ توبه بکن توبه، جام ِ مَي درکش
که ذکر ِ توبه به مستان کنون ز ناداني ست

(۱) بیاض پنجم [دیوان] این شعر ندارد .

قدح بنوش و دعاي قدح بخوان کاين دم
بکامِ زمرهٔ مستان دمِ قدح راني ست
در اين بهار که جامِ گل است ز سُل لبريز
سحابِ رحمت رحمان به جام گرداني ست
وفورِ ابر و تجلّيِ برق و جوششِ رعد
ز قطره قطره جلابخشِ محمدت خواني ست
ز صوتِ رعد شده روشنم چو مهر اين حرف
عيان ز برق ، تجلئ نورِ سبحاني ست
درين بهار بگو چيست طبعِ "مائلِ" حق
به بحر حمد دُرر بار ابرِ نيساني ست [ب ۳-۹۸]

—۶۲—

ز اغيار کي چشمِ ياري مرا ست بياران همين وردِ زاري مرا ست
بايماي ابرو دلم را ربود ز تيغش همين زخمِ کاري مرا ست
بدنيا که پامالِ سردارِ دين ست چگونه سرِ پائيداري مرا ست
مگر شيرِ حق بخشدم زو امان کي از نفسِ سگ رستگاري مرا ست
کسي که او غمم ديد گرديد شاد چسان خواهش غمگساري مرا ست
بيا تا برويت نظاره کنم کجا طاقتِ انتظاري مرا ست
به جنّات تجري برم تازه نهر گر اين اشک پيوسته جاري مرا ست
ز من من و سلوي چه خواهي بليل ز خونِ جگر چون نهاري مرا ست
هزاران براهِ تو سرگشته اند کجا تابِ اين سر شماري مرا ست
چه پرسي تو نام و نشانِ مرا کجا خواهشِ نامداري مرا ست
چو "مائل" بحق يارِ اهلِ حق است
ز ياران بحق چشمِ ياري مرا ست

—۶۳—

مرا ميخانه چون بيت الحرام است که هر بابش مرا باب السلام است
به تسليمش چو هردم خاص و عام است ز من در حضرتِ ساقي سلام است

چه ساقي ، ساقيِ صهباي كوثر
چه ميخانه ، كه فردوس احترام است

چه مي پرسي ازين ميخانه از من
فضاي عشق را ميخانه نام است

سقاني ربّني شرباً طهورا
بحق شغلم به‌بالش صبح و شام است

ز باده باد ابد پيمانه ام پُر
كجا اين باده بهرِ من حرام است

چه باده ، بادهٔ عشقِ الهي
چه‌عشق، آن كو به‌پائش‌حشرعام‌است

منم لب تر ز جامِ بادهٔ عشق
مرا از باده تا لبريز جام است

كجا جم رفته و كو دورِ جامش
بمن از جامِ عشق اينجا پيام است

چه غم گر دورِ جامِ جم سرايد
بجامِ عشق دورانِ دوام است

سزد گيرد ز ساقي جام در جام
چه من آنكو مريد شيخِ جام است

كنم چون اقتداي زاهد اينجا
صفِ مستان را ساقي امام است

هلالِ عيد جامِ بادهٔ ام داد
كجا يادم كنون ماهِ صيام است

بيا ساقي بده جامِ صبوحي
صباحِ عيد را اين عيشِ تام است

سزد با پخته مغزان باده نوشي
عبث با زاهد اين سوداي خام است

حلال است گو كه غيبت نزد زاهد
خوش آمد پيش بدمستان حرام است

بود جانان و جان يک چون ميُ عام
ز من جانِ جهان را اين پيام است

علي نام آورِ هر دو جهان است
غلامِ نامِ او فرخنده نام است

من و مدح علي و جام كوثر
بمن در مدحش اين بخش امام است

چه مي پرسي ز من از "سائلِ" حق
بحق نامِ علي او را غلام است

—۹۴—

اي پيکِ دل به كشور جان مي فريسمت
بهرِ وفاء جانِ جهان مي فريسمت

باشد از نويد وفاء جانِ جهان فتح (۱)
با اين نويد سويِ شهان مي فريسمت

فتح المبينِ دين چو نشانده ز نامِ شان ست
با اين نويد سوي شهان مى فريسمت

---

(۱) ب ۵ [ديوان خطي] : كذا .

داد از کرم علي چو مرادِ شهانِ سند
از هر مراد مژده رسان مي فریسمت
در هر زمان بکامِ کرم باد عونِ حق
در حضرتِ کریمِ زمان مي فریسمت
خوش "مائل" حق است ز حق امن خواه شان
الحق باین نویدِ امان مي فریسمت

—۶۵—

ز ابروي چون صمصامِ تو جان‌بر شدن بس مشکل است
زین تیغِ خون آ شامِ تو جان بر شدن بس مشکل است
از چشم چون بادامِ تو جان‌بر شدن بس مشکل است
و از زلف همچون دامِ تو جان‌بر شدن بس مشکل است
هر جاست هر کس در تعب از زخمِ عشقت جان به لب
زین رستخیزِ عامِ تو جان بر شدن بس مشکل است
در غم ز دردِ اشتیاق گویم چه از زخمِ فراق
ز این لا دوا اسقامِ تو جان‌بر شدن بس مشکل است
یکسو ادایت دلگداز یکسو نگه در ترک تاز
ز این سو بسو آلامِ تو جان‌بر شدن بس مشکل است
من جامِ عشقت دیده ام بل باده اش نوشیده ام
ز این زهر پاره جامِ تو جان بر شدن بس مشکل است
گفتي بحق کاي "مائلا" تسلیمِ جان با حق نما
الحق ازین پیغامِ تو جان‌بر شدن بس مشکل است

—۶۶—

جانم ز لب، لب از نوا، اینهم گذشت آنهم گذشت
هوش از دلم، دل از هوا، اینهم گذشت آنهم گذشت
تیغ از سرم، سر از قضا، اینهم گذشت آنهم گذشت
جان از تنم، تن از جفا، اینهم گذشت آنهم گذشت

جان از تنم بیزار شد تن را بجان تکرار شد
آخر شدند از هم جدا اینهم گذشت آنهم گذشت
جان را به تن ماوا نماند چون و چرا را جا نماند
اي غافل از چون و چرا ، اینهم گذشت آنهم گذشت
بیگانه وش نا آشنا برده دل و دین با ادا
اکنون چه مي خواهد ز ما، اینهم گذشت آنهم گذشت
در گوشهٔ میخانه رو در گوش مستانش بگو
جمشید کو جامش کجا ، اینهم گذشت آنهم گذشت
کو یوسف و زندان و چاه کو پیر کنعان وان نگاه
آخر به صبر اندر بلا ، اینهم گذشت آنهم گذشت
یوسف ز زندان شد عزیز و آن پیر ِ کنعان پر تمیز
آخر به تسلیم و رضا ، اینهم گذشت آنهم گذشت
لیلي به مجنون کو ، چه شد، وامق بعذرا کو ، چه شد
شد هر یکی آخر فنا اینهم گذشت آنهم گذشت
در عشقت اي دلساز ِ ما سر دادن آمد ساز ِ ما
کو دل شد و سر شد کجا ، اینهم گذشت آنهم گذشت
شه رفت ، شاهی را گذاشت حق را اگر با خویش داشت
الحق چه شاه و چه گدا ، اینهم گذشت آنهم گذشت
دیده به گلزار رخت با صد جفا بوئي خوشت
نگهت ز گل گل از جفا ، اینهم گذشت آنهم گذشت
بي شرمئ گردون ِ دون شد بر جفا چون رهنمون
[چشم] از حیا دل از وفا ، اینهم گذشت آنهم گذشت
فکر خود [و] ذکر خدا کرده مرا از خود جدا
اي محو فکر و ذکر ِ ما ، اینهم گذشت آنهم گذشت
با شادئ صبح لقا باشد غم ِ فرقت مسا
شادي و غم صبح و مسا، اینهم گذشت آنهم گذشت

یکچند در بزم عظیم (۱) او بود ساقي من ندیم
آن بزم کو ساقي کجا ، اینهم گذشت آنهم گذشت
کو "مائل" حق این زمان گوید بحق شادي کنان
کو غم شد و شادي کجا ، اینهم گذشت آنهم گذشت

— ۶۷ —

میزند گل به بزم یار عبث　　لافِ همرنگئ نگار عبث
جان به لب آمد و نیامد یار　　رفت عمرم در انتظار عبث
داغ حسرت نشد گلِ مقصود　　سینه ام گشت لاله زار عبث
چیست حاصل زسبحه گرداني　　با خدا اینقدر شمار عبث
گاه درخواب وگاه درخوردن　　رفت عمرم درین دوکار عبث
غم و شادي همیشه در گذر است
"مائلا" فکر روزگار عبث [ب ۳ - ص - ۱۱۴]

— ۶۸ —

صدرِ دین راست خود خدا وارث　　و از خدا هست مصطفیٰ وارث
شد چو از شش (۲) رضا بحکم قضا　　شد بر این ارث مجتبا وارث
بعد از مجتبا بصبر و رضا　　شد بحق شاهِ کربلا وارث
چون شهید جفا شد و آمد　　زینِ عباد برملا وارث
صدرِ دین را ز بعد زینِ عباد　　باقر و جعفر است بجا وارث
بعد زین العبا بمسندِ دین　　دان بحق موسئ رضا وارث
و آن تقي و نقي پس از ایشان　　در پئ هم بصد علا وارث
شد حسن عسکري ز مهد تقي　　صدرِ دین را باعتلا وارث
بعد شاهِ حسن که عسکري است　　مهدي این (۳) است بالبقا وارث

---

(۱) عظیم الدین "عظیم" تتوي ، برادر عم زاد و استادِ مائل .
(۲) کذا . [شد جوازش رضا بحکم قضا ؟]
(۳) کذا . [دین ؟]

یا رب از ارثِ شان که صبر و رضا ست
"مائلِ" حق بحق نما وارث

—۶۹—

لیلئ حسن را ست به زیور چه احتیاج
مجنونِ عشق را ست بساغر چه احتیاج
خوش از کلاهِ فقر سر افرازِ عالمم
شاهانِ فقر را ست بافسر چه احتیاج
جز درگهِ کریم که رزّاقِ مطلق است
رفتن براي گدیه بهر در چه احتیاج
خوش داغِ دل چو لاله بهر جا ست رخ نما
در عرضِ درد عشق به محضر چه احتیاج
در جوشِ بحر یادِ خدایم چو ناخدا ست
کشتیٔ جام را ست به لنگر چه احتیاج
تو مهري [و] ستاره به پیش تو مه‌رخان
در روز روشن است باختر چه احتیاج
باید دلم نیاز و ادا ساختن ز خویش
در فتحِ این حصار به لشکر چه احتیاج
جز آنکه جا نموده به بینئ روئ یار
بهر بلالِ خال به منبر چه احتیاج
چون "مائل" حق آنکه خوش از یارئ حق است
باشد مرا بیارئ دیگر چه احتیاج

[ب م - ص - ۵۶]

—۷۰—

غمزهٔ حسن نما را چه علاج عشوهٔ عشق فزا را چه علاج
حسنش آمد چو بلائی عشقم باشد این بادِ بلا را چه علاج
من ز عشقش به بلایم راضي جز رضا حکمِ قضا را چه علاج

بخشدش عشق مگر نو سر و پا — عاشق بي سروپا را چه علاج
جان بجانان دهم شادان گویم(۱) — جان فدائي وفا را چه علاج
بایدش بست ز آبش تر بند — زخمي تیغِ جفا را چه علاج
باش چون شمع به بزمش سوزان — گرمي شوقِ لقا را چه علاج
دلبرا دلبریم کن که بود — غیر بردن دلِ ما را چه علاج
بایدش خواند دعائي سیفي — کشته تیغِ شما را چه علاج
کو بدردش بنماید سازش — ناله درد نما را چه علاج
خضر لب کو دهدش آب حیات — تشنه آبِ بقا را چه علاج
زلفش آخر به بلایم افگند — تشنه دامِ بلا را چه علاج
جز به تسلیم سر اندر پایش — خسته تیغِ وفا را چه علاج
موج در موج سرشکم زده جوش — گریه جوش فزا را چه علاج
جز به سیرابي ز آبِ شمشیر — تشنه کامي بلا را چه علاج
تر دماغ آمده زاهد از مستي — خشکی زهدِ ریا را چه علاج

غیر از ذکرِ حق و "مائلِ" حق
مستي فکرِ رسا را چه علاج [ب م - ص - ۱۰۱]

— ۷۱ —

مائیم و غم و غصه دوران و دگر هیچ
دورانِ غم و غصه هجران و دگر هیچ
یا نقد نگه گر خرد آن دلبر جان گیر
از ما ست همین جنس دل و جان و دگر هیچ
بنمود شبم از کجي آن بر رخم از رخ (؟)
ابروئي کج و زلف پریشان و دگر هیچ
گیسوي چو دامِ تو بچاه ذقنم زد
در عشق همین است چه و زندان و دگر هیچ

---

(۱) ب م: کذا.

در وصفِ دهانت این خطم از خضر آمد
بیشک بود این چشمهٔ حیوان و دگر هیچ
افسوس که شد حاصلم از فرقتِ جانان
جان در الم و سر بگریبان و دگر هیچ
با آلِ کریم است ز بس ربطِ دلیم
دست من و دامانِ کریمان و دگر هیچ
صد شکر که منظور دلم آمده ز این نظم
تحمیدِ حق و مدحتِ شاهان و دگر هیچ
چون "مائلِ" حق مطلبت از قربِ حق این است
از حق بطلب دولتِ ایمان و دگر هیچ [ب۳-ص-۵۶]

—۷۳—

چو کرده حق لبِ لعلِ تو ترجمانِ مسیح
نمود زنده لبت جانِ من بسانِ مسیح
گمانِ من بیقین شد چو دادیَم تو جان
نمود از لبِ لعل ترا گمانِ مسیح
زمان زمان چو به جان بخشیَم لبت باز است
لبت مسیحِ زمان ست قسم بجانِ مسیح
زبانِ ناطقه ام گاهِ نطق تو لال است
بود بشرح صفاتِ تو بر زبانِ مسیح
درین زمان که نبود از مسیح غیر از نام
بلند کرد مسیحِ لبت نشانِ مسیح
بود چه گردِ لبِ لعلت این خطِ خضرا
نموده است خدا خضر پاسبانِ مسیح
چو داد بوسه به پیغام آن مسیح لبم
بکامم آمده خوش شهد ریز خوانِ مسیح
ز بس مسیحِ لبت دمبدم بذکر حق است
کجا چو "مائلِ" حق است مدح خوان مسیح [ب۳-ص-۱۰۱]

— ۷۳ —

تا لبت گشت آشنائي قدح بر لبم نیست جز دعائي قدح
هست اندر چمن گلِ نرگس چشم بر راه در لقائي قدح
گر برد بوسه از لبِ لعلت یافتم جمله مدعائي قدح
دردو عالم زفیضِ بادهٔ عشق سرخروئي ست از برائي قدح
عالمِ آب کرد آبادان بادهٔ عشق در هوائي قدح
مي برم رخ بشاهدِ مقصود دل و دین برده رخنمائي قدح
کي کشم غم ز گریهٔ مینا شاد دهرم ز خندهائي قدح
سر بلندي نصیب مینا گشت کرد تا سر فرو بپائي قدح
ساقیا خوش برغم زاهد وشیخ دل و دین میکنم فدائي قدح
تازه گردد دلم چو گرداني قدحی تازه در قفائي قدح
میکند التجا ز ساقيِ دین
"مائلِ" حق نما برائي قدح [ب ۴ - ص ۳ ۷]

— ۷۴ —

گل گشت غنچه ام ز نسیمِ هوائي صبح
کو عندلیبِ شوق که گوید ثنائي صبح
هر برگِ گل ز دیدهٔ پر آب اشک ریخت
در حیرتم ز گریهٔ شبنم نمائي صبح
شاید ز شامِ غم خبرش نیست در جهان
بیموجب است خندهٔ عشرت فزائي صبح
صد گوهرِ سرشک چو انجم نثار کرد
گویا دلم ز مهر تو دارد صفائي صبح
در دامنِ شب است نهان مهرِ دل فروز
ز این حسرت است چاک بدامن قبائي صبح
آهِ سحر بگوشِ دل آورد این نوید
باشد قرینِ گوش اجابت دعائي صبح

خوش آنکه با صفائيِ دل صبح خیز خویش
"مائل" به مهر یار بود در هوائي صبح [ب۳-ص۳-۱۱]

—۷۵—

مشو بغیر من اي یار بعد ازین گستاخ
بیار کي شود اغیار این چنین گستاخ
بترک چشم عبث ربطِ هندوِ خال است
کجا شوند بهم اهل کفر و دین گستاخ
یقینم آنکه ز من بدگمان نخواهي بود
مکن گمان خود اینجا تو با یقین گستاخ
صلاح صلح و صفایش زدم ز گستاخي
چو پیشم آمده آن یارِ مستِ کین گستاخ
بدل نشسته، دلم برد، در غمم بنشاند
دلم عبث شده با یارِ دلنشین گستاخ
توان شمرد ز ناز این طریقِ گستاخش
دلم به برد گر آن یارِ نازنین گستاخ
دلم چو ذره شد اندر هواش روشن دهر
ز مهر پیش من آمد چو مه جبین گستاخ
ببین که آخرت اي دل ز قرب دور افگند
بعشق کردي عبث عقلِ دور بین گستاخ
چرا باهلِ حق اینجا چنین تو گستاخي
بگو به "مائلِ" حق این سخن چنین گستاخ[ب۴-ص۱۰۱]

—۷۶—

هوشم به باغ گلرخِ من چون نمود رخ
هر گل به شوقِ دیدنِ آن رخ کشود رخ
سودند گل رخان برخش جبهه در نیاز
هر گل بپاي گلرخِ من بسکه سود رخ

محرابِ ابروي رخت آمد چو قبله‌اش
شد فرض جبهه سودنِ دل در سجود رخ
اي مهروش تو چند کني مهر زیرِ ابر
بکشا ز بُرقع بر رخِ دوران تو زود رخ
آمد ز نورِ حق چو رخت روشن جهان
خوش "مائلِ" حق است به‌ثنا و درود رخ [ب م - ص - ۱۰۱]

— ۷۷ —

روز و شب بیهوده در تکرار باشي چند شیخ
بی تفکر محو در اذکار باشي چند شیخ
از سبکبارئ قد سر کرد کارِ عاقبت
زیر بارِ گنبدِ دستار باشي چند شیخ
بایدت درخواب هم‌دل را بحق مشغول داشت
بیخبر زین دولتِ بیدار باشي چند شیخ
دل بدست آورکه دلدارت نماید دل دهي
غافل از قرب دل دلدار باشي چند شیخ
بارها حرفِ حقت گفتم نه شد میلت به آن
غافل از "مائل" بحق یکبار باشي چند شیخ

— ۷۸ —

هر سحر دل صلوات مي گوید بر سر نور ذات مي گوید
یا محمد که نور ذات حق است نور حق در صفات مي گوید
بهر حُسنش که دلربا آمد عشق از لازمات مي گوید
عشق او مایهٔ حیات دل است در حیات و ممات مي گوید
از کرم حُسنش ار اجازه دهد پاي بوسي زکات مي گوید
حرفِ شیرین لبِ شکر بارش خوشتر از صد نبات مي گوید
لیلة‌القدر زلف پر قدرش بهتر از شب برات مي گوید

حکم او جاري ست بر ثقلین   شرحي از محکمات مي گوید
با سر صدقِ جان دلش یکسر   سرورِ کائنات مي گوید
حُبِ آلش که ناجئ غمها ست   مایهٔ صد نجات مي گوید
بهر نام علي بصد اکرام   کرم از لازمات مي گوید
هر سري را که از درش سرتافت   کافرِ سومنات مي گوید
بهر خصمش که بازیش مات است   داده‌یک کشت‌مات مي گوید
زده نقش دو شش دلِ "سائل"
مژده در شش جهات مي گوید [ب ۴ - ص - ۶۴]

— ۷۹ —

دردِ دل است نام خدا ، یا علي مدد
بعد از اداي حمد و ثنا ، یا علي مدد
بگذشت دل ز غیر خدا ، یا علي مدد
آن دم که کرد یاد ترا ، یا علي مدد
برداشت دل دو دست دعا ، یا علي مدد
بهر حصولِ صدق و صفا ، یا علي مدد
داني که چیست وردِ ملائک بزیر عرش
اسم عظیم خاص خدا ، یا علي مدد
دست حمایتت بسرم تاج شاهي ست
بهر خدا بحال گدا ، یا علي مدد
ثبت است در صحایف دعوات مستجاب
بهر قبول عرض دعا ، یا علي مدد
بي پیروئ تو نتوان رفت راه عشق
جز تو کجا ست راهنما ، یا علي مدد
صبح ازل ز مشرقِ انوارِ سرمدي
(۱) سهرت بدل بداد جلا ، یا علي مدد

(۱) بیاض پنجم [دیوان] این بیت ندارد .

از پرتوِ جمال رخت مي شود دلم
آئینهٔ جمال نما ، یا علي مدد
آه سحر ز درد دلم مي دهد خبر
از بس شده ست درد فزا ، یا علي مدد
دل مظهر خدا ست و گر جلوه گاه تو
لیکن بشرط صدق و صفا ، یا علي مدد
بنوشته است کاتب قدرت ز لوح دل
نقشِ وِلا بکلکِ قضا ، یا علی مدد
کـَي میرود ز یاد دل این ورد پر اثر
بهر خدا و بهر خدا ، یا علي مدد
از "مائل" این پیام دعا عرض حضرت است
بهر خدا و آل عبا ، یا علي مدد
[ب م - ص - ١٥]

—۸۰—

ز چشمش نرگسستان آفریدند | ز زلفش سنبلستان آفریدند
بجان‌چون عشق جانان آفریدند | وصالش مقصدِ جان آفریدند
بود جانِ جهان قربانِ وصلش | ز وصلش عیدِ قربان آفریدند
شود تا آب‌و تابِ حسنش‌افزون | رخش چون مهرِ تابان آفریدند
به رخسارِ ملیحش خالِ نمکین | نمکدان در نمکدان آفریدند
بود خال و خطِ‌او دانه و دام | پئ صیدم چه سامان آفریدند
ز بیت ابرویش بهر اطاعت | مصفا بیتِ رحمان آفریدند
دم جان بخش آن عیسئ دوران | دوائ درد هجران آفریدند
منال اي دل ز دردِ هجر کاینجا | پیٔ هر درد درمان آفریدند
بود چون مهر دائم عالم افروز | دلی کز نورِ ایمان آفریدند
ز فیضِ پرتوِ نورِ محمد | بدلها نورِ عرفان آفریدند

به گلزارِ صفایش همچو بلبل
دلِ "مائل" غزل خوان آفریدند [ب م - ص - م]

— ٨١ —

الـٰهي گريه ام كي بر سر آيد الـٰهي از سرم كي برتر آيد
الـٰهي دلبرم كي از در آيد الـٰهي از درم كي دلبر آيد
چون دل بهر نثار دلبر آيد دُرِ اشكم بكار گوهر آيد
صف مژگان باستقبال برخاست كه كي طفلِ سرشكم در بر آيد
بغير از سرخروئي هاي دارين چه كارم يا رب اين چشم تر آيد
به پيري سر نمودم راه گريه مگر طفل سرشكم رهبر آيد
بمن چشم‌شرر ريز اين سخن گفت كه هر اشكم بكارِ اخگر آيد
سزد گر چشم اين لب تشنهٔ وصل ملبب همچو جامِ كوثر آيد
خموش اي "مائل" غمگينِ شهدا
مباد از گريه ات طوفان بر آيد [ب م - ص - ٦]

—٨٢—

يار از خانه بر نمي آيد خانه آبادش ار نمی آيد
حيف‌عمرم به‌معصيت‌بگذشت عمر رفته دگر نمي آيد
غير شادابیٔ گلِ رخسار كاري ازچشم تر نمي آيد
چشم بر راه او سفيد شده نور چشمم نظر نمي آيد
نغمهٔ شوق بی اثر گرديد
مگر آه از جگر نمي آيد [ب م - ص - ١٥]

—٨٣—

نو گل من چون پئِ سيرِ چمن مي آيد
سرحبا بر لب و هر گل به سخن مي آيد
گل رخِ غنچه دهن چون به سخن مي آيد
صد گل معنئ رنگين به دهن مي آيد
يوسف من ز سفر سوي وطن مي آيد
چه خوش اين جان عزيز است كه بتن مي آيد

زلفِ مشکین برخش دیده دلم می گفته (۱)
کاروانِ ختن از راه چمن می آید
تلخیٔ هجر مرا یاد زنخدانش داد (۲)
بوي شیریني ازین سیب ذقن مي آید
پرتوِ عشقِ الٰهي ست چراغ رهِ دین
جلوه زن این سخن از ویس قرن می آید
بهرِ تسکین دلِ غمزده ام اي "مائل"
مژدهٔ خوش خبر از دلبر من مي آید
[ب ۴- ص۱۳ ، ب ۳- ص۱۱۷]

— ۸۴ —

سوار برق تازي آتشین رخسار مي آید
نثارش خرمنِ جانها چه آتش بار مي آید
نزاکت بندئ گلهاي معني را تماشایست
گلِ نازک مزاجِ من سوي گلزار مي آید
منازاي کبک برپاي ادب استاده بین یک دم
تدرو خوش خرام یار خوش رفتار می آید
بود هر طفل اشکم گوهر و هر چشم من ابري
بوصف چشم او چشمم چه گوهر بار مي آید
ورق گردانئ جزو گلستان کن که از فیضش
ز طفلِ غنچه بحثِ مخزن الاسرار مي آید
صفائ وقت را نازم عجب سوداي پرسود است
نثارش گوهر جان گوهرِ شهوار می آید
صداي تیشهٔ فرهاد بود این مصرع رنگین
گلِ گلگون سوارِ من چه شیرین کار مي آید [ب ۴- ص۲۷]

(۱) ب ۳ : دلم گفت مگر .
(۲) ب ۳ : برد .

—۸۵—

خود نمائي ز من نمی آید — این خدائي ز من نمي آید
هست و بودم چو قطرهٔ ماء است — من و مائي ز من نمي آید
پخته مغز معانئ عشقم — خام رائي ز من نمي آید
بیخودِ عشقم و به دخترِ رز — کتخدائی ز من نمي آید
در مقامي که عشق پا به قضاست — پیش پائي ز من نمي آید
از خدا کي جدا به بیخودیم — این جدائي ز من نمي آید
با کسي کز خدا ست بیگانه — آشنائي ز من نمي آید
همچو ني گرچه بي سر و برگم — بینوائي ز من نمی آید
منکه در کاهشم چو کاه از ضعف — کهربائي ز من نمي آید
چون گلِ ناشگفته در چمنم — لب کشائي ز من نمي آید
عرضِ نان است شیوهٔ دونان — این گدائي ز من نمي آید
چون بحق یافتم نمک ز علی — حق ادائي ز من نمي آید
جز به باب نجف به باب دگر — جبهه سائی ز من نمي آید
واقف حال من خود ست واقف — خود ستائي ز من نمي آید

"سائلِ" حقم و ز حق، الحق
دم جدائي ز من نمي آید [ب م- ص م ۱۰۴]

—۸۶—

کج ادائي ز من نمي آید — بیوفائی ز من نمي آید
من که در عشق غمکشِ دهرم — غمزدائی ز من نمي آید
چنگ بازِ ترانهٔ عشقم — ني نوائي ز من نمي آید
گرچه شمعم ولي به بزم رقیب — روشنائي ز من نمي آید
کشتیم خود برد خدا بکنار — ناخدائي ز من نمي آید
نقدِ جان است بهائ بوسهٔ یار — کم بهائي ز من نمی آید
خاک کویش کشیده ام در چشم — سرمه سائي ز من نمي آید
با حریفي که رخ به بازي داد — رخنمائي ز من نمي آید

بندهٔ فیض میر ذوالکرمم میرزائي ز من نمی آید
میرزا مشربم بخسرویش روستائي ز من نمي آید
پیش رائ بلند فطرتِ او تیز رائي ز من نمی آید
بر در شاهیش بعرضِ دعا جز گدائي ز من نمي آید
حق ستایم ز بس چو "مائلِ" حق
خود ستائی ز من نمي آید [ب ۳- ص۳۰۱]

— ۸۷ —

باده نوشي ز من نمي آید گرم جوشي ز من نمي آید
در مقامي که زد جنون هوشم تیز هوشي ز من نمي آید
منکه از دوش خانه بر دوشم سر بدوشی ز من نمي آید
نوش طبعم نواي چنگ دل است ني نیوشي ز من نمي آید
کوشش عشق کرد دل نرمم سخت کوشي ز من نمي آید
گر بهایش کني همه دنیا دین فروشي ز من نمي آید
دم بخود بسکه من بیادِ حقم چهره پوشي ز من نمی آید
"مائلِ" حقم و ز اهلِ حق (۱)
چهره پوشي ز من نمي آید [ب-۳- ص۳۰۱]

— ۸۸ —

انتظاري ز من نمي آید بیقراري ز من نمی آید
گرچه عشقش دلم نموده زار آه و زاري ز من نمی آید
ننگ و ناموس دادهٔ عشقم شرمساری ز من نمي آید
غرقِ طوفانِ گریهٔ خویشم اشکباري ز من نمي آید
زدجنون‌عقل و هوشم و درعشق هوشیاري ز من نمي آید
غمکشِ عشقم و غمینِ فراق غم شماري ز من نمي آید
گریه ام گل نمود آتش عشق شعله کاري ز من نمي آید

---

(۱) بیاض چهارم این بیت ندارد.

زیر بارِ گرانِ دردو غمم برد باري ز من نمي آید
بسکه خود داریم ز پرکاریست کار داري ز مي نمي آید
یار یک به که دوچاري او[؟] چار یاري ز من نمي آید
"مائلِ" حقم و بحق در عشق
جز بزاري ز من نمي آید [ب-م-ص-١٠٣]

—٨٩—

کج کلاهي ز من نمي آید سر شاهي ز من نمي آید
داد برباد گرچه عقلم عشق داد خواهي ز من نمي آید
من نه گویم که دل به عشق مده این مناهي ز من نمي آید
دعوئ عشق را خدا ست گواه این گواهي ز من نمي آید
ماهرویم خدا بدام آرد صیدِ ماهي ز من نمي آید
گرچه کاهم ولي به پیشِ خسان کهربائي ز من نمي آید
تا نگاهم به "مائل" حق است
کم نگاهي ز من نمي آید [ب-م-ص-١٠٥]

—٩٠—

دل گراني ز من نمي آید شکوه راني ز من نمي آید
با کمالِ یقین در اخلاصت بدگماني ز من نمي آید
رمز اخلاص دل به دل باشد ترجماني ز من نمي آید
کشتیم را خدا براست بُرد دید باني ز من نمي آید
دل ز خود رفته حق نگهدارد پاسباني ز من نمي آید
خوش بیادِ حقم چو "مائلِ" حق
سبحه خواني ز من نمي آید [ب م-ص-١٠٥]

—٩١—

یا رب ببرم دلبر من کي دگر آید (۱) باز آمدنش بهر دلم خوشخبر آید
سازم دل و جان پیشکشش پیش ز تشریف گر ز آمدن او خبرم پیشتر آید
چون ماه نو از مهر کند جلوه بعالم از مهر گر آن ماه جبین جلوه گر آید
چون نور نظر گردد منظورِ دل از شوق از اهل وطن کس بسفر گر نظر آید
عمریست که دارم سرِ سوداي وصالت شاید که بسوادي تو عمرم بسر آید
در درگهِ جان بخش حقیقي شودش قرب جانم بدرِ درگهِ تو گر بدر آید
بکشا لب چون غنچه بحرف شکرین زانکه در کام دل از حرفِ لبت گلشکر آید
در ناله دلا خون جگر صرفِ بکا کن کز جوش بکا نالهٔ دل با اثر آید
با خونِ جگر گر نکند سرخ رخ من یا رب بچه کارم دگر این چشم تر آید
خیر از حق و شراز من و دیگر همه خیرست دیگر چه ز من مبحثه در خیر و شر آید
حق مغفرت امتّم از توبهٔ نشان کرد این خوشخبر از مخبر صادق مگر آید
خوشنودئ ارباب حق از یاد حق اینجا ست
با "سائل" حق ز اهل حق این خوشخبر آید [ب‌م-ص-٦٥]

—٩٢—

دلم مشتاقِ دیدارِ تو باشد به نقدِ جان خریدارِ تو باشد
به دل کي یادِ اغیارِ تو باشد اگر یادش کني یار تو باشد
چو موسي کی رود بر طوّرِ سینا که دل سیناي انوارِ تو باشد
خلیلت را اگر در نار کردند چه ناراست این که گلزارِ تو باشد
چه یوسف یک غلامي زر خریده عزیز از فیض سرکار تو باشد
مسیحا بر فرازِ چرخِ چارم ز دردِ عشق بیمارِ تو باشد
دلم مجنون صفت در یادِ لیلي بدشت غم طلبگارِ تو باشد
نمی گنجد به دل چون راز عشقت سرم کو بر سرِ دارِ تو باشد
علاجِ تلخکامي هائ هجران چه شیرین طرز گفتارِ تو باشد
دلم در پیچ و تابِ شوق و ذوقت اسیرِ زلفِ خمدارِ تو باشد
گل نرگس که چشمش مست شوق است بیادِ چشمِ خمارِ تو باشد

---

(۱) ب ٥ (دیوان) این غزل ندارد

ببین هر کبک خوش رفتار در دشت فدائي طرز ِ رفتار ِ تو باشد
دلم در یاد زلفت اي دلاویز بقید غم گرفتار ِ تو باشد
بود یک نقطه زیب لفظ رخسار بموقع خال ِ رخسار ِ تو باشد
به بحر فکر معنیهای رنگین عجب طبع گهر بار ِ تو باشد
دل و دینم به کارت آمد اکنون بگو دیگر چه درکار ِ تو باشد
دل ِ من کز ازل "مائل" به یار است
اگر یارش کني یار ِ تو باشد
[ب ٢ - ص - ٢١ ، ب ٣ - ص - ١٢٧]

— ٩٣ —

شکر لله که یار باز آمد رونق ِ روزگار باز آمد
وقت مي نوشي است و سیر چمن ساقي گلعذار باز آمد
بلبلان را هزار مژده وصل موسم نو بهار باز آمد
جان ِ شیرین نثار مقدم ِ گل گل ِ گلگون سوار باز آمد
بهر مدح صفاي گوهر حسن طبع ِ گوهر نثار باز آمد
طبع رنگین ِ من چو گل بشگفت عند لیبان بهار باز آمد
مژده‌ات باد اي دل غمگین غم مخور غمگسار باز آمد
دل خریدار گوهر حسن است گوهر شاهوار باز آمد
دل چو پروانه کرد او سوزان شمع بزم ِ وقار باز آمد
از گدا پروري شه چه عجب
شاه ِ دلدل سوار باز آمد [ب ٢ - ص - ١٨]

— ٩٤ —

دل به هجرت فگار خواهد شد جان به شوقت نثار خواهد شد
در غمت داغدار خواهد شد سینه ام لاله زار خواهد شد
دیده در باغ رنگ ِ نافرمان دل بفرمان یار خواهد شد
دیده فتنه‌زات وقت ِ عتاب فتنه روزگار خواهد شد

در خم دام زلفِ پُر پیچش مرغِ جانم شکار خواهد شد
خون دل گر چنین ست اندر جوش دیده ام اشکبار خواهد شد
در بهارِ خط رخ جانان موسمِ نو بهار خواهد شد
دل پُر چاک من ببین آخر شانهٔ زلف یار خواهد شد
گر به معشوق مي رسد المي جانِ عاشق فگار خواهد شد
بخزان رفت لاله نعمان جعفري را بهار خواهد شد
به هواي رخِ غبار آلود مشتِ خاکم غبار خواهد شد
آب اشکم بفیضِ جوش دلي بادهٔ خوشگوار خواهد شد
آخر این دل بفیض سوز گداز شمع بزم وقار خواهد شد
دستگیر پیاده گان آخر شاهِ دلدل سوار خواهد شد
بنوید قدوم حضرتِ یار
"مائل" از جان نثار خواهد شد [ب م- ص ٢٣]

— ٩٥ —

چشمِ مستش چو مست خواب شود در نظر ساغر شراب شود
مه جبینم چو در عتاب شود چهره اش رشکِ آفتاب شود
سیلِ اشکم اگر بجوش آید هفت کاخ فلک خراب شود
جرعهٔ مي دوائ دردِ دل است ساقي ما اگر شتاب شود
دیده گل خنده کرد گل رخِ من شاید این گل ز شرم آب شود
ترسم آخر ز جوش سیرِ سرشک خانهٔ دیده ام خراب شود
دیده محراب ابروئ جانان سجده اش فرضِ شیخ و شاب شود
خال رویش چه طرفه پُر نمک است جگرِ حاسدان کباب شود
عوض بوسه داد صد دشنام خواهشِ خاطرم خراب شود
در هوائ بهار گلشن وصل مرغِ روحم به پیچ و تاب شود
آتشِ عشق بسکه شعله زن است جانم از سوزِ دل کباب شود
در غم یار تشنه کامئ من تشنگي بر لبِ سحاب شود
آخر اي دل غریق سیل عدم خانهٔ هستیت خراب شود

مُشتِ خاکم به شوق پا بوسي خاکِ نعلینِ بو تراب شود
هرکه از جان و دل غلام علي است در دو عالم سرادیاب شود
باد دائم دلت بحق "مائل"
تا دعايُ تو مستجاب شود [ب م - ص - ۲۶]

— ۹۶ —

سوخت این دل لیک شمع بزم دلداري نشد
از دل من عاقبت جز سوختن کاري نشد
دل ز دستم رفت و از دست و دلم کاري نشد
این دل بي دست و پایم همره یاری نشد
باوجود پیچ و تابِ کفر عشقِ آن صنم
رشتهُ جانم سزائي تارِ زُنّاري نشد
داغ دل را نسبتي باشد بخالِ رويُ یار
حیف که این داغ دلِ ما خالِ رخساری نشد
میخورم خون جگر کآخر دل غمگین من
خون شد و لیکن حنايُ دست دلداري نشد
میتوان پرسید از من پیچ و تابِ زلف یار
کاندرین دامِ بلا چون من گرفتاری نشد
دست من در دامنِ عشق است از روز ازل
حیف ازان دستي که دامنگیر دلداری نشد
مخزن الاسرار عشقش را بدل دادم نظام
خاطرِ من "مائلِ" اظهار اسراری نشد [ب م - ص - ۳]

— ۹۷ —

شبم طرفه ماهي در آغوش بود که تا صبحم از بهر همدوش بود
چه ماهی که از مهرِ آن ماه رو مه نو چو من حلقه در گوش بود
بصحنِ گلستان شدم در برش گل اندامِ من بسکه گل پوش بود

دعايِ قدح داشت چون درد دل دلم در دعايش قدح نوش بود
زهي عالمِ آب کز مستيش چو من عالمي مست و مدهوش بود
نه امروز دارم بکف جام مي ز دوشم خمِ باده بر دوش بود
ندارد بسرگوشيِ سفله کار دلِ شيشه زان پنبه در گوش بود
نه شد آگه از بختِ بيدارِ من رقيبم که در خوابِ خرگوش بود
ز دلها به ياد غم هجر يار غمِ هر دو عالم فراموش بود
به دلداريم صد سخن کرد سر دلم از ادب گر چه خاموش بود
دلِ "مائلِ" از آتشِ جوش عشق
بسانِ خُم باده در جوش بود [ب م - ص ۲]

— ۹۸ —

سحر چون به دستش ني و چنگ بود بسارنگ سازي خوش آهنگ بود
مئي ارغواني به جامِ بلور گل اندر گل و رنگ در رنگ بود
کشود او دهن در سخن لوحش الله[؟] به حلّ معاني چه فرهنگ بود
سزد روح ماني برد زو نگار که نقش خطش تازه ارژنگ بود
نه شد باز شب نرگسِ چشم يار مگر مست از نشهٔ بنگ بود
به اصلاح شان زلف شد درميان ميان خط و خالش ار جنگ بود
چه مي پرسي از گرم جولانيش بوصفش کميت قلم لنگ بود
چه گويم که چون بود آن مستِ ناز همه عشوه و شوخي و شنگ بود
دلم همچو بلبل کشيد او به دام گل اندامم اکنون چه گل رنگ بود
دهن درسخن گرنه‌شدبازش اين جا[؟] سخن مختصر قافيه تنگ بود
غلط داده ام دل به آن دل شکن که دل شيشه [و] دل شکن سنگ بود
شد از دل به دل قرب دلها بهم به دلها اگر بُعد فرسنگ بود
صباح وصال آمد و نور مهرش[؟] شبِ هجر را طرفه شاهنگ بود
چه خوش رنگ‌شعرم گرم زين نگاه است نگار من امروز خوش رنگ بود
بسازِ حجاز آنکه دمساز اوست
بحق "سائلِ" حق خوش آهنگ بود [ب م - ص - ۹۶]

— ۹۹ —

مي ندانم که این که می آید از غضب چین جبین که مي آید
چین در ابرو و زلف چین در چین همچو خوبانِ چین که مي آید
در پَیَش صد چو من به پیش آمد از یسار و یمین که مي آید
دسته در دسته گل فشان از ناز اندر این گل زمین که مي آید
غنچه سان نا کشوده لب به سخن دیده بکشا ببین که مي آید
کرد در غصه از کرشمه و ناز فوج کین در کمین که مي آید
دامن افشان ز ناز و بسته ز کین بر کمر آستین که مي آید
تیز بر قتلِ عاشقان از ناز آخته تیغِ کین که مي آید
زلف کج ، تیر ابرو و مژه کج کج پئ عاشقین که مي آید
بسته بر فرق طرّه و دستار از گل یاسمین که مي آید
تا به بندد به طرّهٔ دستار صدچومن دل حزین که مي آید

مائلش عالمي چو "مائلِ" حق
لوحش الله چنین که مي آید [ب م - ص - ۷۶]

— ۱۰۰ —

نیم شب روئ چو ماه تو بیادم آمد
صبحدم مهر نگاه تو بیادم آمد
شب چو با مهر نگاه تو بیادم آمد
جلوه روئ چو ماه تو بیادم آمد
نگه مهر تو اي ماه شنیده ناخوش
قامت جلوه پناه تو بیادم آمد
دیده از ساغر عشق تو جهاني سرمست
مستئ چشم سیاهِ تو بیادم آمد
چرخ کج چون بنمود[ه] ز جفا کم نگهي
کجئ زلف وکلاهِ تو بیادم آمد

شوخ چون وحشي رم خورده گذشت از بر ما
وحشتِ چشم سیاهِ تو بیادم آمد
گشت پامال جفا در ره عشقت چو سرم
حال سر گشتهٔ راهِ تو بیادم آمد
دیده افتاد[ه] بخون غرق، شهیدي از دور
کشتهٔ تیغِ نگاهِ تو بیادم آمد
کو رود مرغ دلم در هوس دانه بدام
زلفِ کج، خالِ سیاهِ تو بیادم آمد
مصرعِ مطلعِ مشتاق شب آمد وردم
گشت طالع مه و ماهِ تو بیادم آمد
گشت چون شوکت افزا فلک از انجم و ماه[؟]
خسروا شوکت و جاه تو بیادم آمد
کوس فتحِ تو زدم در همه کشور چو شها
زور بازوي سپاهِ تو بیادم آمد
"مائلا" سوز و گدازِ دل تو دیده به شب
سوزش شمع ز آهِ تو بیادم آمد

—۱۰۱—

شگفتگی به گل از نگهت بهار آمد
چو سوئ گلشن و گل یارِ گلعذار آمد
لبش گل است دهانش گل و عذارش گل
به بین به گلشنِ حسنش چه نو بهار آمد
ز شاد باد چو آن غنچه لب دهن نه کشود
شگفتگي ز تبسم به خنده یار آمد
لبش گل است و لیکن گهِ گل افشانی
فدایٔ هر گل حرفش هزار بار آمد
نمود سر خط حسنش خوش این سخن سر سبز
خطش به خطهٔ رخ رشکِ سبزوار آمد

مگر ز کفر شود رهبرش سوئ اسلام
به خال هندوي او تُرکِ چشم یار آمد
توان به گریه دُرافشان چو ابر نیسان گفت
گواه این سخنم چشمِ اشکبار آمد
بیا که بي تو درین گلستان به فصلِ بهار
ز داغِ هجر دلم همچو لاله زار آمد
به بست عقد نگارِ ختن بهر جنبش
بتارِ زلف تو همزلف چون تتار آمد
بدور جام مـَي از زهد خشک کن [توبه]
ز شیخ جام خوش این پند یادگار آمد
فیا غریق بحارالغموم في الهجران
غمین مشو که غمت سر ز وصل یار آمد
بُـِد اقتدیت بمن اقتداهٔ [چون] فرض
باین دیانتم از صدق اعتبار آمد
یقین بشاهد هر کام طبع هر هفت است
به هشت و چار کسی کز ازل دو چار آمد
کنون که اهل حق از مژده ...
بکام "مائلِ" حق... کرد گار آمد (کذا)

—۱۰۲—

خوش صبحدم ز کوئ تو پیک صبا رسید
کز مقدمش به گلشنِ طبعم صبا رسید
یعني درین زمین ز کرمِ بخشیت شها
خوش نو غزل بکامِ دلِ این گدا رسید
خوش نو غزل که بهرِ دل از فیض خواندیش
نعم الکرم به مژدهٔ صد حبذا رسید
بُـِد مطلعش چو مطلعِ خورشید در صفا
کز وي صفائ تازه به فکر رسا رسید

زان نو غزل که ربطِ به ناز و نیاز داد
خوش بهر حسن و عشق نوید لقا رسید
خوش گفته‌ٔ تو کرد سگت صیدِ شیرِ چرخ
بهر کرم حمایتِ شیرِ خدا رسید
صد آفرین بطبع کریمِ حق آشنات
از "مائلِ" حق این سخنِ حق بجا رسید [ب۔ م۔ ص۔ ۸۵]

—۱۰۳—

دوشم بگوش چون ز نَیِ‌ٔ غم نوا رسید
خوش ساز و برگِ عیش باین بینوا رسید
پیشم چو دوش قاصدِ آن دلبربا رسید
خوش بهر مقصد دلي ز آمین ندا رسید
خطش رسید و مژدِ جواب خطم رساند
خوش سر خطي ز سر خطِ حسنش بما رسید
شد درمیان بموي میانش دوچار شوق
زلفِ معطرش چو ز سر تا بپا رسید
در یادِ قامتش ز زمین بر فلک شدم
فکرِ بلند من ز کجا تا کجا رسید
بگذار دام سبحه بخور مي که گفته اند
کي کس بوصلِ یار ز زهدِ ریا رسید
رفتم بفکر معني و بیگانه بر غلط
بیگانه وش چو نزدِ من آن آشنا رسید
دوشم بگوش هوش ز پیرِ طریق حق
دع ما کدر بمژده‌ٔ خذ ما صفا رسید
گفتم سرم فداي تو اي یار خوش ادا
چون بر سرم بدشنه‌ٔ ناز و ادا رسید

گفتا کجا ست آنکه دلم کام بخش او ست
گفتم بجا به کام دلم دلربا رسید
خوش گفت شاه بزم کرم این خجسته فرد
کز خواندنش بطبع سخن نو جلا رسید
فرهاد و قیس و وامق و رانجها گذشته اند
اکنون ز عشق منصبِ آنها بما رسید
دارم بحبِّ شاه ز موج خطر چه باک
در کشتیم چو فضل خدا ناخدا رسید
اصبحت شایقاً بوصال شه نجف
خوش بهر صبحِ وصل ز شوقش صفا رسید
وصف کرم ز عون علي یافت نو مراد
خوش بالمراد میر کرم آشنا رسید
از "مائل" حق است بارباب حق دعا
خوش این دعا بمژدهٔ صد مدعا رسید [ب - م- ص۸۵]

—۱۰۷—

ز تاب، حسنِ رُخت آفتاب را ماند
شعاعِ جلوهٔ او ماهتاب را ماند
نزاکتِ گل حرفت گلاب را ماند
متانت سخنت صد کتاب را ماند
بتوسن تو پئ پائبوس مي آید
چرا که ماه نو اینجا رکاب را ماند
ترشح است چو از لازمات عالمِ آب
به نشه چشم پُر آبم سحاب را ماند
بود بهر شکنش وقف صد خطا و ختن
شمیم گیسوي تو مشک ناب را ماند

بجرم مست نگاهي مکن که گاه وصال
دل از نگاهِ تو مستِ شراب را ماند
چه گونه سر کشد اهل نیاز از تیغت
که تیغِ نازِ تو مالک رقاب را ماند
دلم بیادِ تو مکتوبِ شوق میخواهد
که هر کتابه اش اُم الکتاب را ماند
غلام نام علي شیر خاکسار ازل
سگان کوي درِ بو تراب را ماند
فداي طبع کریم کرم علي خان ام
که هر دُرِ سخنش انتخاب را ماند
امیدِ "مائلِ" حق از کرم علی بخشد
که عرض کام جوابش جواب را ماند [ب۔ م۔ صـ۷م]

—۱۰۵—

مسند آرايُ نبي خوش حیدر کرار شد
پیر شد، مرشد شد، و مولا شد، و مختار شد
داد دست بیعتش بر حکم حق هر خاص و عام
قبله گاهِ مومنین، خوش کعبهٔ ابرار شد
طالع بیدار را نازم که با صدق دلي
مشرق طبعم ز مهرش مطلع الانوار شد
کَتي بغم شش پنج گردد آنکه چون من در کفش
از ازل حبل المتینِ حبِّ هشت و چار شد
شد به بحر مدح شان چون ابر کلکم در فشان
فرد فردِ نظم من دیواني از اشعار شد
باد چون اهل کرم نام آور اقلیم خود
آنکه ز اکرام علي دائم کرم آثار شد

مخلص شاهم در اخلاصش به صدق بندگي
قول شد سوگند شد اقرار بالتکرار شد
الحق این "مائل" بحق در یاد حق بر درگهش
بنده شد از بندگیش داخلِ احرار شد
[ب - م - ص ۹۱]

—۱۰۶—

گلرخ من چون گل افشان جانبِ گلزار شد
جعفري شد، نسترن شد، لاله شد، گلنار شد
خال هندو یار غارِ ترکِ چشم یار شد
خیر شد، خوبی شد و صلح و صفا را کار شد
نیست غم گر یار با اغیار کرده دلبري
یار شد، دلدار شد، دلبر شد و غمخوار شد
از نگاهِ چشم مستش گاه مستی عالمي
مست شد، دیوانه شد، شیدا شد و سرشار شد
کرد بر این سر خطِ من مهر چون با دست خویش
رقعه شد، خط شد، رقم شد، دستکِ دلدار شد
خواب و بیداري مقام سُکر و صحوِ چشم او ست
مست شد، در خواب شد، بیدار شد، هشیار شد
رفته رفته زاهدِ شهر آنکه زهدش از ریا ست
شیخ شد، ملاّ شد و حافظ شد و زوّار شد
بشنو از دل تب لنا فاغفر لنا یا غافري
توبه شد عرضِ دلم در توبه استغفار شد
باشد از دل "مائل" حق دائما در یادِ حق
عهد شد، میعاد شد، خوش وعده بالا قرار شد
[ب - م - ص ۹۲]

—۱۰۷—

شد دیر که دلدار پیامی نه فرستاد
وان دلبر دیرینه سلامي نه فرستاد
زان خطهٔ دلکش که در او تازه خطایند
آن ساقيِ خوش خط خطِ جامي نه فرستاد
آن مرغِ خوش آهنگ که دل نغمه زنِ او ست
یک تازه نوا را بمقامي نه فرستاد
چون مطلبِ دل بود غلامئ درش چون
پیغامِ طلب سوي غلامی نه فرستاد
"سائل" ز سلامت رویش گفت به تسلیم
کآن سلمه الله سلامی نه فرستاد

—۱۰۸—

مژده اي دل که دگر جانِ جهان می آید
مژدهٔ تازه برایٔ دل و جان مي آید
یعني اکنون ز شکار پي صید دلها
میر ما فتح علي، خان جهان مي آید
باز بالخیریت از سیر و شکار آهسته
شه باخوان بصد شوکت و شان مي آید
همرهش میر غلام علي آن خان زمان
همچو آصف به سلیمانِ زمان مي آید
هست با نام علي وصف کرم چون توام
کرم از مکرمتت میر جهان مي آید
گشت از نام علي بسکه مرادش سائل
میر ما خوش بمراد دل و جان می آید
بسکه شه داد بشان سلطنت صوبه سند
جاودان فیضِ شه از جبهه نشان مي آید

"مائل" از روزِ ازل طبق تمنائي دلي
داعئ دولت اقبالِ شهانِ مي آيد
در دعاگوئي اقبال شه و اخوانش
بارک الله همه دم وردِ زبان مي آيد [ب م- ص- ۳۳]

— ۱۰۹ —

دل که دلدار ساده میخواهد زلف بر رخ فتاده میخواهد
بسکه دارد بلب دعائ قدح قدحي پُر ز باده میخواهد
بادهٔ نشه بخشِ اهلِ کمال از کمالِ اراده میخواهد
تا شود مستفید از کرمش از خدا استفاده میخواهد
چه عجب گر دلم درین سرما از شهِ خود لباده میخواهد
از شهنشاهِ دین بعمرِ ابد بهرِ شه شاهزاده میخواهد
بهرخصمش که رُخ ببازي داد کشت مات از پیاده میخواهد
بخششِ شه ز بسکه سردست است دستِ جودش کشاده میخواهد
بسکه "مائل" ز دولتش کامي ست
دولتش را زیاده میخواهد [ب م - ص- ۳۸]

— ۱۱۰ —

بر دل از دست غم شکست افتاد
حیف کاین جام جم ز دست افتاد
دیده دل چشم یار مست افتاد
مست ازین ساغرِ الست افتاد
دامِ زلفش بدید تا بر دوش
آهوئ دل دگر ز جست افتاد
زد ز زلفش دلم بپایش سر
از بلندي چه قدر پست افتاد
چشم شوخش بدیده گرم ستیز
صفِ مژگان به بندوبست افتاد

تير مژگانِ آن کمان ابرو
به نشانِ دلم ز شست افتاد
دل شکن ديده زلفِ پر شکنش
بر دلِ عاشقان شکست افتاد
گشت سر دست جنس غم عوضش
نقد جانم عبث ز دست افتاد
جام در جام خورده بادهٔ شوق
"مائلِ" حق ز عشق مست افتاد [ب م - ص ۰ م]

—۱۱۱—

تا زِ عشقت کار دل با غم فتاد
کارِ دل از فرطِ غم برهم فتاد
دل ز عشقت اندرين زندان سرا
يوسفي گوئي به چاهِ غم فتاد
داشت اندر بحر دل خوش آب و تاب
هر دُري کز ديدهٔ پرُنم فتاد
گلشنِ حُسن تو سنبل زار کرد
بر رُخت چون گيسوئ پرُخم فتاد
ديده در رم آهوئ چشمِ ترا
دشت دشتِ آهوان در رم فتاد
شد چو عالمگير شورِ عشقِ تو
تازه شوري اندر اين عالم فتاد
حسن را با عشق ربط اصلي است
در ازل خوش ربط شان باهم فتاد
هست طومارِ غمم از گريه تر
بر سرِ گل بيني ار شبنم فتاد

آدمیت کس نمیداند که چیست
در ازل چه از کف آدم فتاد
بایدم طبع آزمائي در سخن
این سخن مطبوع طبعم کم فتاد
این جواب آن که فرمودي کرم (۱)
اي کریما کار تو اکرم فتاد
زد جهاني را صلاي دور عیش
در کف "مائل" چو جام جم فتاد [ب ۳ - ص - ۲۶]

— ۱۱۲ —

گفتم به دل چسان بمن این دلبران کنند
گفتا که جمله دلبري تو ز جان کنند
گفتم کي‌ام قرین به صف مهوشان کنند
گفت آن زمان که مشتري و مه قران کنند
گفتم به شهد بوسه کي‌ام زنده جان کنند
گفتا به خضر لب چو پیامت بیان کنند
گفتم چه وقت حل شود این نقطهٔ دقیق
گفتا چو از برای سخن وا دهان کنند
گفتم که کي تمام شود بحث خال و خط
گفتا دمي که گیسوي خود درمیان کنند
گفتم ز ابروي مژه تیر و کمان ست شرط
گفت این سخن ترا همه خاطر نشان کنند

(۱) در نسخ خطي(دیوان وب۳) این مصرع این طور ست: این جواب آن غزل آمد که فرمودي کرم — که وزنش فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن است و یک رکن (فاعلاتن) از وزن دیگر تمام مصاریع (فاعلاتن فاعلاتن فاعلن) زاید شود - ظاهرا این سهو است. این مصرع بدو طور موزون مي شود (۱) آن غزل آمد که فرمودي کرم، (۲) این جواب آن که فرمودی کرم. [م.ح.ر]

گفتم خطش ز سر خط خوبي است ترجمان
گفتا سزد که وصف خطش خوب ازان کنند
گفتم که کفر ترکِ بت آمد به کیش عشق
گفت این سخن ز هندويِ خال بتان کنند
گفتم حدیث خال ز کفر است بکیش دین
گفتا ز تُرک چشم چه شوخ این بیان کنند
گفتم سخن ز عالم بالا شنیدني ست
گفتا دمی که وصفِ قدش درمیان کنند
گفتم که نوش دُردِ جواني است جام مي
گفت این دوا به حکمت پیر مغان کنند
گفتم خدا کند که کند عرضِ من قبول
گفتا قبولِ عرضِ ترا مُقبلان کنند
گفتم که کي به "مائلِ" حق حق شود عیان
گفتا دمي که سرِّ حقیقت عیان کنند
[ب ۳ - ص ۳ - ۴۳]

—۱۱۳—

گفتم به دل کَیِّم ز کرم کامران کنند
گفتا دمي که اهل کرم بخش آن کنند
گفتم کرم بنام علي دائما ست ضم
گفت این کرامت از کرم شه بیان کنند
گفتم محمد اهل کرم از کرم علي است
گفتا سزد که از دل و جان شکر آن کنند
گفتم که هر زمان کرم شه بحال ما ست
گفت این سخن ز مکرمتش هر زمان کنند
گفتم ز بنده بندگي است عرض حضرتش
گفتا ترا بحضرتش از بندگان کنند

گفتم خدا نکرده جدایم کند ز خود
گفتا چه گونه اهل یقین این گمان کنند

گفتم کجا ست خورده بر اهل خرد روا
گفتا خوش این حکایت از بخردان کنند

گفتم چرا ست اهل هنر متبلایٔ غم
گفتا از آنکه قوت هـُما استخوان کنند

گفتم که کي بحالِ گدا شه کند کرم
گفتا دمي که عرضِ تو پیش شهان کنند

گفتم که کیست آنکه دهد کامم از کرم
گفتا شهي که از کرمش کامران کنند

گفتم چسان ست دست و دلش در دم نوال
گفتا نثار ماحصلِ بحر و کان کنند

گفتم چسان ست حال جهان از عدالتش
گفتا که باز و صعوه بهم آشیان کنند

گفتم چه گونه در سخن است طبع اکرمش
گفتا سزد که در سخنش امتحان کنند

گفتم مدام لشکر او فتحیاب باد
گفتا بلي چو رخ به صفِ دشمنان کنند

گفتم بقول "حافظ" حافظ علیش باد
گفت این دعا ملائک هفت آسمان کنند

گفتم غلام نام علي "مائلِ" حق است
گفتا بحق که نامورش در جهان کنند

[ب م - ص ۲۳]

—۱۱۴—

اگر عرضِ دل مي‌شنیدي چه مي شد | به دلداریم مي‌رسیدي چه مي شد
رسیدي شب اما ز شمع مزارم | گر افسانه‌ام مي شنیدي چه مي شد
فسون خوانده خواندم ترا جانبِ خود | تو ناخوانده گر مي‌رسیدي چه مي شد
دل از دست شد گر تو در دام گیسو | سوئ خویشتن مي کشیدی چه مي شد
خطم را دریدي تو ناخوانده مضمون | اگرخوانده پس مي‌دریدي چه مي شد

رسیده رساندي تو کامِ جهاني بکامم اگر مي رسيدي چه مي شد
مرا دیده دیدي بسوي رقيبان بروي من ار مي ندیدي چه مي شد
به تنگم من از درد هجرت نگارا ببر تنگم ار مي کشيدي چه مي شد
رسيدي و بردي دل از دستم اما اگر برده هم مي رسيدي چه مي شد
غم عالمي شد نصيبم خدايا اگر غم نمي آفريدی چه مي شد
چو گشتي دلا خون ناب ازچکيدن ز چشمم اگر ميچکيدي چه مي شد
دلا گر بپابوس آن سرو قامت ز سر کرده پا مي دويدي چه مي شد
چو ديدي رخش گر دلا سوی گلرخ چو رنگ رخم مي پريدي چه مي شد
دلا گر به زخم نگاهي نگاري چوبسمل بخون ميطپيدي چه مي شد

کنون "سائل" حق به عرض دعا شد
اگر عرض او مي شنيدي چه مي شد

[ب م - ص - ۱۲]

—۱۱۵—

موسمِ بارانِ عیش آمد به یاران مژده باد
مژدهٔ سامان عيش آمد به ياران مژده باد
ابرِ رحمت در مبارک بادش آمد دُر فشان
بارک الله آنِ عيش آمد به ياران مژده باد
از سحابِ فضلِ حق شد پُر درر درج صدف
حبذا نيسان عيش آمد به بياران مژده باد
سورهٔ رعد از قدوم رعد رحمت اين زمان
زينت فرقان عيش آمد به بياران مژده باد
آيهٔ جنات تجري تحتها الانهار زان
نازل اندر شانِ عيش آمد به ياران مژده باد
چيست گاهِ بارشِ باران و ابر و رعد و برق
نعمت الوان عيش آمد به ياران مژده باد
خوش درين دورِ تعيش آنکه با ياران خوش است
طبع من خواهانِ عيش آمد به ياران مژده باد

دورِ یاران خوش صلایٔ دورِ ساغر می زند
گوئیا دورانِ عیش آمد به یاران مژده باد
در هوایٔ عالمِ آب آنکه عالم کرد سیر
عالمي غلطانِ عیش آمد به یاران مژده باد
بادُه در پیمانه باید خورد در عهدِ نشاط
این چنین پیمانِ عیش آمد به یاران مژده باد
میتوان فرسود هنگامِ ترشح سیر کوه
خوشتر این فرمان عیش آمد به یاران مژده باد
چیست گاه ابر شرب باده و نقل کباب
وقف یاران خوانِ عیش آمد به یاران مژده باد
میتوان شش رنگه را همرنگ رنگِ باده کرد
دور همرنگانِ عیش آمد به یاران مژده باد
"مائلِ" جانان ز جان چون شکر نعمت کرد سر
روحِ نو با جانِ عیش آمد به یاران مژده باد
[ب م - ص - ۴۳]

—۱۱۶—

رویٔ جانان گل است و لب چون قند — از برایٔ شفایٔ جان گل قند
رخ گل و خط گل و عذارش گل — باش در سیر گلشنش یک چند
بشنو از جام گل که مي گوید — با گل و مل بداد حق پیوند
کرد قامت چو راست گلرخ من — سرو از خجلت آمده پابند
نام حق ورد هر گل است بچمن
بشنو از "مائلِ" حق این نو پند [ب م - ص - ۸۸]

—۱۱۷—

ابر رحمت ز آبِ رحمت عالمي شاداب کرد
خلقِ عالم را بکام طبع فرحت یاب کرد

در جهان هر کس که خواهد آبرو آبش بجوست
کز ازل ایزد بنایِ این جهان بر آب کرد
عالمِ آبست و آمد عالمي شاداب عیش
رحمة للعالمین رحمي به شیخ و شاب کرد
کوه و صحرا بسکه سرسبز از بهارِ عیش شد
ساقيِ دوران خمّ اندر خم شراب ناب کرد
کرد ارزان جمله جنس خوردني و نا و نوش
در جهان قحط و گراني سر بسر نایاب کرد
تا کند هر باب از او سعديِ دوران کسب عیش
در گلستانِ جهان از سرخوشي صد باب کرد
تا متاع سرخوشي از عالم آب آورد
کشتي مي را روان یکسر درین گرداب کرد
بسکه شد هر مست خواب سرخوشي بیدار عیش
بخت زاهد را ز زهد خشک اندر خواب کرد
توبهٔ صد سالهٔ زاهد مگر نه آمد قبول
کاو قبول از دخترِ رز عقدِ استیجاب کرد
شد مطیب چون ز طیب گل مل از جوش نشاط
ساقي ما در ترشح شرحي از ناطاب کرد
در تقاطر کامده از ابر رحمت آشکار
قطره قطره شکر رحم حضرت وهاب کرد
گرچه شد پوشیده روي آفتاب اندر سحاب
برقِ فضلش بر رخ دوران چه آب و تاب کرد
ابر نیسان چو دُر افشان آمده در بحرِ جود
در صدف رخشان ز هر قطره دُرِ نایاب کرد
زاهدِ شهر آنکه گه دامن تر از صهبا نه کرد
جامهٔ تزویرِ زهدِ خشک تر از آب کرد

"سائل" حق زین خوشي الحمد خوان در شکر حق
فتح بابِ رحمت حق بر رخِ احباب کرد
[ب - ۳ - ص - ۸۲]

— ۱۱۸ —

ز مَـي گر نشه درکار است چشم یار هم دارد
ز نَـي گر نغمه درکار است لب دلدار هم دارد
لبش گاه تکلم گر چو نَـي صد نغمه سر کرده
نگاهِ چشم بدمستش لبِ گفتار هم دارد
چه مي پرسي ز کار عاشق پُر کار در مستي
که گر ساقیش هم بزم است، لب گفتار هم دارد (۱)
بجا هنگامِ خنده گل گریبان چاک مي باشد
که از شبنم سحر گل اشک بر رخسار هم دارد
ز مي تا چند گوئي توبه کن اي زاهدِ ناصح
که ذکرِ توبه ز این زهدِ ریا میخوار هم دارد
به بین بر خندهٔ گل گوش کن هم نالهٔ بلبل
که گلزارِ جهان گر پُر گل آمد خار هم دارد
چرا کس چشم بر احسان ابرِ آذري بندد
دلا چون فیضِ نیسان چشمِ گوهر بار هم دارد
درین دورانِ بیکاري که رفت از کار دست و دل
خوش آن کو دست اندر کار و دل با یار هم دارد
بگلشن سیر گلها گر صفایٔ تازه مي بخشد
صفایٔ تازه سیرِ گلشنِ رخسار هم دارد
به پرس از "سائلِ" حق کز چه خاموشي درین گلشن
که گر چون غنچه خاموش استم لبِ گفتار هم دارد
[ب - ۳ - ص - ۸۳]

(۱) نسخه : که گر ساقیش هم کار ست مستان کار هم دارد.

—۱۱۹—

خوار پیشِ تو باده خوارانند مستِ چشم تو میگسارانند
پا پیاده چو بگذري از ناز خاکِ پاي تو شهسوارانند
چون تو سر تاجِ جمله خوباني سر بپاي تو تاج دارانند
همرهت گاه سیر کشورِ عشق شهر در شهر شهریارانند
گلعذارا به گلشنِ حسنت عاشقِ روي تو هزارانند
کارِ مستان بدور جام مي است هر دو چشمِ تو مست دارانند
کارِ دل بندوبست میخواهد زلفِ و خالِ تو کار دارانند
از مژه تُرکِ چشم و هندويِ خال در صف جنگ نیزه دارانند
تیغِ نازت به خنجرِ غمزه هر دو سر گرم کار زارانند
چیست خال و خطت ز سر سبزي گلشنِ حسن را بهارانند
پیش قدِ بلند و بالایت سرو شمشاد شرمسارانند
دیده سرسبز گلشن حسنت شاد طبع از تو گلعذارانند
نقدِ جانم نثارِ جانان است گرچه صدهاش جان نثارانند
تا که آبي بروي کار آید هر دو چشمم سرشک بارانند
چیست غم چون بفرقتش با من ز آه و ناله دو غمگسارانند
در ... (۱) کرم علي خان میر بهره یاب از کرم هزارانند
یار اغیار هست "مائل" حق
خوش به یاریش جمله یارانند [ب م-ص-۹۷]

—۱۲۰—

بردار بهر دم به ره حق قدمي چند
که الحق بود این عمر گرامیت دمي چند
تا چند کني شکوه ز غمهاي زمانه
گشته چو دلا حاصلت از عشق غمي چند

---

(۱) در ب م این کلمه خوانده مي شود .

ز این جام بکش جرعه و فرصت به نگهدار
رفتند و هشتند چو این جام جمي چند
مي باش بهر حال بیکسان که درین دهر
با شادئ چند اند مقارن المي چند
ثابت به ولا باش اگر راست بحرفي
بر حرف غلط چند بخواني قسمي چند
بگذر که گذارد به تو حق دولتِ ایمان
چون مالکِ دینار ز جمع درمي چند
بشمار غنیمت تو نگهبانئ ایشان
حق کرده ترا بسکه شبانِ غنمي چند
هر چند کرمهاي علی (۱) بیش ز حد اند
یکچند توان بود بفکر کرمي چند
یک حرف ز وصف کرمش نه آمده مکتوب
کردیم ز بس صرف کتاب قلمي چند
هر نقش ولایش رقم عفو خطایست
با "مائلِ" حق داده حق این خوش رقمي چند

[ب م- ص- ۵۷]

- ۱۲۱ -

کرده با حق دل اشتغالي چند | خواند از اهل حق مقالي چند
گفتمش ز اهل حق چه بشنیدي | گفت اقوال حسب حالي چند
گفتمش حال اهل دنیا چیست ؟ | گفت محوند در خیالي چند
گفتمش گو خیالشان به کجاست؟ | گفت در فکر جمع مالي چند
گفتمش ز این خیال کی گذرند ؟ | گفت چون بگذرند سالي چند
گفتمش چیست ماه و سالِ عمر؟ | گفت بیهوده احتمالي چند
گفتمش پس چه چیز این عمر است؟ | گفت یک خواب با خیالي چند

(۱) اشاره بطرف میر کرم علی خان تالپور والئ سند.

گفتمش چیست این جهان خراب ؟ گفت بحر و بر و جبالي چند
گفتمش چیست دهر و ما فیها ؟ گفت یک گلشن و نهالي چند
گفتمش چیست سر خطِ دنیا ؟ گفت نقشي بخط و خالي چند
گفتمش ملک و مال دنیا چیست؟ گفت چیزي ، نه بل ، وبالي چند
گفتمش در مثل چه این دنیا ست؟ گفت درياب ازین مثالی چند
گفتمش چیست حاصل دنیا ؟ گفت یک شادي و ملالي چند
گفتمش مردم جهان چونند ؟ گفت نامردِ عشق ، زالي چند
گفتمش دیدي اهل دنیا را ؟ گفت دیو و دَد و شغالي چند
گفتمش چون مشائخ دهر اند ؟ گفت ناخوانده خورد سالي چند
گفتمش راست گفتي این اخبار گفت گفتم گرفته [فالي] چند
گفتم این گفتگوئ تو از چیست؟ گفت از فیض ... [؟] ما لي چند

گفتمش چیست حال "سائلِ" حق ؟
گفت آن هم ز اهل حالي چند [ب ۳ - ص - ۹۲]

— ۱۲۲ —

تا غم بیچارگي دل بر نه کرد چارهٔ دل بُردنم دلبر نه کرد
هر که سر از خواب غفلت بر نه کرد دعویٔ بیدار بختي سر نه کرد
هر سري که اندر وفا سر بر نه کرد و آن کلاه سروري بر سر نه کرد
خواست دل کاید بگوشه در برم گوش این عرضِ دلم دلبر نه کرد
راست با من شد نه آن زلف کجش تا ز حشرِ خط بپا محشر نه کرد
نامده هرگز فرو خُویش ز جوش بر رگِ جان با مژه نشتر نه کرد
آنچه کرد آن نازنین با من به ناز نازها دارم که گه خنجر نه کرد
سر خطِ عشق از دلم نامد درست تا رگِ جان رشتهٔ مسطر نه کرد
داغِ دل دعواي عشقم کرد راست گو که ملاّ مُهر بر محضر نه کرد
گوید از افلاک اخبارات غیب بر فلک کي رفت زاهد پَر نه کرد
هر که از ساقئ کوثر رخ بتافت جام بر لب از مئ کوثر نه کرد
ماند ناکام آخر از خشکئ زهد نخل کامش هیچ برگ و بر نه کرد

از سقاهم ربهم گیرد چه جام — از میٔ عشق آنکه او لب تر نه کرد
هر که سیر از خوان درگاہِ حق است — او ابد دریوزه از هر در نه کرد
هر که سر بر بوریایٔ فقر سود — سر فرو بر بالش و بستر نه کرد
هر که از ذکر حق است سرمایه دار — هیچ دم او فکر سیم و زر نه کرد
"سائلِ" حق گو ز نام حق آور است
ورد دل جز نام حق دیگر نه کرد

— ۱۲۳ —

کی کتاب حسن در بابِ وفا عاري بود
ز انکه هر بابش گلستانِ وفاداري بود
کي خيالش خواب غفلت را شود افسانه بند
آنکه شغلش یاد حق در خواب و بیداری بود
مي توان بنمود پاک از ثوب عصیان روئ خود
گر چنین اشکِ ندامت بر رخم جاري بود
مُردم از غیرت بیا اي یار دوري دور کن
دوري از جانان حامي رسم اغیاري بود
یاري سائل بحق پیچد ز اغیاران سر ات
در سرت با "سائلِ" حق گر سرِ یاري بود

— ۱۲۴ —

دل در حرمِ وصل تو جا کرد بجا کرد
طوفِ حرم و سعئ صفا کرد بجا کرد
دل سجدهٔ شکرانه ادا کرد بجا کرد
ابروئ ترا بیت خدا کرد بجا کرد
بر حکم قضا هر که رضا کرد بجا کرد
از طورِ رضا کسبِ ضیا کرد بجا کرد
بیجا نه دلم ترکِ جفا کرد بجا کرد
در عینِ جفائ تو وفا کرد بجا کرد

صد منت بر ما بود باد صبا ز آنکه (۱)
خاکِ ره از سرمهٔ ما کرد بجا کرد
دل را ست رهي سوئ حق ، الحق برضايش
کز پيروي نفس رها کرد بجا کرد
در بيخوديم گفت دل آرا بخدا باش
چون خود بخود اين کار خدا کرد بجا کرد
بنمود به محراب رخ او طاق دو ابرو
رخسارِ خود از قبله نما کرد بجا کرد
بيجا نه بود رسمِ دل آرائي معشوق
گر عشق تو جا در دل ما کرد بجا کرد
بيجا نه بود گر بدلش ميلِ قصاص است
با اهلِ جفا هر که جفا کرد بجا کرد
يار آمد و درخواست ز حق مغفرتم رفت
بر تربتم اين ختمه ادا کرد بجا کرد
از حق مگذر گر بخود او "مائلِ" حق خواند
زين عهد بحق داشت ، ادا کرد ، بجا کرد

— ۱۲۵ —

دل صد چاک را در گيسويش جا ست بمن اين خوش خبر از شانه کردند
دل مردان ز غم کي مي خراشد دلم در غمکشي مردانه کردند
ز خويشان من چرا بيگانه گردم مرا از خويش اگر بيگانه کردند
جهاني در جنون زد سر بصحرا جهان آباد اين ويرانه کردند
ز دنيا گوشه کن تا توشه يابي بگوش طبعم اين در دانه کردند
شوي تا سرخوش اندر خواب هستي حديث عشق را افسانه کردند
جهاني "مائلِ" حق آمد از جان
بجان چون قصهٔ جانانه کردند

(۱) ب ۵ : کذا . [صد منت باد صبا بر ما بود از آنکه ؟]

— ۱۲۶ —

بنویسم بهجرش ار کاغذ — گردد از آب ِ دیده تر کاغذ
گوید آیا بهجر گریان است — دیده تر ز آب ِ دیده هر کاغذ
گاه تشریح ِ گرم جوشي ٔ عشق — سوزد آهم به یک شرر کاغذ
کي غم ِ هجر او توان بنوشت — گردد ار جمله بحر و بر کاغذ
تا به دلبر برد همه خبرم — دارم از شوق دل ببر کاغذ
بر سرش سرخط وصال کشد — دیده در هجر سر بسر کاغذ
شایدم ز این خوشي نوشت دگر — اندرین تازه خوش خبر کاغذ
سازمش حرز ِ جان بکام وصال — بنویسم بسویش ار کاغذ
گویدم با حق است "سائل ِ" حق
دیده ز این مژده بهره‌ور کاغذ [ب م - ص - ۵۷]

— ۱۲۷ —

در مدیحش نویسم ار کاغذ — گردد از مدح پُر گهر کاغذ
از ترشح به بحر ِ مدحش ساخت — ابر ِ کلکم پر از دُرر کاغذ
تا کنم با نگار نامش نقش — بایدم نقش ز آب زر کاغذ
یمن ِ نامش که نامی ٔ دهراست — گشت در دهر نامور کاغذ
نام سلطان کرم علي خان است — از کرم چون رقم بهر کاغذ
مي نمایم بحضرتش مرقوم — مشتمل بر همین خبر کاغذ
بر سرش کو کشد خط اکرام — از کرم خوانده سر بسر کاغذ
گفتمش تاج تارک ِ اقبال — در جوابش نویسد ار کاغذ
کي توان مدحش از قلم بنوشت — گردد ار جمله کاشمر کاغذ
مي نویسم بمژده ٔ آمین — در دعایش بهر سحر کاغذ
تا ز یمن ِ دعا باین داعي — بخشد از مدعا اثر کاغذ
دام اقباله بصد تکریم — باد نقش دوام بر کاغذ
کرد منظور از حق آگاهي
"سائل ِ"حق بیک نظر کاغذ [ب م - ص - ۵۷]

— ۱۲۸ —

بودم چو سر بسجده شب اندر دعايِ خیر
گاهِ سحر رساند سروشم صدايِ خیر

کاي خیر خواهِ خلق بصد خوبي آمده
مقرون بالاجابت ز آمین دعايِ خیر

باشد ز خیریت چو بقايِ جهانیان
حق باقي است و کن طلب از حق بقايِ خیر

جز خیر نیست عرض پس او پیش ما ز حق
خیرالورا نمود چو حق پیشوايِ خیر

در هر قضیه خیر طلب شو که گفته اند
خوبيِ دو سرا بود از اقتضايِ خیر

سر دست گشت دفع شر و شور از جهان
برداشت دل چو دست دعا از برايِ خیر

پس رفت شه ز راه، شده شور مندفع
بشنو بگوش دل خبر دلکشايِ خیر

جانِ جهان ز خوبي عالم خبر رساند
بشنیده پی هم این خبر دفع هاي خیر

با سرورانِ سند بشاراتِ خیر ده
اي مانده سر بسجده پيِ التجايِ خیر

خوش داده خیریت خبر از مدعاي دل
خوانده چو بالکرم علي از دل دعايِ خیر

در هر زمان مراد علي خیر عالم است
عون علي چو کرد بعالم عطاي خیر

مرجوِ [؟] از علي است بحق جُو پَيِ کرم
دارد مدام "مائلِ" حق چون رجاي خیر [ب م - ص - ۸۳]

—۱۲۹—

سر پا نه شدی عشق تو رهبر نه شدی گر
لب وا نه شدي حرف تو شکر نه شدي گر
شب سر نه شدی زلفِ تو ابتر نه شدي گر
لب تر نه شدی چشم تو ساغر نه شدی گر
دادي بکفم عيدئ نوروز چسان کش
شب روز رخ و زلف برابر نه شدي گر
خواندي دلم از الف قدت آيهٔ ايمان
برهمزن دين غمزهٔ کافر نه شدي گر
بودي شبِ هجرانِ تو ام چون شب ديجور
وصلت بمن امروز ميسر نه شدي گر
کي دعوئ عشق تو کس از من نه شنيدي
داغِ دلِ من غازهٔ محضر نه شدي گر
بر قتلِ منِ خسته کجا تيز همی گشت
تيز آب ز ابروي تو خنجر نه شدي گر
از صبحِ وصالِ تو نمی ديد کسی رخ
مهرِ رخ تو خسروِ خاورِ نه شدي گر
زلفِ تو کي از کفر زدي چين بر ابرو
با هندوِ خال تو مجاور نه شدي گر
خضر خطت از چاهِ زنخدان نشدي سير
زين چشمهٔ حيوانِ تو لب تر نه شدي گر
هر سطر غمم راست بر اين صفحه نه گشتی
رگهائ تنم رشتهٔ مسطر نه شدي گر
می شد سخنم همچو دُرِ گوش پسندش
از نالهٔ من گوش فلک کر نه شدي گر
چون غنچهٔ نشگفته دهن باز نمي کرد
از فيض کرم طبع سخنور نه شدي گر

با پیر مغان بیعت من کی بشدي راست
در کام دلم بادهٔ کوثر نه شدي گر
کی "مائل" حق فخر غلامیش همی کرد
در بندگیٔ حیدر قنبر نه شدي گر [م-ب-ص-۱۰۹]

— ۱۳۰ —

اي رخت رشک صد تجلیٔ طور جلوه گر از جبینت آیهٔ نور (۱)
مصحفِ حسن را جبین و رُخت آیهٔ رحمتي است و سورهٔ نور
خاکِ کویت بلا قصور آمد نور افزائ دیدهٔ دلِ حور
چاکرِ درگه تو صد خاقان بندهٔ درگهِ تو صد فغفور
کی شود دور داعیٔ درگاه از در درگهِ تو نا معذور
گر ز حالِ دلم شوي واقف سازیم حالي از کرم مسرور
حضرتا! عرضِ حضرتت این است حاضرم گر بخوانیم به حضور
چشمِ طوفان فزائ من در هجر جوشِ طوفان همي زند چو تنور
نیست چون دور باش در ره عشق غمِ دوري ز عاشقان کن دور
روزِ وصلِ تو روزِ نوروز است شبِ هجر تو چون شب دیجور
جبر نقصان خویش میخواهد عقل را عشق کرد گر مجبور
جام از دست جم نمي گیرد آنکه از جام عشق شد مخمور

---

(۱) در بیاض چهارم (ص ۲۴) این شعر بقدري محکوک شده است که خواندن آن مشکل است ولي در بیاض پنجم (دیوان مائل) که دیوان مرتب و مسلسل است این شعر این طور نقل کرده است :

اي رخت رشک صد تجلئ طور جلوه گلزار جبینت جلوه نور

عین ممکن است که بوقت کتابت دیوان این شعر در بیاض چهارم قابل قرات بود. درین صورت مصرعه اول درست نقل شده باشد ولي در نقل مصرعهٔ دوم کاتب دیوان سهواً "جلوه گلزار" خواند. این کلمات باوجود تحکیک "جلوه گر از" خوانده مي شود ، و بعد ازان لفظ "جبینت" مي باشد ، لیکن از "جلوه نور" مصرع خارج از وزن مي شود. گمان غالب آن ست که این مصرع این طور مي باشد: جلوه گر از جبینت آیه نور.
[م ۰ ح ۰ ر]

کن دلا عرضِ حضرت وهاب بدعائ ملازمانِ حضور
تا بشه از کرم علي بخشد به بقائ ابد مبارک پور
زده ام دست و دل به دامنِ آل
"مائلِ" حق ز بیم روزِ نشور [ب ہ - ص ۷۴]

—۱۳۱—

گفتمش جانان چرا جانم ز غم کردي فگار
گفت جانِ عاشقان جز غم نمي گیرد قرار
گفتمش پس میتوان غمخواریش در غم نمود
گفت چون غمخواریش کردم شد آن خود ز اختیار
گفتمش کو اختیار آنکه مجبورِ تو گشت
گفت پس مجبور را با گفتگو باشد چه کار
گفتمش جز گفتکو کی کارکس سر مي شود
گفت کارت خود بخود سر مي شود از کردگار
گفتمش خوش مژده ام دادي، خدا یار تو باد
گفت چون جانت ز جانان شد خدا با تست یار
گفتمش پس این سخن ز اغیار پوشیدن بـه است
گفت کس چون یارِ حق گشت و با غیارش چه کار
گفتمش عشق حقیقي و مجازي بس یکي است
گفت بیشک از مجاز آید حقیقت آشکار
گفتمش بخشد مراد جان و جانان حق ز وصل
گفت از "مائل" بحق این عرض یا رب گوش دار
[ب ہ - ص ۷۷]

—۱۳۲—

قاصد آمد گفتمش خوش آمدي از کوئ یار
گفت از این حرفِ خوش آمد طبعِ او گیرد غبار

گفتمش پس این غبار از خاطر او چون رود
گفت چون بیچون بخواهد ، خاطر خود جمع دار
گفتمش در خاطرم مي بود کاري خط او
گفت دیدم سرخطِ حسنش پُر از نقش و نگار
گفتمش اي کاشکي من خویش قاصد مي شدم
گفت من خود چون تو دیدم قاصد عشقش هزار
گفتمش پس چون کنم مُردم ز دردِ دوریش
گفت دیدم صد چو تو مرده در آنجا بر کنار
گفتمش پس چارهٔ دردم بگو تا چون کنم
گفت با دردش بساز و تا چه سازد کردگار
گفتمش پس غیر صبرم چارهٔ دیگر نماند
گفت الصبر است مفتاح الفرح ، اي دلفگار
گفتمش من صبر کردم بر امید فضل حق
گفت اندر صبر باش از فضلِ حق امید وار
گفتمش از "مائلِ" حق هیچ بشنیدي چه گفت
گفت ، گفتا گر بحق باشي شوي با یار، یار

[ب ۳ - ص - ۷۸]

— ۱۳۳ —

در خدمت تو بسته کمر بنده ، بنده وار
در عرضِ بندگي ست بهر دم سخن گذار
خوش یافت این گهر ز لبِ لعلت اشتهار
لعل و گهر بیک سخنت مي کنم نثار
خوش فصلِ نو بهار و یا موسم شکار
خوشتر ز هر دو چونکه بگردند هر دو یار
خوش لذتِ شکار و یا سیرِ سبزه زار
خوش هر دو لیک خوشتر ازآن یار در کنار

خوش خوردنِ شراب و یا سیرِ سبزه زار
این هر دو خوشتر اند بخوشیٔ حضور یار
سازد غم زمانه کنار از کناره ام
آید چو در کنار من آن یارِ غمگسار
اي یار نیک منظر سویم نظاره‌اي
پیوسته بسته چشم براهم در انتظار
کو چون سگ است بکویٔ توعوعو کنان ز دور
حرف رقیب راست کجا جایٔ اعتبار
هر سو چمن چمن گل جام است پیش رو
پس توبه از می است کجا اندرین بهار
شاها به نقش بندي اقبال سرمدت
نقش کرم بکام دلم یافت خوش نگار
شاها چو یاورت کرم مرتضیٰ علی ست
بادا کرم ز نام تو پیوسته نامدار
خوش لعل چون گهر ز کرم شاه گفته است
لعل و گهر بیک سخنت مي کنم نثار
این نو غزل که بر غزل شاه گفته ام (۱)
باد از قبولیت کرم افزا بصد وقار
بادا ز دوستئ جنابِ تو نامور
خوش هر غلام نام تو [یا] شاه ذوالفقار
در دوستئ پنجتن و حبّ چار ده
خوش "مائلِ" حق است بحق از یمن هشت و چار

[ب م - ص - ۸۲]

—۱۳۷—

موسم باران رسید و جا بجا ابر مطیر
از ترشح ساخته روي زمین گلشن نظیر

---

(۱) اشاره بطرف میر کرم علي خان والئ سند .

شد زمین و جمله ما فیها بدم رنگین چو گل
آمد از رنگِ شفق گلرنگ چو ابر مطیر
دور عشرت جا بجا از سیر سبزه رُخنما ست
دور ساغر باد با این دور عشرت مستدیر
ساقئ دوران صلای دورِ ساغر عام کرد
بزم یاران گاهِ باران دید چون عشرت مسیر
هیچ میداني چه می گوید به یاران صوتِ رعد
یعنی از شرباً طهورا ساقیا جامي بگیر
عالمِ آب آمد و با خلق عالم از سما
اشربوا کاسات شرب‌العشق را آمد نظیر
چیست یاران آنکه زو سرشار خلق عالم است
عالمِ سرشاري آمد وقف هر برنا و پیر
آیهٔ جنات تجري تحتها الانهار گشت
در تقاطر از لبِ هر قطره خوش شهرت پذیر
جابجا آب روان و سبزه زار سبزه است
بایدم بندم خضر را گاه سیر ابر مطیر
بسکه سعي طوف مکلي شد صفا بخشِ قلوب
گفت هذا مکة لي (۱) هر صغیر و هر کبیر
کو ز عرش آیند سوئ فرش این دم قدسیان
شد نزولِ رحمتِ رحمٰن ز بالا چون بزیر
خشکي زهد ریا را هم طراوت لازم است
زاهدا! از باده نوشی باشد این دم نا گزیر
مزرع اعمال را آبی بجو زین آب ریز
گوش کن ز آبِ روان این تازه پند دلپذیر
نعم ابر و نعم باران نعم بزم و دورِ جام
مي توان از "سائلِ" حق شد ز نعمایش خبیر

---

(۱) اشاره ایست بطرف روایتي عام که اسم "مکلي" ماخوذ است از "مکة لي" یعني "براي من مکّه است".



— ۱۳۵ —

ساقیا ساقیا، بیار بیار جام مَي، جام مَي، بیار بیار
دردِ یار است که یارمن همه جاست گشته ام گشته ام دیار دیار
تا به تن جان ست جان بجانان است کرده ام کرده ام قرار قرار
بایدت بایدت ز اغیاران الحذر الحذر فرار فرار
گشت گل گل ز گلشنِ حسُنت صد چمن صد چمن بهار بهار
سو بسو همچو من اگر طلبی بنده ات بنده ات هزار هزار
باش تا یار باشدت "سائل"
سائلا سائلا بیار بیار [ب م - ص ۹۲]

— ۱۳۶ —

رخش ز ماه خوش است خوش ز مهر انور نیز
خطش ز سبزه خوش است و از بهار خوشتر نیز
مرا که کام دل از بوسه کرده است شیرین
لبش ز شهد خوش و خوشتر است ز شکر نیز
دهانِ گل به مدیحش چه نیک گوهر سُفت
بود دهانش ز گل خوش ز درجِ گوهر نیز
مشامِ دهر چو از بويِ گیسویش بویا ست
خجل ز بويِ خوشش گشت مشک و عنبر نیز
نه گشت دست‌رسم پايِ بویش هرگز
نثار پاش نمودم اگرچه صد سر نیز
اگرچه مست دوامم ز جوشِ بادهٔ عشق
خوشم ز ساغر چشم است شراب احمر نیز
ز قامتش ز قیام آمده قیامت ساز
نمود حشرِ خطش تازه شورِ محشر نیز
به صبح طالعم آن مهروش نکرد طلوع
نمودم ارچه همه شب شمار اختر نیز

بگاه باده کشي خوش بود بفصل بهار
هوايُ ابر و نسیم قدومِ دلبر نیز
بحضرتش نه شده اطلاع از حالم
ز داغِ دل بنمودم اگرچه محضر نیز
اگر کند بسرفرازیم قدم رنجه
فدايُ مقدمِ جانان است جانم و سر نیز
نصیب "سائلِ" حق خوش ز یاد حق آمد
محبت نبي و اهل بیت اطهر نیز [ب م - ص - ۹۹]

— ۱۳۷ —

زد آتشِ عشقت به دلِ من شرر امروز
از حالِ دل افکار چه پرسی خبر امروز
کارم چو به تسلیم و رضا در ره عشق است
از کارِ قضا و قدرم بي خطر امروز
تا جوش غمِ عشقِ تو تسکین به پذیرد
خون جگر از دیده نمودم بدر امروز
منظورِ دلش بود بگردیدنم از دور
کآمد خوشم آن نورِ نظر در نظر امروز
بُد جاش دلم زان بدلم کرد دگر جا
خوش دلبرم آمد به وطن از سفر امروز
از هیچ دري حرف مروت نه شنیدم
شي لله زنان گرچه شدم در بدر امروز
با اهل حق امروز مرا صحبت گرم است
از "سائلِ" حق گوش کنِ این خوشخبر امروز [ب م - ص - ۹۸]

— ۱۳۸ —

اي آه سحر خوش آمدي باز — با سوزِ جگر خوش آمدي باز
چشمم برهت سفید گشته — اي نورِ نظر خوش آمدي باز

بادا دل و دینِ من فدایت دل برده دگر خوش آمدي باز
گر جان طلبي بجان قبول است جانان تو ببر خوش آمدی باز
گردِ رهِ تست سرمهٔ چشم با کحلِ بصر خوش آمدی باز
جانم به تو بود در غریبي اي جان ز سفر خوش آمدی باز
"سائل" بحق است سائلش باش
از حق مگذر خوش آمدي باز [ب ۳ ص ۳۲]

— ۱۳۹ —

شنید[ہ] شب ز بتان تازه نغمهٔ ناقوس
بدیرِ عشق دلِ خویش ساختم مانوس
بروز پرتو نورش مگر نصیبي خاص
به گشت شمع جمالِ ترا دلم فانوس
ترا که گفت که با تیغِ ناز قتلم کن
عبث به کشتهٔ نازِ خودی تو در افسوس
ز بس رضا به قضا کرده جان بتو تسلیم
شهیدِ عشق ترا جا سزد به مشهدِ طوس
دلي که در نظرش خال و خط مجنون است
بحرصِ دانه مدام است بدام غم محبوس
گرفت سرخطِ حسنش بکار خوشخطی
بروي یار چو آثارِ خط شد محسوس
بکام آنکه بسودم سر نیاز بپاش
خدا نصیب دلم کرده دولتِ پابوس
بکش شراب که بر رغم طبعِ خویش کنم
علاج خشک دماغيِ زاهدِ سالوس
عبث به عجب ز نقش و نگار بي معني است
کجا ست دلق ملمع که از دمِ طاؤس
ز دورِ جام می امروزت این گزین پند است
کجا ست دورِ جم و روزگار کي کاؤس

مشو بشادي یکچند شاد دل کاین جا
رفیقِ خندهٔ شادي است گریهٔ افسوس
بحکم قوموا لله قانتین بر خیز
ز خواب غفلت فرمود کوس بانگ خروس
باین امید که حق جرم بخش عباد است
ز فضلِ حق نتوان بود هیچ دم مایوس
چمن چمن چو گل وصل پیش رو دارد
نصیب "مائلِ" حق باد گلشنِ فردوس

—۱۴۰—

جز تو نشنید دادِ من چون کس
اي کسِ بیکسان بدادم رس
کي سلامت متاعِ کس ماند
در دیاري که گشت دُزد عَسَس
بایدت پیش و پس نظر کردن
پیشوا را بلا است چون واپس
باش محکومِ حق ز پاک دلي
چند باشي بحکمِ نفسِ نجس
هر نفس کن بیاد حق مصروف
نقدِ عمر است چو صرف چند نفس
من ز دل بُردنت نَیَم بیدل
داد[ه] گیرد چسان کسي واپس
ده ز شرب الحیات یک جامش
تا شود زنده شیخِ مُرده نفس
بسکه "مائل" بحق ز صدق دل است
فضلِ حق بهر مائل آمده بس

—۱۴۱—

درد یاري کشیده ام که مپرس
در، دیاري رسیده ام که مپرس
کي ز سالک رود رهِ مقصود
خوش براهي رسیده ام که مپرس
آه عشقت چه گونه بي اثر است
جگري را دریده ام که مپرس
در بهارِ غمش ز بلبلِ شوق
نغمه اي را شنیده ام که مپرس
"مائلا" از میٔ ولاي الست
جرعهٔ را چشیده ام که مپرس [ب م- ص۱۳۰]

-۱۴۲-

گوهر دریاي عشقیم از صفاي ٔ ما مپرس
هر دو عالم هیچ باشد از بهاي ٔ ما مپرس
خوانده ام لفظ فنا في الله از روز ازل
مشت خاکم در هوا شد از فناي ٔ ما مپرس
فکر دنیا عین فکر دین ست گر فکرت رسا ست
فکر خود بنماي و از فکر رساي ٔ ما مپرس
نغمهٔ ذکرم بود هر لحظه نامت یا عظیم
بلبل گلزار شوقم از نواي ٔ ما مپرس
"مائل" از روز ازل سر مست صهباي ولا ست
اي دل سرمست ایمان از ولاي ٔ ما مپرس

[ب م- ص- ۱۳۰]

-۱۴۳-

آنکه یادِ حق آمده یارش — رفتش از یاد یادِ اغیارش
شد جهاني ز جان خریدارش — نقد جانها ست جنس بازارش
عالمي مستِ سیرِ رخسارش — همه سرشارِ چشم سرشارش
روز و شب دل بشوقِ دیدارش — میکند یاد زلف و رخسارش
دل که از بیخودي ز خود رفته است — بُردش از خود کرشمهٔ یارش
کرد خضر لبش مسیحائي — بهر بیمار چشمِ بیمارش
پیش من خوار باده خوارانند — گفت در ناز چشمِ میخوارش
بشنو از این اسیرِ دام بلا — مو بمو وصف زلفِ خمدارش
تا دلِ عالمي به دام آرد — باید از تارِ زلف زنارش
میکند کام جان بدم شیرین — بوسه‌اي از لب شکر بارش
مه جبینم چو مهربان آمد — مه خجل ماند پیشِ رخسارش
چیست این طرّهٔ گل و دستار — تاج گلها است زیب دستارش
رشکِ گلزارِ خلد آمده است — هر گل شه پسند گلزارش

پا بگل مانده دیده قامت یار　　سرو ، شمشاد گاه رفتارش
خانه‌اي کاید اندر آن گلرخ　　گل شود گل ز خار دیوارش
در خبر گیریم به دلداري ست　　کرد تا آن دلِ خبردارش
دست در کار و دل بیار خوش است　　با دل و دست ماست چون کارش
طرفه در این زمین کرم گفته است　　گشت طوطي خجل ز گفتارش
میر ما چون کرم علي خان است　　کرد نام علي کرم یارش
باد یارش بخواب و بیداري　　طالع یار و بخت بیدارش
خوش تر آن کس که کرد عشق حقش
همچو "مائل" بحق ، بحق یارش　　[ب م- ص- ۹۵]

— ۱۴۴ —

ساقیا مي ده که بارانِ مراد آمد بجوش
گشت ابر رحمت از رعد نشاط اندر خروش
ابرِ رحمت از ترشح گاه این طغیانِ عیش
مي دهد ساغر به کف مینا بکف خم را بدوش
عالمِ آب آمد و عالم به گوش دل شنید
از لبِ خندان جام مي صداي نا و نوش
آیه لاتقنطوا من رحمة الله الرحیم
طرفه از فرقانِ رحمت خلقِ عالم کرد گوش
نغمهٔ جنات تجري تحتها الانهار باز
درمیانِ گلشنِ دوران سُروده اهل هوش
بسکه عالم گیر آمد عالمِ آب از فرح
ماند شیخ و زاهد از حسرت درین عالم خموش
دیده طبعم "مائلِ" این تازه گلشن در دعا
اسقینا غیثاً مغیثاً گل شد از طبع سروش
[ب م- ص- ۷۲]

—١٢٥—

سر مستِ شرابِ ناب مي باش	و از سوزِ جگر کباب مي باش
دائم بهواي زلفِ جانان	سر گشتهٔ پیچ و تاب مي باش
اي گوهرِ گوشوارهٔ حسن	پیوسته بآب و تاب مي باش
در دورِ پیاله فرصت از چیست	اي ساقيِ ما شتاب مي باش
ای جمله عدم به بحر هستي	مانند حبابِ آب مي باش
محروم ز فکر و ذکرِ جانان	اي شیخ بخورد و خواب مي باش
اي واقفِ فیضِ خاکساري	خاکِ رهِ بو تراب مي باش

"مائل" ز میٔ ولا است سر مست
اي جانِ عدو کباب مي باش [ب م- ص-٢٣]

—١٢٦—

من نمي گویم که عاقل باش یا دیوانه باش
هر چه باشي باش اما در جفا مردانه باش
در هوائ عشق جانان ساکنِ میخانه باش
بهرِ چشمش نشه و بهر لبش پیمانه باش
تا بیابی از قدومِ محملِ لیلي خبر
در بیابانِ جنون سرگشته و دیوانه باش
اي سراپا مبتلائ پیچ و تاب زلفِ یار
با دلِ صد چاک بهر گیسویش چون شانه باش
آشناي دل شود دل را به دلبر وا گذار
در طریق آشنائي از همه بیگانه باش
دیده بیتِ ابروِ جانان و چشمِ مستِ یار
گاه در بیت الحرام و گاه در میخانه باش
چند سازي گریه از سوزِ جگر "مائل" چو شمع
در طریقِ جان نثاري پیروِ پروانه باش
[ب م- ص-٩]

— ۱۶۷ —

ز مستان بشنو این پیغامِ اخلاص
بیا ساقي بیاور جامِ اخلاص
چه جام آن کو جم از وی کامیاب است
چه جام آن کو بود همکامِ اخلاص
مرا اخلاصِ تو چون دل نشین است
سزدِ نقشِ دل من نامِ اخلاص
چو کعبه می کنم طوفِ حریمت
به کویت برده ام احرامِ اخلاص
در اخلاصت منم چون پا به زنجیر
شده زلفت برایم دامِ اخلاص
ز خطت خطهٔ حُسن است سرسبز
بخوان این خط ز خط جامِ اخلاص
بکارت آمد آخر این دلِ من
به از آغاز شد انجامِ اخلاص
رخم بنموده کردي کشتِ ما نم
خوش ست این کشتت از انعامِ اخلاص
در اخلاصت خلاص از خویش گشتم
بود این معنئ انعامِ اخلاص
سزد کان مه جبینم سازد از مهر
بسانِ صبح روشن شامِ اخلاص
در اخلاص آنچه گوید کو بگوید
بود بِه از دعا دشنامِ اخلاص
بحق سرشار از عشقِ حق آمد
دلِ "مائل" بحق از جام اخلاص [ب م - ص - ۱۰۰]

—۱۴۸—

در حضرتش چو دید دلم روبکار ِ عرض
بنمود دل به دل غم ِ هجران بیار عرض
گفتا اگر نماید جانان ز جان قبول
عرض ِ نثار جان است ازین جان نثار عرض
از هر دیار نالهٔ صد تازه درد خاست
دل کرد درد ِ یار چو در هر دیار عرض
شد درد ِ عشقش آخر شهرت پذیر دهر
آه ِ دلم نمود ز بس اشتهار عرض
کن باریاب ِ عشق ِ خودم ، گفتمش ، بگفت
در بارگاه ِ عشق عبث بار بار عرض
گفتم به پیشم آ ، که کنم جانت پیشکش
گفتا مکن به پیش من این زینهار عرض
گفتم سزد که بوسه به پیغام بخشیم
گفت از پیام بوسه مکن بیوقار عرض
گفتم مگر خط ِ تو جواب ِ خطم شود
گفتا خـمُش بخطهٔ عشق است عار عرض
گفتم نه شد ز زلف ِ کجت ِ راست کار من
گفتا کجا است زلف سزاوار کار عرض
گفتم ز چشم ِ مست بکن گوش عرض من
گفتا به مست نیست بدربار بار ِ عرض
گفتم مگر مسیح لبت چاره ام کند
گفتا بلی سزد کند آن هوشیار عرض
گفتم چه خوش بگفت که بر گفتهٔ عظیم
"از وصل یار باش تو امیدوار عرض"
لعل ِ لبش شنیده بمن گفت شاد باش
غمهائ هجر کرد ز تو برکنار عرض

سر دست یار دست به آغوشت آورد
گردد ز حق اجابت اگر دستیار عرض
در، دم شوي دوچار به آن یار ِ چاره ساز
کن عرض خود کنون بشه هشت و چار عرض
کردم چو عرض آمده یارم بخنده گفت
که از من ترا بعون شه است ابتشار عرض
نامد بغیر یاريُ شاهم وسیله‌اي
بودم چو پیش یار وسائل شمار عرض
قدرم بلند تر ز کراماتش آمده
داد از کرم علی چو مرا اقتدار عرض
شاید یک از هزار کند بالکرم قبول
دارم بحضرت کرمش صد هزار عرض
تا باریاب فیض ز ارباب حق شود
از "مائل ِ" حق است بحق باربار عرض

[ب م - ص ۹۹ ، ۱۰۰]

- ۱۷۹ -

در نو بهار ِ خط بنوشتم به یار خط
که آباد باد گلشن ِ حسن از بهار خط
در چین ِ حُسن دیده سحر مشکبار خط
صد بار مشک ِ چین به نمودم نثار خط
چشمم ز شوق تا بخط رويُ او فتاد
شد توتیايُ چشم ِ دل من غبار خط
تا نقش بند حُسن بخط داد نو نگار
با نقش ِ کام داد چه زیبا نگار خط
خطش خط ِ وصال ز کنعان به مصر برد
یعقوب شوق داشت ز بس انتظار خط

دایم به نو بهارِ خطش خضر در دعا ست
سرسبز کام باد ابد سبزه زار خط
آمد سخن بوصف خطش بسکه مشتهر
افزود سر خطِ سخنم اشتهار خط
با هر دو داد جان و دلم خط بندگي
زلفش برخ فتاده شد یار غار خط
خطِ نجات داد بدست بلال عشق
آمد ز بس بخالِ رخش دستیار خط
پیکِ دلم که در طلبِ ماه مصر بود
گم کرده راه چاه ذقن در غبار خط
خواهد مگر ز صبح بنا گوش صبحِ وصل
روزش به شب رسیده چو در روزگار خط
از خط رويِ یار بخوانده خط نجات
بنوشته طرفه "مائل "حق سويِ یار خط [ب م ص ۳ ۷]

— ۱۵۰ —

با تو اي جانِ من خدا حافظ — جان و جانانِ من خدا حافظ
آمدي و بیک ادا بردي — دین و ایمانِ من خدا حافظ
رفتنت کرد چون شبِ دیجور — شبِ هجرانِ من خدا حافظ
کرد در فرقتت بپا طوفان — چشمِ گریانِ من خدا حافظ
چیست چشمم ز دردِ دوريِ تو — ابرِ نیسانِ من خدا حافظ
شد ز یادت مگر که ...[؟] — عهد و پیمانِ من خدا حافظ
کرد عاشوره رفتنت یک بار — عیدِ قربانِ من خدا حافظ
چون تو رفتی شنیدم از قمري — سروِ بستانِ من خدا حافظ
رفته ، بردي بسازش دل و جان — ساز و سامانِ من خدا حافظ
چون به جانان است جانت اي "مائل"
با تو اي جانِ من خدا حافظ [ب م ص ۹ ۷]

— ۱۵۱ —

باشد به پیش شمع جمالت چه جایِ شمع
بشنیده ام ز گریهٔ شمع این صدایِ شمع
بیگانه چند خوانیش از سوزِ عشقِ خویش
با شمع رویت آمده تا آشنایِ شمع
پروایِ سوختن نبود گر به خاطرش
پروانه وار گشت دلم تا فدایِ شمع
باشد ترا چه قرب چو پروانه پیش وي
پروانه کردهٔ تو که اندر هوایِ شمع
مي باش همچو "مائلِ" حق جان گدازِ عشق
دریاب این حقیقتِ پروانه هایِ شمع
[ب م - ص ٥٦]

— ۱۵۲ —

دلم از داغِ عشقت آمد داغ
داغِ عشق است به دل چو لاله به باغ
شد دلم گل ز داغِ عشق تو لیک
کرد این داغ جان دشمن داغ
شب چو در خانه‌ام رخ افروزي
خانه‌ام را چه حاجت است به چراغ
دادن از من ببردن از تو، دگر
نیست بر جان من بجز ابلاغ
گر کند وا چو گل بخنده دمي
تا برم از دهانِ یار سراغ
من به حیرت ز خال ابرویش
نیست خوفِ کمان مگر با زاغ
زاهد از زهدِ خشک شد دل سرد
کرد از بويِ مي چو تازه دماغ

پیشش از سوختن چه پروایم
همچو پروانه ام به گرد چراغ

دل بسیرش چو گل بمدح شه است
شد ز باغِ فدک مرا چو سراغ

لوحش الله که داد فضل حقم
از میٔ حُبِّ شاه تازه اياغ

بجز از یاد حق بحمدالله
فکرِ "مائل" بحق نه یافت فراغ [ب م - ص - ۱۰۱]

—۱۵۳—

دیدم بتي شمشاد قد گاه تماشا یک طرف
طوباي جنت یک طرف وان سروِ بالا یک طرف

دارم بیاد چشم یار کامد بزلفش همکنار
دل مست صهبا یکطرف جان غرق سودا یک طرف

در گلشنِ حسنش مدام باشد زعشقش صبح و شام
گل در تماشا یکطرف بلبل به غوغا یک طرف

باشد منور مهر و ماه هنگام شام و صبح گاه
زان ماه ابرو یکطرف زان مهر سیما یک طرف

از ساغر چشمش مگر خورده است مَستي که افتاده است
دیوانه مجنون یکطرف مستانه لیلاي یک طرف

میخانهٔ عشق است این پُر از شرابِ عشق بین
خُم با سُبو در یکطرف ساغر بمینا یک طرف

دل بستهٔ گیسوئ اوست جان خستهٔ ابروئ اوست
با هیر رانجهن یکطرف وامق بعذرا یک طرف

آن گلشن آرائ جهان ، آید چو در گلشن شود
گلشن به گلها یکطرف وان گلشن آرا یک طرف

اغیار پیش ما کجا ست هر کس به یادِ یارِ ما ست
در کعبه مومن یکطرف در دیر ترسا یک طرف

خوش در مناجات وي است شاغل بطاعات وي است
در تیه هارون یکطرف بر طور موسیٰ یک طرف
گو بهر قتل عاشقان گیرد به کف تیغ و سنان
خطش بفرمان یکطرف چشمش بایما یک طرف
در کوه و در دشت محن جان داده رفتند از زمن
فرهادِ شیرین یکطرف مجنونِ لیلیٰ یک طرف
در بزمِ یاران شفیق ، شادي بغم باشد رفیق
در خنده ساغر یکطرف در گریه مینا یک طرف
دامِ فریب کفر و دین دانند اربابِ یقین
تسبیحِ زاهد یکطرف زنّارِ ترسا یک طرف
دارد به عشقش مبتلا مائل چو خسرو بر ملا
تن یکرف، جان یکطرف، سر یکطرف پا یک طرف
خوش "مائلِ" حق باحق است در فکر و ذکر مطلق است
از ذکرِ دنیا یکطرف و از فکرِ عقبا یک طرف
[ب م - ص ٦٨]

— ۱۵۴ —

بر رخت اي گلبدن این طرف و آن طرف
گشت گل افشان چمن اینطرف و آن طرف
زلفِ تو اي دل شکن این طرف و آن طرف
هست شکن در شکن اینطرف و آن طرف
تا تو شکستي ز کین داد شکستي به دین
زلف تو اي اهرمن اینطرف و آن طرف
دام چه گیسويِ تو تیغ چه ابروي تو
شد به بگیر و بزن اینطرف و آن طرف
بر ختنِ زلفِ تو برد شب از چین گرو
نگهتِ مشک ختن اینطرف و آن طرف

جرعه طلب صد هزار جمع شده خضر وار
دیده به چاهِ ذقن اینطرف و آن طرف
چشمِ تو چه ترک مست خالِ تو چه بت‌پرست
مانده ز قرب‌الوطن اینطرف و آن طرف
گاه بهارِ خطت نقش و نگار خطت
گشت چمن در چمن اینطرف و آن طرف
سوخت دلم شمع وا گشته ز غم اشکبار
بي تو بهر انجمن اینطرف و آن طرف
خوش به گلستانِ عشق هست غزلخوان عشق
بلبل شوریده تن اینطرف و آن طرف
گشته مخلا بیار کرد دلم اختیار
خلوت در انجمن اینطرف و آن طرف
باد بعون علي نام کرم منجلي
از کرم ذوالمنن اینطرف و آن طرف
دبدبهٔ خسروي کرد به عالم قوي
خسروِ شیرین دهن اینطرف و آن طرف
خوش سخنِ حق سرود سرِّ حقیقت نمود
"مائلِ" حق در سخن اینطرف و آن طرف
[ب م - ص - ۷۲]

—۱۵۵—

جز دردِ یار نیست دگر در دیار عشق
دردا که دردِ یار شده یار غارِ عشق
بر عکس کارم آمده چون رو بکارِ عشق
دل بیقرار مانده به دارالقرارِ عشق
بر دارِ عشق صرفهٔ سرداري از چرا ست
سردارِ این دیار بود سر بدارِ عشق

بر دارِ عشق خوش سرِ منصور مي سرود
گمنام دهر گه نبود نامدارِ عشق
تا در کشد ز ساغرِ چشم تو جرعه‌اي
بیخواب ماند چشمِ دلم در خمّارِ عشق
در گلشنِ رخت که ز حُسن ست رشک خلد
سرسبزئ خطِ تو فزوده بهارِ عشق
از نقشِ عشق غیر نگاریم ساده لوح
حق کرد نقش لوح دلم چون نگارِ عشق
تا در دلم مقام دل آرام گشته است
در شهر عشق کیست بجز شهریارِ عشق
از میلِ حق چو در رهِ جانان ست جان بکف
زیبد خطابِ "مائلِ" حق جان نثارِ عشق

[ب م- ص- ۷۰]

— ۱۵۶ —

چو من مباد کس از دردِ مبتلائ فراق
بدورِ بیکسیم بس بود بلائ فراق
در ابتداش دل از دست داده ام سردست
بحیرتم [که] چسان گردد انتهائ فراق
بغیر گریه که جاري به جوش درد دل است
بگو کنم، نه کنم شرح ماجرائ فراق
چو صوت رعد که آرد بجوش یاران را
فزوده نالهٔ من جوشِ گریه‌هایٔ فراق
بشرط آنکه اگر وعده‌اش وفا دارد
به مژدهِ وصل نمي رنجم از جفائ فراق
شهید تیغ نگاهم به یک کرم فرما
به کربلائ فراقم چو مبتلایٔ فراق

همیشه در غم عشق است ز خویش بیگانه
نه دیده ام چو دل خویش آشنايِ فراق
دعاي وصل به تسلیم جان نمودم عرض
بفهم بنده بیامد چو مدعايِ فراق
دلم به مصر محبت ز بسکه زنداني ست
گذشت عمر عزیزم به هاي هايِ فراق
به شهدِ بوسه نماید دوايِ درد دلم
بجویم ار ز مسیحِ لبش دوايِ فراق
فراق یار چو ني بینوايِ عشقم کرد
ز جان"مائلِ"حق بشنو این ندايِ فراق

-- ۱۵۷ --

ذکرِ لب خالِ بتان، نیمي شکر نیمي نمک
شد حرفم اندر ذکرِ شان نیمي شکر نیمي نمک
از خال و لب در عشقِ یار کردم ز مصر و هند بار
دارد ازان این کاروان نیمي شکر نیمي نمک
شهد و شکر گفتارِ او ست کانِ نمک رخسار او ست
ز آن ست رخِ یار از دهان نیمي شکر نیمي نمک
نظمِ دهانش دیده ام نثرِ خطش فهمیده ام
در نظم و نثر است این بیان نیمي شکر نیمي نمک
شکر زبانِ مصري است، کانِ ملاحت هندي است
دارد بتم ز این دو زبان نیمي شکر نیمي نمک
شکر مذاقي‌هاي او برده ملاحت در گرو
دارد گرو حرفش ازان نیمي شکر نیمي نمک
طوطي به شکر آشنا ست بلبل نمک بخش ندا ست
دارد بتم ز آن در دهان نیمي شکر نیمي نمک

شهد لبش جان بخش شد ملح رُخش درمان من
زان باشدم درمانِ جان نیمي شکر نیمي نمک
با شهد بوسه داد جان چون با نمک پروردگان
شد نُقل بزم می کشان نیمي شکر نیمي نمک
خوش ذائقه گر شکر است، ملح نمک زان خوشتر است
زان دارد این نو داستان نیمي شکر نیمي نمک
با شکرِ نعتِ نبي بخشد نمک مدحِ علي
زان است نعت و مدح شان نیمي شکر نیمي نمک
بخشد مگر اندر سلام با "مائل" شیرین پیام
آن لب شکر املح بیان نیمي شکر نیمی نمک

— ۱۵۸ —

بحق آمد چو یک شمار نمک بیشمار آید اعتبار نمک
بس [که] حقداري نمک فرض است میتوان خواند حق بدار نمک
هست بیشک نمک حرام آن کو سازد انکار این وقار نمک
خوشتر آن کو نمک حلال آمد از وفاداري قرار نمک
هرکه پاسِ نمک بود کارش گو بیاید سرش بکار نمک
حق چو حقِ نمک گرامي کرد مي توان بود پاسدار نمک
هرکه یابد نمک ز نام علي یابد او قدر بی شمار نمک
من نمک خوار آن شهم که مدام در جهان ز او ست نامدار نمک
از نمک خوارئ علی بحق است
"مائلِ" حق ثنا گذار نمک [ب م- ص۷۰]

— ۱۵۹ —

از چرائي تو با من اندر جنگ شو به صلح و صفا بمن همرنگ
دل باغیار دادن از غلط است چیست نسبت میان شیشه و سنگ
قربِ اخلاصِ دل به دل باشد سدّ ره نیست بُعد صد فرسنگ

خط کشیدي کشید حسن خطت — خط بطلان به صفحهٔ ارژنگ
چند وصف دهانِ تو گویم — دارد این گل زمین چو قافیه تنگ
مي کند حل صد معاني نغز — گر کشائي دهان چون فرهنگ
باز سر کرده سر کنم رهِ عشق — دارم اینجا چو پاي رفتن تنگ
بسکه آمد وسیع فیضِ جنون — عقل را کرد عشق حوصله تنگ
در ترازوي عشق سنجیدم — نامده عقل با جنون پاسنگ
خوش به طبعم ز سازش عشق است — در ترشح ترانهٔ سارنگ
هست در موسمِ بهار چه خوش — در گلِ جام بادهٔ گلرنگ
خواهد از وي طلاق دختر رز — گر چنین ممسک است نشهٔ بنگ
دهد از عشق تازه برگ و نوا — بي نوا را ترانهٔ ني و چنگ
دل بسازِ حجاز دمساز است — کرده حبل المتینِ حب بچنگ

شکر حق کامده ز یک رنگی
"مائلِ" حق باهل حق همرنگ — [ب م- ص-۷ه]

— ۱۶۰ —

کرد حق در گلشنِ عالم چو استشهار گل
گشته خود گل ساخت زان گل احمد مختار گل
بر لبِ هر گل به گلشن در مدیح آن گل است
پیر گل ، مرشد گل و مولا گل و سردار گل
مصطفا و مرتضیٰ خوش یک گلي پیوندي اند
هر دو یک گل جلوه گر زان هر دو یک گلزار گل
داد یکرنگي درین گلشن بشان پیوند خاص
مصطفا گل ، مرتضا گل ، آله الاطهار گل
گل علي گل فاطمه گلدستهٔ این هر دو گل
هست از این گلدسته زینت یاب هشت و چار گل
گل شد از گل لفظ آمین در دعایم چون شنید
گل کرم باد از علي ، شاه کرم آثار گل

الحق این خوش رنگ گلزار حقیقت دیدني ست
حق گل و "مائل" بحق گل ، وان گل حق یار گل [ب‌م-ص-۹۰]

— ۱۶۱ —

کرد طبعم گل بوصفِ آن گل این گلزار گل
خود گل و نازش گل و شوخیش گل ، گفتار گل
در گلستانِ جهان صد رنگ گلها دیدنی است
گل زمین گل آسمان گل زان دو گل گلزار گل
روزگارِ وصل را این شاد باد از هر گل است
روز گل ، شب گل ، صباح و شام وصلِ یار گل
بر لبِ هر غنچه در وصفِ دهانش این صدا ست
لب گل و دهنش گل و آن زیر لب گفتار گل
بزمِ رندان دارد از سامان گل تازه بهار
جام گل ، مینا گل و می گل ، گل میخوار گل
شادي و غم اندرین دوران گلِ یک گلشن اند
شامِ فرقت زان گل و هم صبح وصلِ یار گل
گلخنِ هجران آن گل را بهاري تازه است
گریه گل ، زاري گل و آن آه آتشبار گل
هست در هر پردهٔ آن گل نهان یک گلشني
برقع گل ، در برقع چشم و روي آن دلدار گل
چیست زاهد کو به یادِ آن گل آمد سبحه خوان
دارد از صد دانهٔ تسبیح در کف هار گل
بشنو از "مائل" بحق این خوش گل طبع عظیم (۱)
هر چه مي بینم گل است و در گل و دیوار گل
[ب م-ص-۹۱]

---

(۱) عظیم تتوي .

— ۱۶۲ —

گلرخ من دارد از گل رخنما گلزار گل
چشم گل ، لب گل ، دهن گل و آن گل رخسار گل

بخشِ عشاق است در گلزار رضوان هار گل
حور گل ، غلمان گل و جنات گل ، انهار گل

فکرِ من در گلشنِ وصفش چه بالا مي رود
عرش گل ، کرسی گل و آن عرش آرا یار گل

گلرخ من دارد از گل تازه گلشن درکنار
راء گل و خایش گل و هر حرف آن رخسار گل

در بهار مقدمش بین گلشن آباد جهان
شهر گل ، کوچه گل و هر خانه و بازار گل

گلرخم بر عزم کین سامان گلشن مي برد
تیغ گل ، خنجر گل و آن نیزهٔ گلدار گل

دوش گلپوش آمده آن گلبدن پیشم ز ناز
جامه گل ، شلوار گل ، لنگی گل و دستار گل

مه جبینم بزم عیش امشب گلستان کرده است
گل لگن گل ، شمع گل زان مه جبین انوار گل

گلشن حسن است ز کفر و دین به پیوند نشاط
هندوِ خالش گل است و ترکِ چشم یار گل

چیست در تنظیم گلزار سخن "مائل" بحق
خود گل و طبعش گل و هر بیتش از اشعار گل

[ب ۳ـ صـ ۹۰]

— ۱۶۳ —

حرم دل ، کعبه دل ، قبله نما دل ز سعي مروه دارد صد صفا دل
ولي دل ، غوث دل ، قطب السماء دل بنامِ حق حقیقت آشنا دل

بلا دل، راهبر دل، رهنما دل — اگر مرد رهی، منما رها دل
کي از یادِ خدا دارم جدا دل — که دارم دائما خوش باخدا دل
صفا یاب است از انوارِ ایمان — بود روشن ز نورِ مصطفا دل
تجلا بخش مهر و ماه گردد — ز مهرِ حیدر ار دارد صفا دل
امام اعظم دین حق است زانکه — ز صدق جعفري دارد صفا دل
ز بس ز ارباب دل دارد کشودي — بهر مشکل بود مشکل کشا دل
اگر رازش باغیار است صد حیف — و اگر همراز یار است حبّذا دل
عبث در فکر پیش و پس براهی — به پیش آ چون تو داري پیشوا دل
کنم دستور دانِ رازِ عشقش — بیاید گر دمي در دستِ ما دل
بگو گر عاشقي با درد دل ساز — که دردِ عشق را بخشد دوا دل
ز بس خورده فریب از دانهٔ خال — بدام زلفش آمد مبتلا دل
به بحر خون شهادت خوان عشق است — شهیدِ عشق را شد کربلا دل
رضایٔ حق کند تسلیم شوقش — دهد گه برقضایٔ حق رضا دل
ز رُشد شاهي آمد خود به دولت — گدایٔ درگهٔ شاه گدا دل
برایٔ دفع سحرِ سامري شد — یدِ بیضایٔ موسي را عصا دل
بگویند اهلِ عرششن لوحش‌الله — شود گر سائرِ عرش عـُلا دل
ز امواجِ خطر بیمش نه باشد — شود گر کشتیم را ناخدا دل
بر آرد حالیا آهِ جگر سوز — شود گر واقف احوال‌ها دل
کشد بر خط جرمش حق خطِ عفو — کند توبه گر از جرم و خطا دل
بر آرد مدعایٔ "مائلِ" حق
شود با حق چو مشغول دعا دل [ب م - ص - ۱۰۵]

—۱۶۷—

هر چند که با من است این دل — جانش توئي و تن است این دل
آتش به تن من است این دل — چون برق به خرمن است این دل
خوش آمدي اي نسیم کویش — چون گل به شگفتن است این دل
چون شمع ز سوزشِ دروني — در دهر چه روشن است این دل

خوش آمدي و دلم نثارت کي از تو نهفتن است این دل
از شوق شراب بي خوديها آمادهٔ رفتن است این دل
صد تیغ جفا شکست بر وي گويا که ز آهن است این دل
جز رشتهٔ زلفِ آن دلاويز کي لایق بستن است این دل
بیگانه نوازي ست خُويَش با خويش چه دشمن است این دل
از بهر نظارهٔ گلِ حُسن رنگین چمنِ من است این دل
"مائل" تو به یار باش هر دم
بي یار چو گلخن است این دل
[ب م - ص - ۲۵ ، ب ۳ - ص - ۱۲۵]

—۱۶۵—

بنام حق دلا در شانِ مائل بگو لاریب في ایمانِ مائل
کمر در خدمتت چون بنده بندد شوي گر بندهٔ احسانِ مائل
ز نافرمانست لاله داغ بر دل بفرما گوش این فرمانِ مائل
فقل ایاک نطلب مستغیثاً بجانان دمبدم از جانِ مائل
فقل في مجمع الاحباب بالصدق بود حُبِّ علي ایمانِ مائل
بخواهد ازخدا صدخیر وخوبیش شود گرکس زجانخواهانِ مائل
لب پیمانه درعهدش صدا داد بود پیمان کشي پیمانِ مائل
بمجنون شرح صد دورجنون کرد جنون افزائي٘ دورانِ مائل
ذکرنا الجوع گیرد کاسهٔ آش شود گرکس زجوعِ خوانِ مائل
بیابد لذت صد من و سلوی ازین خوان الشفا مهمانِ مائل
بود "مائل" بحق دائم بحق شاد
بگیر این فال از دیوانِ مائل [ب م - ص - ۸۳]

—۱۶۶—

به جانان باد عرض از جانِ مائل پیام و نامهٔ هجرانِ مائل
زخونِ دل به هجرش کرد برپا چه طوفان دیدهٔ گریانِ مائل
سر اندرجیب جان و جان در کف به هجرش بین سر وسامانِ مائل

بعیدِ دید از جان فدیه دارد | به بین این عیدئ قربانِ مائل
ز درد هجر دارد چون به لب جان | بیا جانان بکن درمانِ مائل
شود گل ختمه یا رب ارحم | چوگاهِ نزعِ جان ازجانِ مائل
جزاک الله في الدارین خیرا | بشنود جانش از جانانِ مائل
فیا رب اعطني شرباً طهورا | بود عرضِ دلِ عطشانِ مائل
فبلّغ عرض تسلیم المحبة | الیٰ من حبةٌ ایمانِ مائل
حبیبي کآمده حُبّش به دارین | شفاعت خواهِ هرعصیانِ مائل
سیاتي فی‌الجنان مقبول بالحُب | بود یک مصرعی درشانِ مائل

به جانان ربطش الحق از قدیم است
بود ''مائلِ'' بحق چون جانِ مائل [ب ہ - ص ۸۴]

—۱۶۷—

بنام ایزد که هردم یاد دل نامِ خدا دارم
دمي بي یاد نامش نیستم یادش بجا دارم
چه بیم و غم ز نازادئ زادِ دو سرا دارم
که زادِ دو سرا نازاده ام نقدِ ولا دارم
بحمد الله که سر بر آستانِ مصطفا دارم
سرِ پابوسیش یکسر بروئ التجا دارم
چه آرم سر فرو در بي‌سر و برگي به بابِ کس
سر افرازم که سر بر بابِ فضلِ مصطفا دارم
بود چون فخر فخري خاصه از اقوال آن سرور
فقیرم ، دولتِ فخر افتخارِ دو سرا دارم
سزد گر هر سرِ مویم نماید دعوئ شاهی
که بر فرق سر از حُب علي تاج و لوا دارم
ز دست فیضِ او صد عقدهٔ نکشوده بکشاید
بهر مشکل که صعب آید علی‌مشکل‌کشا دارم

چو حق در هر دو عالم خیر خواه امتش خوانده
امیرِ خیرِ عالم دائم از خیر النساء دارم
بکام آنکه گردم کامیاب از حسن خُلق او
ز حُسنِ خلقِ شاه دین حسن صد کامها دارم
درین گلشن برنگ لاله بهر سرخرویها
بدل صد داغ غم از دردِ شاه کربلا دارم
غمِ عصیان چه دارم چون ز یادِ شان بجان و دل
غمِ زهرِ دغا و حسرتِ تیغِ جفا دارم
بصدق حُب زین العابدین آن عابد برحق
ز علم باقر و جعفر بدل صدق و صفا دارم
شدم تا فیض یاب از طور فضل موسیٔ کاظم
بدل شوق طواف مشهد سلطان رضا دارم
بشام حسرت دنیا و روز باز پرس دین
تقي بدرالدجي دارم نقی شمس‌الضحا دارم
درین رهٔ هادیم خوش خلق حسن عسکري آمد
که در دنیا و دین مهدي هادي رهنما دارم
کجا آئینه ام زنگي ز فکر غیر حق گیرد
که دل "مائل" بحق در ذکر شان باصد جلا دارم

[ب م - ص - ٦٩]

—۱٦۸—

من به باب النجف سري دارم | خوش سر باب سروري دارم
سرِ من باب بابِ مرتضوي است | کي سر بابِ هر دري دارم
کي سرم سایهٔ هُما خواهد | سایهٔ فیضش افسرّي دارم
نیست باکم ز بی سر و پائي | سروپا بخش سروري دارم
بر درِ درگهش نهادم سر | طرفه سر، طرفه سروري دارم
از علي شد ظهور عشقِ عظیم | علی الحق چه مظهري دارم

خوش زرِ جعفري است رائج وقت — جعفري ام همین زري دارم
گشت سیناي عشق سینهٔ من — بسکه عشق قلندري دارم
سزدم دعوئ مسیحائی — عیسیٖ آسا اگر خري دارم
شاه ملک جنونم از طفلان — در پس و پیش لشکري دارم
تا نشیند دمي چو دل به برم — دلنشین یادِ دلبري دارم
عاشقم بهر عرض دعوئ عشق — دلِ پُر داغ محضري دارم
تا لبم در سخن گُهر ریز است — از سخن گنجِ گوهری دارم
نیست از روبهئ چرخم باک — یاورِ خود غضنفري دارم
سائل اندر دعا است "سائلِ" حق
نام حق طرفه داوري دارم [ب م ص ۳۶]

—۱۶۹—

من به دل عشقِ یار میخواهم — دل به عشقش فگار میخواهم
من به کویش قرار میخواهم — جا به دارالقرار میخواهم
بختِ مجنون و طالع فرهاد — هر دو در عشق یار میخواهم
گلشن حسنِ باد تازه و تر — عندلیبان بهار میخواهم
وقت مي نوشي است و سیرِ چمن — ساقئ گل عذار میخواهم
گر چنین است ترشح ساقي — سبزه و لاله زار میخواهم
زر به همیان همي کنم عوضش — ساغرِ زرنگار میخواهم
تا گوارا کند غم هجرش — بادهٔ خوش گوار میخواهم
در غمِ هجرِ دوست جان بلبم — دیدنِ غمگسار میخواهم
هست کحل الجواهرِ الابصار — خاکِ کوئ نگار میخواهم
خوش به سوداٖئ زلف مشکینش — چین [و] هند و تتار میخواهم
تا شودْ عالمي به فرمانم — دل به فرمانِ یار میخواهم
تا دلم را شکار خود سازد — دلبري دل شکار میخواهم
هست چون فقر فخر آل نبي — من به فقر افتخار میخواهم
دست جود کرم علي خان میر — بهر خود دستیار میخواهم

تا به مدحش کنم دُر افشاني طبعِ گوهر نثار میخواهم
باد در شش جهت بنام و نشان از شهِ هشت و چار میخواهم
باد پائنده آن جوان دولت دولتش پائدار میخواهم
مائل اندر دعا است "مائل" حق
زو دلِ حق شعار میخواهم [ب م - ص م ۳]

—۱۷۰—

دلم مشتاق دلدار است و جان هم
چه دل ، چه جانم و جانِ جهان هم
به هجرش داده ام تاب و توان هم
فدائ مقدمش روح و روان هم
نخیزم چون زمین از زیر پایش
نشینم گر بصدرِ آسمان هم
ز گردون داشتم چشم مروت
بکامِ خصم گردان است آن هم
به کویش مي کشم جورِ رقیبان
نَیَم ایمن درین دارالامان هم
نصیبِ من نه شد یک ساغر مي
کشیدم منتِ پیر مغان هم
کشیدم بسکه جورِ آن جفا جو
نمي نالم ز جورِ آسمان هم
بروي من نه شد یک غنچه خندان
نمودم در چمن گر آشیان هم
کند جانان قبول ار هدیهٔ جان
نثارش جانم و جانِ جهان هم
مکانِ عاشقان در کوئ یار است
نمودم سیر عرش و لامکان هم

منم نام آور اندر کشور عشق
گذشتم گرچه از نام و نشان هم
زهي میر کرم بخش آنکه دائم
خطابش میر دوران ست و خان هم
ز یاد دل گذشت از جود و عدلش
زمانِ حاتم و نوشیروان هم
همیشه باد آن میر نکو نام
بدوران کامیاب و کامران هم
دلت گر "مائلِ" گلزار عشق است
به بین یک لحظه این نو گلستان هم [ب م - ص - ۳]

— ۱۷۱ —

من اینک تحفهٔ جان می فریسم پیامِ جان به جانان مي فریسم
پیامِ شوق از مصرِ محبت به سوئ پیرِ کنعان مي فریسم
لبش چون خضر بخشد عمر جاوید به کامش آب حیوان می فریسم
به تعریفِ لبش این تازه مضمون بسان غنچه خندان مي فریسم
من این طومار در تعریف زلفش بسانِ مارِ پیچان مي فریسم
ز خال هندویش پیغام وصلت بگیسوئ پریشان مي فریسم
متئ توحید در پیمانهٔ عشق به بزمِ عشق بازان مي فریسم
محبت نامهٔ از جانِ جانان به سرخیلِ محبّان مي فریسم
ز گلزارِ محبت در حضورش هزاران گل به داماں مي فریسم
من این گلدستهٔ مضمونِ رنگین به سعدئ گلستان مي فریسم
گلستانِ امیدش باد شاداب نسیم نو به بستان می فریسم
بود پیمانه اش سرشارِ عشرت به عهدش تازه پیمان می فریسم
بود سلطانیش دایم مسلّم نویدِ نو به سلطان می فریسم
من این سرمایهٔ جنس سخن را به بزمِ آن سخن دان مي فریسم

من این معروضه بهر عرض دعوات بعرضِ میرِ دوران مي فریسم
پیامِ آنکه از جان "مائلِ" اوست
زمیل جان به جانان مي فریسم [ب ۴ ص ۹]

—۱۷۲—

معروضه به یار مي نویسم عرضِ دلِ زار مي نویسم
شاید که بزاریم دهد گوش کز جانِ نزار می نویسم
توصیف دو زلف مشک ریزش از چین به تتار مي نویسم
زلفش ز فسون به‌پیچ و تاب است افسانهٔ مار مي نویسم
افسانهٔ چشم مست خوابش از جوشِ خمار مي نویسم
توصیف خطش به خطِ ریحان بر برگِ بهار مي نویسم
رفتند مگر بخواب سنگین بر سنگِ مزار مي نویسم
حق گفته بدار رفت منصور بر چوبهٔ دار مي نویسم
دل ساز مجاز مي کند راست این نغمه به تار می نویسم
اقرار غلامئ علي شیر با قول و قرار مي نویسم
باشد به شکار عیش شاهان در وصف شکار می نویسم
توصیف شه کرم علي خان فرخنده شعار مي نویسم
نامش به نگین خاتم جم با نقش و نگار مي نویسم
"مائل" بحق است مائلش باش
از مائلِ زار مي نویسم [ب ۴ ص ۳٦]

—۱۷۳—

معروضه به شاه می نویسم از مهر به ماه مي نویسم
غمنامهٔ هجرِ جان به جانان با ناله و آه مي نویسم
یعني که قبالهٔ غمِ هجر با این دو گواه مي نویسم
صبح است و میٔ صبوحیم بخش این عرض پگاه مي نویسم
با نام تو اي سپهر فرمان فرمانِ رفاه مي نویسم

وصفت به بیان رفعت قدر خورشید کلاه مي نویسم
چشم کرم از علي ست زان رو من عرض نگاه مي نویسم
کامم ز رهِ کرم روا کن این عرض ز راه می نویسم
"مائل" بحق است غلام نامش
در حضرت شاه مي نویسم [ب م- ص- ۸۹]

— ۱۷۴ —

اشک حسرت روان ز رو کردم در غمش ترک آبرو کردم
کي بخواب آیدم خیال دگر شب خیالش چو روبرو کردم
بادهٔ عشق خوش بجوش آمد آنچه مي ریخت در سبو کردم
پیر میخانه چون ثمن مي خواست دلق پرهیز در گرو کردم
صد ختن مشک ریز مي آید بسکه توصیف زلف او کردم
چون نگاهم بکوي یار افتاد سرمهٔ دیده خاکِ کو کردم
سر گرانم ز بادهٔ عشقش تا بدوش دل این سبو کردم
دیدن گل مباد منظورش خار در دیدهٔ عدو کردم
یک نگاه کرم بحالم کن چون نگاهِ تو آرزو کردم
سرفرازم بکس نداوم سر بدرت تا که سر فرو کردم
"مائلِ" حق بگفتگوي حق است
بحق این جمله گفتگو کردم [ب م- ص-۸]

— ۱۷۵ —

من آن دلبر دلربا را چه گویم چه گویم بغیر از دل آرا چه گویم
کشودِ دل آمد ز بکشودن او من آن گیسوئ دلکشا را چه گویم
به تیغ نگه کُشتی و خونم از دل بپابوست آمد حنا را چه گویم
گل از تاب روئ تو گردید چون آب چه گویم ترا گلعذارا چه گویم
شده زیب لوحِ [دلم] نقش ناست تو زیبا نگاري نگارا چه گویم
بود راستي وسم آزادگی ها من آن سرو باغِ وفا را چه گویم

لبِ لعل او زندگي بخش دلها من آن خضرِ آبِ بقا را چه گویم
ز فیضِ قدومش شده غنچه‌ها گل بهار است و بادِ صبا را چه گویم

چو "مائل" بجانان ست جان و دلِ او
من آن مائلِ جان فدا را چه گویم

[ب ۴- ص- ۱۰]

— ۱۲۹ —

ما ذرّه سان ز مهر تو دم هر سحر زدیم (۱)
ز آن دم دمِ ولاي تو چون مهر بر زدیم
صد سیلِ خون ز یادِ تو بر چشم تر زدیم
بحرین اشک دیده و دل را بدر زدیم
ز آن دم که اشک ریز شد این بحر بیکران
صد موجِ خونِ دیده ز پا تا به سر زدیم
تا در ره وفايِ تو سرگرم رفتن است
از سوزِ دل بسانِ شرر بال و پر زدیم
ز این آهِ آتشین که چو برق است شرر فشان
در خرمنِ امید مخالف شرر زدیم
شامِ الم بیاد دل آورد صبح عیش
ما دستِ دل به دامنِ شب چون سحر زدیم
غیر از جفايِ یار نبوده است چاره اي
تیغت بسر گرفته قضا بر قدر زدیم
در وصفِ آمسّيِ که بانگشت خط کشید
شقِّ قلم نه کرده به شق القمر زدیم

---

(۱) در بیاض سویم بجاي این مصرعه: گریان و زار و ناله و افغان کنان چو ابر— نوشته بود و بر حاشیه این مصرعه بهم رسانید که در بیاض چهارم آن را مطلع قرار داد: ما ذره سان بمهر تو دم از سحر زدیم.

راه زمانه نیست چو خالي ز خیر و شر
کام امید در ره خیر البشر زدیم
از ظلم باغیان که بجان بتول رفت
صد داغ غم چو لاله بروي جگر زدیم
نام علي است وردِ دل و جان بهر سحر
ز آن دم که دم ز مهر علي چون سحر زدیم
از دستبرد حادثهٔ دهرِ پُر ستیز
دستي بسر بیاد شبیر و شبر زدیم
شد فکر ما بغوطه چو "محسن" ز بحر طبع(۱)
غواص معنییم به گنج گهر زدیم
بهر دعائ دولتت اي میر ذوالکرم
دستي دعا بدامن اثنا عشر زدیم
پاي طلب چو سست در افتاد "مائلا" (۲)
در دامن ائمه معصوم سر زدیم

[ب ۴- ص- ۴۱، ب ۳- ص- ۱۱۵]

—۱۷۷—

از درِ درگهت گذر نه کنم — عرض دل بر درِ دگر نه کنم
دردِ عشقت ز دل بدر نه کنم — با کس از درد دل خبر نه کنم
جز درِ بارگاهِ حضرت عشق — شکوهٔ یار در بدر نه کنم
شمع آسا به محفلِ عشّاق — گریه از سوزشِ جگر نه کنم

---

(۱) ب ۳: به بحر طبع.
(۲) در بیاض سوم این سه اشعار زاید اند که مصنف خود آن را در بیاض چهارم نقل نه کرد:

خوش دولتي ست دولتِ فقر اندرین جهان — ما پشت پاي بر سر دنیا و زر زدیم
ما پنجهٔ امید بالطاف پنجتن — در دامنِ ائمّهٔ اثنا عشر زدیم
بهر طواف روضه پر نور آنجناب — مانند هاله حلقه بدور قمر زدیم

همچو ني جز هواي ٔدرد ِ فراق — هیچگه نغمه بی اثر نه کنم
غنچه آسا ز راه ِ تنگ دلي — خود نمائي به مشتِ زر نه کنم
دمبدم ابرو ِ تو در تاب است — از دم ِ خنجرت حذر نه کنم
من به شرح مطول ِ زلفش — قصه ٔ عشق مختصر نه کنم
گر شوی رخنما به جلوه حسن — با رخت نسبتِ قمر نه کنم
کله ِ فقر زیب افسر ما ست — تاج شاهی به فرق سر نه کنم
در دو عالم توئی چو منظورم — سوي ٔ دنیا و دین نظر نه کنم
جز درت اي در ِ مدینه ٔ علم — من سلام در ِ دگر نه کنم

چون دلم "مائل ِ" تو از ازل است
تا ابد از درت گذر نه کنم [ب م - ص - ۲۲]

— ۱۷۸ —

امروز عزم رفتن مي خانه مي کنم
مي را بیاد یار به پیمانه مي کنم
حجاج طوف کعبه به ذي‌الحجه میکنند
من روز و شب طواف همین خانه مي کنم
کس آشناي ٔ من نشد از شاعران ِ عصر
از بس خیال معني ٔ بیگانه مي کنم
از طعن عاشقان نبود صرفه‌ات مدام
زاهد ترا نصیحت رندانه مي کنم
بهر نمود خلق که گویند زاهد است
اکنون بدست سبحه ٔ صد دانه مي کنم
شاید ز جام عشق شوي نشه یاب فیض
زاهد بیا که صحبت مستانه مي کنم
جز نام عشق نیست چو در کشور جهان
تعمیر این خرابه به ویرانه مي کنم

از استماع مژدهٔ جان بخش مقدمش
جان را فدایٔ مقدم جانانه مي کنم
بیهوده پند بهر کسان "مائلا" مکن
کوته براي شان همه افسانه مي کنم [ب ۴ - ص - ۲۸]

—۱۷۹—

عید قربان است و من قربانئ جان مي کنم
حبّذا سامان عیش عید قربان مي کنم
مي شود جانم بیک تکبیر قربانِ سرش
گر دمي من گوش بر تکبیر جانان مي کنم
نیست مطلوب دلِ من زمزم و خیف و منا
منکه غسل العید از چاهِ زنخدان مي کنم
دیده سامانِ شکوه عید حج و عید گاه
من به سعئ دل صفائ تازه سامان مي کنم
مي رود لبیک گو هرکس بطوفِ بیت حق
من درونِ دل طوافِ بیت رحمان مي کنم
نیست با عرفات کارم، من بفیض معرفت
معني انا عرفنا نقد عرفان مي کنم
خوش تمتع یافتم از فیض این عید سعید
بارک الله طرفه عید از حج ایمان مي کنم
بسته ام احرام وصل از شوق پابوسِ حضور
عید حج است و طواف بزم سلطان مي کنم
میرسد از حق نوید قد اجبنا دعوتک
در صلوة العید چون دل را دعاخوان مي کنم
با شه و احباب شه بادا سعید این عیدِ نَو
مژدهٔ صد عیش عرض بزمِ شاهان مي کنم
میکند هر گل زر خود را نثار خامه‌ام
عیدئ این عید اسعد چون زرافشان مي کنم

میرسانم مژدهٔ این عید در بزم کریم
چون مبارکبادیٔ این عید قربان مي کنم
بسکه نامش در کرم نام آور از نام علي است
شرح نامش با خطاب میري وخان مي کنم
تا بیوم‌العید سازد سیرِ گلهایٔ نشاط
در زمینِ این غزل طرح گلستان مي کنم
بسکه در مدحش گل افشان آمده طبع سخن
از گلستانِ فیوضش گل بداماں مي کنم
باد عهدِ دولتش پیوسته با اقبال یار
من باقبالِ ابد این عهد و پیمان مي کنم
مي نمایم هدیهٔ دعوات تبلیغ حضور
در دعایش "مائلا" خوش عید قربان مي کنم
[ب م - ص - ۳۹]

—۱۸۰—

صاحب افسر ز نویٔ سر منم — جامهٔ عریاني است زیبِ تنم
قانعم بر فقر و فاقه چون به دهر — آمده فیضِ قناعت مخزنم
چون سفر اندر وطن بگزیده ام — باشد اندر کویٔ غربت مسکنم
تا زنم بر حرص دنیا دست رد — دست در داماں همت میزنم
هر بهار عیش را غم لازم است — کي بود بي خار گل در گلشنم
رهنمایم آمده چون شیرِ حق — نفس سگ کي متیوان شد رهزنم
با نیازِ دل که شرطِ بندگي ست — بر غلامیٔ علي نازان منم
تا شوم آسوده در خاکِ نجف — در نجف فرما خدایا مدفنم
همچو "مائل" کو بیادِ حق خود است
از غمِ دنیا و عقبیٰ ایمنم [ب م - ص - ۸۷]

-۱۸۱-

آنکه از ساغر چشمت شده سرشار منم
آنکه از چشم تو آفتاد بیکبار منم

چشم دارم که نپوشد ز رخم چشم چوگل
زین سبب چشم براه گل رخسار منم

شب دلم بسکه بشمع رخ تو گشته بکار
همچو پروانه به بزم تو دل افکار منم

[ب م-ص-م ۳ ح]

-۱۸۲-

بیا بهرِ خدا گردِ تو گردم — مگرد از من جدا گردِ تو گردم
بگردیدم بس از درد جدائي — جدائي کن جدا گردِ تو گردم
دلم بیگانه وش مي گردد از غیر — بیا ای آشنا گردِ تو گردم
بگردد تا دلم گردت چو هاله — نما اي مه لقا گردِ تو گردم
بود صبح صفا چون دیدن تو — صفاک الله بیا گردِ تو گردم
من از راه وفا هرگز نه گردم — تو مي گردی چرا گردِ تو گردم
ز مهرت گشته ام چو ذره گردان — بیا تا در هوا گردِ تو گردم
بگردي در جفایم چند اي شوخ — [چو] گردون، کن رها گردِ تو گردم
نباشد سرسري سوداي عشقت — سرت گردم بیا گردِ تو گردم
بدام لطف گردیدم شکارت — شکار افگن شها گردِ تو گردم
نگاه لطف شیرین از سر من — بگردان خسروا گردِ تو گردم
بگلزار نجف اي بلبل شوق — بکن عرض دعا گردِ تو گردم
جهان گردیدم و مثلت نه دیدم — تو مثل مصطفا گردِ تو گردم
مگردان زین گدا چشم کرم را — کرم پرور شها گردِ تو گردم

دل "سائلِ" که مي گردد بگردت
مگردان جا بجا گردِ تو گردم

[م ب-ص-م ۳]

-۱۸۳-

بگو صبا ز من اندر حضور جانانم
بود نثار حضور تو نقد صد جانم
ز فیض عشقش اگر شاعر سخندانم
حدیث عشق ولي پیش کس نمي خوانم
به بزمِ عشق ز سوز و گداز آتش شوق
ز شام تا بسحر همچو شمع گریانم
منم به عشقِ گل اندام عاشقِ رنگین
اگر چه سرو نیَم نونهال ریحانم
خیال دیدنِ گل تازه ساخت فکرِ مرا
چه خوش بفکر سخن بلبلِ گلستانم
چه گونه شرح دهم وصف گیسوئ جانان
بسانِ زلف چو سر تا به پا پریشانم
چو مور پائ ملخ گر چه قسمتم آمد
ولي بدولتِ دین همدمِ سلیمانم
بجا ست نازشِ من بر نوازشِ ممدوح
بخدمتش چو مدام از نیازمندانم
بحمد لله که در زمرهٔ دعا گویان
ز داعیان حضور کرم علي خانم
مرا بیاري کس نیست حاجتي بجهان
بدهر چون کرمش یار خویش میدانم
چو توام آمده وصف کرم بنام علي
ز فیض مکرمتش مفتخر بدورام
ز فیض مقدمش اندر شکار عید سعید
بود خجسته درین عهد عید قربانم
درین خجسته اوان خوش ز فیض جان شادي
مبارک آمده عید وصال جانانم

چه حاجت است باظهارِعرضِ حالت خویش
ز بسکه واقفش از حال خویش میدانم
بس است فیض علي العظیم مقصد دل
غلام نام علي بسکه از دل و جانم [ب ۳- ص- ۳۲]

— ۱۸۴ —

دوش مستانه بسیرِ گلِ رخسار شدیم
گل چو بلبل بفغان بود که هشیار شدیم
نقدِ جان در کفِ دل کرده به بازار شدیم
یوسفِ حسن ترا بسکه خریدار شدیم
چشم تا باز کشودیم چو نرگس به چمن
پيِ تماشايِ گلِ چشم تو بیمار شدیم
طبعِ ما خاصیت ابر بهاري آموخت
بسکه در بحرِ صفاتِ تو گهر بار شدیم
دوش در خواب چو پیمانه طلب گردیدم
صبحدم جام به کف بود که بیدار شدیم
آتشِ عشقِ به دل چند نهان باید کرد
واقفِ این سخن از چشم شرر بار شدیم
گشت نظم سخنِ عشق به دل ناخن زن
تا که آگاه ازین مخزنِ اسرار شدیم
چون زرِ گل به خزان میرود آخر برباد
بر سر مشتِ زرای دل چه عبث خوار شدیم
دانه و دام بود خال و خطِ رويِ نگار
بهرِ یک دانه درین دام گرفتار شدیم
رشتهٔ سبحه و زنار ندارد فرقي
تا که (۱) آگاه ز سر رشته زنار شدیم

---

(۱) ب ۳ : بسکه .

از ازل مائلِ صهبا ست دل "مائل" ما
میندانیم که از جام که سرشار شدیم
[ب م - ص - ۳۵ ، ب ۳ - ص - ۱۱۳]

— ۱۸۵ —

به دل آتشِ عشق افروختم ز حسرت دلِ شمع را سوختم
نمي بود از بسکه مرهم پذیر بنوکِ مژه زخم دل دوختم
به دل نغمهٔ عشق دارد اثر ز نـَي نغمهٔ غم خوش آموختم
نه دارم ز آشفته طبعي غمي ز زلفت پریشاني اندوختم
سخن پرورا ! طرفه جنس سخن بنقدِ نگاهِ تو بفروختم
بود مائل حق بحق نکته سنج
ز "مائل" من این نکته آموختم [ب م - ص - ۳۶]

— ۱۸۶ —

گر کام دل از دلبر خود کام بر آرم
در کامبران دوجهان نام بر آرم
چون گردش جام است بکامِ دل مستان
من کام دل از ساقي جم جام بر آرم
توصیفِ قدِ راست تو و گیسوئ خمدار
در مصحفِ حسنت ز الف لام بر آرم
گر در شکنِ زلفِ تو چون شانه کنم جا
صد مرغِ دل از هر شکنِ دام بر آرم
جز پخته دلي خام بود دعوئ عشقش
آن بـِه که ز دل من طمع خام بر آرم
دل سوختگان پختهٔ عشقند و ز خامي است
گر عاشقِ دل سوخته را خام بر آرم
از شامِ غم آمد سحرِ عیش نمایان
چون دست دعا در سحر و شام بر آرم

بر بام فلک ماه شود محو نظاره
گر شب مه خود را بلب بام بر آرم
کردند چو با نام علي وصف کرم ضم
زین نامِ نکو مژدهٔ اکرام بر آرم
گمنامیم از بي سر و برگي است ولي زود
از یمنِ غلامئ علي نام بر آرم
چون "مائلِ" حق کام طلب از مي و ساقي ست
خوش آنکه من از ساقي و مي کام بر آرم
[ب م - ص ۱م]

— ۱۸۷ —

گفتي که به جائ تو شب آیم — شب رفت و نیامدي بجایم
جایت بصفا است گر بیائي — در خانهٔ چشم پُر صفایم
بنشین تو چو مردمک به چشمم — خاکِ قدم تو توتیایم
بردي دلِ من به یک ادائي — خوشنود دل از تو زین ادایم
هر جا تو شکایتم نمائی — من شکوهٔ تو کجا نمایم
تو تیغ بدست و من بکف جان — اي تیز جفا ببین وفایم
دایم بقضا ز ما ست تسلیم — قایم چو به جادهٔ رضایم
جانان تو ز بنده عرض بشنو — در بندگئ تو جان فدایم
هر پاره کشاید آیهٔ غم — سیپارهٔ دل اگر کشایم
از بیخودی ار جدایم از خود — بنگر ز خدا کجا جدایم
هردم به نَسیَم نوائ عشق است — از بی سر و برگي بي نوایم
بیگانه ز حق چه داندم کس
با "مائلِ" حق چو آشنایم
[ب م ص - ۷۷]

— ۱۸۸ —

جز آنکه در غمش جگر خویش خون کنم
دیگر چسان شکایت دورانِ دون کنم

کرده ز بیخودي به خراباتِ عشق جا
خود را ازین خرابهٔ دوران برون کنم
دیده چو نیش عقرب، جانسوزِ عاشقان
افسانه بندیٔ غم دل با فسون کنم
عقلِ جهانیان چو چنین کرد جهل، سلب
صد شاد باد بهر قدوم جنون کنم
آمد دعایٔ سیفي چون سیفِ قاطعم
قطعِ رسوم مظلمهٔ کشت و خون کنم
در گلشني که لاله رخم جام می کشد
لبریز جامِ گل ز میٔ لاله گون کنم
طوبایٔ خلد چون بهوایٔ تو قایم است
با قامت تو نسبت شمشاد چون کنم
حبل المتین دین متین حبّ حیدر است
تشریح این بیان بشروح از متون کنم
چون "مائلِ" حق آنکه بود او براه حق
در حبّ آل فضل حقش رهنمون کنم [ب م ص-۸۶]

— ۱۸۹ —

ستاره ریز چو از خوشه‌هاي انگورم
گر آفتاب نمایم بجام معذورم
به بست پیر مغان عقد وصلتش با من
بغیر دختر رز بسکه نیست منظورم
به حشر و نشر مرا بیم تشنه کامي نیست
ز صدقِ دل چو به ساقیٔ حشر محشورم
بیادِ مصحف رویش که عین نورحق است
وظیفه خوان ز آیات سورهٔ نورم
سرم ز سرِّ انا الحق بجوش سرداری ست
بدارِ عشق درین تازه دور منصورم

بذکر سبحهٔ سبحان بحق کلیم آمد
چو دید موسي عمران تجلئ طورم
ز نحن اقرب سرّ حقیقتم بشنو
بسان "مائل" حق ز اهل حق کجا دورم
[ب ۳ - ص - ۸۷]

—۱۹۰—

صحبت غیر یار را چه کنم | یار اغیار کار را چه کنم
منکه فکرم ز استعاره تهي ست | دولت مستعار را چه کنم
دولت آید چه کار چون شد عمر | در خزانش این بهار را چه کنم
هست با بنده دولت ایمان | عمر نا پائدار را چه کنم
گردش جام بایدم شب و روز | گردش روزگار را چه کنم
مي توان خورد مي بساغر گل | ساغر زر نگار را چه کنم
غیر از یاد گیسو و رخ یار | ذکر لیل و نهار را چه کنم
شهرهٔ عالمم به گمنامي | بیش ازین اشتهار را چه کنم
گل چو خار است بگلشن حسنش | بي گل روش خار را چه کنم
خوش نسیم این خطم زخضر رساند | بي خطش سبزه زار را چه کنم
گر نه باشد به گلشن آن گلرخ | عندلیبان بهار را چه کنم
لاله سان گر ز داغ غم زار است | من دل داغ دار را چه کنم
چون بصبر و رضا قرارش بود | این دل بي قرار را چه کنم
درد یار اندرین دیار خوش است | شکوهٔ درد یار را چه کنم
درد عشقش نهان نمي ماند | گریه بي اختیار را چه کنم
محو نظاره دیده در راه است | پیش ازین انتظار را چه کنم
گر نمي آرد آب بر رخ کار | دیدهٔ اشکبار را چه کنم

همچو "مائل" بحق که حق یار است
یارئ غیر یار را چه کنم [ب ۳ - ص - ۹۶]

—۱۹۱—

قدم رنجه کردي چو در خانه ام بدم کردي آباد ویرانه ام
چو پروایم از سوختن نه بعشق بشمعِ جمالِ تو پروانه ام
بود رستمِ زال پیشم چو زال بدعوئ عشقِ تو مردانه ام
جنون آشنایم چو مجنون عشق مدان در ره عشق بیگانه ام
بعشقت ز فیض جوان همتی غلام درِ پیرِ میخانه ام
به دریاي مي کشتیم کن روان بکن گوش این حرفِ مستانه ام
باهل حق است خوابِ غفلت حرام
ز "مائل" بحق پرس افسانه ام [ب ۳- ص ۹۷]

—۱۹۲—

عشق است که برد عقل و هوشم حیرت زده در غمش خموشم
خون شد دل و جانم از غمِ عشق چون کشتهٔ تیغ خون بجوشم
زاهد سخنم ز ترک مي گفت این پند چگونه من نیوشم
امروز نه مستي بجام دارم از دوش خمِ مستی ست بدوشم
کرده است کناره تا ز من هوش دیوانه و مست و باده نوشم
پوشیده بدان تو عیبم از حق خوش فضل حق است عیب پوشم
می باش بحق ز "مائلِ" حق
این پند رساند حق بگوشم [ب ۳- ص ۹۷]

—۱۹۳—

دل را ز خود کشیده به دلبر سپرده ایم
در کش مکش به دلبرِ خود سر سپرده ایم
دل جاي با صفا ست به حیدر سپرده ایم
با جانشینِ مرسلِ داور سپرده ایم
جامِ جهان نما فتد از دستِ جم ز رشک
ما جام دل به ساقئ کوثر سپرده ایم

از رهزن ست چیست مرا وسوسه به دل
ما نفسِ سگ به شیر غضنفر سپرده ایم
با خصم نیست تابِ تغافل اگر مرا
قتلش بدست قاتلِ عنتر سپرده ایم
تا زود تر به بندرِ بیت اللهش برد
کشتیٔ ما به بابِ سکندر سپرده ایم
از بي زري نصیبه ز غفران حق به برد
این منصب از الست به بوذر سپرده ایم
درِ حشر هیچ باک بما از حساب نیست
ما جرمِ خود به شافع محشر سپرده ایم
بیدادئ فلک دل و دینم به باد داد
ما دادِ دل به حضرت داور سپرده ایم
تا فردي حساب من اینجا کنند صاف
ما فردِ خود به صاحبِ دفتر سپرده ایم
پروازِ شوق خود بخود این نامه مي برد
ما نامه را به بالِ کبوتر سپرده ایم
تا سر خطِ خطش بصفا رُخنما شود
خالِ سیه بزلفِ معنبر سپرده ایم
در فکر آنکه نیست به طبعم سرِ سخن
فکرِ سخن به طبعِ سخنور سپرده ایم
کن نقش باب بیت دل این مصرعهٔ "عظیم" (۱)
"ما بیتِ دل به بابِ پیمبر سپرده ایم"
الحق غلام نام علي "مائلِ" حق است
بر نامش این صحیفه به قنبر سپرده ایم

---

(۱) عظیم تتوي .

– ۱۹۷ –

از شمع جمالش چو شب انوار گرفتیم
پروانه به پروانگیٔ یار گرفتیم
در عشق گلي دي ره گلزار گرفتیم
چون لاله بدل داغِ غمش زار گرفتیم
از چشمِ تو چون ساغرِ سرشار گرفتیم
رندانه ره خانهٔ خمّار گرفتیم
ما درسِ محبت چو بتکرار گرفتیم
هر حرف ترا مخزنِ اسرار گرفتیم
دل داده بعشقِ تو گرفتیم غمِ هجر
آسان نتوان گفت که دشوار گرفتیم
سرکرده قدم بر دم شمشیر توان رفت
بیجا برهِ عشق تو رفتار گرفتیم
سرداریٔ دارین چو حق داده بعشاق
در عشقِ تو تا جا به سرِ دار گرفتیم
جز خار نه دیدیم چو گل در چمن عشق
با خارِ غمِ عشقِ تو غمخوار گرفتیم
از گوشهٔ چشمش به نگاهي نه فتادیم
ما گوشه گر از چشمِ جفا کار گرفتیم
ما دشنهٔ مژگانِ بدل از شوخ نگاهش
از گردشِ آن چشمِ ستم گار گرفیتم
رائِ رخت از رحمتِ رحمان است مبشّر
این فال خوش از مصحفِ رخسار گرفتیم
چنگ دلِ من نغمهٔ ناقوس بر آورد
از زلفِ دل آویزِ تو تا تار گرفتیم

در مسلکِ عشق آمد چون کفر به دین یک
ما رشتهٔ تسبیح ز زنار گرفتیم

ناز ست چو گوش دلِ من بر سخنِ یار
در خلوتِ دل گوشه ز اغیار گرفتیم

در نقش نزاکت که رقم از قلم ننوشت[؟]
باریک تر از مو کمرِ یار گرفتیم

دلبرده دهن گفت چه حلواي لذیذ است
از شهدِ لبش لذتِ گفتار گرفتیم

یارانِ وفادار درین عصر کجایند
صد شکر که ما یارِ وفادار گرفتیم

جز خواب نه دیدیم خیالاتِ جهان را
این پند خوش از طالع بیدار گرفتیم

دل خانهٔ چو آمد ازان نقش حقیقت
از نقش و نگارِ در و دیوار گرفتیم

در هر دو جهان کرد حقش راست همه کار
از "مائلِ" حق چون خبر کار گرفتیم

— ۱۹۵ —

گفتم اي دلدار دلداري نما ، گفتا بچشم
گفتم اي غمخوار بر این غم ز ما ، گفتا بچشم

گفتمش چشمِ کرم سویم کشا ، گفتا بچشم
گفتمش در خانهٔ چشمم بیا ، گفتا بچشم

گفتمش دارم بچشمت گفتگو ، گفتا بگو
گفتمش گر بشنوي نامِ خدا ، گفتا بچشم

گفتمش بر حالِ زارم کن نظر ، گفتا که چون
گفتمش با چشمِ احسان و عطا ، گفتا بچشم

گفتمش بنما اداي چشمِ شوخم ، گفت بین
گفتمش ز این شوختر بنما ادا ، گفتا بچشم
گفتمش خالي است جایت گر نشیني ، گفت خوب
گفتمش چو مردمک در چشمِ ما ، گفتا بچشم
گفتمش دارم بچشمت الفتي، گفتا بلي
گفتمش با من تو هم الفت نما ، گفتا بچشم
گفتمش جویم [کجا] خارِ غمت، گفت از رهم
گفتمش جویم گل نازت کجا ، گفتا بچشم
گفتمش چشمم بگریه خشک گشت و گفت خوب
گفتمش بر گریه ام رحمي نما ، گفتا بچشم
گفتمش مُردم من از درد جدائی گفت بِـه
گفتمش ما را مدان از خود جدا ، گفتا بچشم
گفتمش چون است دعاي مدعا ، گفتا بحق
گفتمش با "مائلِ" حق گو دعا ، گفتا بچشم

— ١٩٦ —

گفت یارم ، کن ز اغیاران حذر، گفتم بچشم
گفت ز اغیاران مجو یاري دگر، گفتم بچشم
گفت راهِ عشق نبود سرسری، گفتم چه غم
گفت باید کرد اینجا پا ز سر، گفتم بچشم
گفت اول بگذر از هوش و خرد، گفتم سپس
گفت از کویم سپس فرما گذر ، گفتم بچشم
گفت او هر درد را درمان است، گفتم پس مگر
گفت[کن] دردردِ هجرم گریه سر، گفتم بچشم
گفت بادا آبرویت بیشتر، گفتم چه خوب
گفت درپاب این گهر ازچشم تر ، گفتم بچشم

گفت باید دعوئ عشقت سجل، گفتم چسان
گفت بنما محضر از داغِ جگر، گفتم بچشم
گفت ز اخبارِ حقیقي واقفي، گفتم کجا
گفت پرس از "مائلِ" حق این خبر، گفتم بچشم

— ۱۹۷ —

بحق چون فارسِ میدان عشقم بعشقِ حیدري سلمانِ عشقم
گدائ درگهِ سلطان عشقم بود عالم گدائ خوانِ عشقم
بود سلطان عشقم آنکه در عشق بدستم داد این دستانِ عشقم
خوش عشقي باد با عاشق حق اینجا نمود افزون علوِّ شانِ عشقم
تعالي شانه عما یقولون بود یک آیهٔ فرقانِ عشقم
بود چون خواهش من عالمِ عشق شده ز آن عالمي خواهانِ عشقم
بود جانِ جهان را از من این پند با این جانِ حزین جانانِ عشقم
بدوران زیبدم صدر عزیزي چو شد چاهِ ذقن زندانِ عشقم
ز جوش گریه ام عالم خراب است ببین در عشقش این طوفانِ عشقم
من و دست من و پیمانهٔ عشق بود در وصلش این پیمانِ عشقم
فیا رب اسقنی کاسات عشق بود وردِ دلِ عطشانِ عشقم
اگر چه نیستم فرهاد و مجنون ولی از زمرهٔ مستانِ عشقم
ز بس امواج اشکم پا بزنجیر غریق بحر بی پایانِ عشقم
بلب جان و بکف نقد دل و دین بود در هجرش این سامانِ عشقم
ز شوقِ جان بیوم‌العید دیدش فدائ مقدمِ جانانِ عشقم
اگر فرماید او نذرش کنم جان ز جان چون بندهٔ فرمانِ عشقم
بکن این حرف گوش از "مائلِ" حق
به نامِ حق حقیقت دانِ عشقم [ب ۳ - ص - ۳۹]

-۱۹۸-

گر بشنوم از آن گلِ رنگین سخن سخن
گلدسته آورم پئ نذرش چمن چمن

بشگفت باز غنچهٔ طبعم چمن چمن
بشنودمي ز بلبلِ رنگین سخن سخن

گر اینچنین است گیسوئ جانان شکن شکن
مشک آید از براي‌ٔ نثارش ختن ختن

در حُسنِ آب و رنگ لبِ لعل آن نگار
گردد عقیق گِردِ لبِ او یمن یمن

شب در هوائ دیدنِ آن شمعِ دلفروز
خونِ دلم ز دیده روان شد لگن لگن

بگذشت گلرخم چو غزلخوان ز صحن باغ
بلبل چو گل شگفته و گل شد چمن چمن

آن سیم تن به تن کند ار خلعت زري
نقد جهان دهم به نثارش (۱)تمن تمن

گر این چنین است تیغِ نگاهِ تو صرف کار
جانم فدای‌ٔ تست بیا و بزن بزن

کرسي نشینِ عرش ز روز ازل علي است
کردیم سیر عرش برین را زمن زمن

حُبّ الوطن به سوئ نجف مي برد دلم
ز آنرو بغربت آمده دردم وطن وطن

مستانه دل بیاد گُلي صرف گفتگو ست
چون عندلیب شوق که گوید چمن چمن

مئ آرم این غزل پئ نذرانه در حضور
باشد همیشه تحفهٔ اهلِ سخن سخن

---

(۱) تمن بمعني پنجهزار .

در بحرِ این زمین چو زدم غوطه "مائلا"
طبع گهر نثار رسیده عدن عدن
[ب ۴ - ص ۳۱]

— ۱۹۹ —

من نه گویم که چو نرگس به گلستان بنشین (۱)
دیده بر ره کن و در کوچهٔ جانان بنشین
نو بهار گل رخسار تو شد رشکِ چمن
اي گلِ تازه مقابل به گلستان بنشین
چو بباغ آمده‌اي بهر تماشايِ بهار
باز چون میروی اي نو گلِ خندان بنشین
آتشي تازه زدي بر جگرم وقتِ وداع
تا نشنید دگر این آتشِ سوزان بنشین
قامتت سرو، و رخت گلشن و چشمت نرگس
تا به بینم دگر این تازه گلستان بنشین
دي رسیدي و ربودي دل و دینم یکبار
باز چون آمدي اي رهزنِ ایمان بنشین
گلشنِ تازه بود صفحهٔ نظمم "مائل"
بهر نظارهٔ این تازه گلستان بنشین
[ب ۴ - ص ۲۵ ، ب ۳ - ص ۱۲۹]

---

(۱) مطلع عظیم تتوي:
من نگویم که تو بي یار به بستان بنشین
یوسفِ خویش بدست آر بزندان بنشین
مطلع غزل دیگر عظیم:
نو بهار است خوش اي نو گلِ خندان بنشین
با منِ بلبلِ سر مست غزل خوان بنشین
نور الله بیدل:
تا بکي سر کشي اي سروِ خرامان بنشین
آفتِ دینِ من و غارتِ ایمان بنشین

— ۲۰۰ —

هرگز مکن باهل جهان کینه بر زمین
که این کینه‌ات زند بجهان سینه بر زمین
در حیرت صفای رخِ جلوه ریز یار
افتاد از کفم بدم آئینه بر زمین
از ظلمِ شامیان بصف کربلای غم
شد شور حشر در شبِ آدینه بر زمین
وجدش مدان که بهر نمود کمال خویش
صوفي به رقص رفته چو بوزینه بر زمین
واعظ بر آ به منبر خود بیني و غرور
بنهاده اند بهرِ تو چون زینه بر زمین
واعظ تو پند مستي "محسن"(۱) بگوش دار
"نه نهي پیاله را شب آدینه بر زمین"
عشق عظیم بین که درین تازه عاشقان
کم مانده است عاشق دیرینه بر زمین
عکسِ رخت چو بر رخ جانان است جلوه زن
"مائل" منه تو پیش خود آئینه بر زمین
[ب ۳ - ص ۲۲]

— ۲۰۱ —

ز شوقت مست و پر جوشم شرابم میتوان گفتن
باین سوز و گدازِ دل کبابم میتوان گفتن
دُر افشان است طبعم بسکه همچو ابر نیساني
به بحر فکر معنیها سحابم میتوان گفتن

---

(۱) محسن تتوي .

بفکر نیستي‌ها شد حجاب هستیم یکسر
میان جان و جانان کـي حجابم میتوان گفتن
درین دشت خطر هرگز نه دیدم جرعهٔ آبي
بدردِ تشنه کامیها سرابم میتوان گفتن
دلم در مهر آن مهرو بود چون ذره در تابش
باین یک ذره تابش آفتابم میتوان گفتن
ز امواج خطر پر جوش دیدم قلزم هستی
میان قلزم هستی حبابم میتوان گفتن
دلم سر گشتهٔ سوداي زلفِ مهوشان باشد
باین سر گشتگي‌ها پیچ و تابم میتوان گفتن
بود "مائل" بعشقِ احمدي سر مست جوش دل
بفیض جوشِ دردِ دل شرابم میتوان گفتن
[ب ۳ - ص ۱۸]

— ۲۰۲ —

غمزهٔ جانانِ من برد دل و جان من
برد دل و جان من غمزهٔ جانانِ من
سروِ گلستان من قامت موزون تست
قامتِ موزونِ تست سروِ گلستانِ من
مهر درخشان من چهرهٔ رخشان تست
چهرهٔ رخشان تست مهر درخشانِ من
قدرت و سامانِ من زلف تو تاراج کرد
زلف تو تاراج کرد قدرت و سامانِ من
رهزن ایمانِ من هندوئ خال تو شد
هندوئ خال تو شد رهزن ایمانِ من
در شده از جان من تیغهٔ ابروي تو
تیغهٔ ابروي تو در شده از جانِ من

بادهٔ عرفان من جوش زن از چشم تو
جوش زن از چشم تو بادهٔ عرفانِ من
کرده هدف جانِ من ناوکِ مژگانِ تو
ناوکِ مژگانِ تو کرده هدف جانِ من
لعلِ بدخشان من هست لبِ لعلِ تو
هست لبِ لعلِ تو لعلِ بدخشانِ من
غنچهٔ خندان من هست دهانت یقین
هست دهانت یقین غنچهٔ خندان من
شمع شبستانِ من چهرهٔ رخشان تست
چهرهٔ رخشان تست شمع شبستانِ من
پنجهٔ مرجان من پنجهٔ دستت بود
پنجهٔ دستت بود پنجهٔ مرجانِ من
کلکِ دُرافشانِ من صد دُرمعني نگاشت
صد دُرمعني نگاشت کلکِ دُرافشان من
دیدهٔ حیرانِ من گشته براهت سفید
گشته براهت سفید دیدهٔ حیرانِ من
چشمِ دُرافشانِ من گوهر جان عرض کرد
گوهر جان عرض کرد چشمِ دُرافشانِ من
ناله و افغان من شور به عالم فگند
شور به عالم فگند ناله و افغانِ من
آتش سوزانِ من آه شرر ریز ما ست
آهِ شرر ریز ما ست آتش سوزانِ من
دافع هجران من وعدهٔ وصلت بود
وعدهٔ وصلت بود دافع هجرانِ من
شافع عصیان من هست شفیع الوری
هست شفیع الوری شافع عصیانِ من

معنئ ایمان من هست ولائ علي
هست ولائ علی معنئ ایمانِ من
یار سخندان من "مائلِ" خوش فکر ما ست
مائل خوش فکر ما ست یار سخندانِ من [ب م - ص ٦]

—۲۰۳—

نمي آئي چرا در خانهٔ من — بجان منت ، بیا جانانهٔ من
مکن در خوابِ غفلت پا به دامن — توئی گر گوش بر افسانهٔ من
باستقبالم آید روح مجنون — بگوئي گر بیا دیوانهٔ من
بگردِ شمع چون پروانه مي سوز — بخوان مضمونِ این پروانهٔ من
بگیري گوشه تاکي از منِ زار — بیا در گوشهٔ ویرانهٔ من
بودِ مرغِ دلم دائم شکارت — خط و خالِ تو دام و دانهٔ من
کلاهِ فقر بر سر افسرم شد — ببین این افسرِ شاهانهٔ من
گلستانِ ارم گردد گر آید — خلیلِ من در آتش خانهٔ من
برم از چشمِ مستش مستئ خواب — بپرسد گر ز من افسانهٔ من
به کامت باد گردان دورِ گردون — بدورِ گردشِ پیمانهٔ من
دُرِ معني به نظرت مي رسانم — بگوشِ دل کش این دُردانهٔ من
دلم "مائل" بزنجیر جنون شد
ببین میلِ دلِ دیوانهٔ من [ب م - ص ۱۱]

—۲۰۴—

مگو که خالِ سیه بر جبین انورش است این
پیٔ اذان محبت بلال و منبرش است این
مگو که خط سیه گرد روئ احمرش است این
که روئ او چو گلستان ست سبزهٔ ترش است این
نوشت کاتب قدرت بقتل ما فتوا را
بخال و خطِّ رخش بین چه طرفه محضرش است این

بوقت غصه ببین پیچ و تاب ابروي او را
فداش جان و دل من چه تیغ و خنجرش است این
مگو سیاهئ گردون که نازنین بت من
سوار توسن ناز است سواد لشکرش است این
امید "سائل" مسکین نگاه لطف علي است
ز بس بسلک غلامان غلام قنبرش است این [ب ۳ - ص - ۳۸]

— ۲۰۵ —

دائم از خود خبر نه دارم من | از خودیها اثر نه دارم من
جز به آهِ جگر نه دارم من | غیر از چشم تر نه دارم من
عالمِ عشق کرده ام چون سیر | بر دو عالم نظر نه دارم من
سفر اندر وطن بود زیبا | سرو برگِ سفر نه دارم من
چون زرِ گل بباد داد خزان | خواهش مشت زر نه دارم من
بر گل بوسه قانعم زان لب | خواهش گلشکر نه دارم من
زلفش آمد چو تا میان گفتم | جز به آن مو کمر نه دارم من
راضیم چو به روزئ مقسوم | فکرِ شام و سحر نه دارم من
طفلِ اشکم به دیده مي گوید | جز به خونِ جگر نه دارم من
حرفِ انسان بود دُر گوشم | گوش بر بانگِ خر نه دارم من
خرمنِ خصمم را زدم آتش | آتشم جز شرر نه دارم من
حسُب خیرالبشر چو درکار است | کار با خیر و شر نه دارم من
داد نردِ دو شش چو نقش مراد | جز به اثنا عشر نه دارم من
جز درت اي درِ مدینهٔ علم | کار با هیچ در نه دارم من

"سائلِ" حق بحق غلام علي است
جز حقیقت دگر نه دارم من [ب ۳ - ص - ۳۳]

— ۲۰۶ —

بیم تیغِ ستم نه دارم من | در ستم هیچ غم نه دارم من
اصل و فصلِ وجود چون عدم است | جز بیادِ عدم نه دارم من

هوش دردم چو گشت منظورم جز نظر بر قدم نه دارم من
مستم از چشم مست آن ساقي خواهش جام جم نه دارم من
بیش ازین گو شود فلک بی مهر مهر آن ماه کم نه دارم من
جز خطش آنکه سر خط حُسن است خطِ مشکین رقم نه دارم من
هوشِ دردم کن و نظر به قدم غیر ازین دم قدم نه دارم من
زود اي جان رفیق همدم باش فرصت یک دو دم نه دارم من
شد جهانگیر کوسِ شاهيُ من گرچه طبل و علم نه دارم من
کار سازم چو حضرت صمد است با تو کار اي صنم نه دارم من
در جهان جز کرم علی خان میر خسرو ذوالکرم نه دارم من
"مائلِ" حق ز جان غلام علي است
جز غلامیش دم نه دارم من [ب ۲ ص ۵۲]

— ۲۰۷ —

غزل ذو بحرین (۱)

اي رخِ تو روضهٔ رضوانِ من وي خطِ تو سر خطِ ایمانِ من
بر رخ تو دیده خطت جان بگفت آمده خوش این خطِ جانانِ من
نرگسِ شهلايُ تو اي ترک مست دشنهٔ مژگان زده در جانِ من
گیسويُ چون دام تو شد رُخنما از پيُ صیدِ دل ویرانِ من
ابرويُ چون تیغِ تو پیکِ بلا گیسويُ چون دامِ تو زندانِ من
چه قدِ تو طوبیُ باغِ جنان چه رُخِ تو رحمتِ رحمانِ من
چه لبِ تو مایهٔ صد زندگی چه غمِ تو چشمهٔ حیوانِ من
از لبِ تو یافته آبِ حیات تشنهٔ وصل آمده این جانِ من
مصرع ابرويُ تو چون شد بهم گل شده زو مطلعِ دیوانِ من
دارويُ دردِ دلِ من لطف تست آمده چون لطف تو درمانِ من

---

(۱) فاعلاتن فاعلاتن فاعلن — بحر رمل
مفتعلن مفتعلن فاعلن — بحر سریع [م ۰ ح ۰ ر]

آمده چون آئینه صرف نگاه — در رهِ تو دیدهٔ حیرانِ من
در غمِ تو گریه و آه و فغان — این همه باشد سر و سامانِ من
ساخته آباد خوش از میمنت — مقدمِ تو خانهٔ ویرانِ من
یافته خوش عیدئ وصل ابد
"مائلِ" حق در شبِ قربانِ من [ب م - ص - ٦٠]

— ۲۰۸ —

ملکِ دلها بگیر و شاهي کن — چون شدي شه هر آنچه خواهي کن
تو جهانگیر عهدي و به جهان — زنده رسمِ جهان پناهي کن
بهر تنویر عالم از مه و مهر — کسب فیضِ علوٌ جاهي کن
شادئ حق تراست گر منظور — شاد از خویش مور و ماهي کن
تا شود غرقِ بحرِ گمنامي — کشتیٔ ظلم را تباهی کن
تا نیفتد غلاء (۱) به کشورِ سند — بردنِ غله را مناهی کن
تا رود فوج خصمت از ره باز — از دعا یک قشون راهي کن
با کجان کآن سري کجي دارند — راست اینست که کج کلاهي کن
با کسی کو است چشم بر کرمت — خوش بچشم کرم نگاهي کن
سخن "مائل" حق از حق است
غور در این سخن کماهی کن [ب م- ص- ۸۸]

— ۲۰۹ —

اي بیادت دلم نگاهی کن — یاد ازین یاد رفته گاهي کن
روزها شد که چشم بر نگهم — گر نه هر روز بعد ماهي کن
از حیا گر نه آیدت بزبان — شرح هجران بعرض آهي کن
دل ز مهرش چو مه به کسب ضیاست — دل نشین مهر تازه ماهي کن
نیست خالی ز چاه چون رهِ عشق — اندرین ره نگاه چاهي کن
متیوان دید صانع از مصنوع — چشم حق بینِ خود براهي کن
در مجاز و حقیقت آنکه یک اند — که ترا گفته اشتباهي کن

(۱) غلاء = نرخ گران .

مدح خوان علي خدا و نبي است ورد دل مدح همچو شاهي کن
بهر سعيِ صفايِ دل ز اخلاص همچو خوش کعبه قبله گاهی کن
نگه اهل حق به حق همه جا ست
سويِ "مائل" بحق نگاهي کن [ب م - ص ۸۹]

—۲۱۰—

گشته بیخود ز خود خدائي کن ترکِ رسم منی و مائي کن
در مقامي که بیخود از خویشي که ترا گفته خود نمائی کن
نوش جام شهادتِ دیرین جام داري ز کربلائي کن
از غمِ هجر مُردم و جانان زنده جانم ز غمزدائي کن
بخدا یک دم از تو نیست جدا از دل خود دل آزمائي کن
تا شگفته چو غنچه داري چند در تبسم دهن کشائي کن
زلف بکشا و چین در ابرو نیه موبمو شرح کج ادائي کن
عالم آب چون به طغیاني است تر ز مي دلق پارسائي کن
جام اخلاص شیخ جامي گیر ترک هر زاهدِ ریائي کن
گر دلت با حق است چو "مائل" حق
خوش باهل حق آشنائي کن [ب م- ص ۸۹]

—۲۱۱—

شاداب ز نکهتِ گُلم من سرشار ز نشهٔ مُلم من
سرشاريِ من ز بويِ عشق است بويِ گُل و نشهٔ مُلم من
در خنده چو گل بدید گل رُخ شادان به چمن چو بلبلم من
در عشقِ گلي به گلشنِ حُسن آشفته جو زلف سُنبلم من
تا خورده ببوسه دانهٔ خال پابند به دام کاکلم من
جز هیچ نه دیدم آن دهن را هر چند که در قابلم من [؟]
در دور خطت بگرد رخسار چون زلف تو در تسلسلم من
مگذار چنین تو کشتهٔ خویش کز تیغ تو نیم بسملم من

میدادم کاش سر به تیغت شرمنده ازین تغافلم من
تا چند کشم غمِ جهان را کي درخور این تحملم من
جوئید ز من معانئ عشق تفصیل هزار مجملم من
شد "مائل" حق به سیر گلشن
گلچین حقیقت گلم من [ب ٥- صـ ۲۰۰]

-۲۱۲-

شاداب ز نکهت گلم من سرشار ز نشهٔ مُلم من
تا گل رخِ من بخنده زد حرف نالان بچمن چو بلبلم من
تا خورده ببوسه دانهٔ خال پابند بدام کاکلم من
تا در کف ساقی است گل جام بوئ گل و نشه مُلم من
تا مطرب شیشه در سرود ست سر مست صدائ قلقلم من
شد "مائلِ" حق بسیر گلشن
گل چینِ حقیقت گلم من [ب ۳-صـ ۳۷]

-۲۱۳-

حُسن را طرفه منظري جانان عشق را طرفه مظهري جانان
حُسن و عشق‌اند عاشق و معشوق هر دو را از تو برتري جانان
دیده در کسوت خدائئ عشق کرد عشقت پیمبری جانان
مهرِ تو کرده عالمی روشن روشن از مهر انوري جانان
کویٔ تو کعبه و رخُت قبله دیدنت حجّ ِ اکبري جانان
مهرت اي مه جبین بجلوه نمود شیوهٔ ذرّه پروري جانان
بر درت سوده سروران سر عجز انت بالحق سروري جانان
نقد جانم فدائ یک نگهت از کرم گر تو بنگري جانان
دیده چشمت چو چشمهٔ کوثر یافتم جامِ کوثري جانان
"مائلِ" حق به حق شده سرمست
از مَتئ حُبّ ِ حیدري جانان [ب ۳-صـ ٦۲]

— ٢١۴ —

کي شود از تو جان بري جانان / که پیَ نخلِ جان ، بري جانان
سحر صد سامري کند باطل / چشمت از یک فسون گری جانان
دیده ناز تو غیرتِ غلمان / خوانمت حور و یا پري جانان
با چنین قامتِ قیامت ساز / جلوه پیرايِ محشري جانان
کرده زلفت ز کج نمائيها / تازه رسمِ ستمگري جانان
از سرِ قتل من نمی گذري / حاش لله چه خود سري جانان
نامهٔ دردِ دل خدا خواند / بسکه نا خوانده مي دري جانان
با چنین قامتِ قیامت ساز / ناز سرو و صنوبري جانان
بمذاقِ کلامِ شیرینت / نیست جايِ شکرتری جانان

خوش بیاموخت از لبت "مائل"
تازه طرزِ سخنوري جانان [ب ۴ - ص - ٦٣]

— ٢١٥ —

اي رخت رشک گلستانِ یمن (١) / سبزهٔ خطت بهارِ صد چمن
در گلستانِ رخت دیدم دهن / غنچه بود و گشت گل ، گاهِ سخن
گیسویت را صد ختن در هر شکن / طرّهٔ او نافهٔ مشکِ ختن
هندوِ خالِ سیاهت زیر زلف / کافر عشق است بزندانِ محن (٢)
وصف خالت گفتم و نامد پسند / ترک چشمت را صفات برهمن
برد از هوش و خرد با یک نگاه / چشم مخمورِ تو اهل انجمن (٣)
مي شود جان جهان نذرش ز شوق / گر بخواهد جانِ من جانانِ من (۴)
مو بمو زلفش شکن را باز کرد / دیده چون آن مو میان را دل شکن
کرد در گلشن قیامت آشکار / قامت چون سروت اي گل پیرهن
هیچ مفهومم نه شد ز اسرارِ او / نقطهٔ موهوم بود و یا دهن
می توان چون خضر زو یکجرعه خورد / چشمهٔ حیوان بود چاهِ ذقن
گفت گلزارِ جنان را شاد باد / کرده دل در گلشنِ کویت وطن

---

١) این غزل را مصنف در بیاض چهارم در ٦۴ نوشته بود که آن را قلمزد کرده مکراً در صفحه ٦٥ نوشت .
(٢) در غزل قلمزده این شعر موجود نیست ، بوقت مکرر نوشتن این را اضافه کرد .
(٣) سابقاً مصرع ثاني این طور بود : چشم میگون تو زهاد زمن .
(۴) در غزل قلمزده این شعر نیست .

چند گویم با تو از شور رقیب الامان و الامان زاین اهرمن
دیده حسنت با حقیقت آشنا (۱)
"مائل" عشق حق آمد جان من [ب م - ص - ٦٥]

—۲۱۶—

خوش باغیاري و غمین با من در صفا با رقیب و کین با من
چون نشستي تو شاد دل برقیب غم تو گشت دل نشین با من
من به صلح از نیازمندئ تو تیغ ناز تو در کمین با من
من ترا دوست تو مرا دشمن بر غلط گشته‌اي چنین با من
در جفایم وفا زیادت شد بُد وفایت مگر همین با من
من به عشق تو آفرین خواندم باد از عشقت آفرین با من
شاد خاطر ز درد عشقش باش گفت هر خاطر حزین با من
کرد تلخئ هجر شهد لبان تلخ چون زهر انگبین با من
مهر و مه بر درم جبین سایند بود از مهر مه جبین با من
فیض نیکان جو نیک بختم کرد بد مگوئید بعد ازین با من
الحق این قول "مائل" حق است
بجز از یاد حق مبین با من [ب م - ص - ۹۷]

—۲۱۷—

اي بنده پرور، یار من دل بند گیسو وا مکن
پابند این بند گران این بندهٔ شیدا مکن
از شوخ چشمي‌هاي تو بیجا ست جز این گفتگو
این فتنهٔ خوابیده را بیدار شوخیها مکن
من سر به پایت مي نهم خوش دل رضایت می دهم
اي تیغ نازت بر سرم از قتلم استعفا مکن
بنشین کز اعجاز خطت گل سازم این راز خطت
قایم بشور حشر خط قد قیامت را مکن

(۱) مقطع غزل قلمزده این طور بود : با حقیقت آشنا گشت و بخواند
"مائل" حق قصهٔ ویس قرن

گردد مباد از رشک آن شرمنده طوباي جنان
در عالم بالا خبر ز این قامتِ بالا مکن
هر مصرعِ موزون او چون طاق جفت خوبي است
جز وصف بیتِ ابرویش بیتي دگر انشا مکن
من در ثنایت جا بجا وا مي‌کنم لب را بجا
در شکوه بیجای من هر جا تو لب را وا مکن
از خودسریها تا بچند سازي بعشقم پاي بند
این مست از خود رفته را در عشق خود رسوا مکن
از ریشخند زاهدان دارم بگریه این فغان
بر گریهٔ بدمستیم از خنده استهزا مکن
باید بدرد از داغِ دل با محضرِ عشقش سجل
اي مدعي دردِ عشق بیهوده این دعوا مکن
دنیا و ما فیها همه چون عاقبت یابندکار
هیچ اعتمادي در جهان بر کارِ این دنیا مکن
امروز سر کن کارِ خویش کاید ترا فردا چه پیش
اي غافل از پرواز عمر امروز را فردا مکن
بیگانه از خویشي چرا از خود مدان خوبي جدا
با "مائل" حق آشنا بیگانه وش خود را مکن

[ب ۳ - ص ۹۳]

—۲۱۸—

خنجر کین مکش، بکش تیغ ادا نگار من
فتنه بپا مکن، بکن زخم بجانِ زارِ من
زارئ من شنو، مشنو مکر و فن رقیب من
جوش دلش مبین، ببین سوی دل نزارِ من
پا به سرم بنه، منه بر دل من تو داغِ عشق
راحتِ من بجو، مجو محنتِ روزگارِ من

قصهٔ هجر من مگو، گو تو حدیث وصل خود
شاد غمم مشو، بشو غمکش و غمگسارِ من
طعنهٔ رندیم مساز، ساز بکف تو جام عشق
زهرِ الم منوش، نوش شهد لب نگارِ من
حرف مرا شنو، مشنَو پندِ ریایِ زاهدان
جام میَم بده، مده طول بانتظارِ من
مائلِ کس مباش، باش مائلِ حق "مائلا"
دل به کسي مدار، دار دل بوفا مدارِ من

[ب م- ص- ۱۰۳]

— ۲۱۹ —

سلطانِ عشق زد چو بعالم لوایِ حُسن
شد عالمي ز شوقِ دلي جان فدایِ حسن
در عشق شد چو عشق حقم خودخدایِ حسن
حُسن حبیبش آمده خوش مصطفایِ حسن
نازم بحُسن خلقيِ آن احسن الورا
کز حُسن خُلق او ست فزون اعتلایِ حسن
بنگر عروجِ حُسن که حق بهر رُشدِ آل
کرد از ده و دو برج منور سمایِ حسن
رویش گل و عذار گل و لب دهان گل
گل گل شگفته است چمن دلکشایِ حسن
تحسینِ چهره صافيِ رو کِي توان نمود
افزود تازه سر خطِ خطش صفایِ حسن
در عشق شاهی و خودي از چیست کاین مکان
عشق[است] خود بدولت شاهي گدایِ حسن
غیر از نیاز و عجز نیاید ز عشق هیچ
بیند اگر کرشمهٔ و ناز و ادایِ حسن

سازد به تیغِ غمزه عیان تازه قتلِ عام
تکبیر عشق خواند اگر کبریایٔ حسن
چون بلبل و گل است بهم ربطِ حسن و عشق
بیگانه کسّي ز عشق بود آشنایٔ حسن
آید به عقد بندی شان شاد خود خدا
در محفلي که عشق شود کتخدایٔ حسن
حسنِ محمد است که حق عاشق وي است
خوش "مائلِ" حق است بحق در ثنایٔ حسن

[ب ہ۔ صہ ١٠٥]

—٢٢٠—

توئي گاه سخاءٔ رستم، چه رستم، رستمِ دوران
توئي گاه عطاءٔ حاتم، چه حاتم، حاتمِ دوران
بود کوئ تو چو گلشن، چه گلشن، گلشنِ رضوان
چه رضوانِ روضهٔ جنت، چه جنت، عیشِ جاویدان
دلم در شوقِ تو گریان، بود چون دیدهٔ عاشق
چه عاشق، عاشقِ غمکش، چه غمکش، غمکشِ هجران
پناهت حصن صد آفت، چه آفت، آفتِ گردون
نگاهت مژد صد راحت، چه راحت، راحتِ دوران
بس است از بهرِ قتل من به پیشت دشنه و خنجر
چه دشنه، دشنهٔ ابرو، چه خنجر، خنجرِ مژگان
نموده صانع بیچون رُخت از صنع خود احسن
چه احسن، احسن الصنعت، چه صنعت، صنعتِ سبحان
خطِ تو سر خطِ خوبي، چه خوبي، خوبئ معنا
چه معني، معنئ صورت، چه صورت، صورتِ انسان
بود چشم تو چون ساغر، چه ساغر، ساغرِ صهبا
چه صهبا، بادهٔ کوثر، چه کوثر، جائ سر مستان

بود خالِ تو چون هندو، چه هندو گشت نو مسلم
بود گیسوي تو کافر، چه کافر، کافرِ کفران
بود در مصحف رویت عیان از سین دندانت
چه زیبا سورهٔ یاسین، چه یاسین، سورهٔ فرقان
بود خالِ زنخدانت فتاده یوسفی در چه
چه یوسف، یوسفِ مصري، چه باشد چه، چهِ کنعان
بود در کشورِ حسنت خطت خضر و لبت عیسیٰ
چه عیسي، عیسئ جان ده، چه خضر آن بهر جان جانان
رخ تو قبلة الطاعت، چه طاعت سیر هر صنعت
چه صنعت، صنعتِ صانع، چه صانع، صانعِ انسان
غلام نام آن شاهم که باشد پرسش از بنده
چه بنده، بندهٔ حیدر، چه حیدر. صاحبِ سلمان
ز حق در شان آنحضرت بیامد آیه و سوره
چه آیه، آیه بلّغ، چه سوره، سورهٔ رحمان
بس است این نو غزل اکنون ز داعي هدیهٔ حضرت
چه حضرت، حضرت شاهي، چه شاهي، مکرمت شاهان
بود در حبّ شاه دین، شه از اخلاص دل مخلص
چه مخلص، مخلصِ صادق، چه صادق، صادق ایمان
بود "مائل" بحق مائل پئ وصلش ز جان سائل
چه سائل، سائل وصلش، چه مائل، مائل جانان

— ۲۲۱ —

رخت در گلشنِ خوبي بود چون نو گلِ خندان
قدت با نازِ محبوبي بود چون سرو در بستان
یقین خالِ زنخدانت که دارد بر زنخدان جا
بود چون خضر کام او را ازین نو چشمهٔ حیوان

چه مي باشد زنخدان و چه آن خال سیه روئی
فتاده یوسفي گوئی بچاه از خصمي اخوان
نگاهت گاه دلداري در آرد بر دلم گاهي
بود سرمایه عشرت ، چه عشرت عیش جاویدان
کند جان آفرینش آفرین با جان اهل حق
شود گر "مائل" حق از دل و جان مائل جانان

—۲۳۲—

بیکس و عاجز و ضعیفم من — در غم بیکسي نحیفم من
تا ز یغماي غم برم لذت — بر سر خوان غم ضعیفم من
بیت اخلاص راست قافیه تنگ — مصرع درد را ردیفم من
گر کسي چشم لطف پوشیده — چشم بر لطف یا لطیفم من
بس گران قدر نزد یارانم — نزد اغیار گر خفیفم من
آدمیت ز آدمان کم شد — کَي به هرگاو خر حریفم من
گر گداي شرافتم نه شناخت — نزد شاهان کسي شریفم من
دل و دستم بگاه بخشش بین — کَي چو طبع عدو کثیفم من
خیریته خواه دوستدارانم — گو ز شرّ عدو لهیفم من
کو عدو پیرویش گم کرده — پیرو ملت حنیفم من
فصل مابین را شنو تفصیل — گر ربیع است عدو خریفم من
منحرف آمد از وفا حرفش — کي بآن بي وفا حریفم من
گر نمی داندم کنون داند — شاعر و ماهر و ظریفم من
شکر نعماي او کنم چه بیان — خوش بخوان کرم مضیفم من
شرف اهل حق فزاید حق
همچو "مائل" بحق شریفم من

— ۲۲۳ —

اي از رخِ رعنايِ تو در رشک فردوسِ برين
وي از قدِ بالايِ تو طوبايِ حسنت شرمگين
با خطِ حشر آغاز تو ، آئي چو پيشم باز تو
سازد قيامِ ناز تو ، قائم قيامت بر زمين
من خط رويت ديده ام ، مضمونِ خط فهميده ام
سر خطِ حسنت چيده ام بر حسن صنعت آفرين
کردم چو بر رويت نگاه هنگام شام و صبح گاه
ديدم منوّر مهر و ماه از مهرِ تو اي مه جبين
در نو بهار حسنِ تو هر نو گل خوش رنگِ تو
ماند به گلشن سر فرو اي نو گلِ گلشن نشين
با هندوِ خال از چرا شد ترک چشمت آشنا
من ز اين طريق ناروا بيزارم از اين کفر و دين
ديدم بچين گيسويِ تو کافتاده بر ابرويِ تو
حيرانِ نقشِ رويِ تو مانند نقّاشانِ چين
تا چند بي صوت و صدا در عشوه و ناز و ادا
جانم ز تن سازي جدا با تيغِ ناز اي نازنين
من عاشقِ دل خسته ام دل خستهٔ پيوسته ام
چون دل بزلفت بسته ام بر حال اين دل خسته بين
از بدگماني هاي خويش آن شوخ چشم و فتنه کيش
بيجا بمن گشته [به] طيش بيند گر از عين اليقين
خوش عروة الوثقايِ من حق کرده حب پنجتن
گر حبّ شان در هر زمن دارم به کف حبل المتين

بيگانه از خويشي چرا کي باشد از تو حق جدا
با "مائلِ" حق آشنا هر دم بود عرضم همين

— ۲۲۴ —

بگفتي پیشت آیم ، نامدي چون بود از صدق قول این حرف بیرون
بیا جانان به پیشم تا بیارم پي ٔ پیش آمدت این جان ِ محزون
نه دارم غازه گلزار ِ سخن را رُخت از رنگ ِ خوبي دیده گلگون
چه سازم فتنهٔ چشم تو شوید به چشمت دیده عالم گشته مفتون
قِران ِ مه مه را مژده آورد برویت زلف شبگون گشته مقرون
رخم بنمودي و گیسو کشادي به روز آوردهاي بر من تو شبخون
قدت چون سرو موزون راست آورد بسنج این حرف من در طبع موزون
به فرما تازه گلزار ِ سخن را بود زیب سخن از تازه مضمون
دلم تسکین بکویت یافت آخر به گردیدم اگرچه رُبع مسکون
به دور ِ جام عشقت کامیابم بکامم گو نه گردد دور ِ گردون
مباد آرد جنونم پیش دستي مبر پیشم تو ز این پس نام ِ مجنون

بس است با "سائل" حق این دعایت
هداک الحق با لا عمال ، بیچون

—۲۲۵—

پریشان خاطرم با زلف جانان مي زند پهلو
بلي ، آخر پریشان با پریشان می زند پهلو
خطش سبزه، رخش گل، خال و زلفش سوسن و سنبل
کجا با گلشن ِ حُسنش گلستان مي زند پهلو
بگلزار ِ رخش خوش نرگسی دیدم تماشا کن
کجا با چشم او نرگس به بستان می زند پهلو
کجا اهل دول از مرد ِ قانع برتري جوید
کلاه ِ فقر بین با تاج شاهان مي زند پهلو
به بحر فکر معنیها دُر افشان است طبع من
خوشا طبعي که با ابر ِ دُر افشان می زند پهلو

ز طبع دیگران طبع عظیما (۱) پر رسا باشد
کجا هر چشمه با دریایِ عمّان مي زند پهلو
شهادت گاه عشق است این بیا بسم‌الله کاي "مائل"
قتیل تیغ عشقش با شهیدان مي زند پهلو
[ب ۳ - ص - ۱۰]

— ۲۲۶ —

صبح ِوصال است کو مهر ِ آن ماه دور ِ نشاط است کو جام ِ دلخواه
از عشق خواهم حسنی چو آن ماه با حسن دیدم چون عشق همراه
گر از کرم شه کامم دهد گاه پیوسته گویم شکرانهٔ شاه
بخشید ساقي خوش جام دلخواه دور ِ فرح شد ، الحمد لله
چول غنچه آمد دل در شگفتن دیدم دهانش خندان چو در راه
روشن جهان شد از پرتو ِ او خورشید روئي دیدم سحر گاه
گردد مه نو شرمنده پیشش گر پیشم آید از مهر آن ماه
زلفش بدیدم با خط در بحث خالش بدیدم شد بحث کوتاه
باشد دهانش چون فکر موهوم گر هیچ گویم وصفش بود واه
گمراه بودم در چین زلفش خطش بیامد شد خضر این راه
مائل بحق شد چون "مائل ِ" حق
پیوسته گوید الحمد لله [ب ۳ - ص - ۳۳]

— ۲۲۷ —

دلبرا ، سخت پُر جفا شدهٔ اینقدر سخت از کجا شدهٔ
اي که با یار آشنا شدهٔ آشنايِ طریق ِ ما شدهٔ
اي که بیگانه وش بما شدهٔ خود بگو با که آشنا شدهٔ
بهر بیگانه باش بیگانه اي که با خویش آشنا شدهٔ
شیشهٔ دل زدي به کوه الم این قدرسنگ دل چرا شدهٔ

(۱) عظیم تتوي .

مي نه دانم چه مظهري الحق گوئیا مظهر خدا شدهٔ
باش بیخود دمی بنام خدا اي که پیوسته خودنما شدهٔ
میرود دردِ دل ز آمدنت بهرِ درد دلم دوا شدهٔ
خوش به دستم رسید نقد شفا اي که نقد شفایٔ ما شدهٔ
ناوک غمزهات رسید به دل سخت دل دوز از جفا شدهٔ
داده دل مي بري چرا از دست اینقدر سخت دل چرا شدهٔ
دلبرا ، دلبري ست شرطِ ازل از برِ من چرا جدا شدهٔ
صف مژگان زغصه کردي راست مو بمو راست در جفا شدهٔ
شد فدائ تو جمله انس و ملک اي که در راهِ حق فدا شدهٔ
چند گوئی تو شکوهٔ یاران سخت بیباک در ولا شدهٔ

جان من ، باش "مائلِ" جانان
اي که مائل به عشقِ ماشدهٔ [ب م - ص ۱۷]

—۲۲۸—

صبح ست و ساقیا قدحي پر شراب ده
بنشین ، بآفتاب رخت تازه تاب ده
اي ابر نو بهار به گل تازه آب ده
گل جام با شراب و کباب و بآب ده
گفتي بخوان دعائ قدح تا ترا دهم
خواندم کنون ، بمن قدح پر شراب ده
ساقي به دور ساغرِ مَي فرصت از چرا ست
دورِ زمان درنگ نه دارد ، شتاب ده
خواهی که سرخروي چون آئي به بزم من
اي شیخ عصر ریش خودت را خضاب ده
بي برگیٔ نهال من از کم ترشحي است
اي ابرِ فیض کشتهٔ خود را تو آب ده

منع سوال .... کنم ...... لبت
یا شادم از وصال نما یا جواب ده
خواهي که از حساب روي پاک در جنان
در این جهان حساب ز یوم‌الحساب ده
اي موکمر متاب رخ از من ولی به ناز
گیسو کشا و بهر کمر پیچ و تاب ده
زلفت چو موبمو برساندت پیام وصل
اي مو میان به کام میانجي جواب ده
تا گلفشان رسند ببزمت سخن وران (۱)
با گلشن سخن ز کرم تازه آب ده
خوش گفته است خسرو بزم کرم که گفت
یا شاه دین امید کرم را شتاب ده
یا شاه ذوالکرم بشهِ ما کرم علی
منصور جنگ خسرو دوران خطاب ده
با "مائلِ" حق آنکه ز دل مائل حق است
یا شاهِ حق مآب دل حق مآب ده [ب ۴ - ص ۹۳]

[مخطوطه بیاضِ پنجم - دیوان ، این جا ختم شد]

— ۲۲۹ —

دورِ الم شد ، کو اشک کو آه
رسمِ ستم شد کو مهر آن ماه
از جان کشیدم جانان ز غم آه
دل سوز آمد این آهِ جان کاه
با چرخ گویم زین دردِ جان کاه
گر اشک گردد با آه همراه
دارد گدایت صد کام با شاه
سازید عرضم معروض درگاه
من از تو خواهم یک جامِ دلکش
تو از کرم ده صد جامِ دل خواه
راهِ تو گیرم از راهِ اخلاص
گر بخت گردد همراه این راه
سویم نیاید گر یار خود کام
من خود بیایم انشاءالله
گیرم که آمد عهدِ وصالش
کو یار خوش عهد و کو وصل دلخواه

(۱) مخطوطه بیاض پنجم — (دیوان) این سه اشعار مدحیه ندارد .

چاه زنخدان دیدم برویش جان ِ عزیزم افتاد در چاه
با خود چو دیدم نامهربانش از چرخ خواهم کو مهر آن ماه
خود را بدیدم چون بیخود از خود از خود گذشتم ماشاءالله
باشد علي شاهنشاه ِ دوران
"مائل" بحق گو این مدحت ِ شاه [ب ۳ - ص - ۴۴]

— ۲۳۰ —

ترا که گفت که گوشي به حرف یار مده
بتا ، بگفتهٔ اغیار اعتبار مده
به تیر غمزه دلم چون شکار ِ تست دگر
بترک چشم نشان ز آهوئ تتار مده
خطت بر آمده از ترک چشم خط آورد
که خال ِ هندوي را جا به سبز وار مده
حدیث ِ خال بتفسیر سورهٔ نور است
تو کافرانه باین حرف اعتبار مده
پئ اذان به منبر بر آمده است بلال
بخال بینئ خود غیر ازین قرار مده
مباد رنجه شود طبع غنچهٔ دهنت
به بحث خال و خط این قدر اشتهار مده
بیا بخانهٔ چشمم چو مردمک بنشین
دگر بچشم براه خود انتظار مده
ز شوق وصل ِ تو جان بر لبم دگر جانان
بیاد دل غم هجران در اختصار مده
بکار ِ شکوهٔ من گر رقیب پر کار است
تو گوش بر سخن ِ همچو نابکار مده
بر این بساط حریف ار بحال کج باز است
بکشت مات چو شه رخ بکارزار مده

به ابرو است چو مقتول چشم خونریزش
دلا تو پشت باین تیغِ آبدار مده
مباد گل کند آن گل دهن گل دشنام
پیامِ بوسه بآن یار گلعذار مده
دهان گل ز لب جام مي کند پیغام
بنوش باده ز کف موسم بهار مده
ز دردِ یار دلِ من نشان ده عشق است
جز این دیار نشاني ز درد یار مده
به دوستان خود از بس کرم علي دارد
عدو تو بیهوده خود را به ذوالفقار مده
بکام "مائلِ" حق کو ز جان غلام علي است
ز کف تو سلسلهٔ حب هشت و چار مده
[ب م- ص- ۸۰]

— ۲۳۱ —

من و بیخودئ عشقت تو و عزمِ خود نمائي
بخدا بود مسلّم ز ...... ایت این خدائي
بخدا مکن به پیشم تو شکایتِ جدائی
که بقول نحن اقرب ز خدا جدا کجائي
تو اگر ز بعد ماهي رخ چون ستهم نمائي
مهِ نو ز مهر سازد برخ تو جبهه سائي
تو که شهریار جاني ندهي تو جان باغیار
که بشهر چیست مدخل پئ مرد روستائی
بتو داشتم من الفت تو چرا شدي به کلفت
بتو من چنین نبودم تو چنین بمن برآئي
به که گویم این حکایت که تو دانیش شکایت
بتو من وفا نمودم تو مدام در جفائي

بامید آنکه کامم مگر از درت بر آید
بدرت در انتظاروم که توکـَی ز در در آئی
سزدم ز راهِ عشقت گل کام طبع چیدن
بهوايُ خار راهت چه غم از برهنه پائي
بهوايُ دانهُ خال بچـَهِ ذقن کند جا
شود ار ز دامِ زلفت پيُ مرغِ دل رهائی
بودم دم شهادت چو شب حنات رنگین
تو ز خونم ار نمائي کف دست و پا حنائي
ز من این پیام رندان برسد بگوش زاهد
من و گوشهُ خرابات تو و صدر پارسائي
بدر شهنشه دین چو گدايُ فیض رُشدم
که زدم ز فقر فخري دم شاهي و گدائي
بکشاید این دل من [صفحات صد؟] گلستان
تو اگر چو سعديُ گل بسخن دهن کشائي
بود این‌خجسته‌مصرع چه خوش ازکرم‌علي‌خان
"شه دین تو از ترحم بکرم کرم نمائي"
بودش ز حق مبارک ابدا به بخش اکرام
بحق علي و آلش دمِ صادق الولائي
سحر از حق آشنایان شده دلنشینم این حرف
بحق است "مائلِ" حق ز حقیقت آشنائي [ب ۳- ص- ۹۳]

—۲۳۲—

دمِ نزع جان رسید و به سرم رسیده باشي
ز جفايُ تو بمیرم تو بدیده دیده باشی
تو بخواب ناز بودي که ز دیدنِ جمالت
بتو بسته ام خیالي که بخواب دیده باشي
من و سیرِ باغِ حسنت تو و عزمِ سیر گلشن
به تو کرده ام پیامي ز صبا شنیده باشي

ز کجا بجویم این دل تو چو بهر صید دلها
به کشاده دام گیسو دل من کشیده باشي
چه خوش است دل فروشي شده جنس دل ز دستم
تو به نقد یک نگاهي دلِ من خریده باشي
شده زلفِ تو چو ماري ز پئ گزیدن دل
به که گویم این فسانه تو فسون دمیده باشي
شده "مائلِ" تو از جان به ثنائ تو غزل خوان
تو ز راه قدرداني سخنش شنیده باشي
[ب ۳- ص- ۱۰]

-۲۳۳-

چون غنچه دلا به برگ و باري نه رسی
تا گل نشوي به گلعذاري نه رسی
اي دل ز هوا به کوئ یاري نه رسي
تا خاک نه گشتي به غباري نه رسي
تا خاک تو چون سرمه صفائي نه کند کسب
و الله که در دیدهٔ یاري نه رسی
تا خاکِ تو پامالِ ره شوق نه گردد
در راه به پابوسِ نگاری نه رسي
در عشق ز انا الحق بتو سردار نخوانند
منصور صفت تاکه به داري نه رسي
تا ذرّه صفت هیچ نه گردي بره‌ٔ مهر
در کار وفا هیچ به کاری نه رسي
چون شانهٔ صد چاک شدي تا نه ز غم چاک
در چین خم زلف به تاري نه رسي
گرچه کشش عشق غم افزا ست و لیکن
تا غم نه کشي به غم گساري نه رسي

تا آهوئ دل رام پیٔ صید نه سازی
هرگز به کف شیر شکاری نه رسي
در بحر عدم تا نه زني غوطه به تسلیم
از موجِ حوادث به کناري نه رسي
تا باد خزان بي سر و برگت نه نماید
چون گل به سر و برگ بهاري نه رسي
در عشق گلي تا نه شوي خوار چو بلبل
با گل چه رسي بلکه به خاري نه رسي
بر لوحِ دل از کلکِ وفا نامِ نگاری
تا نقش نه سازي به نگاري نه رسي
تا حق نه شماري تو حسابِ حق و باطل
در اهل حقیقت به شماري نه رسي
از "مائلِ" حق تا نه شوي واقف هر کار
حقا که به کُنه سرِ کاري نه رسي

[ب م- ص- ٦٧]

— ۲۳۵ —

لوحش الله ، چه جمالي داري چه جمالي به کمالي داري
ماهِ نو پیش رُخت کی لافد ز ابروئ تو چو هلالی داري
از دهن خوش پئ احیائ علوم چشمهٔ آبِ زُلالي داري
گشت پیدا ز رُخت سر خط حسن دلبرا ، خوش خط و خالي داری
في المثل سر خط دین است چو خطت خوش بر اسلام مثالي داري
نام حق بر رُخت از خالِ سیه در اذان تازه بلالي داري
پا به گِل باش ز خجلت ای سرو پیش قدش چه مجالي داری
گفتمش پختهٔ عشقم ، گفتا عبث این خام خیالي داری
قال با حال بگفتا چه خوش است گفتمش طرفه مقالي داري
گوش بر حرفِ کرم باش دلا گر تمنائ وصالي داري

خسروا از کرم نام علي — در کرم طرفه کمالي داري
با کمالِ حشم و شان شهي — بارک الله ، چه جلالي داري
باش بر فرقِ سرم سايه فگن — چون هما سا پر و بالي داري
حق مجيب است چو توئي مائل حق
"مائلا" طرفه سوالی داري [ب م- ص-٨٢]

— ٢٣٦ —

عاشق تو خوشي که سر نه داري — جز عشق سر[ي] اگر نه داري
سردارِ ديارِ عشقي از بس — در دادنِ سر خطر نه داري
اي دل چه پري تو در هوايش — مرغي تو که بال و پر نه داري
در هيچ دلي نه کرده تاثير — اي ناله مگر جگر نه داري
داريم ز تو چه چشمِ اميد — اي دل تو که چشم تر نه داري
مي باش ز دردِ عشق گريان — اي ديده دگر هنر نه داري
اي نَي تو نوايِ عشق سرکن — غم نيست که برگ و بر نه داري
بی مهريت اي فلک چه گويم — يک ذره ز مهر اثر نه داري
از کار حقت خبر چه باشد
کز "مائلِ" حق خبر نه داري [ب م- ص-١٠٩]

— ٢٣٧ —

بدم تعويذ جانش کردم و گفتم کرم کردي
رقم با نام من چون از کرم اين خوش رقم کردي
بنامم نامه بنوشتي و گه نامم نمي بردي
فدايِ نامه ات گردم مگر سهو آن قلم کردي
بصد محنت نمودم رامت اي آرام جانِ من
چرا از من کنون چون آهوي رم خورده رم کردي
قسم خوردي که آيم پيش تو شب نه آمدي پس چون
عبث بر همچو ميعاد غلط ياد قسم کردي

دلم در دام گیسو بسته با تیغ نگه کشتي
عجب صیادِ پر شوخی چه با صید حرم کردي
دم صبح آمد و خوش آمدي کاي مهربان من
شب هجران من روشن ز مهر صبحدم کردي
ز تو ای چشم گریان چشم آبادي چه دارم من
بناي هست و بودم غرقِ سیلاب عدم کردي
برو لبیک خوان وصل حق اي ساعي کویش
حریم دل مصفا چون پیٔ رب الحرم کردي
ز بس گلزار فکرش پُر ز گلهاي سخن آمد
بحق با "سائلِ" حق بخشِ گلزار ارم کردي
[ب م-ص-۱۰۹]

-۲۳۸-

اي آنکه بهرِ طوفِ دل ساعي چو حجاج آمدي
الحق کزین سعیٔ صفا خود قبلة الحاج آمدي
شد سرخروئ بخش تو زد بحر فیضت موجِ نو
اي دیده تا از خون دل چون بحر موّاج آمدي
عشقِ اله از من عرف کرد احتیاجت بر طرف
در حضرتِ سلطانِ عشق از بسکه محتاج آمدي
نبود سریر آرائ حسن چون تو سري یکتائ حسن
کز تاج زیب افزائ حسن در حسن سرتاج آمدي
شب در شبستانِ غمت نا دیده کس روز رخت
کافگنده گیسو را برُخ همچون شب داج (۱) آمدي
صد فوج دلها [را] بجا بشکسته بنمودي فنا
اي آنکه از ناز و ادا بگرفته افواج آمدي
اکنون مگر اهل جهان سازند نذرت خوان و مان
کاورده در کف ملک جان باز از پي باج آمدي

---

(۱) بمعني تاریک .

جان جهان اندر غمت مي گويد ازجان هر دمت
جانها فداي مقدمت چون بهر اخراج آمدي
بنشاندمت بر صدر دل كردي خرابش متصل
گويا بدهلي دلم از بهر اخراج آمدي
در روزگار وصل تو خوش ز اين توانم كامجو
كز فرط مهر اي ماه رو شادان پي كاج آمدي
از سرِّ سبحان الذي گل شد عروج احمدي
خوش شادچون "سائل" بحق ز اين مژده معراج آمدي

[ب ۳- ص- ۹۳]

-۲۳۹-

اي به صورت يوسفِ مصرِ صفا خوش آمدي
و اي به معني پير كنعانِ وفا خوش آمدي
اي به بخشش خسروِ ملكِ سخا خوش آمدي
جانِ صد شيرين فدايت خسروا، خوش آمدي ۱
در قدومت آنكه گلزارِ خوشي را تازه كرد
گل شد از هر گل نويدِ مرحبا، خوش آمدي
از نسيمِ مقدمت گلزارِ سيري و للنك
گشت گل گل عشرت افزا، حبّذا خوش آمدي
تا نمائي مرغ دلها را شكار اندر شكار
خوش بكارِ اين شكارِ مدعا، خوش آمدي
با علوِ قدرت آمد حق به قدرت دستيار
اي سرير آراي صدر اعتلا، خوش آمدي
گشت اهل تهته از فيضِ قدومت فيض ياب
شهر يارا خوش به قرب شهر ما، خوش آمدي
بسكه خوشنود آمده عالم ز فيضِ عام تو
۱ از خوشي بشنو ز هر شاه و گدا، خوش آمدي

کی خوشامد باشد این قولِ درست از راستي
هست عهدت راست با صدق و صفا ، خوش آمدي
از کرم تا حق به بخشد با تو جمله مدعا
مي کند "مائل" به حق عرض دعا ، خوش آمدي [ب‌م-ص۰۷]

— ۳۴۰ —

از ره شوق گرفتم سر راهي عجبی
مي‌روم سويِ نجف بر دري شاهي عجبی
چشم شوقم شده سرمست نگاهي عجبي
مي رود باز گهر ریز براهي عجبي
دیده ام پیش و پس خود بطریق نبوي
قبله گاهي عجبي ، پشت پناهي عجبي
نازنینم به نگه برد ز من هوش و خرد
نازنیني عجبي بود و نگاهي عجبي
بهر صیدِ دلم آورد چه خوش دانه و دام
خال مشکین عجبي ، زلف سیاهي عجبي
مي رسانم ز پي راستيِ دعويِ عشق
دو گواهي عجبي گریه و آهي عجبی
دعويِ عشق نه شاید بجز از گریه و آه
دعويِ من عجبي با دو گواهي عجبی
رفت "مائل" ز پيِ گدیه بدرگاه نجف
گدیه خواهي عجبي بر درِ شاهي عجبي [ب م-ص-۱۶]

— ۳۴۱ —

چو دل یکي است بود کار او به یار یکي
که از یکي ببر آید بغیر کار یکي
چه معني است که آرم به دل خیال دوئي
بود چو نقشِ دلم صورت نگار یکي
به باغِ دهر ز اعجازِ عشق بین که بود
چو گل شگفته یکي ، همچو خار خوار یکي
ز سر نوشتِ ازل هر یکی به کار خود است
صلاح کار یکي ، رندِ باده خوار یکي
نجات هر دو ز فضلِ حق است گرچه بود
ثواب کار یکي و گناهگار یکي

براین بساط حریف از سه فال خواست چه غم
دو شش زد آنکه ز دل شد بهشت و چار یکي
به یمن نام علي جز کرم علي خان شاه
نه دیده دیدهٔ دوران کرم مدار یکي
نمود عشرت و عیش آشکار در عالم
قدوم شاه یکي ، مژدهٔ شکار یکي
چو فکر و ذکر حق از لازمات پرکاریست
سزد به "مائل" حق ز این دو کار کار یکي [ب م - ص - ٦٧]

ـ۲۴۳ـ

به هجر یار یکي ، یار درکنار یکي
به هجر و وصل توان داد دل بیار یکي
بدور ساغرِ چشمش فتاده بر راه اند
ز نشه خوار یکي ، مست از خمار یکي
برایٔ کشتنِ عشاق ابرو و مژه‌اش
بود چو دشنه یکي ، تیغِ آبدار یکي
کند بیانِ صفاتش بصد زبان سوسن
صفاتِ یار گرش پرسي از هزار یکی
دل از دو رنگیٔ ابنای دهر گشت حزین
به خلف وعده یکي راست بر قرار یکي
بر این بساط ز منصوبه بازئ فلک است
به پیل کشت یکي رخ بکارزار یکي
ز دردِ یار چه گویم خبر به بي دردان
درین دیار نه دارد چو درد یار یکي
غم جهان که بخود مي برم خدا ببرد
چو غیر او به جهان نیست غمگسار یکي
به کام آنکه دلش مائل حق است مدام
کجا چو "مائلِ" حق است کامگار یکي [ب م - ص - ٦٦]

— ۲۴۳ —

به یادِ نو بهاري نو نهالي | دلم شد گلشني جنت مثالي
دلم را مطلع الانوار فرمود | بتي مه طلعتي ابرو هلالي
دلم را رشکِ گلزارِ ارم کرد | بتي گلگون تني رنگین خصالي
براي صیدِ دلهايِ پریشان | چه خوش پیوسته با گیسوش خالي
نیازم را جواب از ناز فرمود | بوفقِ مدعا شد این سوالي
خیالم را به اوج عرش جا شد | به وصفِ قامتِ آن نونهالي
پيِ دل بردنم خوش غمزه فرمود | پریرو، دلبري، صاحب جمالي
سزد محراب طاعت مشهدِ من | بزخمِ تیغِ آن ابرو هلالي

بود "مائل" به یادِ زلف جانان
بقیدِ شامِ غم، آشفته حالي [ب م - ص - ۱۹]

— ۲۴۴ —

بتي هندو نژادي خورد سالي | چو زلفِ پُر شکن آشفته حالي
به گلگون چهره گي صاحب جمالي | به موزون قامتي چون نو نهالي
رخش سرخ ولب وچشمش همه سرخ | به بسته بر کمر یک سرخ شالي
لباسي زعفراني کرده در بر | به پیشم آمد آن رنگین خصالي
"به پچکاري" لباسش رنگ در رنگ | که نبود رنگهایش را زوالي
"گلال" افشان به من فرمود از ناز | که دارد سر خرويِ خوش مآلي
بلي خوش پند رنگین داد از لطف | به من آن خوش سخن رنگین مقالي

ز "هولي بازیش" شاید که "مائل"
نصیبت مي شود مشت "گلالي" [ب م - ص - ۱۹]

— ۲۴۵ —

به نمود نازنینم رُخ از عتاب نیمی
نیمي چو مهر تابان، اندر نقاب نیمي

از نسخهٔ خیالم کرد انتخاب نیمی
ز آنرو نمود جانان رُخ از نقاب نیمي

از سوز عشقت آخر آه دل دو نیمم
نیم از هوا گذشته و در پیچ تاب نیمي

از بهر جان نثاري رفتم چو سوئ جانان
جان از کفم گرفته و لیک از عتاب نیمي

از یک نگاه گرمي هنگام رفتن از دل
نیمي به سوخت یکسر ، کرده کباب نیمي

جانم دو نیمه سازد گردد چو چشم مستش
سر مستِ خواب نیمي مستِ شراب نیمي

اندر هوائ زلفش روزم به شب رسیده
نیمي باشتیاق و در پیچ و تاب نیمي

از حال دل چه گویم کان شوخ نازنینم
نیمي به لطف برده و برد از عتاب نیمی

با یک کرشمه ظالم جانم دو نیمه کردي
نیمي به لب رسیده و در اضطراب نیمي

افسوس عمرت آخر "مائل" چه گونه رفته
نیمي به خورد سالي ، اندر شباب نیمي (۱)

[ب۳ - ص ۱۷۹ ، ب۳ - ص ۲۷]

— ۳۳۶ —

در حضرتِ او کی سخنم بائیستي صد مُهر ادب بر دهنم بایستي
با یارعزیز است ز بس الفت طبعم در مصرِ محبت وطنم بایستي

---

(۱) عظیم: زد شوخ من در ابرو چین از عتاب نیمی
نیمی ز ماه مانده و از آفتاب نیمي

کامل: برد از دلم ز دست جور و عتاب نیمي
زان نیمه هم نمودي ظالم کباب نیمي

دل رفته و کس نیست ز حال دلم آگاه — یک واقف دل هم ز منم بایستي
چون غنچه به تن جامهٔ صدلخت نه خواهم — از نکهتِ گل پیرهنم بایستی
من بلبل شیدائ گل ناز و ادایم — از بهر تماشا چمنم بایستي
من لالهٔ خونین جگرم کشتهٔ هجران — از خون شهادت کفنم بایستي
چون ورد زبانم شده نام تو عظیما (۱) جز ذکرِ تو کي از دهنم بایستی

"سائل" به فراغت طلبیها ست چو طبعم
در خلوت دل انجمنم بایستي

[ب ۴ - ص ۷، ۳ - ص ۱۷۷]

دیوان غزلیات ختم شد

[غزل از بیاض چهارم صفحه ۱۷ که مسوّدِ بیاض پنجم نقل نه کرد]

ابر رحمت کرد بارانِ مراد — عالمی زین تازه رحمت باد شاد
شد جهان سر سبز چون گلشن ز نو — گلشن کام جهان سر سبز باد
زد صلائ سیر کوه و سبزه زار — بارش باران بطبق دل نهاد
نغمهٔ سارنگ در رنگ خوشي ست — زهره بر چرخ این سرورعیش داد
در کشودِ کارِ عالم ابرِ فیض — باب رحمت بر رخِ عالم کشاد
موسم باران بهارِ تازه کرد — تازه تر این نو بهار عیش باد
خوش بکام خلقِ عالم صوتِ رعد — آیهٔ لاتقنطوا را داد یاد
آیهٔ جنات تجري تحتها — گشت از فرقان رحمت مستفاد
ابر رحمت در ترشح زد صدا — کرد ایزد رحم بر خلق عباد

"سائلِ" حق در دعا خواهد ز حق
استنا غیثا مغیثا با لمراد

---

(۱) عظیم‌الدین عظیم تتوي:

آنجا که دلم هست تنم بایستي — در کوچهٔ جانان وطنم بایستی

[ایضاً]

از کتابِ کرم علي ولي خوانده، باب کرم علي ولي
آمده در جهان ز فیض کریم بهره یاب کرم علي ولي
کرد منسوب با نبي کریم انتساب کرم علي ولي
مستطاب از کرامتش آمد بخطاب کرم علی ولي
خوش ز دیوان مکرمت بنمود انتخاب کرم علي ولي
کرّم الله وجهه چون خواند در کتاب کرم علي ولي
بر رُخ دوستان خود بنمود فتح باب کرم علي ولي
داد در جام عشق با عشاق مَئ ناب کرم علی ولی
طاب مثواه مومنین فرمود مستطاب کرم علي ولي
کرد گلزار دهر را شاداب به سحاب کرم علي ولي
گلشن مکرمت معطر ساخت به گلاب کرم علي ولي
جرم احباب کرد نا محسوب بحساب کرم علي ولي
از گلستان مکرمت خوانده جمله باب کرم علي ولي
میر ما بر گزید در آفاق بخطاب کرم علی ولي
خوش بنام کرم علي افزود آب و تاب کرم علي ولي
کرد روشن بدهر از نامش آفتابِ کرم علي ولي
از ولا خوش نصیبه اش بخشید به نصاب کرم علي ولي
خوش به "مایل" ره صواب نمود
بجواب کرم علي ولي [ب م- ص- ٦٢]

حصه دوم

مناجات ، نعت ، منقبت ، قصائد
قطعات ، رباعیات ، مراثی وغیره

بسم الله الرحمٰن الرحيم

۱- مناجات، نعت، منقبت

۱- مناجات

بود چون ذکرِ نامت افضل الاذکار، یا الله
بذکر نامِ خویشم کن گرامی کار، یا الله
بود کارم به یادِ ذکر نامت در جهان هر دم
بحمدت مدح ذاتِ احمدِ مختار، یا الله
بود بر دین و دنیا هر امیدِ سرخرویها
محمد سرور و باشد علي سردار، یا الله
بود حبل المتینِ دینِ من بر قولِ آن سرور
یکي قران و دیگر عترتِ اطهار، یا الله
امامم اعظمِ حق آمد و دینِ حنیفِ من
بود حُبِّ نبي و حیدرِ کرّار، یا الله
نصیبم کن ز فضلِ خویشتن اندر سلوک دین
صراط المستقیم قدوة الاخیار، یا الله
بوحدانیتت چون قائلم، اي واحد مطلق
تو هر هفتم نما با حُبِّ هشت و چار، یا الله
چو آمد حمدِ تو با مدحِ شاهان فکر و ذکر من
بکن فکرم رسا در گفتن اشعار، یا الله
ز مدت چون دلم شوقِ زیارات شهان دارد
مرا در روضهٔ شان زود کن زوار، یا الله
بحُبِّ چارده کآن اخیر الناس اند در دوران
نصیبم ساز حُبِّ صحبهٔ اخیار، یا الله
تو کارم بر مرادِ طبع فرما کار سازِ من
بحقِ محي دین، حامي هر کار، یا الله

بود در ظاهر و باطن ترا معلوم چون حالم
همي سازم بحضرت حالِ خود اظهار، یا الله
ز عصیان سر بجیب و بر زبانم عرضِ غفران است
منم سر تا بپا عاصي، توئی غفّار، یا الله
ز عاصي توبه و از تو مغفرت چون هردم است مُنضم
بکن وردِ دلم پیوسته استغفار، یا الله
ز اطوارِ بدِ خویشم خجل چون پیشِ خویش اکنون
چو نیکانِ جهانم کن نکو اطوار، یا الله
شده چون سر خطِ جرمم ز بدکاري غلط یکسر
برین سر خط خطِ عفو است مرا درکار، یا الله
شود تا نفسِ سگ مجبور حکمش بعد ازین هردم
بکن نقشِ دلِ من نامِ خود جبّار، یا الله
ز بیم قهر تو "یا ربِّ ارحم" وردِ دل دارم
شنیدم نام تو تا در جهان قهّار، یا الله
تو گل گل از نسیم فضل خود کن کِشتِ اعمالم
در این گلزار چون خارم اگرچه خوار، یا الله
بود شر از من و خیر از تو، دیگر خوبي و خیر است
به بحث خیر و شر نبود مرا تکرار، یا الله
بهر حالت که پیش آید مرا اندر غم و شادی
ز تسلیم و رضا در صبر و شکرم دار، یا الله
من از بي قدرئ یاران چو بی قدرم، مرا فرما
گرامي قدر چون یارانِ پر مقدار، یا الله
گذشته دردم از حد، حالِ من بین و دوایٔ کن
ز قانون الشفائ حکمتت یک بار، یا الله
بود ربطِ طبایع چون بهم مطبوعِ اهل دل
بکن با طبع هر کس طبع من هموار، یا الله

بحق آنکه در اکلِ حلال است نیتم صادق
بکن در گفتگویم صادق الاطوار، یا الله
بود "الفقر فقری" قولِ من، دیگر بحرصِ نان
مکن محتاجِ دونانم در این ادوار، یا الله
نماز و روزه و حج و زکاة است فرض چون بر من
مرا اندر ادای جمله ثابت دار، یا الله
چو اندر فکر و ذکرت خاطرم فکرِ رسا دارد
ببر از خاطرم دیگر همه افکار، یا الله
کنم تا در خیالت شکر از بیدار بختیها
کن از خواب و خیال غفلتم بیدار، یا الله
صفاي تازه دارد سعيِ کار خیر و خوبي‌ها
بسعيِ کار خیرم ساز از اخیار، یا الله
کنم تا سیر قدرتهاي والا قدر تو هر جا
کن اندر سیر گاهِ قدرتم سیّار، یا الله
بسازم تا در این زندان سرا با حبس چاه غم
عزیز مصر عزم [؟] ساز یوسف وار، یا الله
تو بشنو زاریم، کن هر نفس زارم بعشقِ خود
چون من از نفس شومم هر نفس بیزار، یا الله
بود چون خانهٔ دل مظهرِ ذاتِ شریف تو
جمالِ خویش بنما از در و دیوار، یا الله
ببزمِ عاشقان دارد دلم چون از ازل ربطي
بکن از ساغرِ عشق خودم سرشار، یا الله
به بحرِ عشق در شوق لقاي خویشتن فرما
سحابِ هر دو چشمم ابر گوهر بار، یا الله
نیَتم منصور تا گویم انا الحق مائلِ حقم
کسي کو حرف حق گوید رود بر دار، یا الله

مرا در بي سر و پائي سر این کار کي باشد
بود بردار دایم جاي هر سردار، یا الله
تو رونق بخش اسلامي وگر نه گشته است اکنون
زمین "تهته" کفر آباد چون "هالار" یا الله
در این بی دیني و دنیا فریبي هاي اهل دین
ز دنیا و ز دینم ساز برخوردار، یا الله
تو فتاحي چو از فتح تو دل شاد اند اهل دین
بفتح دین خجل کن لشکر کفار، یا الله
بجاه آنکه اقبال است نصیب دوستان دین
بکن با دشمنان دین نصیب ادبار، یا الله
گذشت از جان، هر کس مي گذارد مال هم باوي
شنیده چون ز ظالم بگذر و بگذار، یا الله
ز عدل خویش آبادان بکن اي عادل مطلق
چو طرح غله ویران کرده ملک لار، یا الله
بطرح غله طرح صد تظلم مي کند برپا
ز بس کمدار این طرح اند رشوت خوار، یا الله
مگر کرده اجاره خان و مان مردمان ظلماً
چه بد مستاجر ظلم است اجاره دار، یا الله
دل هر کس بفریاد و فغان ز این ظلم شان دیدم
بهر خانه بهر کوچه، بهر بازار، یا الله
چو وقت غور فرمائی است فرما غور ظلم شان
ز عدل خسروان سند عدل آثار، یا الله
بود تا نام عالم باد دائم عالم آبادان
بطور عدل این شاهان نیک اطوار، یا الله
بعالم هرچه مي بینم همه بر عکس مي بینم
از آن در عرض حالت مي کنم تکرار، یا الله

ز اقرب نیش عقرب خوردم و دیگر نمي دانم
تو دانائي بود قربت بمن درکار، یا الله
ز خویشان رفته بوی خویشي و چون خویش حیرانند
ز فضلِ خود از این خویشان بخویشم دار، یا الله
ز بس کم شد ره و رسمِ وداد و اتحادِ دل
شقاقي و نفاقي مردمان بسیار، یا الله
چو کارِ خلقِ دوران درهم افتاد است ز بدکاري
ظهورِ صاحبِ دوران بود درکار، یا الله
شود تا مصلح احوالِ شان در ظاهر و باطن
تو ظاهر کن بفضلِ خویش آن سالار، یا الله
مرا حاضر کن اندر حضرتش تا از ولاي دین
نمایم در حضورش نقد جان ایثار، یا الله
منم چون ختمه خوانِ مصطفا و آله الاطهر
بده از ختم خیرم تازه استبشار، یا الله
تو ذوالفضلي بگاه نزع جانم بر رضايِ من
ببر جانم بذکرِ افضل الاذکار، یا الله
پس از جان دادنم چون مجتمع گردند یارانم
به تکفین و به تدفینم تو گردي یار، یا الله
دم تنگي و تاریکي ز فضل خویشتن قبرم
ز مهر نور ایمان ساز پر انوار، یا الله
بده با گفتگويِ ن اجابت در جوابِ شان
مرا منکر نکیر آرد چو در گفتار، یا الله
کنم اندر جوابِ شان ز فضلت با یقینِ دل
بوحدانیتت حُبِّ شهان اظهار، یا الله
بکن جانم پس از مُردن ز شادیهايِ وصلِ خود
بجنت، آنکه تجري تحت الانهار، یا الله

بآساني چر بگرفتم صراط المستقیمِ دین
مکن از پل گذشتن بهر من دشوار ، یا الله
بگاه وزن اعمالم که حق است کار سنگین تر
ز اعمالِ بدم اعمال نیک آثار ، یا الله
چو در دنیا و دین ناکاره ام از فرط بدکاري
به حشر و نشر با عفو تو دارم کار ، یا الله
بروزِ حشر چون هر کس بفکرِ نفس خود باشد
تو در جنب شفیع روز حشرم دار ، یا الله
چو فضلت در دو عالم ناجیٔ هر خاص و عام آمد
بکن این نو مناجاتم نجات آثار ، یا الله
دعایش بارها گفتم شنیده یا که نشیده
تو بدعوایٔ تو [؟] بشنو این دعا یکبار ، یا الله
بکن در صاحبانِ سند ز اکرامِ کریم خود
کرم پرور شه ما نامي ادوار ، یا الله
به فرزندم که از یمن امامم کردهٔ بخشش
بکن از خوبي و خیرش تو برخوردار ، یا الله
به بخش از فضلِ خاص و بخششِ عام امام دین
بافزونیٔ عمرش نیکیٔ اطوار ، یا الله
تو کارش در دو عالم بر مرادِ طبع کن حاصل
بفضلِ حق چو دارد "مائلِ" حق کار یا الله

[ب ٦- ص- ۹۱]

۳ـ قصیده در نعت و منقبت

گلشنِ طبعم گل افشان در ثنایٔ مصطفا ست
هر گلِ فکرم ز نو مدحت سرایٔ مصطفا ست
هر گلِ این تازه گلشن رشک صد فردوس شد
ز انکه شادابیش از آب و هوایٔ مصطفا ست

در هواي نو بهارِ گلشنِ مدح نبي
بلبلِ شوقم غزل خوان از براي مصطفا ست
صد نواي شوق دارد بر لب اين نو عندليب
نغمهٔ عشرت فزاي ما نواي مصطفا ست
کیستم من عندليب بي نواي باغِ عشق
اين نوايم بر زبان محض از عطاي مصطفا ست
يمن مدحش صد گلِ معني به طبعم کرد گل
ورنه کی طبعم سزاوارِ ثناي مصطفا ست
مطلعِ نو سر زد از طبعم به مدح مصطفا
جلوه زن اين مهر تابان از ضياي مصطفا ست
روشني ديده دل از لقاي مصطفا ست
سرمهٔ چشمِ بصارت خاکپاي مصطفا ست
بي نياز از دولتِ دونان گداي مصطفا ست
دولتِ دنيا و دينم از عطاي مصطفا ست(۱)
شد نجاتِ نوح از طوفان بفيضِ احمدی
نارِ ابراهيم گلزار از هواي مصطفا ست
آدم وشيث و عزير و صالح و جرجيس هم
هر يکي از شوقِ دل مدحت سراي مصطفا ست
نغمهٔ داؤد سر تا پا نواي عشق او ست
اسمعيل از درد عشقش جان فداي مصطفا ست
يوسف اندر مصرِ خو بي شد عزيز از فيضِ او
شوکت ملک سليمان از عطاي مصطفا ست
ديد زکريا براه عشق احمد صد محن
يونس اندر بطنِ ماهي مبتلاي مصطفا ست
موسی اندر طورِسينا ديده نورِ احمدي
عيسي اندر چرخ چارم در ثناي مصطفا ست

(۱) بياض ششم اين مطلع ندارد .

باعثِ ایجادِ عالم شد وجودِ پاک او
خلقت کون و مکان محض از برایِ مصطفا ست
کعبة الله چیست ، باشد قبلهٔ طاعات او
عرشِ اعظم چیست، جائي با صفايِ مصطفا ست
چند گویم از سخایِ آن شهِ والا هم
بخشش هر دو جهان جزوِ سخايِ مصطفا ست
از پيِ عفو گناهِ عاصیان تا روز حشر
در حریمِ حضرتِ حق التجايِ مصطفا ست
مطلب خود بر درِ دنیا نخواهم بُرد ز انکه
مطلبِ من بر درِ مطلب کشايِ مصطفا ست
بادشاهِ ملک فقرم ، بي نیاز از این و آن
تاج شاهي بر سرم ظلِّ همايِ مصطفا ست
جز گنه‌کاری نه دارم زاد راهِ آخروي
روزِ محشر چشم امید از شفایِ(۱) مصطفا ست
مدح او لا احصیٰ آمد همچو حمد ایزدي
مدح خوانِ مصطفایم بس خدايِ مصطفا ست
حبّ احمد فرض باشد همچو عشقِ ایزدي
نشهٔ این باده گویا از ولايِ مصطفا ست
از ولایش شد وليّ‌الله خطاب مرتضا
شاه مردان ، شیر یزدان مرتضايِ مصطفا ست
لا فتا الاّ علي لا سیف الاّ ذوالفقار
این دُرِ موزون به مدحش از خدايِ مصطفا ست
زورِ بازوي الٰهي پنجهٔ شیر افگنش
شیرِ حق،مرحب(۲) کشّ وخیبر کشايِ مصطفاست
سایق الایمان و ذي‌العدل [و]ذوي‌الحلم و حیا
یارِ غارِ مصطفا و جان فدايِ مصطفا ست

---

(۱) کذا . [شفاعِ ؟] .
(۲) اصل . [راهب ؟] .

مسند آرايِ نبوت وارثِ علم نبي
هادیِ راهِ حقیقت آشنايِ مصطفا ست
در غديرِ خُم نشاندش مصطفا بر جايِ خويش
وارث جايِ نبی الله بجايِ مصطفا ست
منکر فضل و کمالش هست مردود ازل
مخلص او تا ابد اندر شفايِ (۱) مصطفا ست
مي برندم دست اندر دست تا خلد برين
دستِ من در دامنِ آلِ عبايِ مصطفا ست
خُلد باشد گلشنِ مدح جنابِ اهل بيت
هر يک از شان در رهِ دين رهنمايِ مصطفا ست
حضرت خاتون جنت بانوی خلد برين
نازِ مريم ، فخر حوّا ، غمزدايِ مصطفا ست
دُرِ عصمت ، اصل فرع چارده معصوم پاک
بضعهٔ ذات عصمت [؟] آشنايِ مصطفا ست
سروِ گلزار امامت سبزِ پوشِ باغِ خلد
زينتِ بزمِ شهادت مجتبايِ مصطفا ست
صاحبِ خُلقِ حسن ، کانِ حيا و گنجِ حيلم
حُسن خلقش معنيِ حلم و حيايِ مصطفا ست
از غمِ شاه شهيدان گشت فکرم نا رسا
دشتِ فکرم گوئيا کرب و بلايِ مصطفا ست
گوهر جان در غمش از ديده مي آيد برون
گوهرِ جانم فدایِ اين عزايِ مصطفا ست
ديده از اعدايِ دينِ مصطفا صد گونه رنج
تشنهٔ دشت بلا و جان فدايِ مصطفا ست
حضرت عباد دين پس مانده طوفانِ غم
نوحِ طوفان ، آدمِ آل عبايِ مصطفا ست

---

(۱) کذا . [شفاع ؟] .

عالم علم لدني حضرت باقر امام
بر سرِ صدر امامت رهنمائ مصطفا ست
دينِ جعفر همچو صبح صادق آمد جلوه بخش
جلوهٔ اين صبح صادق از صفائ مصطفا ست
موسي طورِ امامت ، معني و الكاظمين
رهبرِ حق ، معنئ حلم و حيائ مصطفا ست
در حريم مشهد شاهِ خراسان همچو خور
جلوه زن نورِ علي موسي رضائ مصطفا ست
حضرت بو جعفر ثاني محمد بن علي
در لقب چون جدِ عالي مرتضایٔ مصطفا ست
سوئ گلزار تقاوت هاديم فيض نقي ست
هادي دين ، پرتوِ شمعِ هدائ مصطفا ست
حضرت شاه حسن آن عسكري خالص لقب
صاحبِ جيشِ حق از مجد و علائ مصطفا ست
برد جانم انتظارِ آنکه بهر دفعِ كفر
در كفش از حكمِ حق تيغ و لوائ مصطفا ست
كن خدايا زود ظاهر آن ظهيرِ دين پاک
در ظهورش اين دو عالم با خدائ مصطفا ست
گفته ام از صدق دل مدحِ امامانِ هدا
هر يک از شان بر سريرِ دين بجائ مصطفا ست
سورهٔ اخلاص مي خوانم باخلاصِ دلي
سورهٔ اخلاص ما مدح و ثنائ مصطفا ست
سائلانه از پئ قربِ جوار احمدي
التجايم در حريمِ كبريائ مصطفا ست
مي كنم ختمِ سخن اكنون به عرضِ مدعا
ز انکه حاصل مدعايم از دعائ مصطفا ست
دردِ دل دارم ز وضع دهر و فكرِ دنيوي
دافع اين دردِ دل سوزم دوائ مصطفا ست

عاجزم ، در مانده ام ، کس را نه دارم چاره ساز
چارهٔ در ماندگان لطف و عطاي مصطفا ست

مائل مسکین نه دارد توشهٔ دنیا و دین
توشهٔ دنیا و دینش اقتداي مصطفا ست

"مائلا" بس کن ، مشو غمگین که در دنیا و دین
دستِ ما و دامنِ آلِ عباي مصطفا ست

[ب ٦ - ص ٧ ، ب ٣ - ص - ١٧٠]

٣- قصيده در نعت

حق ترا داد یا رسول الله — نورِ ارشاد ، یا رسرل الله
نورِ ذاتت بنورِ حق همدم — بود ز ابعار (۱) ، یا رسول الله
نور ذاتت بخلقتِ ارواح — رشدِ نو داد ، یا رسول الله
حق پئ رشدِ نور ذاتت کرد — خلق اجساد ، یا رسول الله
از وجودِ تو خلقتِ عالم — یافت ایجاد ، یا رسول الله
سورهٔ نور در صفاتِ رُخت — حق فرستاد ، یا رسول الله
مادرِ دهر در کرم خلقي — چون تو کَـي زاد ، یا رسول الله
چشم و گوش فلک ندید و شنید — چون تو جواد [؟] ، یا رسول الله
نیست در عدّ جمله اوصافت — جائ تعداد ، یا رسول الله
مرشد عالمي ز رشـد تو باد — عالمي شاد ، یا رسول الله
باد دایم ز یادِ تو بدلم — یادِ حق یاد ، یا رسول الله
شوق و ذوقت ز فیضِ دلداري — دل بدل باد ، یا رسول الله
دل به دامِ هوا شده پابند — سازَش آزاد ، یا رسول الله
دیده بیدادِ نفس مي سازم — داد بیداد ، یا رسول الله
سختئ نفس گشته در ره دین — سدِّ فولاد ، یا رسول الله
جمله کارِ دلم ز شومیٔ نفس — غلط افتاد ، یا رسول الله
مایهٔ عجز بادِ نخوتِ نفس — داد برباد ، یا رسول الله
از ریا گشته سبحه در دستم — دامِ صیاد ، یا رسول الله

(۱) بمعني نور و روشني از دور.

نیست کارم ز فرطِ بد کاري غیر فریاد ، یا رسول الله
شدد ز آدم گنه مگر کُنَدَم عفوت آزاد ، یا رسول الله
بیکسم دستِ لطف بر سر من کس نه بنهاد ، یا رسول الله
به نگاهِ کرم ازین اندوه کنم آزاد (۱) ، یا رسول الله
شاد گردم ز غم گرم سازي گاهِ غم یاد ، یا رسول الله
مي کَنَم کوهِ دل به تیشهٔ غم همچو فرهاد ، یا رسول الله
عشق خوش دولتیست دولتِ عشق سازم امداد ، یا رسول الله
تا بگردد دلم ز دولتِ عشق دولت آباد ، یا رسول الله
مرشدم چون توئي بنِه بسرم تاجِ ارشاد ، یا رسول الله
شد بناي ستم ز سختئ دهر سخت بنیاد ، یا رسول الله
کرد برپا بدهر تیغِ ستم چرخِ جلاد ، یا رسول الله
ستمِ طرح صرف توزیع است ز این ستم داد ، یا رسول الله
چرخ مُلحد بدهر پیدا کرد رسمِ الحاد ، یا رسول الله
بي نشان شد ز ممسکي در دهر نامِ جواد [؟] ، یا رسول الله
داد برباد دهر بی دانش دانِش و داد ، یا رسول الله
شد محیط جهان ز جوشِ فساد بحر افساد ، یا رسول الله
عام گشته جفا و نامِ وفا رفته از یاد ، یا رسول الله
جمله ابنائ دهر از حسد اند باهم اضداد ، یا رسول الله
از غلط سهو خویش مي دانند سهو استاد ، یا رسول الله
شدتِ ظلم شان ببرد از یاد ظلمِ شداد ، یا رسول الله
حزب ارشاد خویش مي دانند کذب میعاد ، یا رسول الله
عبد نفس خود اند ز خود بیني جمله عباد ، یا رسول الله
شد مصلا و سبحه و دستار فخرِ زهاد ، یا رسول الله
بَر تو اصلاح حال امّت خویش لازم افتاد ، یا رسول الله
ده به دین از ظهور مهدي حق تازه ارشاد ، یا رسول الله

---

(۱) حاشیه ب ۲ و ب ۳ صـ ۱۱۰ : کن دلم شاد

مهدیِ حق و مُرشدِ امت | ز آلِ امجاد ، یا رسول الله
که باصلاح امتت کوشد | طبق میعاد ، یا رسول الله
ربّ ارحم و لاتذرنی فرد | ده بشان یاد ، یا رسول الله
کُن درین حشوِ دهر ز اصلاحش | جمع افراد ، یا رسول الله
تو کسِ بیکسانی از غم کن | هر کسی شاد ، یا رسول الله
رحمت عالمی ز رحم تو باد | عالم آباد ، یا رسول الله
کن دلم را به شادیٔ ایمان | ز این غم آزاد ، یا رسول الله
کن نصیبم به حبِّ خویش مدام | حبِّ اولاد ، یا رسول الله
کن دلم را ز حبّ حیدر دین | حیدرآباد ، یا رسول الله
کن نصیبم ز (۱) صدقِ آبائی | دین اجداد ، یا رسول الله
بخش با من ز صدق شان در دین | تازه (۲) ارشاد ، یا رسول الله
بخش روز و شبم ز وجه حلال | رزقِ معتاد ، یا رسول الله
هم باکلِ حلال صدقِ مقال | سازم امداد ، یا رسول الله
کن غنییم بفقر کز ازل است | فخرِ امجاد ، یا رسول الله
کن عطایم بخوبیٔ احباب | خیر اولاد ، یا رسول الله
"مائلِ" حق زجان غلام علی ست | طبق ارشاد ، یا رسول الله
کیست مائل بحق بحکم شما | عبد منقاد ، یا رسول الله
ده بیاد دلش صلوة و سلام | هر زمان یاد ، یا رسول الله

در دو عالم رفیقش از فضلت
فضلِ حق باد ، یاد رسول الله

[ب ٦- ص ۱۰ ، ب م- ص ۱۱]

---

(۱) ب م : به صدق .
(۲) ب م : رشد و ارشاد .

۴ــ قصیده نعت حضرت سرور کائنات

قصیدهٔ نعت حضرت سرور کاینات مفخر موجودات علیه و علي آله اکمل التحیة و افضل الصلوات. در تتبع قصیده میر محمد باقر گیلاني علیه‌الرحمه که بسال هزار و شصت و هشت (۱۰۶۸ھ) مطابق جلوس سلطان عالمگیر غازي منظوم نموده است و از آن قصیده که همگي نوزده بیت اند دوهزار هشتصد و پنجاه (۲۸۵۰) تاریخ جلوس بر مي آیند و این قصیده تتبع سوشح است بنام نامي و القاب گرامي حضرات معلا صفات دام اقبالهم، بدین طریق که از میان مصاریع اول ابیات قصیده شاه عنایت خان دام احتشامه و از سر حروف مصاریع اول ابیات قصیده میر کرم علي‌خان دام کرامته و از میان مصاریع ثاني ابیات قصیده میر مراد علي شیر دام مراده بطریق توشیح جلوه گر مي گردد. و همه ابیات این قصیده نعت بست و یک (۲۱) بیت مي باشند، و ازان سه هزار و چهار صد و هفتاد پنج (۳۴۷۵) تاریخ مطابق سنه ۱۲۲۶ھ که سال نصرت یابي عساکر نصرت مآثر بندگان معلا و شکست داؤد پوترها مي باشد، پیدا مي شوند، — فافهم.

[م] مدار و رشد جهان عالم حقایق آن — مجید و اول حق کانِ رحمت رحمان
(ش) — (م)

[ي] یقین ده اهل شرف رهنمایٔ اجمل کل — مدار کار مهان مقتدای کل جهان
(ا) — (ي)

[ر] رسول و اکمل کل و شهي شجاع و امام — امان جان و مدار عنایت رحمٰن
(ه) — (ر)

ک] کریم اهم جهاد و سخا معلم کلّ — نصیر و یاور اکمل قوایٔ فوج شهان
(ع) — (م)

[ر] رفیق جیش سلاطین ملک و انور و دّ — کرم مدار جهان اقتدایٔ کلّ مهان
(ن) — (ر)

[م] محیط جود و سخا و مدار کار احد — لوایٔ نور محمد دثار اجمل آن
(ا) — (ا)

[ع] علیم عالم جمله علوم خاصِ ودود — ارم نتیجه و ممدوح حق در همه آن
(ي) — (د)

[ل] لطيف آل تقا و مجيد يار رسل مراد علم قيدم تاج امن عالميان
(ت) (ع)

[ي] يد سخا و دل جود و راس علم كمال نتيجهٔ كرم وُدّ اقدم رسلان
(خ) (ل)

[خ] خليل امجد امام همام كلّ رسل لوائ سايه نور و دثار اكمل جان
(ا) (ي)

[ا] اجلّ طور تقا و نگين كلّ رسل رسول اقدم حقِ رحيم و جهد نشان
(ن) (ش)

[ن] نهال نورس ودّ و جهاد اميد ثمر امين و سرور اهل تقا و كلّ جهان
(د) (ي)

[د] دعائ خاص حصول رجاء كام همه اهم داروئ درد من و سقامت جان
(ا) (ر)

[ا] اهم رجاء هدا مقتداي روح القدس امان تاج عطيّهٔ حق سرِ دوران
(م) (د)

[م] مقوّم اهل تقا كمل جميع رسل ميهان مدار كرم اقتدائ كلّ جهان
(ا) (ا)

[ک] كمال قدرت آمال حق و آل رجاي مكرّم اهل قدر تكيهٔ امان جهان
(ح) (م)

[ر] رسول و اعلم حق اتقایٔ مجمع وُدّ سرور جان وداد و سمد متقيان
(ت) (م)

[ا] امام لشكر شاه و ولیٔ آل رجاء نصير و حامیٔ ما ياور فتوح جهان
(ش) (ر)

[م] مطيع خاص ودود و رواج كلّ مطاع كليم و طور تقا و رجاء كون و مكان
(ا) (ا)

[ت] تقائ اهل حق و اكرم رسل جوداً قدر شكوه مدار الامم نگين جنان
(م) (د)

(ه) هدا مدار و خليل الاحد رجاء اهم
(ه)

قدامه عرشِ حق واح "مائل" جانان [ب ٦- ص ٦٣]
(ه)

۵ - قصيده

[در منقبت و مدح مير کرم علي خان]

عشق آمد و افروخت بدل آتشِ غم را
بنمود ز نو شعله فشان آه الم را

شمعِ حرمِ قدس شود شعلهٔ آهم
بينم بشب ار جلوهٔ رخسار صنم را

تا بر فلکِ عشق زدم رايتِ اندوه
دارم ز غم و غصه بخود خيل و خدم را

تا غرقِ مذلتِ شده ام از غمِ دوري
طوفانِ سرشک است برخم اشک ندم را

در دير و حرم نيست بجز جلوهٔ وحدت
باشد ز صمد جلوه برخسار صنم را

آمد بتِ من چون ز ازل محرمِ اسرار
بُتهاي جهان سجده نمودند حرم را

از خسروِ شيرين چه توان گفت به فرهاد
با تيشه نه کنده است کسی کوهِ الم را

عاشق نه کند شکوه ز بيمهريِ معشوق
هر چند ز دستش کشد او جور ستم را

موقوف بدرد است شنيدن خبرِ درد
از نغمهٔ غم نيست اثر گوش اصم را

صد نغمهٔ عشاق کند گوش زن خلق
ناهيد فلک يابد اگر نغمهٔ غم را

غمگين نه شود طبع گل از نغمهٔ بلبل
گر بلبل طبعم بزند نغمهٔ غم را

تا چند بگويم سخن عشقِ مجازي
در عشقِ حقيقي است سخن اهل همم را

اي آنکه دلت ز آتش عشق است منوّر
پروانه صفت طوف نما شمعِ حرم را

یک شعله ز این نایره بگرفت چو موسیٰ
بر طور تجلی است چنین مرتبه کم را
باید بره عشق نمودن قدم از سر
بگذار درین راه تو فهمیده قدم را
نبود بجز از عشق علي مقصد عشاق
دارند بر این عهد بهم قول و قسم را
دادند چو سرمایهٔ عشقش بکف من
با نقد دو عالم نه دهم جنس الم را
بر لوحهٔ دل نام علي کرده قلم بند
دادم شرفي تازه ز نو لوح و قلم را
چون حُب علي معنی ایمان بیقین است
فرض آمده ایمان به علي جمله اُمم را
حق داد بحق شاهي کونین به کونین
شاه نجف اشرف و سلطان عجم را
آن شاه حق آگاه که از یمن ولودش
حق قبلهٔ طاعات نموده است حرم را
آن شاه فلک جاه که پیوسته بنامش
کردند بپا بر فلک فضل علَم را
آن شاه قضا قدر که از غایت قدرت
زد چون بسر خصم نبي تیغ دو دم را
از غایت اعجاز که تیغ دو دمش داشت
بنمود بدم بهر عدو راه عدم را
آن شاه الم دوست که برداشت بیکبار
از بهر سبکبارئ ما بار الم را
در جنگ صفین و جمل و اهل خوارج
ارباب ستم گرچه نمودند ستم را
لیکن چو بلا خاصهٔ خاصان الٰهي است
جز صبر نه فرمود دگر چارهٔ غم را

بر مصلحت وقت اگر حکمِ حَکَم رفت
چون صلح حدیبیه بدان حکم حَکَم را
جز لعنت حق آنکه بود خاصهٔ ظالم
بیجا ست که آرم بزبان سبّ و شتم را
آمد چو باجماع غدیر آیهٔ تبلیغ
باور نه کنند اهل حق اجماع اُمم را
گر باغ فدک برد کس از ظلم چه اندوه
در حشر کند حق عوضش باغ ارم را
حق خواند به قرآن چو ورا نفسِ پیمبر
حاصل شده در صَحَبه چنین مرتبه کم را
خاک قدمش سرمه نمودند ملائک
در کعبه چو بر دوشِ نبي کرد قدم را
با کحلِ جواهر نه توان کرد برابر
خاکِ قدمِ آن شرف افزائ قِدَم را
آرد ز مه و مهر فلک نقد زر و سیم
منقوش بنامش کني ار روئ درم را
تا نگهت عدلش شگفاند گلِ امید
چیدند ز گلزارِ جهان خارِ ستم را
ز اعجاز مسیحائیش آرم چه به تبیین
نامش برد از جسم جهان جمله سقم را
پامال چو نقشِ قدمش ساخت بیکدم
از راه نبي هر که پس انداخت قدم را
شاها! المِ هجر تو جان سوزِ احبّا ست
وصلت مگر از جان برد این سوزِ الم را
شاها که بود جز تو که در رکعتِ اولي
بخشید به سائل ز کرم خاتمِ جم را
بنما ز کرم ارض نجف تاکه کنم سیر
آن روضهٔ رضوان حرم و رشک ارم را

در دردِ حسین و حسّنت ای شه مظلوم
گه تیغ جفا خواهم گه زهرِ ستم را

غمگین جهانم ز غمِ آلِ تو شاها
کو مرگ شهادت که برد این هم و غم را

در دوستیٔ آلِ تو از جان چو فدایند
داریم بجان دوستیٔ اهلِ عجم را

پرسند ز من گر خبر از موطن اسلاف
با عرفیٔ شیراز کشم ربط قِدم را

از عرفیٔ شیراز بیارم پیٔ تضمین
یک فرد گزین آنکه دهد زیب رقم را

"یک منعم و یک نعمت و یک منت و یک شکر
صد شکر که تقدیر چنین راند قلم را"

باشد نسبم باقري و مذهب جعفر
حاصل به جهان آمده این نعمت کم را

سائل به غلامیٔ علي شیر دل ما است
باشد شرفِ خاص غلامیٔ قدم را

بادا به غلامانِ علي فضلِ خدا یار
تا فضل خدا یار بود اهلِ کرم را

یا شاهِ نجف کن به نجف مسکنِ احباب
تا فرض بود حبِّ تو اصنافِ آمم را

تا در دو جهان شاد ز الطاف تو باشند
از خاطرِ احباب ببر هر هم و غم را

در منقبتت آنکه شها گفت خداوند
جز عجز ندارم چو دگر قوتِ دم را

پس بِه که پس از منقبت و عرض تسالیم
در مدحتِ احبابِ تو رانیم قلم را

صد شکر که حق ساخته مقبول احبا
خاقان جهان ، میرِ زمان همسرِ جم را

مدوح زمان میر کرم بخش کز اکرام
گسترد بر احباب علی خوانِ نعم را
در مدحت آن مطلعِ خورشید کرامت
با مطلع نو شاد کنم اهلِ کرم را
وقت است که رانم برخِ صفحه قلم را
هر صفحهٔ دوران بکشم تازه رقم را
سازم رقم مکرمتِ ایزدِ منان
مرقوم پیٔ آنکه گزیده است کرم را
آن میر جوان بخت و جوان دولت و جم جاه
که افزود بدوران ز حشم رتبهٔ جم را
در عهد شریفش به جهان پروری از عدل
بنمود فراموشِ جهان رسمِ ستم را
داده است ز بس معدلتش ربط باضداد
از گرگ دگر بیم بدل نیست غنم را
گردد سخنِ مدحتِ او شهرهٔ آفاق
سازم ز دوات و قلم ار طبل و عَلم را
نامش بجهان شهرهٔ عالم ز کرم گشت
حق داد چو با نامِ علي ربط کرم را
آري بجز از «لا» که کند نفي سوي الله
دارد همه دم وردِ زبان لفظِ نعم را
در چشمهٔ خورشید ندیده آبِ مروت
از عین کرم ساخت روان چشمهٔ یم را
محتاج بخود ساخته از فیضِ دل و دست
با همت عالي همه اربابِ همم را
با خُلقِ زبان و کرم و عدل و شجاعت
بنمود ز نو زنده رسومِ آب و عم را
از فضل و کمالات کمالش عجبي نیست
مخدوم زمان سازد اگر جمله خدَم را

گیرد چو بکف بهر نوشتن قلم از شوق
آفتد قلم از دست همه اهلِ قلم را
گردد بجهان تا که ولي نعمتِ عالم
بخشید نعیم از ازلش جمله نعم را
با ذاتِ شریفش بود اقبالِ ابد یار
دارد چو برین عهد بحق قول و قسم را
صد بار بدرگاهِ مُعلاش گر آیند
کی‌طاقتِ یکبار سلام است کَي و جم را
هر نقش بتن آمده چون داغِ مصیبت
از هیبتِ تیغش ابداً شیرِ اجم را
تا صید سگانش نشود مفت چو آهو
شیرِ فلک آموخت ز نو شیوهٔ رم را
اي ابرِ کرم ، کانِ عطا ، بحرِ کرامت
فرما ز کرم عینِ عطا چشمهٔ یم را
از بهرِ سلام درت آموخت خمیدن
گردون که به تسلیمِ درت یافته خم را
نامت بجهان گیري گردد علمِ دهر
با تیغ و سپر گر بزني طبل و علم را
تا زنده بود در طلبِ مرگ مفاجات
دادند به خصمت ز ازل غصه و غم را
ممدوح زمان گردد از فیضِ مدیحت
آنکس که براند به مدیحِ تو قلم را
در مدح تو اي حضرتِ ممدوح زمانه
با عرض غمِ دل چه دهم طول رقم را
فیضِ کرمت خواهش این مفلسِ داعی‌است
فرما به سویِ داعيِ خود چشمِ کرم را
تا گشته خلاص از غمِ افلاس ز فیضت
زین بعد نیارم بزبان این هم و غم را

با مدح دعا آمده چون لازم و ملزوم
لازم که برانم بدعا باز قلم را
یا رب ز کرم بخش بآن میرِ نکو نام
فرزندِ نکو طالع و فرخنده شیم را
بادا ابد الدهر شعاعِ کرمش عام
تا عام بدوران بکند رسم کرم را
مامون بظلّ ِ کرمش خلقِ جهان باد
تا امن ز آفات بود اهلِ حرم را [ب-٦-ص-٥١]

۵ - قصیده

[در حمد و منقبت و مدح میر کرم علي خان]

منم که شغل دل من بود بصبح و مسا
تبارک اسمک یا ذوالکرم به مجد و علا
علوّ ذاتِ تو افزون ز دانش و ادراک
سُمو قدر تو بیرون ز بینش دلها
چو قطره گرچه فرو شد درین محیط ولي
کجا به کنهِ کمالت رسیده فکر رسا
بعلمِ تو نرسد عالمِ جمیع علوم
توئي علیم ز تو علم علّم الا سماءٔ
توئي بصیر ز تو حاصل است بصارتِ دل
توئي سمیع ، تو بنمودهٔ مرا شنوا
ز نحن اقرب اینجا سخن زنم بالصدق
توئي قریب دل از قرب تو گرفته صفا
توئي حفیظ که حفظ تو حافظم آمد
بهر مکان و بهر مسکن و بهر ماویٰ
توئي مجیب بحق یا مجیب دعواتي
ز تو امید اجابت بود باهلِ دعا
به چشمداشت که بیني بسوئ من از لطف
توئي لطیف ز لطفت مرا ست چشم رجا

توئي که هست درت ملجاء حصول امل
منم که نیست مرا جز درت دگر ملجا
توئي که هست درت سجده گاهِ اهلِ سجود
منم که بر درت افتاده ام جبین فرسا
توئي که نیست بغیر از تو در جهان معبود
توئي که نیست بغیر از تو در جهان مولا
توئی که نیست بغیر از تو قاسم الارزاق
توئي که نیست بغیر از تو خالق الاشیا
توئي که ذات تو دارد صفات بیچوني
توئي که نیست بحکمِ تو جائ چون و چرا
توئي که آمده محکوم حکم تو کونین
توئي که کن فیکون است حکم تو همه جا
توئي که نیست ز فرموده‌ات گذر بکسي
توئي که بنده بفرمانِ تست شاه و گدا
توئي که هست ز اوصاف تو کریم بحق
توئي که از کرمت عالمی است کام روا
توئي که گشت محمد ز حبِّ تو محمود
توئي که شد ز ولایت علي ولي الله
توئي که هست ز مهرت وجود انورِ شان
یکي چو مهر، دویم همچو مه بر اوج وفا
توئي که شد به ثنایت ز عجز ورد دلم
لک الثناءُ من اهل الثناءُ صبح و مسا
توئي که شد به ثنائ تو لازم و ملزوم
مدیح احمد مرسل رسول خاص خدا
ز بسکه بود وجودش احد بذات احد
به میم مجد به گشت احمد از احد پیدا
مهِ سپهرِ رسالت محمدِ عربي
که عالمي است ز نور رسالتش بضیا

خوش آنکه بعد اداي ثناي ایزد پاک
شوم بمدح جنابش ز نو غزل آرا
محمدِ عربي شاه یثرب و بطحا
محمدِ عربی ماه لیلة الاسریٰ
محمدِ عربي جانِ جسمِ جمله مَلَک
محمدِ عربي نورِ دیدهٔ دلها
محمدِ عربي شمعِ محفلِ تقدیس
محمدِ عربي نورِ پاک ذات خدا
محمدِ عربي معدنِ عنایتِ حق
محمد عربي مخزنِ علومِ هُدا
محمدِ عربي کعبهٔ امید و امل
محمدِ عربي قبله گاهِ اهلِ صفا
محمدِ عربي پیشوايِ اهلِ زمین
محمدِ عربي مقتدايِ اهلِ سما
محمدِ عربي صدرِ مسندِ لولاک
محمدِ عربي جانشینِ عرشِ علا
محمدِ عربي صاحبِ لوايِ الحمد
محمدِ عربی ذوالمحامد والا
محمدِ عربی کانِ بخشش و اکرام
محمدِ عربي بحرِ جود و ابرِ عطا
محبتش چو خدا کرد فرض بر ثقلین
محمد است بصدق و یقین حبیبِ خدا
محمد است که محمود از صفاتِ وي است
محمد است صفاتاً ستودهٔ دو سرا
ز بسکه هست ز اسماءِ پاک او مدعو
محمد است مجیب‌الدعاءِ اهلِ دعا
به شاهیش همه دم نازشِ گدایان است
محمد است شهنشاهِ اهلِ ارض و سما

شهنشا بدرت هر صباح عرض دل است
بذکر اسمک اصبحت شایقاً ابدا
شهنشها ! ز زبان من و جمیع الخلق
ابد علیک و علي آلک الصلوة خدا
شهنشها ! بود از لازمات مدحت تو
مدیح سرور عالم علي ولي الله
شهنشها پي تنویر مطلع مدحت
سزد به مطلع تو شرح مدح آن مولي
علی علي و علي عالي و علي اعلا
علي ولي و علي والي و علي والا
علي وصي علي وارث و علي والي
علي امیر ، علي بادشه ، علي مولا
علي علیم و علي عالم و علي اعلم
علي عظیم و علي اعظم همه عظما
مرا ز اسم عظیم این زمان نشان دادند
علي ست اسم علي و علي است اسم خدا
بحق آنکه علي با حق است و حق به علي
بحق علي است مساوي بحق میان حقا
علي محیط سخاوت ، علي است ابر کرم
علي است معدن جود و علي است کان سخا
علي است ابن ابي طالب و ابوالحسنین
علي است بن عم و داماد سرور دو سرا
علي است فاتح خیبر [و] یار پیغمبر
علي است صاحب فتح المبین بحکم خدا
علي است فرع نکو اصل صاحب یاسین
علي است مقصد اصلي سورهٔ طاها
علي است ساقئ کوثر میان یوم نشور
علي است شافع محشر میان روز جزا

علي است قاطع برهانِ باطلِ کفره
علي است قامعِ بنیانِ زمرهٔ اعدا
علي است قاسمِ نار از برایٔ اهلِ سقر
علی است قاسمِ جنت بجنت‌العلیا
علي است افضل اصحابِ احمدِ مرسل
علي است اکملِ احبابِ آن حبیبِ خدا
علي است جدِ کبارِ چهارده معصوم
علي است بابِ کرامِ ائمة النجبا
علی است آنکه بشانش بگفت پیغمبر
منم مدینهٔ علم و علي در است مرا
علي است آنکه بود مادحش خدا و رسول
علي است آنکه بود مدح او فزون ز حصا
علي است آنکه خطابش بود شهنشهٔ دین
علی است آنکه بود شاهِ دین و هم دنیا
علي است آنکه بر او، بر جمیع اولادش
مدام عرض صلوة است با مدیح و ثنا
علي است آنکه ز یمن غلامیٔ نامش
منم کمینه غلامِ جنابِ آن مولا
علي است آنکه بدوران "کرم علي خان میر"
بود ز مکرمتش دائما کرم فرما
شهنشها به در درگهت ز "مائلِ" حق
بنام حق بود این عرض دل بصبح و مسا
الیک صدق عقیدت باعتقاد قبول
الیک صدق إرادت باعتماد ولا
الیک ملتمسي بعدِ عرضِ تسلیمات
الیک عرضِ اجابت بالتماسِ دعا
الیک عرض دعایٔ حصولِ جمله مرام
الیک عرضِ دعایٔ قبولِ جمله رجا

کنون سزد که به توصیف آن امیرِ کبیر
که هست از کرمت کامیاب و کام روا
بکام آنکه شوم کامیاب از کرمش
بطرح تازه غزل مطلعي کنم انشا
زهي بصدر امارت امیرِ کام کشا
شهِ سریرِ فتوت خدیوِ اهلِ سخا
مه سپهرِ کرم مهرِ اوجِ بخشش و جود
امیر نیک شیم ، شهر یار شهر عطا
مشیر ملک مشار الیه جمله ملوک
ملیک و مالک و فرمانروايِ ملکِ وفا
انیسِ اهل کرامت بقدرتِ عالي
جلیسِ صدرِ امارت بهمتِ والا
مریدِ پنجتن و مخلصِ ائمهٔ دین
محبِ خاص جناب علي ولی‌الله
مطاعِ خلقِ جهان و مطیعِ خالقِ خلق
جهان خُلق بخُلقِ حسن جهان پیرا
حصارِ عافیت و حصنِ خاصِ امن و امان
پناهِ عالم و عالم پناهِ خلق خدا
جهان نواز ، جهان پرور و جهانِ کرم
که هست خلق جهان و جهان از او به ثنا
غریب پرور مسکین نواز و دریا دل
خلیق و خاضع با لصدق و خادم‌الفقرا
سخن شناس و سخن فهم و قدردان سخن
دقیقه فهم رموزِ سخن به فکر رسا
مسیحِ نطق کلیم الکلام معجز دم
وحیدِ فطرت و شوکت دماغ ذوالمعنی
بلند قدرِ سموّالمکان و ذوالقدرت
بقدر رتبهٔ شان قدردانِ اهل دعا

کریم طبع ، سلیم‌المزاج ، نیکو خو
بخلق و خلق دراخلاق ِ نیک بي همتا
کریم ذوالکرم و صاحب ِ صفات ِ کرم
کرم نواز و کرم پرور و کرم فرما
ز جان بحسن ِ عقیدت محب ِ اهل البیت
ز دل بصدق ِ ارادت محب ِ اهل الله
دهد ز دست عدو نقد ِجان ِ خود سر ِدست
دمي که دست به تیغ آورد بعزم ِ وغا
دهد ، برد ، بستاند ز خصم روز ستیز
شکست و مملکت و باج را بدم یکجا
دهد شکست ، و برد مملکت ، ستاند باج
بروز لشکر و تحریک تیغ و حکم خدا
بود بدست و دل و همتش ابد توام
یکی نوال و دویم بخشش و سیم اعطا
ز بسکه نام ِ شریفش "کرم علي خان" ست
نگین مکرمت از نام ِ وي گرفته جلا
بود ز معدلتش کامیابیٔ عالم
بود ز مکرتش خلق دهر کام کشا
ز بسکه هست اطاعت پذیر او عالم
بود بطاعت ِ حق دائما بصبح و مسا
بحضرتش که بود تازه مطلع الا نوار
سزد بطرز غزل عرض مطلعي غرّا
شها توئي که خداوند خلق ذات ترا
بیافرید باخلاق نیک بي همتا
شها توئي که ترا برگزید حق ز کرم
بدوستیٔ نبی و علي و آل ِ عبا
شها توئی که بعهد ِ تو دین ِ مصطفوي
گرفته است بترویج شرع تازه جلا

شها تونّي که ترا از کرم علی فرمود
بنام نامي خود نامور ز فرط عطا
شها تونّي که بود جلوه گر ز جبههٔ تو
شعاع مکرمت و کام بخشیٔ ضعفا
شها تونّی که مدام از درت بود حاصل
بداعیان درت مژدهٔ حصول رجا
شها تونّی که منم داعئ تو لیل و نهار
شها تونّي که منم مادح تو صبح و مسا
ز یمن آنکه ابد ورد جان من آمد
ثنائ ایزد و مدح نبي و آل عبا
سزد کنون که بیمن مدیح شان سر دست
کنم بلند بدرگاه حق دو دست دعا
مهیمنا! بحق ذات پاک یکتایت
مهیمنا! بحق حضرت رسول الله
مهیمنا! بحق شاه دین علي ولي
مهیمنا! بحق آل پاک آن مولا
مهیمنا! بحق اتحاد شان باهم
مهیمنا بحق دوستئ شان بخدا
مهیمنا! بحق سائلان بخشش و جود
مهیمنا! بحق داعیان فضل و عطا
بکن عطا بشه از فضل حرمة حسنین
چو مهر و ماه دو شهزادهٔ خجسته لقا
مدام تا که باسمائ تست دل ذاکر
مدام تا که بود ذکر قلب مدح و ثنا
مدام تا که به نعت نبي است دل ذاکر
مدام تا که بمدح علي است دل گویا
مدام تا که بود از کرم بدوران نام
مدام تا که تونّي از کرم کرم فرما

مدام باد شه ما به مسندِ شاهي
ز فیضِ مکرمتت کامیاب و کام روا
آیا مجیب دعايُ اجب دعاُالقلب
بود ز"مائلِ"حق این دعا بصبح و مسا [ب ٦ - ص ۲۷]

قصیده

[در منقبت و مدح میر کرم علي خان]

ثنايُ حضرت یزدان چو زیب عنوان است
نخست ورد زبانم ثنايُ یزدان است
پس از ادايُ ثنايُ کریم ذوالاکرام
دلم به گلشنِ نعت نبي غزل خوان است
بود همیشه غزل خوانِ گلشنِ نعتش
کسي که از دل و جان مومن و مسلمان است
تبارک الله زهي گلشن همیشه بهار
که هر گلش به جهان رشک صد گلستان است
جنابِ ختمِ رسل افتخار موجودات
که منعقد بوجودش وجودِ دوران است
محمد عربي آن که با کمالِ کرم
همیشه کام دهِ زمرهُ محبّان است
محمد و علي و فاطمه حسین و حسن
دلم به مدحتِ شان هر زمان سخن ران است
بدوستيُ حبیب خدا و اهل البیت
محبتِ شهِ مردان نشانِ ایمان است
محبتِ شهِ مردان و عترتِ اطهار
ز واجبات‌به نصِ حدیث و قران است
بحمد لله که اکنون جناب حضرت میر
محبِّ حضرت پیغمبر از دل و جان است
بحمد لله که آن میر مخلص السادات
ز مخلصانِ در فیض شاهِ مردان است

بحمد لله که در گلشن مدايحِ مير
نهالِ طبع سخن در سخن گل افشان است
بحمد الله که اکنون بگلشنِ مدحش
دلم به مطلع تازه ز نو غزل خوان است
زهي امير که نامش کرم علي خان است
اميرِ بزمِ کرم نامدار دوران است
زهي اميرِ کريم آنکه از کمالِ کرم
کرم نواز و کرم پرور و کرم ران است
اميرِ بزمِ سليمانِ سند و آصف جاه
بجاه آصفي او همدمِ سليمان است
بعهد حضرت خاقانِ سند نام آور
هميشه نامیٔ دوران به شوکت و شان است
زهي به فيضِ صداقت چو يوسف کنعان
عزيزِ مصرِ محبت ز حُبِّ اخوان است
محب صادق و مخلص نواز و دريا دل
که دست مکرمتش همچو ابرِ نيسان است
جهان نواز و جهان پرور و جهانِ عطا
جهان و اهل جهان از عطاش شادان است
ز بسکه هست وجودش ز جود مالا مال
هميشه شهرهٔ عالم بجود و احسان است
بهفت خوانِ شجاعت چو رستمِ دستان
بذلّته خواري او افتخارِ مردان است
کند به بزمِ سخن چون دمي سخن راني
چه جاي انوري و عنصري و خاقان است
از آن زمان که شده طبعش آشنایٔ سخن
فداي هر سخنش روحِ صد سخندان است
شود غلامِ درش عزّو دولت و اقبال
کسي که بر درش از زمرهٔ غلامان است

ز تیز روئي تیغش بعرصه گاهِ نبرد
همیشه دشمنِ بیجانش روي گردان است
امیرِ بزمِ کرم نامدار فارس و هند
که در محبتِ آل نبي چو سلمان است
کنون ز غیب سوي حضرتش ز راهِ نیاز
دلم به مطلع نو هر زمان غزل خوان است

تبارک الله زهي رتبه و زهي شان است
که شان مکرمت از جبه ات نمایان است
بحضرتت که بود بحرِ بیکرانِ کرم
سحابِ ناطقه ام هر زمان دُر افشان است
توئي که هست کرم بخشیت بدوران عام
منمِ که بر سرِ من بخششت فراوان است
توئي که مقصدِ دوران ز تو شود حاصل
منم که مقصدِ من آبرو بدوران است
منم که یافته ام دولتِ ندیمئ تو
توئي که دولت و دین با تو از ندیمان است
شوند مفتخر از دولتِ ندیمی تو
اگر کسي به جهان چون جم و سلیمان است
از آن زمان که شرف یاب حضرتت گشتم
مرا ز حضرتِ تو چشم لطف و احسان است
تو کام بخشي و من کامیاب از کرمت
همین مرا ز ازل با تو عهد و پیمان است
بحمدلله که در زمرهٔ دعا گویان
همیشه شغلِ دلِ من دعائ شاهان است
بحضرتت که بود ملجاء دعا گویان
دعائ دولت تو تحفهٔ مستجبان است

اگر قبول حضورت شود زهي طالع
ز مور پای ملخ هدیه سلیمان است
بگلشن کرمت مژده قدوم بهار
همیشه درد دل بلبل خوش الحان است
بعنقریب زمان بخشدت علي اولاد
ز بس بر آل علي بخششت فراوان است
شعاع مکرمتت باد جلوه بخش جهان
بدهر تا که شعاعی ز مهر تابان است
خدا زیاده کند عمر و بخت و اقبالش
همیشه "مائل" حق بر درت دعا خوان است

[ب ٦- ص- ٣٦]

قصیده

[در منقبت و مدح میر کرم علی خان]

اي که کارت مدام شغل دعا ست
شغل این کار خوش تر از زیبا ست
حاضري نیست در دعا مشروط
لیک شرطش حضور دل بخدا ست
در دعا نیست حاجت تکلیف
دل چو خوشنود گشت عین دعا ست
با زبان هم دعا توان کردن
لیک شغل دعا بدل اولي ست
خوش دعائي که بي غرض باشد
که غرض درمیان بود ز ریا ست
عرض [از] دل اجابت از حق است
شکر لله که حق مجیب دعا ست
نص ادعوني استجب هر دم
زین سبب ورد خاص اهل صفا ست
گر کسي بشنود زهي احسن
ور کسي نشود خدا شنوا ست
فکر سود و زیان نباید خورد
سود دارین اندرین سود ست
راست مي گویم انچه مي گویم
"راستي موجب رضاي خدا ست"
در دعا میتوان توسل جست
خوش حبیب خدا وسیله ما ست
آنکه در حضرتش بصد تقدیس
روح روح القدس بمدح و ثنا ست
در مدیحش مدیح آل و صحاب
با احبّا وسیله اقصیٰ ست

یا حبیب الاله خذ بیدي — چونکه دستم بد امن والا ست
ما بعجزي سواک مستندي — عاجزم عجز من فزون ز حصا ست
کن رحیماً لذلتي و اشفع — بسکه رحمت شفیع ذلتها ست
یا شفیع الوریٰ الی الصمدي — زانکه وصفت بحق شفیع ورا ست
اعتصام سوآء جنابک لي — خوش جناب تو معتصم بالله ست
لیس یا سیذي سوي الاحدي — کی سوایت بحق وسیلهٔ ما ست
غیر عرواک لیس في الدارین — که عبارت ز دین و از دنیا ست
لعلیل ذلیل معتمدي — اعتمادي علیک ، یا مولا ست
صلواتي علیک في الملوین — هر زمان طبق امر خاص خدا ست
کان متجاوزاً عن العددي — آنکه تعداد آن فزون ز حصا ست
و علیٰ اهل بیته طرّاً — آنکه تبیین شان ز انفسنا ست
و علیٰ آله الی الابدي — هر زمان لحظه لحظه صبح و مسا ست
و علیٰ جمله صحبه الاخیار — آنکه اخیار وصف شان ز ولا ست
هم نجوم الهداة و الرّشدي — رشد شان چون ابد ز فیض وفا ست
و علي التابعین هم کانوا — از کمال ولا که عین هدا ست
لخیام السداد کالوتدي — که عبارت ز محکمیٔ ولا ست
استغیثوا لعاجز مضطر — عجز من روز و شب به سوی شما ست
شمروا ذیلکم الی الوتدي — ذیل لطفت چو سایه گستر ما ست
ذیل لطف تو اي شه کونین — سایه گستر به فرق شاه و گدا ست
گدیه خواه در تو جمله شهان — حکم شاهیٔ تو بهر دو سرا ست
حبّ آل تو اي حبیب دلم — بهر احباب عروة الوثقا ست
از ولایت بصدق می گویم — والي دین علی ولیّ خدا (۱) است
از علي تا محمد مهدي — هر یکي رهنمایٔ راه هدا است
صلواتي بحبّ این حضرات — هر زمان عرض حضرت زهرا ست
کن مجیباً لدعوتي یا رب — حبّ شان چون دعایٔ هردم ماست

---

(۱) ب م : ولي الله .

هَب لنا یا کریم مقصودي مقصدم خیر و خوبئ دوسرا ست
خیرِ اولاد و خوبئ احباب در دو دارین مقصدم اقصا ست
دولتِ دین و دولتِ دنیا هر دو از دولتِ تو مطلب ما ست
کن قبول از کرم که در هردم دل به آمین، زبان به عرض دعا ست
گفت گویندهٔ شبم در خواب ای که چشمت ز حُبّ ایشان وا ست
شو بشغل دعا بحق مشغول کاین زمان‌وقت‌خاص‌شغل دعا ست(۱)
جستهٔ خوش توسلِ حضرات حُبّ ایشان وسیلهٔ عُلیا ست
بهر احبابِ دین دعا لازم چون دعایت قبول نزد خدا ست
گفتمش طرفه مژده آوردي بارک الله که مژده ات بصفا ست
خیر مقدم بشکر این مژده دل و جانم بمقدم تو فدا ست
شکرِ حق کز سنوحِ این مژده دل بشکر و زبان بحمد و ثنا ست
شکرِ این نعمتش چه گویم زانکه شکرِ نعمایٔ او فزون ز حصا ست
شکر این تازه مژدهٔ غیبي بهر احباب دین ابد زیبا ست
خاصه بهرِ شهي که در احباب ذکر خیرش بهر صباح و مسا ست
خاصه بهرِ شهِ که از کرمش خلق عالم مدام کام روا ست (۲)
آنکه بهر دعاش در هر دم هر دو دستم بلند سوئ سما ست
آنکه از حُبِّ دین بفیضِ قبول مُقبلِ درگهِ حبیب خدا ست
آنکه پیوسته خوش دل و خوش کام از ولائ علی ولئ خدا (۳) ست
آنکه از حُبِّ شان بصدقِ دلي از احبایٔ خاص آل عبا ست
صادق الحبّ صادق الایمان کز صداقت نتیجه باب صفا (۴) ست
عالی القدر، اکرم قادر کز کرم قدر دانِ اهل دعا ست
میر دوران کرم علي خان آنکه شاه بزم کرم ز فیض (۵) ولا ست
رستم جنگ و بهمنِ میدان صد چو بهمن برستمیش فدا ست

---

(۱) ب ۲ این بیت ندارد .
(۲) ب ۲ : این بیت ندارد .
(۳) ب ۲ : ولي الله .
(۴) ب ۲ : " نتیجه بخش صفا " .
(۵) ب ۲ : ز عین ولا .

همدمش گاه عزم رزم بود | فتح و نصرت که همدمش همه جا ست
ماه اوجِ سمائ مجد و شرف | مهر برجِ سپهر عزّو علا ست
اجود و باذل و کرم پرور | ابرِ فیضِ‌وسحاب (۱)فضل وعطا ست
شاعر و نکته دان و معني رس | قدر دانِ سخنوران به سخا ست
دور عیش و خوشی است در دورش | شکوه از دورِ چرخ نازیبا ست
شوکتِ جم شکوهِ اسکندر | حاضر اندر حضور او همه جا ست
مي کند پُر گهر کفِ سائل | دست جودش که کانِ بخشش ها ست
بخش یا رب بوي ز فضل و کرم | آنچه از بخششِ تو خواهش ما ست
عمرِ خضر و شکوهِ اسکندر | با تولائ دین که عینِ ولا ست
نصرت و فتح دولت و اقبال | آنکه معنیش ذلتِ اعدا ست
شادئ دهر و عشرتِ عالم | که عبارت ز خیر و خوبی ها ست
مي کنم باز عرض خواهشِ دل | خواهشم شاهزادهٔ والا ست
بخش یا رب بوي چو مهر منیر | نور چشمي که نور چشمِ رجا ست
تا ز شادي مبارکش گویم | بارک الله که دور شادیها ست
دور شادي ست شادي فرزند | بخش با وي که بخششت اقصا ست
بحقِ این وسائلِ عالي | که ز شان هر یکي وسیلهٔ ما ست
یا الٰهي بحقِ این حضرات | التجایم بحضرتت زیبا ست
من دعا گویم و تو کن آمین | تا که آمین وظیفهٔ دلها ست

تا نماید قبول حق ز کرم
وردِ "مائل" بحق مدام دعاست

[ب ٦- ۳۲، ب ۳- ۱۲۳]

۹ — قصیده در منقبت

[و مدح میر کرم علي خان]

چون پاسِ نمک بمن مدامي است | خوش با نمکم رهِ غلامي ست

---

(۱) ب ۳: سحیط.

بنگر نمک و علي بحق یک | در هندسه دخلت ار تمامي ست (۱)
الحق ز نمک به مردم هند | خوبی ملاحت ارتسامي ست
باید بحق از نمک علي یافت | حقا که حق نمک گرامی ست
دانید نمک حلال آن کو | در پاس نمک بشه سلامي ست
زآن ورد من این کلام "محسن" | از فرط محبت دوامي ست
"ما نام علي نمک شمردیم | انکار نمک نمک حرامی ست" (۲)
حلوا که ندارد از نمک هیچ | گر پخته بدانمش ز خامي ست
حلوا که بود ز قند مصري | بد ذائقه چون کباب شامي ست
با حلوهٔ شام نیست کامم | کو چاشنیش ز شهد کامي ست
در بزم مي است چه کار حلوه | کي لایق بزم خاص عامی ست
در نوش چو مـّی خوش وگوارا ست | خوشنود دلم ز می مدامي ست
بخشم مي حـُب" شاه مردان | الحق ز محبت دوامي ست
حلوا بفروش و جام مي گیر | کاین پند مرا ز شیخ جامي ست
حلوا ز نمک مباش منکر | کاین منکري ازنمک حرامي ست
مي با نمک است بجاي سرکه | اي آنکه طبیعتت زکامی ست
در ذائقه گر شکر لذیذ است | تیزئ نمک ز پخته کامي ست
در کار نمک به نقل این مي | هر دم ز ولائ مستدامئ ست
پروردهٔ این نمک بدارین | سرشار ز نشهٔ مدامي ست
سرشار نشهٔ مي حـُب" | چون میر ذوي الکرام کدامي ست
کز نام علي بوصف اکرام | در ناموران دهر نامي ست
با تاج کرم کرم علي است سلطان(۳) | این سجع بنام وي گرامي ست
تام" اند در او مکارم الحـُب | با شه چو محبتش تمامي ست
عهدش که بود ز عدل کالمهد | معهود بدولت دوامي ست
باشد نمک دعا اجابت | این قول ز ماهوالمرامی ست

---

(۱) اعداد "نمک" [ن = ۵۰، م = ۴۰، ک = ۲۰] = ۱۱۰ — و "علی" [ع = ۷۰، ل = ۳۰، ي = ۱۰] = ۱۱۰ . (۲) شعر محسن تتوي .
(۳) کذا .

بادا کرمِ علي رفیقش — وردِ دلم این دعا مدامي ست
رن این لی النجات دارین — جز حبّ ِ علي که مستدامی ست
باشد بسلامت از غم دهر — هر کس که بدرگهش سلامي ست
چون نام علي است نقشِ نامم — فخرم بغلامیش تمامي ست
هر هفت بشاهدِ مراد است — آنکس که دوازده امامي ست
کان نمک‌است کلام "محسن" — اي پسّر نمک‌این چه خوش کلامی‌ست
خوش بر غزلش شد این قصیده — که احسنت بوصفش التزامي ست
مقصود ز نظم این قصیده — تبیین ملاحت انتظامي ست
بهتر ز فصاحت است ملاحت — این قول من از حدیثِ سامي ست

از جام محبت است بحق مست
"مائل" که بحق مریدِ جامي است [ب ٦- ص ٢٥]

۱۰- مخمس در منقبت

کس ز صهبایٔ تفکّر مست عشق اوّلي ست
کس به ذکر احمدي موصوف وصفِ اکملی ست
کس به فکر و ذکر دنیا غوطه خوار از بد دلی ست (۱)
فکرِ این ذکر مبارک از نشانِ مقبلي ست
هر کسي یک فکر دارد، فکر ما ذکرِ علی ست

کس به فکر دنیوي و کس به فکر اُخروي
کس به ذکر ظاهري و کس به ذکر معنوي
کس گرفتارِ خیال فکر و ذکر دنیوي
کس به فکر و ذکرِ دین در هر دو عالم دل‌قوي
هر کسي یک فکر دارد، فکرِ ما ذکرِ علی ست

کس به فکرِ آن که تا گردد فقیهِ روزگار
کس به ذکرِ آنکه تا گوید ثنایٔ شهریار

---

(۱) ب ۳: بي دلي ست .

کس به فکرِ آن که تا بیند گلِ رويِ نگار
کس به ذکرِ نغمهايِ عندلیبِ بی قرار
هر کسي یک فکر دارد، فکر ما ذکر علي ست

کس بفکرِ جمع دولت کس بذکر بذلِ مال
کس خموش از فرطِ فکر و کس بذکرِ عرض حال
کس به یادِ ذکرِ جانان مستِ صهبايِ وصال
کس گرفتارِ فراق و غرق در بحرِ خیال
هر کسي یک فکر دارد، فکرِ ما ذکرِ علي ست

ابلهانه چند سازي فکر و ذکرِ این و آن
هر کسي در فکر و ذکر خویش باشد در جهان
کس بذکرِ خوبيِ گلچهره دائم گلفشان
کس بفکرِ آنکه تا باشد چو بلبل نغمه خوان
هر کسي یک فکر دارد، فکر ما ذکر علي ست

اي خوشا فکري که وصفش آمده فکرِ رسا
واي خوشا ذکري که ذکرش هر زمان باشد بجا
فکرِ من نبود بغیر از دردِ عشقِ مصطفا
ذکرِ من نبود و بغیر از ذکرِ مدح مرتضا
هر کسي یک فکر دارد، فکر ما ذکر علي ست

بلبلِ فکرم بود مدحت سرايِ اهل بیت
نغمهٔ ذکرم بود عشرت فزايِ اهلِ بیت
میزنم از صدقِ دل دم از ولايِ اهل بیت
فکر و ذکرم نیست جز مدح و ثنايِ اهلِ بیت
هر کسي یک فکر دارد، فکر ما ذکر علي ست

بادهٔ فکرِ مدیحِ مرتضا آمد به جوش
ساقیِ خوش فکر ما سرمستِ ذکرِ نا ؤ نوش

گر تو هم فکرِ رسا داري به مدح شه بکوش
زانکه باشد نغمهٔ مدحش علاجِ دردِ گوش
هر کسي یک فکر دارد، فکر ما ذکرِ علي ست

گر چه غرقِ بحرِ فکرم لیک یمن مدح شاه
مي روم تا ساحلِ مقصد سلامت رو براه
هر که دارد روزِ محشر همچو شاهی عذر خواه
که بود فکرِ گناهش ور بود باشد گناه
هر کسي یک فکر دارد، فکر ما ذکرِ علی ست

"مائلا" هرگز مشو مائل بذکر دنیوي
چند باشي در خیال فکر و ذکرش منزوي
فکر دین باشد بلا شک زاد راه اخروي
ذکرِ دین باشد دوايِ دردِ عشق معنوي
هر کسي یک فکر دارد، فکر ما ذکرِ علي ست

مي کنم ختمِ سخن اکنون بذکرِ عرضِ حال
در حریمِ حضرت بیچون ایزد لایزال
عرضِ حال من نباشد غیر ذکرِ مدح آل
فکر و ذکرِ مدح شان برد از دلم رنج و ملال
هر کسي یک فکر دارد، فکر ما ذکرِ علي ست

[ب ٦ - ص - ۲۰، ب ۳-ص-۱۵۹]

۱۱ــ قصیده در منقبت

ساقی ار مي بساغر اندازد — دل ز کف جامِ جم در اندازد
جام در جام جوشِ سرشاري — سر بسر طرح دیگر اندازد
تا کند عالمي چو من سرشار — نشه ساغر بکوثر اندازد
دست در کار و دل بیار خوش است — خوش گزین طرح خوشتر اندازد

دلِ پُر کارِ من به دیدنِ یار کار با دیدهٔ تر اندازد
درِ نثار قدومش از شادي دلم از دیده گوهر اندازد
قامتِ راست آن قیامتِ ناز نازِ سرو و صنوبر اندازد
نگهت زلفِ چین در چینش قیمت مشک اذفر اندازد
دیده حشر خطش بخطهٔ رخ دلِ من شورِ محشر اندازد
چشمِ شوخش بعزم فصادي سوئ من چون نظر در اندازد
بر رگِ شوق دلْ ز خون‌ریزي از مژه تازه نشتر اندازد
خال بر بینیش بدیده بلال خویشتن را ز منبر اندازد
لعل شیرینش از حلاوت حرف در سخن شهد و شکر اندازد
بدگر گونه چهره آرائي خال و خط طرح دیگر اندازد
چیست غم بهر قتلم از خط و خال گر چنین طرح محضر اندازد
جانم از شوق با خطِ تسلیم در دمِ تیغ او سر اندازد
آن کمان ابرو ار به تیرِ مژه در دلِ من نشان در اندازد
دلِ من پیش طاق ابرویش ضعف خود دیده بستر اندازد
دیده یکسر نیازمندئ عشق حُسنش از ناز زیور اندازد
عشق در شاد بادِ جلوهٔ حسن دل بدل شوق دلبر اندازد
خوانده تکبیرِ شوق بسمل عشق شورِ اللهُ اکبر اندازد
حسن هر جا که ناخدا گردد کشتئ عشق لنگر اندازد
حسن احمد ز فیض عشق علي جلوه در هفت کشور اندازد
عشقش از فیض جلوه بخشئ حسن لرزه بر مهر انور اندازد
سرورِ ملک عشق باشد آنکه سر به بابِ پیمبر اندازد
ساقئ ما علي است کز سر صدق بر درش سر سکندر اندازد
نیست حاجت دگر به بالِ هما لطفش ار سایه بر سر اندازد
آنکه از فیض جام بخشئ او نشه پیمان به محشر اندازد
آنکه اندر رکوع بر سائل خاتمِ زر بگوهر اندازد
آنکه بهر وي از بلندئ قدر عرش صد کرسئ زر اندازد
آنکه با قوتِ ید اللهي بر زمین بابِ خیبر اندازد

آنکه با ذوالفقار در صفِ کین صد چو مرحب برابر اندازد
آنکه چون عبدود هزاران یل در دم از حکم داور اندازد
آنکه حُبش برین بساطِ جهان کعبتین را به ششدر اندازد
آنکه بغضش ز بد سر انجامی در سقر خصم ابتر اندازد
آنکه بهر شکستنِ بت ها پا بدوشِ پیمبر اندازد
آنکه بر کام اهل فضل و کمال گنج در گنج گوهر اندازد
آنکه چون از پیِ عروجِ لقا پایِ بر عرش اکبر اندازد
عرش اکبر به پهلویِ کرسي مسندش چون پیمبر اندازد
خوش سري کو برات نشه عشق بر سر جام کوثر اندازد
دل من گر ز مستیِ عشقش توبه بر روز محشر اندازد
روز محشر ز ظلِّ افضالش مغفرت سایه بر سر اندازد
خصم پُر شورش ار ز بدکاري در جهان شورِ صد شر اندازد
خیریت بهر خوبیِ احباب از خوشي طرح خوشتر اندازد
در احبا خوش آنکه از سر صدق سر ببابش چو بوذر اندازد
سر ببابش کرم علي خان میر بسکه از حب دل در اندازد
بر سرش از کرم علي ولي هر زمان تازه افسر اندازد
افسرِ شاهیش به هفت اقلیم جلوه چون مهرِ انور اندازد
در دعایش دلم چو بهر قبول تکیه بر فضل داور اندازد
فضلِ داور بصد نگارِ امید نقش کامش برابر اندازد
دل به آمین ، زبان بعرضِ دعا فال فتحش مکرر اندازد
ز این کرم تا محبتِ ازلي ربط به آل اطهر اندازد
"مائل" حق بحُبِ شان یکسر
دست بر پایِ حیدر اندازد

[ب ٦ - ص - ١٨ ، ب ٣ - ص - ١٠٢]

١٢ــ مخمس در منقبت

ساقیا مست فیض جامِ تو ام چشم بر راه لطفِ عامِ تو ام
زان مَیَم ده که تشنه کامِ تو ام انت مولائي من غلامِ تو ام
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

نامِ پاک تو حرزِ جان کردند . حرزِ جان قوتِ روان کردند
چون دهن را گهرفشان کردند نامِ تو گوهرِ زبان کردند
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

من که دارالسلام مي خواهم جا به بیت‌الحرام مي خواهم
در حریمت مقام مي خواهم این دعا صبح وشام مي خواهم
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

بر درت بهر کام مي آیم خاصه بهر سلام مي آیم
از ازل تشنه کام مي آیم سایل یک دو جام مي آیم
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

سر بسر پُر گناه مي آیم چه قدر روسیاه مي آیم
بر درت عذر خواه مي آیم از برایُ پناه مي آیم
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

عرض دل بر در تو خواهم کرد جان فدايُ سرِ تو خواهم کرد
جايُ خود در برِ تو خواهم کرد خویش را قنبر تو خواهم کرد
یا علي من غلام نام تو ام

دل ز دردت فگار خواهم کرد جان ز شوقت نثار خواهم کرد
سینه را لاله زار خواهم کرد دیده را اشک بار خواهم کرد
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

در جهان همسرت نه مي بینم همسر قنبرت نه مي بینم
هر کرا بر درت نه مي بینم جايُ او در برت نه مي بینم
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

درمیانِ صحابهُ اخیار ذات پاکت نموده حق مختار
گر کسي ز این سخن کند انکار سوف یعطي جزاهُ في‌النار
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

منکرت منکرِ خدا باشد منکرِ ذات مصطفا باشد
عقل و بینش همه خطا باشد لعنت حق بر او روا باشد
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

دشمنت خوار و زار مي بینم خوار و بي اعتبار مي بینم
پیش حق شرمسار مي بینم راندهٔ کردگار می بینم
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

خانه زاد خدا توئي بر حق همسرِ مصطفا توئي بر حق
افسر اولیا توئي بر حق سرورِ اتقیا توئي بر حق
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

مولدت کعبهٔ خدا ست بحق مشهدت بیت کبریا ست بحق
مرقدت قبلهٔ دعا ست بحق مسندت جائ مصطفا ست بحق
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

مشهدت کعبهٔ سعادات است درگهت قبلهٔ عبادات است
روضهات مخزنِ کرامات است مرقدت مظهرِ عنايات است
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

جز تو مشکل کشا کجا جویم شاه حاجت روا کجا جویم
رهبر و رهنما ، کجا جویم یاورِ دو سرا ، کجا جویم
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

یار غار نبي تو بر حقي جان نثار نبي تو بر حقي
دستیارِ نبي تو بر حقي غمگسارِ نبي تو بر حقي
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

تو بحق نور پاک یزداني جلوهٔ زن آفتابِ ایماني
یوسف آسا چو ماهِ کنعاني عالم افروز مهرِ رخشاني
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

نورِ پاک خدا ترا خوانند وارثِ مصطفا ترا خوانند
یاورِ انبیا ترا خوانند افسرِ اولیا ترا خوانند
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

مظهرِ کبریا توئي بر حق نائبِ مصطفا توئي بر حق
شاهِ خیبر کشا (۱) توئي بر حق شافع دو سرا توئي بر حق
یا علي من غلام نامِ تو ام

شیرِ یزدان ترا بحق خوانند شاهِ شاهان ترا بحق خوانند
میر میران ترا بحق خوانند پیرِ پیران ترا بحق خوانند
یا علي من غلام نام تو ام

راز دانِ خدا توئي یا شاه ناصرِ مصطفا توئي یا شاه
دستِ مشکل کشا توئي یا شاه شاهِ حاجت روا توئي یا شاه
یا علي من غلام نام تو ام

بادهات را بجوش می بینم عالمي در خروش مي بینم
جا بجا نا وُ نوش مي بینم خویش را دل فروش مي بینم
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

از پيِ سائلانِ تشنه جگر کیست غیر از تو ساقيِ کوثر
با لبِ تشنه در صفِ محشر دارم امید بخششِ ساغر
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

هر نفس باز باز مي گویم باز با صد نیاز مي گویم
این نوا را به ساز مي گویم خوش به ساز حجاز مي گویم
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

گر نُصیري ترا خدا گفته است از خدایت که بس جدا گفته است
خوش به مدح تو مصطفا گفته است مظهرِ خاص کبریا گفته است
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

(۱) ب ۳ : در خیبر کشا .

بحق آمد علی چو یک بشمار یافت یکتائي از تو تازه بکار
تو یکي با حقي بلا انکار هست منکر بحق ز اهل النار
یا علی من غلام نام تو ام

گر کسي ز این سخن کند تکفیر کفر ما را خدا نکو است خبیر
لیک در شان آن سگ بي پیر گفت هاتف بمن هوالخنزیر
یا علی من غلام نام تو ام

انت اخ النبي ابوالحسنین (۱) یاور مصطفي به بدر و حنین
شافع دو سرا شه کونین صلواتي علیک في‌الملوین
یا علي من غلام نام تو ام

بر درت یا علی ولي الله خوانم‌ازشوق دل به صدق و صفا
صلواتي علیک یا مولا و علي اهل بیتک العظما
یا علي من غلام نام تو ام

من محب جناب آل تو ام دشمن خصم بد خصال تو ام
تشنهٔ بادهٔ وصال تو ام سائل دیدن جمال تو ام
یا علي من غلام نام تو ام

در عزائ مصیبت عظما که شده رُخنما به آل عبا
مي روم سوئ مشهد شهدا خاصه در مشهد تو یا مولا
یا علي من غلام نام تو ام

بعد حمد خدائ ذو الا فضال آنکه بگزیده ات به‌جمله خصال
هست ورد زبان من هر حال صلّ یا رب علٰي محمد و آل
یا علي من غلام نام تو ام

دیده احوال خویش را ابتر در جناب ایمهٔ اطهر
می کنم عرض دل به دیدهٔ تر استغیثوا لعاجز مضطر
یا علي من غلام نام تو ام

---

(۱) ب ۳ : ابا الحسنین

تا بئوم زنده در دعا باشم   در دعا باشم و ثنا باشم
جمله در عرض مدعا باشم   نغمه پیرایِ این نوا باشم
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

طبع من بهر مدح رنگین کن   فکر من هر زمانه گلچین کن
در دلم نقش آیهٔ دین کن   بر رخم فتحیاب آمین کن
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

"مائل" از صدق دل غلام علي است   چه غلام غلام نام علي است
چون زدل مائلِ سلام علي است   پربجا نام او "غلام علي" است
یا علي من غلامِ نامِ تو ام

[ب ٦ - ص - ۲۲ ، ب ۳ - ص - ۱۰۰]

۱۳ـ مسدس در منقبت

منکه از حبّ حق فرحناکم   فرحت افزایِ اهل افلاکم
نیست از گردشِ فلک با کم   کز محبان شاهِ لولاکم
در رهِ حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

وحدت حق چو جوش کثرت زد   از احد شد به میم مجد احمد
آنکه حق آل او نمود امجد   باد بر شان سلام من سرمد
در ره حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

من خدا را خدا شناخته ام   مرسلش مصطفا شناخته ام
آل او رهنما شناخته ام   قدر خاکِ شفا شناخته ام
در ره حبّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

منکه در حمد حق بهر حالم   مدح خوانِ محمد و آلم
هست در حبِّ حیدري قالم   صاحب قال و صاحب حالم

در ره حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

بود با حق چو حب شان مطلوب خوانده بهر حبیب خود محبوب
داد با حبِّ آل ربط قلوب حبِّ شان است شیوهٔ مرغوب
در ره حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

هست خاک الشفائ جمله علل خاکِ کوئ محمدِ مرسل
حبِّ حیدر به یمنِ صدقِ عمل صاف بنمود خاکم از غش و غل
در ره حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

خاکم از حبِّ یافت چون تخمیر شد وجودم ز حبِّ صورت گیر
صورت و معنیم بصد تنویر در محبت بود چو مهر منیر
در ره حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

منم از یمن حبِّ پیغمبر بهره یاب از محبتِ حیدر
حیدر و جمله آله الاطهر بر سرم حبِّ شان بود افسر
در ره حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

منکه از خاک گشته ام پیدا کز چو خاکم فتاده در پس پا
لیک از یمن خاکساریها خاک من نیست کم ز خاکِ شفا
در ره حبِ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

که ز خاک شفا است خاکم کم خاکِ من چون بخاک گردد ضم
چون منم خاکِ پائ شاه امم بشنو از خاکم این گل خوش شم
در ره حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

منکه یمن محبت ازلي گشته ام پیرو نبي و علي
چون محبان ز فیض خوش عملي ورد جان من است خفي و جلي
در ره حب حیدری خاکم
خاک نعلین پنجتن پاکم

من محب حبیب یزدانم .که ز خاتون دین ثنا خوانم
خاک درگاه شاه مرادنم حب حسنین دین است ایمانم
در ره حب حیدري خاکم
خاک نعلین پنجتن پاکم

حب شاهان دین ز حب خدا ست خوشتر آنکس که خاک زاده ولا ست
پاکي خاکم از محبت ها است وردم از حب دل بصبح و مسا ست
در ره حب حیدري خاکم
خاک نعلین پنجتن پاکم

اندرین ره هر آنکه باشد خاک می شود خاکش از محبت پاک
شو تو خاک ره شه لولاک که بخاکش بسوده سر افلاک
در ره حب حیدري خاکم
خاک نعلین پنجتن پاکم

منکه از جان مرید پنجتنم حب ایشان بود چو جان به تنم
در دیار محبت است وطنم بشنو از جوش حب این سخنم
در ره حب حیدري خاکم
خاک نعلین پنجتن پاکم

پنجتن دافع همه محن اند شافع اهل جرم پنجتن اند
نزد حق پنجتن شفیع من اند کز احباي خاص ذوالمنن اند
در ره حب حیدری خاکم
خاک نعلین پنجتن پاکم

عاشق ... چو پنجتن پاک اند نامور در زمین و افلاک اند

دائم از حبّ حق فرحناک اند نور حق بخش خلقت خاک اند
در رهِ حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

بشنو از من که قول مشهور است آدم از خاک احمد از نور است
نورش از خاک پاک کي دور است کسب نور ار بخاک منظور است
در رهِ حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

در محبت هر آنکه دل سرد است رویش از سردیٔ دلش زرد است
حبِّ حیدر دوایٔ هر درد است وردِ احبابش این گزین فرد است
در رهِ حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

منکه بالصدق مائلِ حقم رمز دان مسائلِ حقم
مائل حق وسائلِ حقم خاکِ کویٔ وسائلِ حقم
در رهِ حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم

"مائلِ" حق غلام نام علي است نامش از صدق دل "غلام علي" است
چون ز دل مائلِ سلام علی است ورد جانش ز حبّ نام علي است
در رهِ حبِّ حیدري خاکم
خاکِ نعلین پنجتن پاکم [ب ٦ - ص- ٦٦]

۱۴ــ قصیده در نعت و منقبت

جز بیاد خدا نه دارم من یاد از ما سوا نه دارم من
چیست غم گر غنا نه دارم من مایهٔ چون عنا نه دارم من
هدیهٔ جز دعا نه دارم من غیر ازین مدعا نه دارم من
کعبهٔ من دل است و از طوفش جز به سعیٔ صفا نه دارم من
یاد اغیار چون ربود از دل غیر آن دلربا نه دارم من

خوش به قاف قناعتم پابند پا به دوش هوا نه دارم من
در قضایا چو کار من برضا است با تو کار اي قضا نه دارم من
قد رضینا بماجري القلما غیر ازین ماجرا نه دارم من
شد به بیگانه آشنا ای آه غیر ازین آشنا نه دارم من
گفتمش کو وفا که می گفتي گفت غیر از جفا نه دارم من
گفتم اي با وفا به عهد جفا در جفا جز وفا نه دارم من
جز بیادت ابد بخلوت دل در خلا و ملا نه دارم من
از لقاي خودم بکن خوشنود جز تو اي خوش لقا نه دارم من
می رسد خود بخود سخن بر لب گرچه طبع رسا نه دارم من
شه پسند آمده گل حرفم جز برنگ وفا نه دارم من
شکر لله که جز فنافي اﷲ زاد راه بقا نه دارم من
کشتیم را خدا برد به کنار حاجت ناخدا نه دارم من
جز کسي کو ابد بیاد حق است با کسی التجا نه دارم من
کار سازم شهنشه دین است کار با هر گدا نه دارم من
شافع جرم خویش در محشر جز شفیع الورا نه دارم من
در دو عالم وسیلهٔ دیگر جز تو یا مصطفا نه دارم من
پا بچشمم گذار و دستم گیر قدرت دست و پا نه دارم من
بي نوایم چو نَي نوایم بخش سر و برگ ندا نه دارم من
حمد لله که جز لواء الحمد در کف دل لوا نه دارم من
زینت دوش من عباي ولاست جز به آل عبا نه دارم من
شاهد دعوئ محبت شان بجز از قل کفی نه دارم من
به هوائ نجف دلم شد باغ با تو کار اي صبا نه دارم من
فاتح دو سرا به تیغ دو دم جز شه لا فتا نه دارم من
خیریت خواه خویش در دارین غیر خیر النساء نه دارم من
هادئ راه دین بخُلق حسن جز حسن مجتبا نه دارم من
چون شه کربلا بگلشن آل سرو گلگون قبا نه دارم من
روزیم گشته چون غم حسنین غم روز جزا نه دارم من

در غم آباد دهر غمخواري | غیر زین العبا نه دارم من
غیر باقر که گنج علم حق است | عالمي حق نما نه دارم من
دین جعفر گزیده ام بالصدق | جز بصدق و صفا نه دارم من
غیر موسي که کاظم الغیظ است | سروري با حیا نه دارم من
تا بگردم مقیم مشهد پاک | جز مقام رضا نه دارم من
جز شهنشاه دین تقي سرور | شاه بزم تقا نه دارم من
بعطاي علی نقي شادم | گرچه غیر از خطا نه دارم من
جز حسن عسکري بهر دو جهان | شاه جیش هدا نه دارم من
مهدیم کو که هادي دارین | غیر آن مهتدا نه دارم من
ورد دل در ظهور صاحب خویش | غیر از مرحبا نه دارم من
حاضرم گه بخوانیم بحضور | جز تو چون حضرتا نه دارم من
در محیط الم تو دستم گیر | دست و پاي شنا نه دارم من
گمرهم رو براه خویشم کن | جز تو چون رهنما نه دارم من
جز شما اي ائمه اطهار | چون بکس التجا نه دارم من
در حضور شما به شغل صلوة | غیر عرض دعا نه دارم من
من دعا گویم و شما آمین | غیر ازین مدعا نه دارم من
استغیثوا لعاجز مضطر | عاجزم جز شما نه دارم من
از کرم بخشي شما من بعد | جز بچشم رجا نه دارم من

خوش بیاد خدا ست "مائل" حق
یادش از دل جدا نه دارم من [ب ٦- ص ۱۰۳]

۱۵ – قصیده در منقبت

کن کرم یا علي ولي الله | صبحدم یا علي ولی الله
پُر ز صهباي حب با احباب | جام جم یا علي ولي الله
کرمت همدم محبان است | دمبدم یا علي ولي الله
با احبایت از حوادث دهر | چیست غم یا علي ولي الله
از قدومت نمود حق حادث | صد قدم یا علي ولي الله
کرد منشور فضل با نامت | حق رقم یا علي ولي الله

جز تو تعظیم مصطفا که نمود — در شکم یا علي ولی الله
هست ذاتت بذات مصطفوي — هم شیم یا علي ولي الله
هست احمد ترا تو احمد را — ابن عم یا علي ولي الله
گشت بیت‌الصمد زعون تو پاک — از صنم یا علي ولي الله
جز تو هرگز نه زاد مولودي — در حرم یا علی ولي الله
حرم از حرمتت بحق آمد — محترم یا علي ولی الله
خانه زاد خدا توئي بر حق — ز این کرم یا علي ولي الله
کرد منعم بخوان فضل تو عام — صد نعم یا علي ولي الله
همتت دیده کرد حق وصفت — ذوالهمم یا علي ولي الله
بود در جاه کـتـي برابر تو — کـتـي و جم یا علي ولي الله
گرگ از بیم‌عدلت، الفت کرد — با غنم یا علي ولي الله
برد از رشحهٔ نوالت فیض — ابر و یم یا علي ولی الله
هم‌عرب شد ز فیضِ تو معمور — هم عجم یا علي ولي الله
بامامیت آمده قائل — هر آمم یا علي ولي الله
نشنود گوش سائل از بابت — جز نعم یا علي ولی الله
روح روح القدس بخدمت‌تست — از خدم یا علي ولي الله
پیر گردون بخدمتت بنمود — پشت خم یا علي ولي الله
مهر پیشِ رخِ تو مي باشد — ذره کم یا علي ولی الله
مهرت افزون بخویش مي بینم — ز اب و عم یا علي ولي الله
هست در قتل مشرکین تیغت — تیز دم یا علي ولي الله
بهر کسر عدو به تیغت گشت — فتح خم یا علي ولي الله
شد به فتحت بلند آوازه — زیر و بم یا علي ولي الله
نام تو سکهٔ دوام آمد — بر درم یا علي ولي الله
ذاکر نام پاک تو گشتند — لب و فم یا علی ولي الله
لازم است از پیٔ محب و عدوت — مدح و ذم یا علي ولي الله
آمد از جام حب تو سر مست — صد چو جم یا علي ولي الله

هست با حُبّ تو شفاعت حق — هم قسم يا علي ولي الله
بخش احبابت از ازل آمد — صد ارم يا علي ولی الله
بوي ايمان دهد گل مدحت — گاه شم يا علي ولي الله
گوش اعدايت از شنيدن مدح — شد اصم يا علي ولی الله
باد از حق نديم شان هر دم — صد نيدَم يا علي ولي الله
دور عشرت گذشت و کرد ظهور — دور غم يا علي ولی الله
شد خلاف آشکار و رفت صفا — در عدم يا علی ولي الله
خوش بصبر و رضا بسر بردي — در ستم يا علي ولي الله
کس نه شد در ستم بتو جز صبر — هم الم يا علي ولي الله
در شهادت نصيب آل تو شد — تيغ و سم يا علي ولي الله
صبح اميد دوستانت شد — شام غم يا علي ولي الله
بخش احباب شد درين ماتم — حُزن و هَم يا علي ولي الله
چشم شوقم چو آمده زين غم — صرفِ نم يا علي ولی الله
بلقاي خودم بکن دل شاد — ز اين الم يا علي ولي الله
ظاهر است بر تو جمله احوالم — بيش و کم يا علي ولي الله
بر خطايم بکش خط بخشش — يک قلم يا علي ولي الله
ثابتم دار در رهِ ايمان — دم قدم يا علي ولي الله
ساز جيبم ز گنج خانهٔ خويش — پُر درم يا علي ولی الله
تا نه باشم به هيچ کس محتاج — هيچدم يا علي ولی الله
از غلامان نام خود کن دور — جملهِ هم يا علي ولي الله
ساز شادم به شادئ اولاد — از کرم يا علي ولي الله
پر دعا اين قصيدهٔ مدحت — شد چو تمّ يا علي ولي الله

ورد "مائل" بحق صلوة و ثنا است
دمبدم يا علي ولي الله

[ب ۶-ص ۱۵ ، ب ۳- ۱۱۲]

۱۶- قصیده در منقبت

توئي راز دان خدا یا علي ز همرازئ مصطفا یا علي
توئی نور ذات خدا یا علی منوّر ز نورالهدیٰ یا علي
منوّر بگردون بود ماه و مهر ز نورتو صبح و مسا یا علي
به شان تو اي سورهٔ نورحق بود آیهٔ انما یا علي
سرِ سروران مصطفا آمده توئی همسرِ مصطفا یا علي
خداشادشدچون توگشتي بخير به خيرالنساءٔ كتخدا یا علي
یک ازخادمان درت جبرئیل تو مخدوم اهل سما یا علي
توئي اشرف آل و اصحاب کل به تشريف عز وعلا یا علي
بود اقتدائ تو بر جمله فرض توئي مقتدائ ورا یا علي
یکي از صفاتت علي‌العظیم صفاتت عظيم‌الحصا یا علي
ولائ تو تاج سر هر ولی تو سرتاج کل اولیا یا علي
ولائ جناب تو بخشد به دل یکی صدق و دیگر صفا یا علي
نگاهت چو اکسیر سازد مدام مس قلب را کیمیا یا علي
توخاتم به‌سائل دهي در رکوع بود ختم بر تو عطا یا علي
تو بخشي سر و برگ ساز غنا چو نَي بهر هر بینوا یا علي
گدائي درت خلق عالم همه توئي شاه و عالم گدا یا علي
شهان جهان جمله محتاج تو توئی شاه حاجت روا یا علي
كه جزتو كشايد دگرمشكلم توئی‌شاه مشکل کشا یا علي
ز دستت‌شکست اُحدشددرست تو نيرویٔ دست خدا یا علي
عطاشد برایت زحق ذوالفقار توئي صاحب لا فتا یا علي
پئ فتح دین جابجا داد حق بدستِ تو تیغ و لوا یا علي
بفرمان یوفون بالنذر حق نه کرده چوتو کس وفا یا علي
توجان رسولي و پیش رسول نه بُدچون‌تو کس جانفدا یاعلي
تو كردي بجانش‌فدا جان‌خويش شبِ هجرتِ مصطفا یا علي
اگرخصم نشناخت‌قدرتو هست شناسائ قدرت خدا یا علی
وجودت بجود و عطاداده آب توئي ابر جود وعطا یا علی

شده از ظهور تو اظهار دین   توئی مظهر کبریا یا علي
به تبلیغ فرمان روز غدیر   توئي نائب مصطفا یا علي
بود روشن از روشني رُخت   مه ومهر وارض و سما یا علی
بود سرخروئئ زتوبخش آل   توئيسرو گلگون قبا یا علي
بود خضر سقائ درگاه تو   تو ساقئ روز جزا یا علي
بپوشد زاهل خطا یک قلم   خط عفو تو هر خطا یا علي
بود خاک کوئ توچون توتیا   ضیا بخش چشم رجا یا علي
ز فیض ضریح تو ارض نجف   شرف برد زارض و سما یا علی
چو کعبه کنم تاطوافش بصدق   به سعیم تو بخشي صفا یا علي
خوش آنکس که باشد ابدمسکنش   در آن طرفه دارالشفا یا علي
بحق ورد جانم بود نام تو   بنام نبی الورا یا علی
نبوده چوپیش نبي چونتو کس   پس از وي توئي پیشوا یا علي
پس ازتو بود جانشین نبي   شه دین حسن مجتبا یا علی
وز آن پس بجا یش بجا کرد [؟]   حسین شهید جفا یا علي
حسین وحسن هردوشهدائ دین   شفیعان روز جزا یا علي
پس از شان بود پیشوائ انام   ز سبط تو زین العبا یا علي
پس از وی شه باقروصادق است   شه صدر صدق و صفا یا علي
یکي گنج علم ودویم کان فضل   به صد مایهٔ اعتلا یا علي
پس از حضرت باقر وصادق اند   دو موسیٔ طور علا یا علي
یکي موسئ کاظم وآن دگر   مسمیٰ به موسی رضا یا علي
تقي ونقي بعد شان آمدند   بحق رهبر و رهنما یا علی
یکي بر سمائ تفاوت چومهر   دگر ماه اوج تقا یا علي
پس ازشان حسن عسکري آمده   بحسن وفا مقتدا یا علي
سپس هادي دین است مهدي حق   باهدائ دین هدا یا علي
همي خواهم ازحق ظهورش مدام   باظهار صدق ولا یا علي
خدا کرد شان رابتشریف مجد   شرف یاب هردو سرا یا علی
بکن حُبّ ایشان نصیبم مدام   ز حُبّ حبیب خدا یا علي

بود ورد جانم ابد نام شان　　به شغلِ صلوة وثنا یا علي
علي گویم و جان۰۰۰قت دهم　　دم نزع جان با خدا یا علي
سزد نام تو ورد جانم مدام　　خصوصاً بوقت دعا یا علي
چو یمن غلامیٔ نام شریف　　که باشد بنامم عطا یا علي
غلام علي شیر "مائل" بحق　　شده سجع نامم بجا یا علي
سزد تابهردو جهان خوانیَم　　"غلام علي" با وفا یا علي
قبول ازکرم کن بحق خودت　　زمائل بحق این دعا یا علي
دعایم بود خیر احباب وآل　　بخوبي بهر دو سرا یا علي
بهر دو سراکن مرا شاد کام　　به شادئ عفو خطا یا علی
به دنیاودین هم بحشر و به نشر　　بدارم ز فضلت رجا یا علي
که باشد رفیقم ابد فضل خاص　　بافضال خیرالوریٰ یا علي
بود سوئ سولا رجوع غلام　　نه دارم جز این التجا یا علي
چه خوش دادنامت زاکرام حق　　بوصف کرم صد جلا یا علي
بود نامور میر بزم کرم　　بنام تو از اعتلا یا علي
زبخشائشت مدعایم همین است　　که بخشیش هر مدعا یا علی
بافزوني عمر و اقبال و عز　　باعزاز خیرالوریٰ یا علي
کنون مي کنم ختم عرض دعا　　باین ختمهٔ مدعا یا علي

علیک التحیة علیک السلام
علیک الصلوة و ثنا یا علي　　[ب ۶ - ص - ۱۱]

۱۷ - منقبت

نورِ خدا و ذاتِ مطهر علي علي
جسمِ جهان و جانِ پیمبر علي علي
بأ بدایت آمده در بو تراب ثبت
بسملهٔ صحایفِ داور علي علي
نامِ خدا ست دافع صد گونه مشکلات
اسمِ عظیمِ خالقِ اکبر علی علي

تا مظهر العجائبِ حق خواندش جهان
بهرِ ظهور حق شده مظهر علي علي
جز ذات حق چگونه کند مدح او کسی
ممدوح خاص حضرت داور علي علي
سرمایهٔ شفاعت حق حبّ پاک او
نقدِ شفا و شافع محشر علي علي
روز ازل گرفت به کف رایت ظفر
بازوئ دین امیر مظفر علي علي
شد هر مکان شکست نصیب مخالفان
از دست و تیغِ حیدرِ صفدر علي علي
جائ سپر بقوتِ بازوئ حیدري
بر کند بابِ قلعهٔ خیبر علي علی
با قوتِ ولایت و تحریکِ ذوالفقار
کونین را نمود مسخّر علي علي
تا غالب آمده اسد الله را خطاب
موصوف شد به شیرِ غضنفر علی علي
شد فتح دین ز بازوئ حیدر بهر مکان
فتح المبینِ داورِ اکبر علي علي (۱)
از دستِ دیگران نه شده کار فتح راست
فتاحِ دین و فاتح خیبر علي علی
شاهِ عجم ، امیر عرب ، میر مؤمنین
مولي الوریٰ و صاحبِ قنبر علي علی
روزِ غدیر آیهٔ بلّغ بشان او ست
نائب بحق وصئ پیمبر علي علي
بر مسندِ خلافت (۲) خوش یافت جایگاه
مسند نشینِ عرشِ منور علي علي

(۱) ب ۳ : فتاح دین و فاتح خیبر علي علي (۲) ب ۳ : نبوت.

شد لا مکان ز روزِ ازل سیر گاهِ او
از عرش و کرسي آمده برتر علي علي

برتر ز عشق رفت صداي سلونیش
روزي که رفت بر سرِ منبر علي علي

بر منبر نبي است کجا جاي این و آن
بعد از نبي است صاحب منبر علي علي

بي پیروي او نتوان رفت رو براه
در راهِ دین است هادي و رهبر علي علي

باشد براي زمرهٔ لب تشنگانِ حشر
در روزِ حشر ساقي کوثر علي علي

بعد از ثناي ایزد و مدحِ محمدي
وردِ زبانِ ما است مکرر علي علي

فرض است بعد مدح علي مدح اهل بیت
باب الشرف ائمهٔ اطهر علي علي

شاید بروزِ حشر کند حشر من (۱) بآل
فرمان رواي مجمع محشر علي علي

دارد بدست دل همه دم "مائل" از ولا
حبل المتینِ حبِ پیمبر علي علي

[ب ۶-ص-۱۲ ، ب ۳-ص-۱۰۶]

۱۸- قصیده

[در نعت و منقبت و مدح میر کرم علي خان]

من که دارم هواي عشق به سر کي هوایم بود به سر افسر

---

(۱) ب ۳ : ما

به شهان زیبد افسر ِ شاهي / زیبدم تاج ِ فقر افسر ِ سر
خوش به‌سوداي ُعشق‌مي خواهم / داده دل رنج فقر از داور
که‌به عشق است مدام فقر رفیق / که به فقر است مدام رنج ببر
کي بسوداست مدام این سودا / که مدام است گنج رنج اندر
هر سري کاین هوا بسر دارد / هست در همسران خود سرور
یک سري نیست ز این هوا خالی / کشور ِ عشق دیده ام یکسر
هست در عشق زشت سرداري / سر بدار است عروج عشق اگر
تا ازین دار غم شوند رها / سر به دادند عاشقان یکسر
شاد اقلیم عشقم از غم و درد / دارم از پیش و پس بخود لشکر
کي سبک‌خیزم ازغمش که بخواب / دارم از سنگ بالش و بستر
دیگران گر بکار بار خود اند / نیست کارم بغیر عشق دگر
نیست با گردش سپهرم کار / هست کارم بگردش ِ ساغر
چیست ساغر بود چه گردش آن / گردش ِ چشم پُر فن ِ دلبر
بشو از ني که تا چه مي گوید / از مقامات ِ عشق درد اثر
قوت روح است سماع نغمه ُشوق / قوت ِ چشم است دیدن ِ دلبر
چشم آن به که یار را بیند / روح آن به که راحت آرد بر
بیخودیها نشان ِ بي خبري ست / عاشقان را ز خود کجا ست خبر
تا جنون را کند بهانه ُ خویش / عشق شد بهر عقل غارت گر
عقل درکار ِ عشق ناید کار / عقل و عشق اند ضد یک دیگر
قدم از سر نموده باید رفت / راه عشق‌است تمام خوف و خطر
طوق در گردن و رسن در پا / عاشقان را بود رز و زیور
گه سوي ُ چاه گه سوي ُ زندان / کشش ِ عشق مي کشد یکسر
شه گدا سازد و گدا را شاه / هست اعجاز عشق ز این برتر
یوسف ار بنده ُ زلیخا بود / شد ز زندان عزیز ِ مصر آخر

سر بصحرا ز شهر زد مجنون داشت سوداي عشق چون درسر
عشق آخر بچاه وصل افگند تا به لیلیِ خود شد او هم بر
بلبل از گل بود گل از بلبل در گلستان عشق نام آور
گریهٔ شمع و سوزِ پروانه مي کند بزم عشق روشن تر
بسکه در بزم عشق درکار است [باد]ه و نقل باده شام و سحر
مي فریسد [براي؟] عشق دلم خون دل باده ، نقل لخت جگر
بادهٔ عشق وقف عشاق است هر دم از دستِ ساقيِ کوثر
سُکر مي گرچه حالتي دارد سُکر عشق است حالتي دیگر
عاشقان مست بادهٔ حُسن اند همچو مستانِ بادهٔ کوثر
دارد از عشق حسن نقش و نگار حسن وعشق اند زیب یک دیگر
حسن هرجا که ساز عشق دهد عشق آید چو زهره را مشگر
حسن هرجا شود کرم فرما عشق آید چو بنده فرمان بر
حسن صورت اگرچه دارد زیب حسن معنی ولي است زیبا تر
هست با حسن و عشق دل را ربط کان بود دل رُبا واین دل بر
حُسن در کسوت خدائی بود شد به پیغمبري عشق اظهر
گشت از نور شان جهان انور حسن وعشق اند همچوشمس و قمر
مي رسانند بر کنارِ مراد حسن وعشق اند کشتي ولنگر
نیست این حسنِ خوبیٔ خط وخال نیست این حُسن خوبيِ منظر
نیست این عشق سیرِ گلشن وگل نیست این عشق دیدنِ دلبر
حُسن حُسنِ جمال ایزد پاک عشق عشقِ جلال پیغمبر
حُسن حَسنِ نبوت احمد عشق عشقِ ولایتِ حیدر
حُسن حسن چهارده معصوم عشق عشقِ ائمهٔ اطهر
حسن حُسنِ صفايِ هر صورت عشق عشقِ کمال صورت گر
حسن با عشق عشق با حسن است هر کجا مي کنم بصدق نظر
هست انسان مکملِ دوران بصفاتِ کمال فضل و هنر
اهل معني ز صورتِ انسان مي کشد جانب حقیقت سر
حق نبي و علي زشان چو گزید گشت انسان گزیدهٔ داور

آن یکي حسن و عشق را معدن — وان دگرعلم وفضل را مظهر
آن یکي را عباي حسن بدوش — و آن دگر را قباي عشق ببر
آن یکي را کلاه مجد به فرق — و آن دگر را کلاه فقر بسر
آن یکی مقتداي جمله سلک — و آن دگر پیشواي جمله بشر
آن یکي صاحب لواء الحمد — و آن دگر صاحب نشان ظفر
آن یکی حرز اکبر ایمان — و آن دگر اسم اعظم داور
آن یکي سایه گستر عرصات — و آن دگر شافع صف محشر
آن یکي عین ذات ایزد پاک — و آن دگر عین ذات آن سرور
آن یکي شاه صدر علم و عمل — و آن دگر ماه چرخ فضل و هنر
آن یکي نور دیده دلها — و آن دگر نور چشم اهل بصر
آن یکي سر بحکم او کونین — و آن دگر حاکم قضا و قدر
آن یکي در جهان جهان کرم — و آن دگر از کرم جهان پرور
آن یکي حب او برد بجنان — و آن دگر بغض او برد بسقر
آن یکي ناسخ همه ادیان — و آن دگر بهر دین او رهبر
آن یکي کعبه و دگر قبله — آن یکي مسجد و دگر منبر
هر دو قادر بقدرت ازلي — هر دو مختار در قضا و قدر
هر دو محبوب ایزد منان — هر دو احباب دین را رهبر
هر دو مشکل کشاي احبابان — هر دو حاجت رواي شان یکسر
هردو مخلص نواز و مخلص دوست — هر دو با مخلصان خود یاور
خاصه با میر مخلص نبوي — خاصه با میر مخلص حیدر
خاصه با میر سرور دوران — خاصه با میر صاحب افسر
خاصه با مهر زبده عشاق — خاصه با میر مخلص داور
خاصه با میر محسن الاخلاق — پیرو خلق خالق اکبر
خادم خاص درگه نبوي — مخلص خاص آله الاطهر
کام بخش جهان به بخشش وجود — نامدار جهان بفضل و هنر
نامي عهد، با نکو نامی — نیک نام زمان و نیک سیر
ذوالکرم، ذوالنعم، ذوالاحسان — بصفات کرم کرم گستر

میر دوران کرم علي خان شه — صاحب شوکت و حشمت و فر
آنکه نازد بدولتش جمشید — آنکه نازد به بخشش اسکندر
آنکه دارد مدام دولت و بخت — آنکه دارد مدام فتح و ظفر
همدم خویشتن به بزم و رزم — آن‌دو چون‌بنده ، آن‌تو چون‌جاکر
آنکه گردد بکام او گردون — آنکه گردد بکام او اختر
آنکه از حکم حاکم اعظم — آنکه از امر قادر اکبر
هست دایم قدر بفرمانش — هست دایم قضاش فرمان بر
آنکه نامش به نیکیٔ اخلاق — هست پیوسته اظهر و اشهر
آنکه دایم به سر بلندیٔ بخت — دارد از حفظ حق بسر افسر
آنکه باشد دعائ دولت او — وردِ دلها مدام شام و سحر
در حضورش بکام دلداري — نیست حاجت بعرض دل دیگر
به که من بعد طوطی نطقم — در دعایش شود سخن آور
تا ز عشق است حسن را زینت — تا ز حُسن است عشق [را] زیور
تا بکام است گردشِ گردون — تا بکام است گردشِ ساغر
تا بکام است دورِ لیل و نهار — تا بکام است دورِ شمس و قمر
تا بود رسم دل ربائیها — تا که دل راست ربط با دلبر
تا بود فضل حق کرم فرما — تا بود لطف شه کرم گستر
میر دوران بزمرهٔ احباب — باد با حُسن خُلق نام آور
میر دوران بشاهدِ عشرت — باد پیوسته همدم و هم بر
بخشد ایزد بشه دو شهزاده — بحقِ شاهزادهٔ اطهر
بسرفرازئ ابد ابداً — تاج شاهیش باد افسر سر
دمبدم خوش بیارئ یزدان — باد یارش محمد و حیدر .

دم بدم این دعا بدرگهِ حق
عرضِ "مائل" بود بشام و سحر [ب ۶ - ص ۳۰۵]

۱ـ قصیده در مدح میر فتح علی خان و اخوانش

بحمد لله که طبعم چو ابرِ نیسانی
به بحر مدحتِ شه می کند دُر افشانی

دُر[ي] که قابل نذر جناب ممدوح است
توان کشید ز بحرِ کلامِ ربّانی

کلام حضرت بیچون واجب الاذعان
تمام نصّ صریح است به مدح سلطانی

بحکم آیهٔ بلّغ بروز خُم غدیر
نهاد حق بسرش افسرِ سلیمانی (۱)

مرا ست روز ازل دستِ دل به بیعت او
که منکر اند عزیزان ز بیعت ثانی

به بین که قلعهٔ خیبر بزور بازوي حق
چسان گرفت ز اعدائ دین به آسانی

کجا ز دست دگر کار فتح آمد راست
که هست فتح و ظفر کار شیرِ یزدانی

چو دیو نفس بحکمش گرفته بود قرار
بداد حق به کفش خاتمِ سلیمانی

ز معجزات جنابش چه گویمت دیگر
مگر ز یادِ دلت شد حدیث سلمانی

بس است مقوله "لو لا عليّ لهلک عمر"
چه راست گفته به مدحش خلیفهٔ ثانی

به درگهش که بود قبلهٔ امید انام
رسید حضرت روح الامین به دربانی

---

(۱) ب ۳ : جهانبانی .

کنون به درگهِ عالي او ز روي نیاز (۱)
کنم به مطلع دیگر ز نو ثنا خواني
نه زاد مادرِ ایّام چون تو کس ثاني
به سیرت ملکی و به شکل انساني
بحق کعبه که آن مولد شریف تو بود
به خانه زادئ حق خانه زاد حقاني
به ذکر سبحهٔ اخلاص اسمِ اعظم تر
شدند جمله ملائک بسبحه گرداني
ز پرتو رُخت اي آفتابِ عالمتاب
گرفت صورت آئینه شکل حیراني
هزار گوهر شهوار سر زد از طبعم
دمی که شد ، گهر افشان پئ ثنا خواني
شها توئي که منم مائل تو از دل و جان
سزد که از دل و جان مائلِ خودم داني
شها توئي که به مدح تو و محبّانت
سحاب ناطقه ام مي کند دُر افشاني
شها توئي که ز فیضت دگر به گوش دلم
نوید فتح علي داد حق به آساني
کسي کجا ست محبِ جنابِ اطهر تو (۲)
چو "میر فتح علي خان" دگر بدوراني
هژبر جنگ بهادر ، ولئ والا شان
که صدر مملکت سند را بود باني
رفاه تازه ز عدلش گرفت خاص و عام
نه دیده دهر چو او کس به معدلت راني

(۱) ب ۳ : کنون بحضرت عالي او ز راه نیاز .
(۲) ب ۳ : حضرت تو .

شد از شجاعت نام آورِ زمان آن قدر
که نامِ رستم دستان بگشت نسیانی
خداش داد ز اخوان سعادت تثلیث
چه جای رشک کسي با عطایٔ سبحاني
یکي "غلام علي خان" میر رستم عصر
که هست رستمئ او عیان بدوراني
بود بفتح علي در جهان چنان مختص
که روز رزم ز تیغش عدو شود فاني
دگر "کرم علي" آن خانِ عصر نام آور
که بحر مکرمتش دائما ست طغیاني
سیوم گرفته "مراد" از "علي" بفضل و عطا
که هست نجم مرادش مدام نوراني
خدا زیاده کند عمر و بخت و دولت شان
بزیر سایهٔ الطاف ظلِ سبحاني
کنون دگر بخطاب امیر خسرو سند
رساند مطلع نو طبع من بآساني

زهي ندیده فلک چون تو در جهان ثاني
به روزِ جنگ به میدان گرم جولاني

ز تیز روئي تیغت به عرصهٔ جولان
نصیب زمرهٔ اعدا ست پشت گرداني
چرا نه پشت دهد خصمِ تو بروزِ (۱) ستیز
که هست پشت پناه تو شیر یزداني
تو کام بخش جهاني و کامیابِ ازل
بکام تست شها لطفِ خاص ربّاني

(۱) ب ۳ : ز روئ ستیز .

تو آن کریم نهادي که دست مکرمتت
کند چو ابر به بحرِ سخا دُر افشاني
مرا ست از کرم تو مدام چشمِ امید
سزد که چشمِ کرم سوي من بگرداني
کسي کجا ست چو تو قدردانِ اهل سخن
که قدر اهل سخن را تو نیک مي داني
چرا نه خواند "امامي" بخوانِ فضل و هنر
به بذله خوارئ خود "انوري" و "خاقاني"
که نام حاتم بنوشته است به طاي طمع
به محض نام چه طمعش نموده طغياني
حکایتي است که آن را بحق توان گفتن
بود به قطره چه نسبت ببحرِ عُماني
بحيرتم که چه مي گوئی اي بحق "سائل"
سزد که باز به مقصد عنان بگرداني
به حضرتت که بود ملجاء سخن سنجان
چه جاي آن که کنم دعویٔ سخن داني
ولي به يمن جنابِ "عظيم" خسرو دين
کنون ببحر سخن کرده ام دُر افشانی
اگر قبولِ جنابت شود زهي خوشتر (۱)
که هست پائ ملخ هديهٔ سليماني (۲)
موافقانِ تو از بخت و کام بهره ياب
مخالفان تو باشند در جهان فاني
[ب ٦ ص-۲۴، ب ۳- ص-٦٦]

---

(۱) ب ۳ : اگر قبول حضورت شود زهي طالع .
(۲) ب ۳ حاشيه : زمور پائ ملخ هديهٔ سليمانی .

۴ـ قصيده

[در مدح مير فتح علي خان و اخوانش]

ساقي بيار باده که باران بهار کرد
در سر زمينِ عشق عجب سبزه زار کرد
هر قطرهٔ که ريخت ز ابرِ مطيرِ عشق
در بحرِ عشق طبع سخن دُر نثار کرد
گل گل شگفت بسکه نهالِ اميد دل
هر شاخِ سبز شاهدِ گل در کنار کرد
در گلشنِ جهان که جهاني بعشرت است
بلبل ز شوق جا بلبِ جوئبار کرد
خوش ساقئ الست ز ميخانهٔ بهار
در جامِ روزگار مئ خوشگوار کرد
گل گل شگفت غنچهٔ طبعم درين چمن
طبع چو ميلِ ديدنِ آن گلعذار کرد
رنگين لبش بچا شنئ حرفِ شهد بار
صدٌ قرص گُلشکر ز برايم طيار کرد
شد منتظر به ديدنِ او ديدهٔ دلم
نرگس براهِ شوق ز بس انتظار کرد
چشمش که پُر خمار ز صهبائ عشق بود
با يک نگاهِ مست دلم پُر خمار کرد
تشريح اين سخن به سخن پيچتاب داد
سُنبل بباغ شرح ز گيسوئ يار کرد
زلفِ خطائيش که بود رشک صد ختن
از چين متاعِ حُسن روان تا تتار کرد

دل را ز کار برده و بیکار وا گذاشت
نازک ادایٔ من به ادا طرفه کار کرد

غمهایٔ دهر جمع نموده بباد داد
از بسکه نام خود بجهان غمگسار کرد

جانِ جهان نثار سرش باد روز و شب
جانان ز بس خطابِ مرا جان نثار کرد

نقاش خامه ام که بود خوش نگار نام
وصف نگار طرفه بنقش و نگار کرد

نازم بلطفِ حضرتِ ساقي که از ازل
طبع مرا بشاهدِ منیا دو چار کرد

گویند از مجاز حقیقت شود عیان
صد شکرِ حق که طبع مرا حق شعار کرد

طبعم ز بسکه مائلِ گلزار عشق بود
از داغِ عشق سینهٔ من لاله زار کرد

در عشق چون محبتِ معشوق لازم است
با عشقِ خویش عشق نبي یار غار کرد

عشق نبي ست عشق علي العظیم ما
این عشق اعظمي است که دل اختیار کرد

در گلشني که گلشنِ عشق ست نام او
طبعم به دسته بندي گل نو بهار کرد

طبعم بگلشنِ نعتِ مصطفا و آل
شکریهٔ عنایت پروردگار کرد

طبعم بگلشن نجف و سیر آن مکان
نامِ علي وظیفهٔ لیل و نهار کرد

نام علي است نام خداوند ذوالمنن
این اسم اعظمي است که حق یادگار کرد

ز آن دم که شد غلام علي نام من بدهر
در سلکِ بندگانِ خودم نامدار کرد
سائل ز دل غلام غلامان نام او ست
ز آن دم که دل غلامئ او اختیار کرد
صلوات بر محمد و بر آله الکرام
حق فرض بر خلایق هر روزگار کرد
حُبّ علي که طلع خورشید اندر است
این مطلعِ دویم ز دلم آشکار کرد
آن دست ایزدي چو بکف ذوالفقار کرد
زور یدِ اللٰهي به جهان آشکار کرد
رایات کفر جمله نگوسار اوفتاد
چون رایتِ نبي بکف آن شهسوار کرد
در روزِ فتح خیبر و جنگ حنین و بدر
غیر از علی که بود که او کارزار کرد
از بسکه حکم حکمِ علی العظیم بود
حکم خدا و دین نبی استوار کرد
آن جان نثارِ حق که برایٔ ظهور حق
صد بار جانِ خود برهِ حق نثار کرد
آن گنج مکرمت که بسرمایهٔ کرم
ایثارِ حق متاع کنوز و بجار کرد
آن عالم کرم که خداوند عالمین
عالَم بخوان مکرمتش بذله خوار کرد
آن والد دو سبط پیمبر که ایزدش
باب الشرف ائمهٔ عالي تبار کرد

آن شاهِ حق شعار که روز غدیر خم
حق نائب نبیش بصد اعتبار کرد

آن عرش اعتلا چو بیاسود در نجف
ارض نجف بمرتبه عرش اقتدار کرد

دُرِ نجف که زینت عرش معظم است
در گوش روزگار دُرِ شاهوار کرد

روز غدیر طرفه بفرمان ایزدي
فرمانروائیٔ دو جهان اختیار کرد

روحی فداک در حرم اقدسش مدام
روح القدس وظیفهٔ لیل و نهار کرد

صد شکر حق که حضرت روح القدس مرا
در سلکِ مادحان حضورش شمار کرد

مائل بحق رسید خطابم ز شاه دین
طبعم چو میل مدح شه هشت و چار کرد

ممدوح نشاتین شد و شاغل جهان
هر کس که شغل مدح شه ذوالفقار کرد

خوش آنکه از محبت و اخلاص باطني
در مدح شه مدیحِ محبان شعار کرد

خوش آنکه دائما بفتوح در امید
در هر مکان "به فتح علي" افتخار کرد

ز این بعد دل بمدح محبان آنجناب
در بحر این زمین غزلي یادگار کرد

نام علي چو سلطنتش برقرار کرد
سلطانِ سند نامور روزگار کرد

نامش چو "میر فتح علي خان بهادر" است
فتحش نشان برستم و اسفندیار کرد
فتحش ز بس بعون علي‌العظیم ما ست
بختش بکام فتح علي پائیدار کرد
در صوبه داری است چو بهرام روزگار
بهرام چرخ خوش لقبش صوبدار کرد
خوش صوبه دار سند که در عهد دولتش
عالم بصوبه دارئ او افتخار کرد
خلق کریم او که نسیم عنایت است
گلزار روزگار سراپا بهار کرد
خار نفاق ز این چمن آمد بچشم خصم
حق خصم او بهر دو جهان خوار و زار کرد
آن شاه نامور که شهنشاه خانقین
با تخت و تاج سلطنتش نامدار کرد
از بسکه هست بنده بفرمان ایزدي
اقبال و بخت بندگیش اختیار کرد
تا دستیارش آید پور بلند بخت
دل دستها بلند سوئ کردگار کرد
نام علي است مایهٔ صد گونه افتخار
خوش میر ما بنام علي افتخار کرد
خوش میر ما "غلام علي‌خان" که از ازل
خود را غلام نام شه ذوالفقار کرد
از بسکه حکم او بقرار دیانت است
احکام دین مصطفوي برقرار کرد
بادا همیشه میر محمد رفیق وي
از بس رفیق خود مدد هشت و چار کرد
خوش میر ملک از کرم مرتضا علي
وصف "کرم" بنام "علي" اختیار کرد

شادم بدین شرف که شهنشاه ذوالکرم
ممدوح من بوصفِ کرم نامدار کرد
یا رب هب له خلف‌الصدق بالکرم
خوش این دعا دلم بدرِ کردگار کرد
از بسکه میر ما ست بدلها مراد بخش
با مژدهٔ مرادِ دل امید وار کرد
چون میر ما "مراد علي خان بهادر" است
حق بر مراد خاطرِ او جمله کار کرد
بادا همیشه نور محمد بکامِ وي
با کام دل ز بسکه حقش کامگار کرد
تا باریاب حضرت شان گردد این دلم
شغل دعائ شان دل من بار بار کرد
خورشید و ماه مشتري و زهره شد خجل
چون این چهار نیّرِ حق نور بار کرد
چون چار عنصر است وجود شریف شان
حق شاهد مراد بهر یک دو چار کرد
هر یک شه زمانه و هر یک امیر ملکِ
حق شاهي و امیرئ شانِ برقرار کرد
هر یک محب صادق و هر یک مرید خاص
هر یک ولائ آلِ علی را شعار کرد
تا باریاب حضرت ممدوح خود شود
طبع سخن متاع سخن را ببار کرد
ممدوح عصر میر کرم بخش روزگار
کز فیضِ مکرمت سخنم با وقار کرد
آن میر قدر دان سخن کز سموِّ قدر
بخت سخن بمرتبه عالي تبار کرد
طبعم پئ مطالعه آن مطلع‌الشرف
این تازه مطلعي بسخن آشکار کرد

نام علي چو فيضِ کرم آشکار کرد
ممدوح من به بزمِ کرم نامدار کرد
آن مير نامور که بنامِ "کرم علي"
خُلق کريم خود به جهان اشتهار کرد
آن مير دلنواز که دلها شکارِ اوست
مرغ دلم بدامِ کرم خوش شکار کرد
تا عالمي بسايهٔ حفظش شود مقيم
حصنِ حصين حُبّ علی را حصار کرد
تيغش که در وغا است عدوکُش خطاب آن
فرق عدو دو پاره بسانِ خيار کرد
کارش تمام کرده سرش را بخاک زد
با خصم تيغ مير عجب کار زار کرد
از بسکه عالمي ست ثنا خوان حضرتش
عالم بحضرت کرم اميد وار کرد
مختار روزگار به بخت بلند شد
محمود اگر ايازئ او اختيار کرد
نقش نگين او چو نگار وفا گرفت
نقاش خانه ام ز وفا خوش نگار کرد
نازم بحضرتش که ز لطف کريم خاص
در سلکِ داعيان حضورم شمار کرد
از فيضِ بار يابئ اين تازه گلستان
نخل مرادِ دل ز بهي برگ و بار کرد
بادا هميشه تازه تر اين گلشن کرم
از بسکه رشحهٔ کرمِ او بهار کرد
با مدح لازم است چو عرض دعا مدام
طبعم دعائ دولت او اختيار کرد
بادا هميشه دولت و اقبال وی فزون
خوش "مائل" اين دعا بدرِ کرد گار کرد

[ب ٦ - ص - ٣٨]

۳- قصیده

[در مدح میر سهراب خان]

نام حق ورد هر دل و جان است | ورد جان حمد پاک یزدان است
شغل نعت نبي پس از تحمید | بازوِ دین و حرز ایمان است
هست مومن کسي که از دل و جان | بولاي علی غزل خوان است
بي ولایش نمي شود مومن | گر کس از زمرهٔ ولیان است
ز آنکه با نص آیهٔ تطهیر | مدح آل نبي بقرآن است
هر یکي از ایمهٔ اطهار | شمع افروز بزم عرفان است
صل یا رب علي محمد و آل | نذر ارواح پاک ایشان است
هست چون فرض حُب آل نبي | خوشتر آنکس که در محبان است
شکر حق کز جماعهٔ احباب | "میر سهراب" از دل و جان است
"میر سهراب خان" والا شان | صاحب عز و شوکت و شان است
خادم پنج گنج و کرم [؟] | مخلص خاص شاهِ مردان است
از ازل با صداقت قلبي | میر ما خوش مُحب ایشان است
در محبت به گرم جولاني | فارس راه حق چو سلمان است
به نگاه نوازش حضرات | حفظ حق بهر وي نگهبان است
"عضد الدوله" "بهادر جنگ" | خوش خطابش ز شاه دوران است
میر ما دائم از نکو نامي | بصفاتِ نکه ز نیکان است
با صفات حسن میان جهان | مجاٴ داعیان باحسان است
شد فراوان به دهر الطافش | لطف عامش ز بس فراوان است
دل و دستش به بخشش و اکرام | آن یکي بحر و آن دگر کان است
شد بمدحش دلم سخن پرداز | بسکه آن میر ما سخندان است
دیده جولانِ طبع رنگینیش | خامهٔ فکر من بجولان است
بگل افشاني مدیح امیر | طبع من رشک صد گلستان است
میر ما در جهان بکام ازل | کام فرماي مستمندان است
هست چون میرِ ما بحق مشغول | نور حق از رخُش نمایان است
هست حکمش روان بخطهٔ سند | بسکه محکوم حکمِ یزدان است

بسکه عدلش محیط دهر آمد | جابجا ذکر عدل و احسان است
هست چون عام میهمانئ او | بر درش هر که رفت مهمان است
مي کند پُر گُهر کف ِ سائل | دست جودش که ابر ِ نیسان است
مي نماید نثار نام خدا | در کفش که متاع صدکان است
مي کند دشمنش بدم بیجان | تیغ ِ تیزش که آفت جان است
بسکه شه داد دولت و بخشش | بخت شهدادش از رفیقان است
جمله اخوان ز فیض او کامي | میر ِ ما کامور در اخوان است
میر عالي نسب، خجسته شیم | خاصه از زمرهٔ مریدان است
روز افزون است شوکت و شانش | میر ما همدم سلیمان است
همچو روبه کند عدو پامال | میر جنگي که شیر میدان است
یافت ز اخوان سعادت تثلیث | میر ما خوش سعید دوران است
میر ما با جمیع فرزندان | در جهان ِ سخن سخندان است
هر یکي شمع محفل اکرام | هر یکي میر بزم احسان است
میر مقبول عصر رستم جنگ | رستمیش عیان بدوران است
خوش ز فیض غلامئ حیدر | دائما بختش از غلامان است
میر نیکو شیم مبارک نام | بارک الله ز نیک نامان است
هست از دل چو چاکر ِ حضرات | "میر چاکر" خوش از مریدان است
دائم اندر دعائ دولت میر | کار ِ داعي دعائ ایشان است
بر دعا گوئیم دعائي امیر | بهر داعي خجسته برهان است
خوش به داعی ز درگه ِ فیضش | دائما چشم لطف و احسان است
باد از نور حق دلش رخشان | نجم بختش ز بسکه رخشان است
باد گردون بکام او گردان | تا کي گردون بدهر گردان است

بارک الله بعمر و دولت شان
ورد ِ "مائل" مدام از جان است [ب ٦ - ص - ۹۵]

۴- قصیده در مدح میر مراد علی خان*

صبحدم چون به دلم نام ِ علي یاد آمد
یمن ِ نامش دلم از قید غم آزاد آمد

* رجوع کنید به قصیدهٔ مابعد نمبر - ۵ - در مدح میر کرم علي خان.

آمد از نامِ علي جمله مرادم حاصل
چونکه نامِ علیّم سبحهٔ ارشاد آمد
بود از بس دلم از شوق طلبگارِ وصال
واصلِ شاهدِ مقصود خدا داد آمد
داشت طبعِ سخنم وعدهٔ تنظیم سخن
طرفه طبعِ سخنم راست بمیعاد آمد
میدهم داد سخن خوش بمدیحِ ممدوح
فیضِ روح‌القدسم بسکه بامداد آمد
تا دهم هر سخن نقش و نگار از نامش
در کفِ فطرت من خامهٔ بهزاد آمد
نامور "میرِ مرادِ علي" آن خانِ زمان
کاین زمان بهرِ مدیحش بمن ارشاد آمد
آنکه چون والدِ ماجد ز مریدان نبي است
آنکه در دوستئ آلِ چو اجداد آمد
اعتقادش چو درست آمده با آلِ رسول
میرِ ما معتقدِ عترتِ امجاد آمد
میتوان دادِ سخن داد بوصفِ طبعش
بسکه طبعش بسخن فهمي استاد آمد
مدح خوان چون بحضور آمدم از غیب شها
غزلی تازه بمدحِ تو مرا یاد آمد
خسروا چون بتو اقبالِ خدا داد آمد
دولت و بخت باقبالِ تو منقاد آمد
دجله دجله شده از فیضِ تو عام شاداب
جام امیدِ تو پُر تا خطِ بغداد آمد
شیر و روباه بیکجا رود و گرگ بمیش
طرفه از معدلتت ربط باضداد آمد
مریمِ طبع سخن طرفه درین عهد سعید
از پئ مدحِ شریفِ تو به میلاد آمد

خصم بي جوهر تو هست سزاي جوهر
از ازل ز آن بكفت تيغه فولاد آمد
تيغ نصرت بكف همتت از روز ازل
قاطع دعوي بي موقع حساد آمد
دائم از شعله رمح تو بميدان نبرد
خرمن هستي اعداي تو برباد آمد
باعث شادي دلها است نگاه فيضت
از فيوض نگهت كيست كه ناشاد آمد
در دعايت چو مدد خواه شدم از حضرات
ملهم غيب بطبعم پي امداد آمد
باد از نام علي جمله مرادت حاصل
چونكه نام عليم سبحه ارشاد آمد
باد از "نور محمد"(١) بدلت تازه شعاع
خوش جهاني ز جلاي دلت آباد آمد
حق نصيرت به محمد(٢) همه جا باد مدام
خوش مدام از دلم اين مژده حق داد آمد
هست پيوسته ممدّت چو جناب حضرات
دائمت ياري حضرات بامداد آمد
عشرت دهر نصيب تو و اولاد تو باد
طبع "مائل" بدعاي تو ز بس شاد آمد

[ب ٦ - ص ٩٨]

٥- قصيده

[در مدح مير كرم علي خان] *

شكر لله كه دل از قيد غم آزاد آمد
مژده عشرت نو با دل ناشاد آمد

---

(١) مير نور محمد خان خلف اول .
(٢) اشاره بطرف خلف دوم مير محمد نصير خان "جعفري".
* رجوع كنيد به قصيده ما قبل نمبر -٤- در مدح مير مراد علي خان .

بود از بسکه دلم مست ز صهبايِ وصال
واصلِ شاهدِ مقصود خدا داد آمد
داشت طبعم ز ازل وعدهٔ تنظیم سخن
طرفه طبعِ سخنم راست بمیعاد آمد
میبرم طبعِ سخن باز به جولان سخن
فیضِ روح‌القدسم بسکه بامداد آمد
تا دهم دادِ سخن خوش به‌مدیح ممدوح
دوش درخواب چنین بهرِ من ارشاد آمد
تا کنم نقش نگینِ دلِ دوران نامش
در کفِ من ز ازل خامهٔ بهزاد آمد
میر ممدوح کرم بخش و کریم الاخلاق
آنکه وصفِ کرمش بیش ز تعداد آمد
آنکه درگلشن ایمان بصد صدق و صفا
سر بسر راست بسانِ قدِ شمشاد آمد
آنکه پیوسته چو آبا ست مرید حضرات
آنکه در دوستیِ آل چو اجداد آمد
هست با میر چو دائم کرمِ مرتضوي
کرم از مکرمت میر بایجاد آمد
هست پیوسته ممدش چو جناب حضرات
دائما عون الٰهیش بامداد آمد
اعتقادش چو درست آمده با آلِ رسول
میرِ ما معتقدِ عترتِ امجاد آمد
هست زیبا بسرش افسرِ "بهرامي" سند
میر در جاه و حشم بیش ز اجداد آمد
بسکه شه داد بوي جمله صفاتِ شاهي
راست برقامتِ او خلعتِ "شهداد" آمد
میتوان دادِ سخن داد بوصفِ طبعش
بسکه طبعش به سخنداني استاد آمد

چونکه از غیب رسیدم بحضور تو شها
غزلي تازه بمدح تو مرا یاد آمد

خسروا! چون به تو اقبال خدا داد آمد
دولت و بخت باقبالِ تو منقاد آمد

آمد از نامِ علي وصف کرم نام آور
این همه از کرمِ شه بتو امداد آمد

هست با نامِ علي وصف کرم چون توام
کَـي صفات کرمت درخور تعداد آمد

صوبه داریست بکام تو شها چون ز آبا
صوبهٔ سند بکامِ تو خوش آباد آمد

هست بهرامِ فلک بسکه ممدّدِ تو شها
بندهٔ درگه تو قازن (١) و کشواد آمد

شیر و روباه بیک جا رود و گرگ به میش
طرفه از معدلتت ربط باضداد آمد

مریمِ طبعِ سخن طرفه در این عیدِ سعید
گوئیا بهر مدیحِ تو به میلاد آمد

دجله دجله شده از فیضِ تو عالم شاداب
جامِ امید تو پُر تا خطِ بغداد آمد

کو کند خصم بخونریزئ خود دفع فساد
گردن خصم تو با نشترِ فصّاد آمد

از فلاکت بزند گو سرِ خود را بر سنگ
گر بعهدِ تو فلک بر سرِ بیداد آمد

روزِ هیجا بسرفرازي تیغِ تیزت
دشمن بي سرت از بارِ سر آزاد آمد

---

(١) نام مردمان که در پهلواني و طاقت جسماني ضرب‌المثل اند .

تيغِ نصرت بکف همتت از روز ازل
قاطع دعوئ بي موقعِ حسّاد آمد
دائم از شعلهٔ رمحِ تو بميدانِ نبرد
خرمنِ هستیٔ اعداي تو برباد آمد
باعثِ شادئ دلها ست نويدِ کرمت
از درِ درگهِ تو کيست که ناشاد آمد
توشهٔ عمر به بخشي به نگاهي کرمي
هرکه بي زاد به بزمت شده با زاد آمد
خسروا ، بر درت از دولتِ شيرين سخني
طبع داعي بدعا پيروِ فرهاد آمد
در دعايت چو مدد خواه شدم از حضرات
مُلهمِ غيب به طبعم پیٔ امداد آمد
در دعاي تو شها از کرم و لطف کريم
دوش در خواب مرا مژدهٔ اولاد آمد
شادئ دهر نصيب تو شها باد مدام
طبعِ من بهر دعائ تو ز بس شاد آمد
سحر از خواب چو برخاستم از بهرِ دعا
بارک الله بدعائ تو مرا ياد آمد
باد يارِ تو بحق فضلِ خدا در همه جا
بهرِ "مائل" بحق اين مژده خدا داد آمد

[ب ٦- ص- ٩ ع]

٦- قصيده

[در مدح مير کرم علي خان]

تا زبان ورد خوان ز جان باشد — نامِ حق وردِ هر زبان باشد
وردِ جان ها بنامِ حق هر دم — نامِ پاکِ شهِ شهان باشد
آنکه نامش بنامِ اقدس حق — سبحهٔ جانِ قدسيان باشد
شاهِ شاهان محمدِ مرسل — احمدِ جمله مرسلان باشد

گفت احمد انا الاحد بي ميم — وصفِ احمد چه بـه ازان باشد
شد چو هر هفت با احد جايش — برتر از هفت آسمان باشد
در عروجِ لقا بصد تمکين — خوش مکانش به لامکان باشد
اين بيان با دليلِ آو آدنيٰ — قابَ قوسين را بيان باشد
در زمين و زمان است فيضش عام — تا زمين باشد و زمان باشد
روزِ محشر پئ شفاعتِ خلق — کرمِ عام او ضمان باشد
در ثنايش زبانِ ناطقه لال — گرچه ناطق بصد زبان باشد
در ثنايش ثنائ آل کرام — بهرِ احباب شائگان باشد
علي آن مقتداي آلِ نبي — اشرفِ جمله انس و جان باشد
نورِ ذاتش بنورِ ذاتِ نبي — طبق فرموده توامان باشد
هر دو باهم قرين چو مهر و ماه — با قرينه خوش اين قـِران باشد
هر دو چون مهر و مه جهان افروز — روشن از نورِ شان جهان باشد
از علي تا جنابِ مهدئ دين — هر يکي هادي الجنان باشد
هم نجوم السماءِ مجد و شرف — وصفِ ذاتِ شريف شان باشد
بر نبي و علي و آل صلوات — وردِ اخلاصِ مخلصان باشد
شکر لله که شاهِ ذوالاخلاص — مخلصِ خاصِ شان زجان باشد
در جهان آنکه نامِ نامیٔ وی — وردِ جانِ مواليان باشد
ميکنم تازه مطلعِ منظوم — در مديحش که شائگان باشد

تا جهان در کفِ شهان باشد
در کفِ حکمِ شه جهان باشد

آنـکه نامش ز يمنِ نامِ علي — نامئ بزمِ خسروان باشد
بسکه دارد کرم علي بر شه — کرمش بيش از بيان باشد
يمنِ نامِ علي بوصفِ کرم — خوش خطابش بشاه خان باشد
ديده بر کامِ شه مراد علي — عالمي زو مراد خوان باشد
لطفِ "ميرِ محمدش"(١) دايم — ياور و يار و مستعان باشد
نقشِ فتحش بصد نگارِ امل — غازهٔ روئ غازيان باشد
هر غلامش بود چو کي کاؤس — کي چنين شوکتِ کيان باشد

(١) خلف مير غلام علي خان .

حصن جاهش بارتفاع و علوّ — بر زمین تازه آسمان باشد
گاه جولان بتوسن عزمش — نصرت فتح هم عنان باشد
مي ستاند بلحظه جان عدو — تیغ تیزش که جان ستان باشد
عدلش از بسکه شد نشان در دهر — ظلم در دهر کم نشان باشد
صعوه در عهد عدل او با باز — چه عجب گر هم آشیان باشد
شد براه سیاستش چون جهد — کي بره بیم رهزنان باشد
هیچ هنگام جود در دستش — حاصل جمله بحر و کان باشد
تا کند بذل راه حق دُر و لعل — پیش او هیچ این و آن باشد
در زمانش بکام دل یاور — هر زمان صاحب الزمان باشد
باد خندان چو گل بگلشن کام — بر لب غنچه این بیان باشد
گلشن جاهش از بهار دوام — در امان ز آفت خزان باشد
دام اقباله سع الاحباب — در دُعا ورد مقبلان باشد
در دعا گشت دوشم این الهام — اي که کار تو با شهان باشد
بی وسیلت مگرد پیرامن — این چنین قول باستان باشد
گفتمش با توسّل کرمش — گفتن مدح شه چسان باشد
گفت الحق به این توسّل نیک — با تو این کار شائگان باشد
ز این کرم باز یه که بلبل طبع — غزل آرا بمدح شان باشد

تا کرم شهرهٔ جهان باشد
با کرم شه جهان ستان باشد

در جهان کرم بنام علي — کرمش نامیٔ جهان باشد
آنکه نامش "کرم علي‌خان" شاه — پیش شاهان بعز و شان باشد
صدر آرایٔ صوبداریٔ سند — خلف "صوبدار خان" باشد
شان بهرامیش ز بس شه داد — زنده ز او نام باستان باشد
صاحب السیف رافع الاعلام — روز رزم معاندان باشد
تیغش از باب قبضه چون به نیام — قابض جان دشمنان باشد
وقت بیرون بر آمدن یکسر — گر مقابل بیک جهان باشد

می‌ندانم که اندر آن حالت حالتِ جانِ شان چسان باشد
زاین‌سبب بعدِ مرگ تا لبِ گور بر لبِ جمله الامان باشد
بگهِ بزم و رزم داد و ستد در کفش گوهر[و]سنان باشد
گوهر از بهرِ زمرهٔ احباب و آن سنان بهرِ دشمنان باشد
گشت از راستیش عالم راست کج مگر گیسويُ بتان باشد
تا کجان را بجان نشان سازد تیر او راست در کمان باشد
ذوالکرم، ذوالهمم،ذوي‌الاحسان ملجاُ کامِ داعیان باشد
شد محیطِ جهان کران بکران بحرِ جودش که بیکران باشد
برد از حکمتش اگر بهره پیرِ گردون ز نوجوان باشد
در سخن از بلندیٔ فطرت طبعِ او معجز البیان باشد
خوش بذاتش ز یمن حسنِ صفات عمل و علم تواماں باشد
تواماں خوش بذات ذوالکرمش جمله اوصافِ خسروان باشد
ثابت القول ، صادق المیعاد با صفاتِ کرم ز جان باشد
میدهم ضمن مدح عهدش یاد چون بعهدش گَرَم زبان باشد
تا بشه عرضِ خود کنم حالي کرمش به که ترجمان باشد
دردمِ عرضِ حالِ حالتِ خود من چه گویم بشه چسان باشد
واي برحال آن کسی که چومن جايُ یک نانش نیم نان باشد
صحتِ جان ز نیم نان اینجا کَنّي ز اقوال بخردان باشد
نیست کارم دگر پيُ تکرار کرمش چونکه کاردان باشد
کرمش کارکن بحکمِ حق است گر بگوید که کن فکان باشد
تا شود ختم مدعائ دلم بر دعا ختم این بیان باشد
هبّ له یا کریم ذوالاکرام خلفی کو سلف نشان باشد
شه ز عون علي بوصفِ کرم کام بخشا و کامران باشد

دام اقبال، و عزّ دولته
وردِ "مائل" بحق ز جان باشد [ب ٦ - ص- ٥٨]

۷ — قصیده

[در مدح میر کرم علي خان]

رویت چو گلشن است چه گلشن ابد بهار
و آن سبزه خط بگلشن حسنت چو سبزه زار
حسن تو بحر عشقِ حق و طبع من چو ابر
آمد ز جوشِ عشقِ حقیقی گهر نثار
باشد مجاز عین حقیقت حق است این
گر نقش حسن تو برم از عشق حق نگار
چون حسن و عشق راست بهم یاري از ازل
باشد همیشه حسن بعشقِ تو یار غار
جز حسن تا کسي نه تمتع برد از او
بر گنجِ حُسنت آمده زلف سیه چو مار
زلف تو سنبل است که از پیچ و تابِ عشق
پیچان چو عشق پیچه بود بر گلِ عذار
از شام زلفِ تو چه کناره کند کسي
دارد ز بسکه صبحِ بناگوش همکنار
هر چینِ زلفِ تو شده همزلفِ چینِ حُسن
هر تار گیسوئ تو شده رشکِ صد تتار
هر ابروِ تو مصرع و هر مصرعی بود
چون ماهِ نو ز مهر جبینِ تو تابدار
از بسکه هر دو مصرعش آمد فروغ بخش
شد بیتِ ابروِ تو چو بیت الله نور بار
اغیارئ صنم ز صمد پیش ما کجا است
هندوئ خال تست چو با ترک چشم یار
یابد خط حیات ز خضر خطت و لیک
گردد بگرد چشمهٔ چشم تو خضر وار

شمشاد و سرو را بقدِ تو چه نسبت است
کز راستئ قدِّ تو طوبیٰ است شرمسار
شیرین دهانِ تو شکر آرد بکام دل
گردد لبِ تو گاهِ تکلم چو شهد بار
بیگانگي ز یار چو کفر طریقت است
خوش با حق آمده دلِ من آشنایٔ یار
تا شهر حسن را کند آزین ز فیض عشق
در وصفِ یار بِه که کنم مدح شهریار
سازم درین قصیدهٔ عشقیه منتظم
یک نو غزل بمدح شه احسن الشعار
اي نور حُسنِ حق ز جبینِ تو آشکار
و اي پیش عشقت آمده خوش حسن پیشکار
روئ جمیل تست نشان جمال حق
شان جلیل تو ز جلال است بصد وقار
از فرِّ جبههٔ تو عیان شانِ خسروي
و از شان خسروئ تو خسرو ثنا گذار
خُلقت بکام خلق چو خُلق الٰهي است
کامد بکام خلق چو خُلق اله یار
نوشیروان بعدلي و حاتم بجود و فضل
رستم به همتمی و سکندر در اقتدار
خورشید طلعتي تو گهِ سازِ بزم عیش
بهرام صولتي تو گهِ رزم گیر و دار
طبع تو شاعر است چه شاعر بلند فکر
فکرِ تو ماهر است در اشعارِ آبدار
هر گوهر مدیح تو تاج المدایح است
گردد به بحر مدح چو طبعم گهر نثار
نامت چو کرد شهرهٔ دهر از کرم علي
وصف کرم ز نام تو خوش یافت اشتهار

چشمم بگلشنِ کرمت همچو نرگس است
بر چشمداشتِ چشمِ کرم صرف انتظار
شاید ابد به یاد دلت یاد گیریم
دارم بدل چو یاد تو في اللیل و نهار
دستم بگیر از کرم اي دستِ صد کرم
دستت بیارئ کرم آمد چو دستیار
زیبد بدستیارئ ارباب دل ابد
دستت بکار کار کشائي و دل بیار
بادا نگارِ عشرت ابد با تو هم بغل
بادا عروس دولت ابد با تو همکنار
تا آشکار نام شکار است بکار عیش
همدوش کار عیش و فرح بادت این شکار
تا دهر را ست یاد بحق نامِ حسن و عشق
بادا بیادِ حق دلت از عشق نور بار
در فکر نظم شعر دلم مائلِ حق است
کي فکرِ نظمِ شعر بود عار حق شعار [ب ٦- ص- ۸۰]

۸ - قصیده

[در مدح میر کرم عليخان]

سحر به صحن چمن عندلیب خوش گفتار
شنیده از لب گل مژدهٔ قدوم بهار
رساند مژده بگوشم که موسمِ عیش است
تبارک الله زهي عیش دیدنِ گلزار
چه مژده مژدهٔ شادابئ گل و گلشن
چه عیش عیشِ تماشائ گلشنِ رخسار
چه گل کزو ست ریاضِ امل برنگ و بو
چه گل کزو ست نهالِ رجا بُر از اثمار

چه گلشن آنکه از و گلشن دل ست سرسبز
چه گلشن آنکه ازو گلشن دل ست سرشار
چه عندلیب که باشد عبارت از طبعم
کدام صحن چمن ، صحنِ مجلسِ دلدار
بجا ست گر دل عاشق بهار می خواهد
بهار چیست ، بهارِ نشاط عاشقِ زار
در این بهار که شد خطهٔ چمن سرسبز
بهار خورّمي آورد سبزهٔ خطِ یار
لبش گل است دهانش گل و عذارش گل
رخش ز رنگ فرح یافته ست تازه بهار
گل آب گشت ز تابِ رخ نگارینش
خدا زیاده کند آب و تاب روئ نگار
مرا چه کار بعباسئ چمن ز این بعد
که دارد این چمن از جعفري بهار وقار
گر اینچنین به بهار است گلشنِ طبعم
مبارکست بدل دیدنِ گل و گلزار
گر اینچنین است بهارِ نشاط اندر جوش
سزد که نگهتِ گل گل کند به‌هرخس و خار
گر اینچنمن ست بهارِ قدوم حضرتِ گل
فدائ مقدم او جانِ عندلیب هزار
دراین چمن که گلِ جام در کفِ ساقي ست
بطفلِ غنچه سزد بحث تحفة‌الاحرار
در این چمن که برشحات فیض سرسبز ست
بهار سبزهٔ خود رو ست بر لب انهار
بجامِ ماه ندانم چه باده شبّو ریخت
که مست بوئ خیالِ شب ست هر هشیار
مگر رسیده زمانِ وصالِ بلبل و گل
مگر رسیده اوانِ قِرانِ ابر و بهار

مکر بهارِ گلِ جعفري ست در گلشن
مکر بهارِ گلِ اشرفي ست در گلزار
مکر شگفته گل گل پري بصحن چمن
که‌مي پرد به هوایش دلم سلیمان وار
مکر بگیسوئ سنبل زده ست شانه صبا
که مي دمد به مشامم شمیمِ مشک تتار
صبا به سروِ سهي داد خطِ آزادي
ز بسکه راست شده همچو سروِ قامتِ یار
بشاخِ سدره مکر آشیان کند قمری
کر اینچنین به بلندیست سروِ این گلزار
بصد زبان شده سوسن بمدح گلشن و گل
بدیده صحن گلستان پُر از گلِ ازهار
بچشمداشت که چشمش برویٔ یار افتد
همیشه چشم براه ست نرگسِ بیمار
بدست لاله پُر از باده ساغري رنگین
برایٔ آنکه کند عالمي ز نو سرشار
از آن زمان که قدح بخش شد گل لاله
سزد دعایٔ قدح وردِ دل بلبل و نهار
ز یکطرف بود از نسترن چمن سرسبز
ز یکطرف گل نسرین ست زیب بخش بهار
مبارک ست بعشاق اندرین گلشن
شرابِ ناب و صدائ رباب و روئ نگار
مبارکست بهم صحبتِ گل و بلبل
کدام بلبل و گل ، صحبتِ دل و دلدار
ز شوق آنکه کند گرم عیش صحبتِ گل
دلم به گلشنِ شوق ست شایقِ دیدار
بجا ست بلبلِ دل گر کنون بطرزِ غزل
ثنائ حضرتِ گل مي کند ز جان تکرار
گلِ ریاضِ کرم نو بهارِ باغِ وقار
سحابِ اوج عطا آب بخشِ روئ بهار

ریاض مکرمت و نو نهالِ گلشن مجد
بهارِ معدلت و زینتِ گلِ دستار
گلِ ریاض دلِ "میر صوبه دار" شهید
بکامِ طبع گلِ شه پسند این گلزار
ز بسکه نام شریفش "کرم علی خان" است
ز نامش آمده وصفِ کرم باستشهار
از آن زمان که بخلق عطا ست نکهت بخش
صبا ز رائحه خُلق اوست شکر گذار
ز آبش آمده چون آبروئ گلشنِ دهر
صبا روایح گلشن بروش کرد نثار
ز رشحهٔ کرم عام او درین گلشن
سحاب مکرمت آورد آب بر رخِ کار
ازو همیشه بود گلشنِ رجا سرسبز
ازو همیشه بود گلشنِ امل پُر بار
ازو همیشه مطرا ست قطعهٔ گلشن
ازو همیشه مصفا ست مثنوئ بهار
ز بوئي او ست گلِ نسترن برنگ و بو
ز خوئ او ست گل نسترن پُر از انوار
اگر بفرض کند گاه عزم سیرِ چمن
خزان ز باغ جهان تا ابد به بندد بار
بصحنِ باغ خرامد اگر بدین خوبي
گلِ نشاط زند جوش از در و دیوار
بدینِ جعفري است بسکه صادق الایمان
بود دلش ز زرِ جعفري تمام عیار
دراین چمن که چمن در چمن بهارِ گل است
همیشه گلبنِ بخشش بود ببرگ و بار

در این بهار که دارد چمن روایحِ خلد
ز بويِ اوست ریاحین بباغ بر خوردار
در این بهار که بهر کرم به طغیاني ست
سحابِ مکرمت او ست دائما درکار
در این بهار که طبعم صفايِ بخش دل ست
کنم به مطلعِ نو در مدیح شه گفتار
زهي بر اوج شرف مهر دایم الا نوار
شهِ سریر حشمت ، مهِ سپهر وقار
خدیوِ اهل کرم خسروِ گرامي قدر
امیرِ نیک شیم شهریار نیک اطوار
جهان معدلت و عالمِ سخا و کرم
سحاب مکرمت و گنجِ بخشش و ایثار
فلک شکوه ، کواکب حشم ، زمین تمکین
محیطِ بخشش و عرش اعتلا و کوهِ وقار
بجود حاتم وقت و بعدل نوشروان
بامر و نهيِ خلایق خلیق و نیک اطوار
عزیزِ مصرِ سخن خسروِ سخن سنجان
کلیم فطرت و شوکت سخن حزین گفتار
به بس یه بحر سخن طبع او به غواصي ست
بود به طبع سحابي سحابِ گوهر بار
ز مستيِ سخنِ نشه بخشِ او مستند
هزار همچو مني و هزار چون سرشار
محبِ صادق و مخلص بصدق نیک آئین
مرید خاص نبي و علي و آلِ کبار
ز دل به حسن عقیدت چو مالک اشتر
ز جان بصدق ارادت چو بوذرِ غفار
ازآن زمان که باقبال گشت مقبلِ حق
نصیبِ دشمن او هست ذلت و ادبار

در آستين سخايش بحق نمي گنجد
مدام آنچه شود حامل از کنوز و بحار
که آمده ست بدست و دلش ابد توام
یکی نوال دويم بخشش و سيوم ايثار
بهر وغا که شود عزم او مصمم رزم
دهد ، برد ، بستاند ز خصم در پيکار
بزورِ بازوِ ياريءُ بخت و ضربِ حسام
شکست و خواريءُ ملک و حشم سر و دستار
برايءُ خواری خصمش همين سه چيز بس اند
يکي شکست و دويم ذلت و سيوم ادبار
دَوَد چو ماهِ نَوَش در رکاب، ثورِ فلک
دمي که پا برکاب آورد بعزمِ شکار
ز بسکه مکرمتش شامل است بهر مجرم
بجا بطاعت حق شغلِ او ست استغفار
ز لازماتِ مديح ست چون دعايءُ حضور
بود بشرحِ صفاتش دعايءُ دل درکار
مهيمنا بحقِ داعيانِ فضل و کرم
اُميد داعيءُ فضلت بفضل خويش بر آر
بحقِ آن دو گلِ گلشنِ نبي و علي
که گلشنِ دوجهان است ز فيضِ شان سرشار
دهد حقش دو گلِ شه پسند نيکو خو
ز عمر و دولت و اقبال و بخت برخوردار
مدام تا که بود گلشنِ جهان سرسبز
مدام تا که بود سرو بر لب جوئبار
مدام تا که نسيمِ صبا وزد به چمن
مدام تا که سحابِ عطا ست گوهر بار
به آب ياريءُ ابرِ مطير فضل و کرم
هميشه باد تر و تازه اين گل و گلزار [ب۶-ص-۷۰]

۹ـ قصیده

[در مدح میر کرم علی خان]

وقت است که نسیم لطف جانان — شاداب کند حدیقهٔ جان
مشاطهٔ نوبهار عشرت — پیرایهٔ نو دهد به بستان
بلبل به نوایٔ عشرت انگیز — در مدحت گل شود گل افشان
در مدحت گل بنظم رنگین — بلبل به چمن شود غزل خوان
صد دستهٔ نو گل مضامین — آرد پیٔ سعدئ گلستان
هر غنچهٔ ناشگفته در باغ — گل جام دهد بدست رندان
اکنون که صلایٔ عیش عام ست — شد رنگ فرح برویٔ دوران
طبعم که چو غنچه بود دل تنگ — ز این مژدهٔ تازه گشت خندان
طبعم که بهار عیش دارد — آرد پیٔ هدیه گل بدامان
کلکم بهوایٔ رشحهٔ فیض — شاداب شود چو شاخ ریحان
نرگس به چمن در انتظار ست — ز این مژده براه شوق جانان
در دور پیاله فرصت از چیست — اي ساقیٔ ما شتاب گردان
بشتاب و بیار ساغري نو — از بهر نشاط طبع مستان
مستانه درین زمین تازه — طبع سخن آورم به جولان
در بحر سخن شوم گهر ریز — با این نیٔ کلک گوهر افشان
صد گوهر بي بهایٔ معني — در سلک سخن کنم درخشان
بی شک سخني که شه پسند ست — باشد سخن مدیح شاهان
گل آب شود ز تاب حرفم — در مدح گل ریاض ایمان
آن گلبن باغ صوبه داري — نام آور عصر میر دوران
خوش "میر کرم علي" ست نامش — ورد دل و جان مستمندان
دائم کرم علی ست بر وي — نامش شده ز آن "کرم علي خان"
نامش بکرم شده ست مشهور — از سند به هند تا خراسان
باشد کف او بگاه بخشش — بحر کرم و سحاب احسان
گردد خجل از کف نوالش — چه لعل، چه گوهر و چه مرجان
باشد همه دم سخن به مدحش — در بزم سخنوران دوران

در دورِ سخنوریٔ آن میر شد طبع سخن چو غنچه خندان
از مشرقِ طبعم این دو مصرع گل گشت چو مهر و ماه تابان
از ناصیه اش بود نمایان
انوار ولایٔ شاهمردان

مردانِ خدا که رو براهند باشند بلی چنین به دوران
از مردمیش همي رود ذکر پیوسته به بزم و رزمِ مردان
باشد ز ازلِ بعونِ ابدي مقبولِ جنابِ شاهِ مردان
از نامِ ستم نشان نه ماند گردد چو به دهر معدلت ران
بر قبضهٔ تیغ چون نهد دست خصمش شود از نهیب هیجان
تیغش به نیام کرد پیغام کاي جانِ عدو بیا بمیدان
تا هر دو بهم شویم هم رزم مردان نه کنند صرفهٔ جان
اینک اجل ایستاده بر سر تا کي ز اجل شوي گریزان
گردون که بخصم در ستیزه ست بر خواهشِ طبع او ست گردان
چه جاه و چه دولت و چه اقبال در حکم وي اند چون غلامان
باشد سخنش به نظمِ شیرین مطبوعِ طبایعِ سخندان
اکنون که دلم به مدح‌خوانيست شد هاتفِ غیبم آفرین خوان
از غیب بحضرتش دگر بار با مطلعِ نو شوم غزل خوان
اي ابرِ کرم به بحرِ احسان
شرمنده ز پنجهٔ تو مرجان

در بحرِ کرم بگاه بخشش باشد کفِ تو چو ابر نیسان
دست کرمت بفرق داعي گر سایه فگن شود ، چه نقصان (۱)
خوش (۲) آنکه چو من پناه گیرد در ظلّ حمایتِ کریمان
ز این پیش بشوق پاي بوست بوده ست وطن بمن چو زندان (۳)
اکنون سفرم چو رو بکام است شد کام دلم ز لطفت آسان

---

(۱) نسخه سابق : احسان . (۲) نسخه سابق : چو آنکه .
(۳) نسخه سابق : بوده است بمن ابد چو زندان .

دور است ز دانش و تهور رفتن پئ گديه نزد شاهان
ليکن چو گدائ دولتم من زاين گديه مرا چه‌عار و نقصان
با چشمِ کرم سزد نگاهي بر حالتِ زار گديه خواهان
کي دعوئ شاعري کنم من در حضرتت اي شهِ سخندان
شايد که قبول حضرت افتد اين هديهٔ داعیٔ ثنا خوان
بر حال جماعهٔ دعاگو باشد کرمت هميشه يکسان
از روئ کرم بحال داعی فرما نگهٔ بچشم احسان
اکنون باميد کاميابي "سائل" بدعاست سبحه گردان
بر کام تو باد دور گردون تا گردش مهر و ماهِ تابان (۱)

يا رب تو قبول کن دعايش
از يمن جنابِ شاهمردان

[ب ٦- ص- ٦٠ و ص- ٦٩]

۱۰ - قصيده

[در مدح مير کرم علي خان]

مژده که ايزد باقتدارِ کرم کرد بخشش شهان شعارِ کرم
با شعارِ کرم ز هر شه کرد جلوه گر تازه روزگارِ کرم
شاه شاهان علي ست کز کرمش حق فزون کرد اعتبارِ کرم
زبدهٔ هشت و چار شاهان ست علی از حق بصد هزار کرم
کرّم الله وجهه ز نبي ست ز آن خطاب آن شه ديارِ کرم
از علي تا شهِ زمان مهدي هر زمان ست با وقار کرم
خوش بکام دل نبي آمد ز آل امجاد کامگارِ کرم
زاين کرامت که‌حق بشان‌داده صد دعا و ثنا ست يارِ کرم
خوش ز تکريم لا فتي به علي از خدا گشت ذوالفقارِ کرم
گشت در همسران بلند سرش کردش ايزد چو تاجدارِ کرم

---

(۱) در نسخهٔ سابق اين شعر نيست .

در دو عالم ز یمن یارئ حق — غیر او کیست شهر یار کرم
داد خاتم چو با گدا برکوع — بر علي گشت ختم کار کرم
چشم و گوش جهان ندید و شنید — چون علي کس جهان مدار کرم
از علي هر زمان ز فیض کریم — در جهان ست پائدار کرم
شکر حق کاین زمان دگر کرمش — از پیٔ تازه انتشار کرم
یمن تنظیم نام نامیٔ خویش — که بود ناظم دیار کرم
خوش بوصف کرم ز نو فرمود — نامور میر نامدار کرم
میر نیکو شیم ، محب نبي — پیرو آل در شعار کرم
آنکه از یمن نام پاکش کرد — این زمان باز آشکار کرم
یاد آن خیر خواه خلق الله — خیریت یار ز اختیار کرم
پایدم این زمانه در مدحش — با کرامات ابتشار کرم
کرد منقوش بر کتابهٔ دهر — غزلي نو بصد نگار کرم

هست نام علي چو یار کرم
یافت از نامش افتخار کرم

آنکه نامش ز یمن نام علی — کرد در دهر پائیدار کرم
آنکه بهر فزونیٔ قدرش — علي افزود اقتدار کرم
آنکه با صد ترشح کرم ست — ابر فیضش گهر نثار کرم
آنکه از بهر برقرارئ دهر — داشت با عهد او قرار کرم
خوش بعهدش که مهد امن آمد — عهد او کرد استوار کرم
خوش بعهدش ز یاري کرم ست — عمل و علم یار غار کرم
خوش برائ پناه خلق الله — کرد حق قایم این حصار کرم
یافت برکام دل رواجي نو — کار عالم بروزگار کرم
کرده هر دل بلند دست دعا — عدل او دیده دستیار کرم
گشت گمنام از جهان امساک — کرد نامش چو نامدار کرم
باد دائم بکام مکرمتش — شاهد کام همکنار کرم
شبم از غیب یار ملهم غیب — در خطابش باختصار کرم

کرد این مطلع منیر الهام | کز تجلي ست نور بار کرم

اي بنام تو اشتهار کرم
ناست افزود افتخار کرم

نامت آمد "کرم علي خان میر" | از کرامات کردگار کرم
نام تو نقش لوح دل آمد | دیده نقش دلت نگار کرم
بتو شه داد شان بهرامي | از کرامات بي شمار کرم
یمن نام علي توئي بالصدق | خلف "میر صوبدار" کرم
ز این کرم اي امیر ذوالاکرام | زیبدت شاهئ دیار کرم
با وفاداري آنکه کار نکوست | کیست چون تو مدار کار کرم
رشک کشمیر ساخت در عهدت | گلشن سند را بهار کرم
بهر خوبي کار عالم ساخت | عدل و انصاف آشکار کرم
خوش بشغل دعا دل داعي ست | چشم بر راه انتظار کرم
تا شود باریاب از کرمت | میکند عرض بار بار کرم
باد ز امساک خصم تو شش پنج | دیده هر دوستت دوچار کرم
مي کند در دعات ختم سخن | "سائل" حق دعا گذار کرم
دایم از یارئ نبي و علي | باد یارت ز کردگار کرم
باد در یاریت ابد ز اکرام | بخت و اقبال یار غار کرم
آهوي کام طبع رامت باد | در همه موسم شکار کرم

طال عمرک بقدرت ازلي
دائما باد ز اقتدار کرم [ب ٦ - ص ۹م]

۱۱- قصیده

[در منقبت و مدح میر کرم علي خان]

منم که هست رجوعم بکام عفو گناه
ز کثرت گنه خویشتن بدرگه شاه
ز کثرت گنه خویشتن چنان خجلم
که سر ز جیب بر آوردنم شده اکراه

دهم چه شرح ز عذرِ گناهکارئ خویش
که هست عذر گنه گفته اند بد ز گناه

باین امید که بخشد گناهِ من ز کرم
ز درگه کرمش گشته ام شفاعت خواه

شهي که هست درش کعبهٔ سعادت دل
شهي که هست درش قبله گاه اهل الله

شهي که هست بوصفش کریمهٔ اکملت
شهی که هست بمدحش حدیث من والاه

شهي که دوستیش رو براه مي آرد
شهي که دشمن او هست نزد حق گمراه

شهی که شد ز برایش دوباره رجعت مهر
شهي که هست بحکمش روان چه مهر و چه ماه

شهي که داشت به بر خلعتِ ولایت دین
شهي که خواند خدایش علي ولی الله

شهي که رفعت قدرش بود بحق معلوم
شهی که بود بمعراج با نبي همراه

شهي که آیهٔ فتح المبین است در شانش
شهي که سورهٔ یاسین بشانِ او ست گواه

شهي که چشم نوالش حیات بخش دل ست
شهي که زنده کند مرده را به نیم نگاه

شهي که مدرکه را زنده کرد در یکدم
دمی که خواند برویش که قم باذن الله

شهي که کُشت به یک ضرب راحب بیدین
شهي که کُشت بیک حمله مرحب گمراه

شهي که قلعه خیبر کشود او یک تن
بلي به شیر چه پروا ز کثرت روباه

شهی که پیش پیمبر میان رزم احد
نمود لشکر اعدائ دین به لحظه تباه

شهيِ که از پئ احباب خاص درگه خویش
بود بهر دو جهان نزد حق شفاعت خواه

شهي که بهر مُحب و عدوش درصف حشر
شود گناه ثواب و شود ثواب گناه
مرا چه غم ز گنه گارئ خود ست که مدام
شفیع هر دو جهانم بس ست حضرت شاه
بحضرتش که بحق مطلعِ مهِ شرف ست
سزد کنون که کنم عرض مطلعي چون ماه
شها توئي که به مدحت بود کلام الله
بلي کلام الـٰهي به مدح تست گواه

اگر عدو سخنم را نمي کند باور
گواه این سخن است انما يريد الله

تو باب شهر علوم محمدي به یقین
کجا ست باب علوم یقین دگر جز شاه

کجا ست همسر تو در صحابه طبقِ خبر
به کهربا چه بود نسبت ضعیف گیاه

سلوکِ راه محبت طريق احباب ست
به حب آل تو دارم همیشه رو بر راه

زهي به برج ولایت دوازده ماه اند
که هست دورهٔ هر سال هر دوازده ماه

یکي محبت آل تو و دويم احباب
بود بدعوئ صدقِ ارادتم دو گواه

غلام نام تو باشد مدام مائلِ تو
شها توئي که ز میل دلم توئي آگاه

ز درگهت که بود ملجاء گنه کاران
بحقِ آل تو دارم امید عفو گناه

کنم چه عرض دگر از تباه حالئ خویش
که روز و شب ز غم و حسرتم بحال تباه

بود به شب دل من در خیال حور و قصور
بود بروز دلم در تلاش دولت و جاه

ز یکطرف غم عقبا ست دائما دلسوز
و یکطرف غم دنیا ست دائما جانکاه

ز یکطرف دل من ز این الم بغصه و غم
و یکطرف دل من زان الم بناله و آه

ز یکطرف بلبم عرض عذر تقصیرات
ز یکطرف بدلم التماسِ عفو گناه

گهي بفکر که ذکرم نمي رود بر کام
گهي بذکر که فکرم نمي رود بر راه

گهي بفکر که گردم روان بحضرت میر
گهي بذکر که ذکرم رود در آن درگاه

دهم چه طول به تشریح این بیان که عبث
به گفتگوئ عبث عمر مي شود کوتاه

ازین چه ذکر چو کارم بمیر ذوالکرم ست
از آن چه فکر چو دستم بود بدامنِ شاه

بحمد لله که اکنون به یمن شه آن میر
بود بوصف کرم جرم پوش اهلِ گناه

کشد بنامهٔ تقصیر من خطِ بخشش
ز موجباتِ قصورم شود اگر آگاه

کند ز عُسر مبدل به یُسر احوالم
اگر بحال دعاگو کند ز لطف نگاه

کنون روا ست که بهر مدیح آن ممدوح
دو مصرعِ دگر آرم بهم چو مهر و ماه

زهي بصدر امارت امیر عالي جاه
خدیو اهل کرم خسرو سپهر کلاه

بود به خسرویٔ او زمانه در نازش
که آمده ست ز فیضش زمانه رو برفاه
بود ز روز ازل از شرافتِ ذاتي
بر آسمان شرف جلوه گر چو روشن ماه
سخن شناس و سخن فهم و قدردان سخن
غريب دوست ، فقير آشنا و حق آگاه
مريد پنجتن و مخلص ائمهٔ دين
محب خاص جناب علي ولي الله
کسي که هست بجان دوستدارِ آل نبي
بود به دوستيش معترف بلا اشباه
ز جان بصدق ارادت مريد اهل کمال
ز دل بصدق عقيدت محبِ اهل الله
ز بسکه نام شريفش "کرم علي خان" ست
بنام اوست ز عون علي کرم همراه
به پشتي کرم او پناه مي خواهم
که پيشوائ خلايق سرا ست پشت پناه
مبارک ست به سر افرازیٔ ابد ز ازل
کلاهِ جاه بفرق سرش چو ظل الله
مبارک ست بعزم شکارِ هيلايه
قدوم فيض لزومش درين مبارک ماه
توان نمود به هر لحظه شرح اوصافش
بصد کتاب ، بصد دفتر و بصد افواه
بود غلام درش بخت و دولت و اقبال
چو مير ما ست غلام قديم درگه شاه
بدرگهش چو برات وظيفه ام کردند
بود وظيفهٔ داعي دعایٔ اين درگاه
کنون برات طلب مي روم ز مکرمتش
بلي بمالِ کريم ست براتِ اهل الله

سزد کند ز کمال کرم بحال کریم
برات روزئ این مدح خوان خود تنخواه
بحق آنکه دلش مشتغل بیاد حق ست
دلم بشغل دعایش بود به شام و پگاه
دهد خداش دو شهزادهٔ نکو اختر
یکي چو مهر منور دویم چو روشن ماه
بود ز روز ازل در دعاش وردِ دلم
بدام دولته ، صبح و شام ، دام بقاه
خدا زیاده کند عمر و بخت و اقبالش
بحق خسروِ عالم علي ولی الله [ب ۶ - ص - ۳۳]

۱۲ - قصیده

[در مدح کرم علي خان]

منم از یمن باده پیمائي — بي نیاز از سپهرِ مینائي
نیست کارم بگردشِ دوران — گردشِ ساغر ست تمنائي
تا فلاطون شود مقر خلا — خم نشینم به کُنجِ تنهائي
دیده ام عالمي بعالمِ آب — شهرهٔ عالمم بشیدائي
کیست چون من بزمرهٔ عشاق — در خراباتِ عشق رسوائي
تا جهاني کند تماشایم — در جهان گشته ام تماشائي
یکطرف عقل در تلاشِ شعور — یکطرف عشق صرف یغمائي
عقل گوید مشو تو در سودا — عشق گوید خوش ست سودائي
عقل درمنع و عشق درتحریص — هر دو سرگرم امر فرمائي
ماند ازین گفتگو بگوشهٔ غم — دلم از دردِ بي‌سروپائي
تا خرد سوز آمد آتشِ عشق — در گذشتم من از تبه‌رائي
کرده ام جا به کنجِ میخانه — داده هوش و خرد به یغمائي
نیست کارم دگر بدیر و کنشت — کعبه جُو کَي شود کلیسائي
که از آنجا روم بجایٔ دگر — هرزه گرد ست مردِ هرجائي

گفت گوینده‌ٔ شبم در خواب ایکه پابندِ دام سودائي
باش صحرا نشینِ وادي‌ٔ شوق گر تو مجنونِ عشقِ لیلائي
عالمي از تو یابد آسایش گر تو آنجا دمي بیاسائي
بگذر از مائي و مني بجهان گر تو مشتاقِ صحبت مائي
کو زند جرعه کو کشد ساغر هر که در عشق ماست شیدائي
چیست میخانه و خرابه‌ٔ عشق خانه‌ٔ عاشقانِ شهلائي
کَي به میخانه مي رود زاهد نیست در کعبه جاي‌ٔ ترسائي
مي شود شهر بند صد حیرت گر بیاید بشهر صحرائي
کعبه‌ات چون دل‌ست بکعبه‌ٔ دل کن به دلدار صحبت‌آرائي
جایت اینجا ست گفتمش الحق طرفه جایست و طرفه ملجائي
گفتمش گر چنین ست فرمانت ‎. . . . . .‎ ما و هر چه فرمائي
جان بجانان دهم ‎. . . . .‎ داده از دل سر تن آرائي
مي کند محشر الم قایم قامتش از قیامت آرائي
صفِ مژگان بقتل دل برخواست شد چو چشمش بغمزه فرمائي
دل گرفته به هیچ و تاب از من خوانده زلفت حدیثِ گیرائي
دارد الفت بلي ز روز ازل عشق مجنون به حُسن لیلائي
رشک خلد ست محفلي که در او ساقي آمد به محفل آرائي
چه بگویم حدیثِ ساقي‌ٔ خویش برد شوقش ز دل شکیبائي
پیشش آیم نموده پا از سر گر بگوید چرا نمي آئي
چه عجب گر کرم کند جامي من کجا و کجا تمنائي
ساقي‌ٔ ما ست ساقي‌ٔ دو سرا کام فرماي‌ٔ دین و دنیائي
علی آن ساقي‌ٔ که از جامش جرعه نوش ست چرخ مینائي
آنکه آید بدرگهش ز فلک مهر و مه بهر جبه فرسائي
آنکه سازد بمردگان فراق چشمش از یک نگه مسیحائي
آنکه در مشهدِ مقدسِ وي عمر خضر ست صرف سقائي
آنکه از پرتوِ جمالِ رخش سینه‌ٔ عاشقان ست سینائي
آنکه آید ز غیب در حرمش مژده‌ٔ لا تخف بهر جائي
آنکه [از] یمن نام نامیش نام من یافت ‎. . . . .‎

مائل حقم و بحقِ علي | مائلِ حق بود تولّائی
بحق آمد حسابِ نام علي | گشت حاصل بحق تمنائي
آنکه گیرد نمک ز نام علي | کَی رود بر دکانِ حلوائي
چون بحق یافتم علي ز نمک | یافتم در حساب مجرائي
ساقیا نیست جز تو در بزمم | نور افزایِ شمع بینائي
دمبدم در ولاي تو فردند | همدمانِ طریقِ یکتائي
بولايِ تو عالمي نازان | انت في العالمین مولائي
بگدایِ تو شاه مي گوید | تو بشاهي درست مي شائي
ساقیا بادهٔ تو مي سازد | چارهٔ دردِ ناشکیبائي
فکر اصلاحِ حال این بد مست | چه عجب گر به باده فرمائي
بادهٔ خوشگوار و لذت بخش | که دهد لذتِ گوارائي
بادهٔ کآن برد ز خاطرِ من | غمِ دنیا و فکرِ عقبائي
بادهٔ عشق و صاف از غل و غش | که دهد طبع را مصفائي
تا کند طبعِ من براي خوشت | مدحِ احبابت از نکورائي
مدح احباب تست مقصدِ من | خاصه آن قدوهٔ احبّائي
میرِ دوران کرم علي‌خان آنکه | بولايِ تو هست مولائي
آنکه نامش نگین دولت را | به کرم داد نقشِ زیبائي
آنکه از فیضِ نامِ نامیِ وي | یافت این نامه زیب طغرائي
آنکه با شان او نمي ارزد | شوکتِ جم شکوهِ دارائي
هر زمان بهر گدیه مي آیند | بر درش صد چو حاتمِ طائي
شد فراموشِ خلق در عهدت | عدل نوشیروانِ کسرائي
شاه فردِ قصیدهٔ فطرت | غزلِ تازه طرز غرائي
شهسوارِ معارکِ تفرید | یکه تازِ فضايِ یکتائي
ماهِ انجم سپاه گردون قدر | قوتِ بازويِ توانائي
بصفِ جنگ کي بر آرد سر | خصمش از بیمِ تیغِ سروائي
ذوالفقاري کند بروز ستیز | تیغ تیزش ز تیز برائي
مي دهد هوش عالمي برباد | نَیِ کلکش بنغمه پیرائي

تا ز گويائيش شده واقف ‌ شد ز گويا طريقِ گويائي
چه عجب گر ز نشهٔ سخنش ‌ صد چو شيدا شوند شيدائي
نيست چون او به نيکئ اخلاق ‌ پيروِ حُسنِ خُلقِ آبائي
از کرم بخشيش که کام دل‌ست ‌ دارم اميد کام فرمائي
رشک گلزار خُلد مي آيد ‌ گلشن مدحتش ز رعنائي
در مديحش که هست مقصودم ‌ نيست حاجت‌به مقصد آرائي
به که من بعد طوطئ نطقم ‌ در مديحش کند شکر خائي
تا به دور ست ساغرِ صهبا ‌ تا به چرخ ست چرخ مينائي
تا بود گرم صحبتِ مستان ‌ تا بود رسمِ باده پيمائي
ميرِ دوران به شاهدِ عشرت ‌ باد سر گرم صحبت آرائي
باد سرشار جام اميدش ‌ ...... همچو جام صهبائي
باد هر جا به آن شه جم جاه ‌ بخت و دولت رفيقِ هرجائي
جانِ اعدا ز بيم شمشيرش ‌ باد پيوسته در جگر خائي

يا الٰهي بحق ساقئ دين
عرضِ "مائل" قبول فرمائي ‌ [ب ٦ - ص - ٣٣]

۱۳ - قصيده

[در مدح مير سنده و توصيفِ باغ و بنگله]

مژده کان تشريفِ جان آيد همي ‌ مژده کان جانِ جهان آيد همي
جان ز تشريفش توانِ تازه يافت ‌ جان جسمِ ناتوان آيد همي
کرد جانم ناوکِ نازش نشان ‌ يعني آن ابرو کمان آيد همي
مي ستاند مرغ دلها را بدام ‌ دل برِ من دل ستان آيد همي
برد عقل و هوش من با يک نگاه ‌ چشمش از جادوگران آيد همي
بهر سيرِ زلف و رويش شام وصبح ‌ کفر و ايمان توامان آيد همي
مي شود کوتاه بحثِ خال و خط ‌ زلفِ او چون درميان آيد همي
زلفش آخر کج ادا آمد بناز ‌ راستي کي از کجان آيد همي

از خطاء زلف او مشک ختن ۔ کاروان در کاروان آید همي
چون میانجی درمیان کردم نیاز ۔ نازنین نازک میان آید همي
ناوکِ نازش پیْ صیدِ دلم ۔ راست چون تیر و کمان آید همي
تیرِ مژگانِ درازش بي خطر ۔ دمبدم خاطر نشان آید همي
طوطيْ نطقم بتو صیفِ لبش ۔ گر چنین شکر فشان آید همي
همچو نظم خسروِ شیرین کلام ۔ نظم من شیرین بیان آند همی
احسن احسن گویدش جانِ جهان ۔ حسن او چون جانستان آید همي
در قدوسش گل شد از روح‌القدس ۔ راحتِ روح و روان آید همي
میندانم تا که مي آید که یار ۔ جان چو جانان شادمان آید همی
باد شادان جان عالم کاین زمان ۔ مایه شاديْ جان آید همي
آنکه ذاتش با صفات مکرمت ۔ کام فرمايْ جهان آید همي
آنکه در بحر صفاتش هر زمان ۔ ابر کلکم دُر فشان آید همي
آنکه نامش بر طریقِ تعمیه ۔ اینچنین اندر بیان آید همي
کافِ کام و راءِ رفعت میم مجد ۔ با علي چون توامان آید همی
توامان با نام نیکش چون کرم ۔ جمله اوصافِ شهان آید همي
شاه و میر و خسرو و خاقان و خان ۔ خوش خطابش هر زمان آید همي
خوش باخلاصِ نبي و آل وي ۔ میر من از مخلصان آید همی
خیر مقدم در قدوم اقدسش ۔ وردِ جانِ قدسیان آید همي
مرحبا کآن کام بخشِ روزگار ۔ کامیاب و کامران آید همي
مرحبا کآن نامدارِ بزم جود ۔ طرفه با نام و نشان آید همي
با هزاران شوکت و شانِ شهی ۔ چون شهانِ باستان آید همي
همچو کیخسرو به بختِ خسروي ۔ کي نظیرش در کیان آید همی
بسکه آن شه چون سکندر در شکوه ۔ برتر از اشکانیان (۱) آید همي
هر غلام او بجاهِ سروري ۔ همسرِ ساسانیان (۲) آید همي
تا بدوران دولت و اقبال و بخت ۔ بندهْ حکمِ شهان آید همي
دولت و اقبال و بخت از حکم حق ۔ بر درش چون بندگان آید همي

(۱) اولین دودمان شاهان ایران قبل از اسلام .
(۲) آخرین خانواده شاهان ایران قبل از اسلام .

میرِ من چون بر کمیتِ تیز تگ — بر زمین جولان کنان آید همي
بهرِ پابوسش مهِ نو از فلک — در رکابِ او دوان آید همي
با قران مهر و ماهِ عز و جاه — ثانيِ صاحب قران آید همي
آسمان جاهي که نجم رفعتش — برتر از هفت آسمان آید همي
در ترازويِ گران قدري ز قاف — کوه تمکینش گران آید همي
نورِ حکمت با شعاعِ مکرمت — از جبینِ او عیان آید همي
بسکه بهرِ کسب دانش پیرِ عقل — پیروِ آن نوجوان آید همی
در دبستانِ علومِ حکمتش — بو علي قانون خوان آید همي
چون محیطِ اعظمش نبود کران — جودش از بس بیکران آید همي
تا ز جودش شد جهان معمور چغد — با هما هم آشیان آید همي
گاه بخشش در کف آن گنج بخش — هیچ نقدِ بحر و کان آید همي
در پناهِ سایهٔ لطفش ز بسکه — خلق عالم در امان آید همي
سایهٔ لطفِ خداوند کریم — بر سرش چون سائبان آید همي
گرگ سازد پاسبانيِ غنم — عدلش از بس پاسبان آید همي
شیر با روبه ، کبوتر با عقاب — همدم و هم آشیان آید همي
زنده گر ز آب تیغش رفت خصم — زود در زندانیان آید همی
هر مهِ نو بهر قتلِ خصمِ شه — تیغ در کف آسمان آید همي
روزِ میدان چون بمیدانِ ستیز — تیغ تیزش خون فشان آید همي
تیز همچون تیغِ تیزش از دو سو — فتح و نصرت توامان آید همي
جانِ افغانان ز بیمِ تیغِ او — چون فغاني در فغان آید همي
همچو روبه سازدش در دم شکار — پیشش ار شیرِ دمان آید همي
زیبد آهويِ دلم صیدش چو مهر — بهرِ صیدِ آهوان آید همي
در شکارش دائما ثورِ فلک — بر زمین از آسمان آید همی
خوش بصید کوته پا چه با شکوه — خسروِ صید افگنان آید همي
حبذا خوش صید گاهِ میرِ من — کز صفا مینو نشان آید همي
دیده دل هرصید این خوش صید گاه — دائما توصیف خوان آید همي
حبذا این گل زمین هیلایه نام — کآسمانش مدح خوان آید همي

دائما با رشحهٔ ابر کرم رشکِ گلزار جنان آید همي
مرحبا کز بهرِ سیرِ گلشنش گلشن آرائ جهان آید همي
تا گلستان سازد از نو این زمین سعدي اندر بوستان آید همي
از طراوت هر گل او چون گلاب عطر بخشِ مغزِ جان آید همي
در بهار اشرفي و لاله اش شاد طبعِ بلبلان آید همي
در طراوت جعفري این چمن خوشتر از عباسیان آید همي
دیده تاکش خوشه اندر خوشه چرخ خوشه ریز از پرنیان آید همي
در خورش سیب و انار و انبه اش بسکه لذت بخشِ جان آید همي
گاه شرح لذتِ شان گوئیا شهد و شکر در دهان آید همي
هر اناری خوش و شیرینئ او نوش طبعِ خسروان آید همي
هر گلِ این گلشنِ دایم بهار پاک ز آسیب خزان آید همي
سروِ شمشادش بچشمِ عاشقان راست چون قدِ بتان آید همي
بلبل و قمریش چون غلمان و حور خوش بچشمِ سائران آید همي
حبذا گلشن که دایم در ثناش گل چو بلبل نغمه خوان آید همي
حبذا با گلشنش نو بنگلهٔ تواماں چون جسم و جان آید همي
طرفه ماوائ رفیعی عرش قدر کآسمانش نردبان آید همي
روحِ مانی دیده این ارژنگ نو مدح خوان با صد زبان آید همي
میرِ من چون بهر ساز بزم عیش اندر آن عشرت مکان آید همي
آسمان ازهار آرد دف بکف زهره از رامشگران آید همي
نهر کهاری چون ز بحر سمتِ شرق از شمالیش روان آید همي
آیهٔ جنات تجري تحتها نازل اندر شانِ شان آید همي
میرِ من چون بر فراز بنگلهٔ بهرِ سیرِ این و آن آید همي
بر مکین آن مکان عرش قدر آفرین از لا مکان آید همي
سیرِ بحر و نهر و باغ و بنگلهٔ خوش بکامش هر زمان آید همي
خسروا از نورِ مهرت طبعِ من من چه گویم تا چسان آید همي
دائما چون طبع نور خوش سخن در سخن روشن بیان آید همي
یعني اکنون طبع من در نظم شعر پیروِ آن نکته دان آید همي

بسکه نظمش همچو نظم رودکي — دل فروزِ دوستان آید همي
آفرین بر طبع آن رنگین کلام — از دلِ من هر زمان آید همي
هر زمان در بحر مدحت خسروا — طبع من خوش دُر فشان آید همي
تا بدوران بخشش و اکرام و جود — وصف ذات خسروان آید همي
ذاتِ پاکت با صفاتِ خسروي — گنج بخشِ سائلان آید همي
می کنم در رمز پیشت عرض خویش — دانشت چون زمردان آید همي
از کریمان زیبد اکرام و کرم — عرض طبعِ داعیان آید همي
ز آنکه بهر داعیانِ درگهت — هر چه بخشي شائگان آید همي
خسروا اکنون به گلزار دعا — طبع "مائل" گل فشان آید همي
بخش یا رب جمله کامش از کرم — از کرم تا کامران آید همي

باد جانش کامیاب از فضلِ حق
تا ز جانان کام جان آید همي [ب ٦ - ص ٦ے]

قطعه در تهنیت فتح بر راجپوتان

ز تشریف جانان بجان مژده باد — چه جان بل بجان ِ جهان مژده باد
بجان جهان جاودان ز این خوشي — ز خوشنودي ِ جاودان مژده باد
چه خوشنودی ِ جاودان فتح دین — کز آن با همه مومنان مژده باد
درین مژده ام گفت گوینده ٔ — ز حق از پئ مژده خوان مژده باد
من این مژده در مژده مي گویمت — کزان دمبدم با شهان مژده باد
ز تشریف ِ جانان و از فتح دین — بشان بر تمناي ٔ جان مژده باد
چو شه داد نصرت به بهرامیان — باحباب این خاندان مژده باد
بود صوبداري چو مخصوص شان — بهر صوبدار ِ اوان مژده باد
بر این مژده کاین مژده "فتح علي" ست — بآن شاه جنت مکان مژده باد
بکام "غلام علي" نام شه — از این فتح نو فی الجنان مژده باد
ز شاهان پیشین بشاهان ِ حال — ازین فتح فرحت نشان مژده باد
فبشّر لهم من فتوحات دین — از این نو بشارت بشان مژده باد
از این نو بشارت که آمد ز غیب — بشان با همه دوستان مژده باد
بشاهان ازین مژده در مژده ام — ز شاهنشه ِ دو جهان مژده باد
چو هر جا ست فتح بلوچان ِ سند — ز حق بهر این غازیان مژده باد
بشاهان پئ دفع هر شور و شر — ز نو دفعه ٔ میر خان مژده باد
بتخریب ارباب کفر و نفاق — ز حق بهر این مومنان مژده باد
ز مخذولي ٔ کفره ٔ راجپوت — بهر دم باین مقبلان مژده باد
بشاهان ِ مقبول مِن عند حق — ز مخذولیِ ٔ دشمنان مژده باد
ز اعدا نشان در مکاني نماند — ازین نو نشان هر مکان مژده باد
فسبحان من خذل اعدائهم — ازین تازه نصرت بشان مژده باد
ز انا فتحنا لهم فتح دین — بشاهان این خوش زمان مژده باد
بود چون کرم بالعلي نامور — بآن شاه نام آوران مژده باد

قرین کرم چون مراد از علي است | بشه ز این مبارک قران مژده باد
بآن هر دو شه ناظم ملک سند | ز تنظیم این داستان مژده باد
ز تنظیم این داستان دعا | بشان از دل داعیان مژده باد
ازین فتح نو یمن "میر محمد" | بشاهان و شهزادگان مژده باد
فنعم الکرم من علي عظیم | بشه ز این کرم جاودان مژده باد
بعهدش ز ترویج دین متین | ز مردودیٔ کافران مژده باد
همهٔ راجپوتان خدا خوار کرد | بشه از خواریٔ شان مژده باد
بعالم پیٔ خواریٔ راجپوت | ز تشریح این داستان مژده باد
به آن شیر دل شاه مقبول حق | ز مخذولیٔ این سگان مژده باد
چو نامِ فساد از جهان شد، بشه | ز گمنامیٔ مفسدان مژده باد
ز نصرٌ من الله فتحٌ قریب | به آن شاهِ نصرت نشان مژده باد
به آن شاهِ منصور من عند حق | ز نعم النصیر این زمان مژده باد
خدا گفته چون فاقتلوا المشرکین | بشه دائم از قتل شان مژده باد
ز اقبالش آمد چو این کار راست | بآن مقبل کاردان مژده باد
ز عدلش که آباد عالم نمود | بعالم ز امن و امان مژده باد
شهنشاه ثقلین چون یار اوست | بشاهیش از انس و جان مژده باد
چو اخلاصِ آل ازحق است رسم‌خاص | بآن مخلص خاص شان مژده باد
محیط زمین است چو دورانِ عیش | بدورش ز هفت آسمان مژده باد
ز تکریمش آمد چو عالم بکام | بآن بالکرم کامران مژده باد
فکرّم له بالکرم یا کریم | بوي ز این دعا هر زمان مژده باد
چو شغل دلم حمد حق در دعاست | ز آمین باین حمد خوان مژده باد
بشه در دعایٔ عطایٔ خلف | ز یعطي له المستعان مژده باد
بود مژده در مژده این نامه ام | بشه از همه هر زمان مژده باد
به هر شعر و مضمونِ رنگین وي | ز شعرای رنگین بیان مژده باد
ز شیرین کلامیٔ این خوش کلام | به آن خسروِ خسروان مژده باد

چو "مائل" بحق سائل فضل اوست
ز فضلِ حقش جاودان مژده باد [ب ۶- ص ۸۳]

قطعه مبارکباد عید الفطر

شکر لله که خوش گذشت و رسید ماه رمضان و عید این خوش ماه
آجر سی روزهٔ مه رمضان کرد بر روز عید حق تنخواه
روز عید آمد از پس شب قدر تا ز قدرش شود جهان آگاه
خوش بیفزود از فزون قدري لیلة القدر قدر این خوش ماه
طرفه نازل بشان وي آمد سورهٔ قدر در کلام الله
روز عید و تجمل شاهي است حبذا عید با تجملِ شاه
داد این عید را تجمل نو شه غلام علي معلا جاه
آنکه دارد بفرِّ جمشیدي صد چو آصف ملازم درگاه
یعني آن شه بشوکت شاهي چون بآن هر دو شاه حق آگاه
آنکه هستند جلوه بخش شرف بر سپهر علا چو مهر و ماه
آن یکي از کرم بنام علي آمده کام بخش خلق الله
و آن دگر از مراد دل آمد از مریدان خاص شاهنشاه
با شکوه سواري شاهي رفت بر جانب مصلا گاه
گل شد از طبع خلق ز این شادي بعد شغل صلوة کلمهٔ واه
دیده دل بارک الله خواند از دور جمله شهزاده با شهان همراه
ز این خوشي در دعا همي خواهد "مائلِ" حق بحقِ شاهنشاه
بخش یا رب بشاه بزم کرم از کرم شاهزادهٔ جم جاه
شه بشاهان بحق این خوش عید باد پیوسته مژده یاب رفاه
یاد با شان مبارک این نو عید تا بود نام عید بر افواه

[ب ٦- ص ١٥١]

قطعه مبارک باد عیدالبقر

عید است و عید حج مبارک به شاه باد
عالم مطاف درگهِ آن قبله گاه باد
عید حج است و از پئ سعئ صفائ دل
از کیسهٔ مراد دلم کام خواه باد

عید آمد و بحق شب حج و روز عید
هر ماه و سال و روز و شبش با رفاه باد
عیش قدوم عید سعید است درین زمان
قربان مقدمش دل خلق إله باد
یا رب بروز عرفه ز اعزازِ مَن عَرف
دور از قلوب واهمهٔ ما سواه باد
شه با شهان شود چون شرف بخش عیدگاه
با صد شکوه همرهِ شان بخت و جاه باد
از دیدنِ شکوهِ سوارئ شان ز دور
گردون بچشم کوکب مست نگاه باد
هر یک ز شان بود بجهان شاه جم شکوه
هر یک ز شان بمسند شاهي بجاه باد
یا رب بر اوج فضل و کرم جلوه بخش دهر
هر یک ز شان چو مشتري و مهر و ماه باد
هر یک بفضل عالمِ علم کمال و فضل
بر فضل هر یکي همه عالم گواه باد
هر روز کامرانئ شان باد روز عید
هر عید کام بخشي شان با رفاه باد
خاصه شه "کرم علي" آن خان ذوالکرم
ز این عید عیش شاد بهر سال و ماه باد
چون شاطران بگاه سواریش مهر و ماه
حاضر رکاب آن شه گردون سپاه باد
(۱) ... چو مژده قرباني آورد
(۲) ... قبول در آن بارگاه باد

(۱، ۲) کاغذ دریده .

عید غدیر مي رسد از بعد هفت روز
ز این هفت روز مژده باین نیک ماه باد

در موسم بهار درین نو بهار عیش
این هر دو عید عیش مبارک بشاه باد

توصیف ماه حجه ز تشریف این دو عید
هر سال در خطاب شرافت پناه باد

لبیک شوق خاصه ز شوق لقائ شه
ورد دلِ خلایق در عیدگاه باد

سایم بساق عرش سر افتخار خویش
تاج . سرم ز بخشش شه گر کلاه باد

شاها بسرخروئي احبابت از ثواب
روئ عدو سیاه چو اهل گناه باد

تا دائما پناه تو ظل کرامت است
عالم بظل مکرمتت در پناه باد

این هدیهٔ دعا که ز جان ورد سائل است
عرض حضور شاه بهر صبح گاه باد

[ب ٦- ص- ١٥١]

قطعه مبارک باد عید و شکار

شکر لله که دل بکار آمد	مدح پردازِ شهریار آمد
شهریاري که از عنایتِ حق	یاریش فخرِ روزگار آمد
شهریاري که بهرِ یارئ خلق	دست یزدانش دستیار آمد
شهریاري که خامهٔ فکرم	در مدیحش گُهر نثار آمد
کارِ وي بسکه یارئ ضعفاست	یاورش لطفِ کردگار آمد
یاورش عونِ احمد مرسل	ناصرش شاهِ ذوالفقار آمد
شد بکامِ جهان چو آمدنش	از ازل میر کامگار آمد
بر وي آمد مدارِ کار جهان	میرِ ما چون جهان دار آمد

میر ما خوش بدولت و اقبال باز بالخیر در شکار آمد
خادم پنج گنج ِ فضل و کرم مخلص ِخاص هشت و چار آمد
خوش ز یمن ورود ِ مسعودش مژدهٔ عیش روزگار آمد
دل من ز استماع ِ این مژده خوش بمدحش دعا گذار آمد
خوش برایش نوید فتح علي از شهنشاه ذوالفقار آمد
میر سلطان‌سند ”فتح علي“ است جابجا فتحش آشکار آمد
چونکه شه داد شاهئ سندش نام ”شهداد“ یادگار آمد
طرفه با تخت و تاج بهرامي خلف ِ ”میر صوبدار“ آمد
یافت از وي قرار صوبهٔ سند صوبداریش بر قرار آمد
از ازل طرفه افسر سر میر سایهٔ لطف کردگار آمد
طرفه در عهد ِ قدر دانئ میر بسخنْ تازه اعتبار آمد
طرفه در بحر ِ مدح آن ممدوح ابر ِ کلکم گهر نثار آمد
شد گل افشان چو خامهٔ فکرم گلشن ِ طبع در بهار آمد
”مائل“ و مدح شاه و اخوانش از ازل عهد استوار آمد
یافت ز اخوان سعادت ِ تثلیت نیر ِ برج ِ اقتدار آمد
هر یکي میر مجلس ِ اقبال هر یکی مُقبل ِ دیار آمد
میرما چون بجان ”غلام علي“ است از علی میر نامدار آمد
باد ”میر محمدش“ یاور با محمد چو میر یار آمد
پنجهٔ دست قدرت ِ یزدان بهر وي طرفه دستیار آمد
شد کشودي بکار خلق الله میر ما چون مدار کار آمد
میر ماچون ”کرم علي خان“ است بکرم تازه اعتبار آمد
از کرم بخشئ علي ولي میر ِ ما نامي دیار آمد
خوش نگاه ِ کرم بحالم کرد میر ِ دوران کرم مدار آمد
کار ِ من چون دعایٔ دولت اوست اعتباري بروئ کار آمد
گوهر ِ جان نثار ِ طبعش باد بسکه طبعش گهر نثار آمد
بخشدش از کرم ”مراد علي“ میر ِ دوران مراد یار آمد
شد ز ”نور محمد“ او روشن نجم بخشش چو نور بار آمد

میرِ ما خوش بدستهٔ اخوان — رونق افزايِ روزگار آمد
روز پیکار در صفِ هیجا — مردئ خصمش آشکار آمد
عار مردان بود فرار از تیغ — کار وي جابجا قرار آمد
تا بدار السقر رود زین دار — سرِ خصمش سزائ دار آمد
میر ما چون بروزِ عید سعید — بسوئ عید گه سوار آمد
مهر و مه از پیٔ مبارکباد — بسعادت رکاب دار آمد
جان شخصِ طرب بنقدِ نشاط — بهرِ قربانِ شهر یار آمد
باد با شه مبارک این نو عید — طرفه نو عید در شکار آمد
چون شکارِ دل است منظورش — طرفه خوش موسمِ شکار آمد
از ازل گوئی آهوئ اقبال — در شکارش بصد وقار آمد
مرغ جان عدوش روزِ شکار — طعمهٔ تیغِ آب دار آمد
هست کار شکار به، ز دلم — سال تاریخ این شکار آمد
هست طولِ سخن چو نازیبا — بر دعا طرفه اختصار آمد
بختش افزون بکام داعي باد — شه بکامم جو بختیار آمد

بارک الله بعمر و اقبالش
"مائل" از دل دعا گذار آمد [ب ٦ - صه ٥٤]

قطعه مبارک باد عیدالبقر و نوروز

مژده در مژده کاندر این خوش دور — عیش در عیش بخش دوران است
عید نو روز روز عیدالحج — هر دو عشرت ده دل و جان است
تا کنم نقد جان فدایٔ سرش — عید در عید دید جانان است
عید نو روزِ ما بیوم الحج — خوش مقارن به عید قربان است
بسکه خورشید دین به بیت شرف — شرف افزائ اهل ایمان است
طبع احباب دین درین خوش حج — عازم طوف بزم سلطان است
چیست نو روز و عیش این خوش روز — عیدِ احبابِ شاه مردان است
در بهار قدوم این نو روز — جا بجا طرح صد گلستان است
طرفه نو روز و طرفه عیدالحج — هر دو بر کام میر دوران است

میر دوران امیر بزم کرم آنکه نامش "کرم علي خان" است
بهر وي خوش از این دو روز شریف روزگار تجمل و شان است
باد با وي مبارک این عیدین "مائل" حق بحق دعا خوان است

قطعه در مبارک باد عید [ب ٦ - ص ١٥٣]

مژده که امروز از قدوم‌العید مژدهٔ عیش بخش دوران است
تا نماید ز نو مهِ عشرت بر فلک ماهِ نو نمایان است
ماه عید آمد از پئ رمضان حبّذا ماه عید رمضان است
ماه رمضان و ماه عیدالفطر هر دو بر کامِ اهلِ ایمان است
جابجا از قدوم این خوش عید شاد بادي بروزه داران است
حبّذا شاد بادئ این عید که بکام امیر دوران است
میر دوران امیر بزم کرم آنکه نامش "کرم علی خان" است
بهر وي خوش در این مبارک روز روزگارِ تجمل و شان است
"مائل" حق پي مبارک باد در دعایش ز جان غزلخوان است
باد هر روز وي چو یوم‌العید تا که نامي ز عید رمضان است

ایضاً [ب٦ - ص ١٥٤]

پئ کشودن قفل طرب بشکل کلید
بروئ چرخ عیان شد هلال عید سعید
بحرمة مهِ رمضان و لیلة‌القدرش
تبارک الله بعیش و نشاط یوم‌العید

در تعریف ماه صیام [ب٦ - ص ١٥٥]

از علو قدر این ماه صیام با شبِ قدرش خدا گفته سلام
قدرتاً هر روزه این نیک ماه مي دهد از بخشش رضوان پیام

قطعه مبارک باد واپسی شاه افغان [ب٦ - ص ٥٥]

شاها! به تو این مژده نو باد مبارک
و از بهر شهان فتح خدا داد مبارک
ز این مژده که رفت شاه واپس از سند [؟]
شاهنشهِ دین با تو فرستاد مبارک

قطعه مبارکباد

آمدن مرزا محمد علي وکیل از ایران بمعه وکیل سلطان فتح علي خان

بنازم کز ایران دگر در وطن محمد علي میرزا آمده
چو هنگامِ رفتن دعا خواه بود خدا کرد با مدعا آمده
ز سلطان ایران گرفته وکیل باقبالِ شاهان ما آمده
خوش آمد که خوشنودي طبع من ز بشنیدنِ این صدا آمده
دل من بشکرانهٔ این نوید بشارت دهِ مرحبا آمده
بحمدالله کآن مسلمِ پاک دین سلامت بحفظ خدا آمده
فبلّغ دعاي الیٰ من له نویدِ حصولِ رجا آمده
فبلّغ تسالیم شوقي الیه پیامم به پیکِ وفا آمده
به بزمِ شهان باد وي سرخرو
ز "مائل" بحق این دعا آمده [ب ٦- ص ١٧٥]

قطعه در بشارت

آمدن دفعه جمعیت از جمعیت روي وکیل شاهي
بطریق عریضه عرض حضور نموده بود

چون دلت در انتظار دفعهٔ جمعیت است
شاد دل شاها تو از جمعیتِ حق داد باش
یعنی اندر چند روز از فضلِ حق بر کام طبع
دفعهٔ جمعیت از جمعیت آید، شاد باش

قطعه در گذارش قطعه مذکور

چه خوش "مائل" حق ز الهام حق همی سازد این بیتهائ دعا
دعاءٌ بانشاء آمین عرض بکام دل شاه حق آشنا
[ب ٦- ص ١٨٣]

قطعه موسومه "معیار سخن"

دوشینه چو در حضرتِ ممدوح سخندان
طبع سخنم بود بمدحش گهر افشان

ممدوح زمان میر کرم بخش و نکو نام
کز فیض کرم آمده نام آورِ دوران
میگفتم و مي سفتم صد گوهر معني
در سلکِ ندیمان حضورش ز دل و جان
کان میرِ سخن سنج گُهر ریز معاني
در فهم کمالاتِ سخن همسر سحبان
یکبار باین بلبلِ سرمست محبت
بنمود پیِٔ سیر سخن تازه گلستان
آن گلشن افکار که دیوان حزین بود
بکشود پي دیدنم از لطف فراوان
در گلشن افکار خزینش ز ره شوق
چون بلبل خوش لهجه بگشتیم غزل خوان
گشتیم چو گل چین ز گلستانِ کمالش
دیدیم یکي نامهٔ گلرنگ بدیوان
بوده است در آن نامه بمضمون جمیلي
تشریح کمال در سخن سنج و سخندان [؟]
در مصرِ کمالات چو یعقوب و چو یوسف
یک ز آن دو پسر بوده و دیگر پسر آن
یک ز آن دو جمیل است بافکار جمیله
دیگر بکمال آمده زو اکمل دوران
از دیدن آن نامه و مضمون جمیلش
شد امر باین بنده بالطاف فراوان
کز "محسن" و "واقف" تو بیاني بسخن کن
تا کیست بمضمون سخن فائق از ایشان
گفتم که کجا بنده و کو طاقت این ، لیک
فرمان چو چنین است منم بنده بفرمان

القصه در این ضمن ز نو بهر مطالعه
از "محسن" و "واقف" شده امداد دو دیوان
بگرفتم و بوسیدم و بر خواندم و گفتم
باشد سخن هر دو پسندیدهٔ شاهان
کردم چو بآئینه انصاف تصور
دیدم سخن هر دو صفا بخش دل و جان
پیمانهٔ آن هر دو ز یک باده بود پُر
دریوزه گر بادهٔ شانند حریفان
در بستن مضمون و معانئ جمیله
ز اصحاب کمال اند یقین اند و سخندان
سنگین بکمال آمده جنس سخن هر دو
بُردم چو به میزانِ تصور سخن شان
هر معنئ شان معنئ الفاظِ بلاغت
هر لفظ به لفاظیٔ شان حجت و برهان
شادابئ هر مصرع شان چون گلِ نسرین
رنگینئ هر مطلع شان رشک گلستان
هر مطلع شان مطلع خورشید بلاغت
هر مقطع شان قاطع دعواي حسودان
هر فرد ز منظومهٔ آن هر دو گهر سنج
در گوشِ سخنور شده چون گوهر رخشان
بیت الشرف وصل معاني است بالفاظ
هر بیت ز ابیات پسندیدهٔ ایشان
هر قطعهٔ منظومهٔ آن هر دو سخنور
چون قطعهٔ یاقوت و یا قطعهٔ مَرجان
هر صفحهٔ شان صفحهٔ ایوان فصاحت
هر جزو ز شان در نظرم جزو گلستان

مجموعهٔ آن هر دو چو آمد بمطالعه
از مخیله ام گل شده این مطلع شایان
"محسن" که بحسن سخن است همسر سحبان
باشد سخنش لایق تحسین فراوان
"واقف" که وقوفش بسخن بیش ز حد است
لازم که شود "واقف" طرز سخنِ آن
"واقف" شدم از واقف و طرز سخنِ او
باشد سخنش جمله ز خال و خطِ خوبان
"محسن" که ز جان مدح گذار حسنین است
با حُسن عقیدت بود او همسرِ حسّان
گرچه سخن "واقف" موصوف بفهم است
لیکن سخن "محسن" احسن بود از آن
آن سابق و این لاحق از فیض سبقت
کافي است بفضلِ سخنش آیهٔ قران
هر معنئ او کآمده در حسنِ تلفظ
باشد بیقین سامعه افروزِ محبان
هر منقبتش مایهٔ صد فضل و بلاغت
هر مدحت او آیهٔ صد رحمت و غفران
"محسن" که کلامش بصفا همچو کلیم است
بر طور بلاغت شده چون موسئ عمران
از "مائل" حق یافت چو تبیین سخنِ حق
ز این بعد دلش مائل حق باد بهر آن
"معیار سخن" آمده این تازه قصیده
شاید که قبولش کند آن میرِ سخندان
بادا ابدالدهر فیوض کرمش عام
از مکرمت و رحمتِ ایزدِ منّان [ب ٦- ص ٣٠ ب]

قطعه گذارش شکار هیلایه

خوش بود در شکار هیلایه　　سیر باغ و بهار هیلایه
سیرباغ است وبحر وسبزه کوه　　در یمین و یسار هیلایه
رشک صد گلشن است زسرسبزي　　دامن کوه سار هیلایه
هست جنات تحتها الانهار　　بر لب جوئبار هیلایه
دیده هر هفت صد نشاط آمد　　عیش وعشرت دوچار هیلایه
کرد هرغنچه راچو گل خندان　　نگهت نو بهار هیلایه
در حلاوت چه خوشگوار آمد　　سیب وانب و انار هیلایه
پُرز نقش وفاست در گلشن　　قصر گردون نگار هیلایه
باشد از درد یار درمان جو　　هر مقیم دیار هیلایه
میکند آشکار مژدهٔ کار　　روبکار شکار هیلایه
دارد ازکوته پاچه برسرچرک　　صید گاه جوار هیلایه
دشت در دشت صید آهوهاست　　اندرین مرغزار هیلایه
خوش بعزم شکار آمده است　　شاه ما شهریار هیلایه
آمد و آمد از قدوم شهي　　رونق نو بکار هیلایه
بخشش خرچ شکار و خیراتست　　حاصل کشت کار هیلایه
خوش شه ماکرم علي افزود　　ز این کرم اشتهار هیلایه
بادشادان ز پیشکارئ عیش　　شاهِ ما در شکار هیلایه

مژدهٔ کام یافت چون بنمود
"مائلِ" حق شمار هیلایه　　[ب۶-ص-۱۷۲]

قطعه تهنیت آمدن میر کرم علي خان براي شکار

طرفه خوش مژدهٔ ورود آمد　　خیر مقدم چه طرفه زود آمد
میر ما خوش بعزم سیر و شکار　　در حوالئ این حدود آمد
خوش به یمن ورود مسعودش　　مژدهٔ عشرت خلود آمد
دل من ز استماع این مژده　　شکر حق گفته در سجود آمد
رونق تازه یافت بزم کرم　　شکر حق گفته درسجود آمد[؟]
بسکه نامش کرم علي خان است　　بکرم در جهان نمود آمد

میر ما بسکه کام‌بخش دل است بهر کام دلم کشود آمد
خاطر دوستان چو گل بشگفت خار در دیدهٔ حسود آمد
خوش براي دعاي دولت میر از دلم هدیهٔ درود آمد
مائل اندر دعا است "مائل" حق
ورد جانش چو یا ودود آمد [ب٦ - ص- ۱۱۷]

قطعه گذارش شکار

روز تشریف تو شاها در شکار دیده در دست تو بندوق شهي
آمده بي رم نشان تیروي دشت دشت آهوان از فربهي
خسروا کي سازد این بندوق خاص در شکار کوته پاچه کوتهي
زانکه هنگام شکار از صدمه اش مي نماید شیر گردون روبهي
بر دعایت بایدم ختم سخن هست چون طول سخن از ابلهي
باد دائم همرت اقبال و بخت آن یکي چون بنده دیگرچون رهي
خیر خواهت باد دائم رو براه
باد بد خواهت ابد درگمرهي [ب٦ ص ۱۱۸]

قطعه گذارش شکار

خوش آمدي از شکار شاها بنموده شکار دشت آهو
بگذشت ز شوخي و رمیدن از پیش تو چون گذشت آهو
خوش تیز تفنگ خاصت افگند هرجا که پدید گشت آهو
کآید پئ نوش جان احباب بر خوان کرم بطشت آهو
گویا که تفنگ دل پسندت نه گذاشت دگربه دشت آهو
گر هشت طرف شکارت آمد در لحظه بدشت هشت آهو
خواندم به سواد چشم شوخش این قطعه سر گذشت آهو
بادا بشکارت آهوئ بخت
دائم بشکار دشت آهو [ب٦ - ص - ۱۱۸]

قطعه گذارش شکار

شاها پئ شکار قدومت بکام باد
کام دل از قدوم تو عیش التزام باد

کرد از کرم علي چو ترا نامدار دهر
اي گنج مکرمت کرمت مستدام باد

[ب ٦ - ص ۱۱۹]

قطعه گذارش در مبارک باد نو مسلم

مبارکبادي اين تازه مسلم — بود عرض شه صدر کرامت
شه ما آنکه ازصد گونه اکرام — باقبال ابد بادا سلامت

[ب ٦ - ص ۱٤۲]

ایضاً

خوش ایزد رونق اسلام افزود — سلام الله علیٰ من اسلم است این
بشاه ذوالکرم از بارک الله — مبارکبادیٔ نو مسلم است این

قطعه در توصیف تیغ خاص

ببین جوهرِ ذاتیٔ تیغِ میر — که درکارِ جوهر بود بي نظیر
بئ جوهرِ خصم روزِ ستیز — جواهر پذیر است این تیغِ تیز
ز تیز آبی آید چو گرمِ عتاب — کند جانِ اعدا بدم خونِ ناب

[ب ٦ ص ۱٦۱]

ایضاً

تیغِ تیزش به بین که از تیزي — نیست کارش سوائ خون ریزي
خون خصم است غذائ شمشیرش — فتحِ دین است صدائ شمشیرش
بگذارد به قبضه‌اش چون دست — قبضِ روحِ عدو کند سردست

[ب ٦ - ص ۱٦۱]

قطعه در تعریف تیغ و سپر خاص

زهي شانِ آن آسمانِ جلال — سپر همچو خورشید و تیغش هلال
کند شاهدِ فتح را تا به بر — قِران دو سعد آمده جلوه گر

[ب ٦ - ص ۱٦۲]

قطعه در تعریف تفنگ خاص

حبذا این تفنگِ خاصهٔ میر — که بود همچو برق آتش بار
چون شود روزِ جنگ گرمِ ستیز — زند آتش بجانِ صد اشرار

[ب ٦ - ص ۱٦۲]

قطعه در توصیف بندوق "دلپسند" نام

طرفه بندوق "دلپسند" است این — که نشان بر بود باین خوش نام

به نشان افگنئ جانِ عدو می دهد تیرش از اجل پیغام

ایضاً

تا پسندد دل نشانِ تیرِ او نامِ این بندوق آمد "دلپسند"
روزِ هیجا راست تیرش همچو برق هست آتش زن بجانِ خصم چند
[ب۶ ص ۱۶۲]

فرد در تعریف سپر

سپر در پسِ پشت آن نامدار بُوَد پشتني حفظِ پروردگار
[ب ۶ - ص ۱۶۲]

قطعه دعائیه [میر کرم علي خان]

خسروا ! فضلِ کردگارِ کریم از کرم دائما بکامِ تو باد
تا ز انجم بود نظامِ فلک دورِ گردون در انتظامِ تو باد
شوکتِ جم ، شکوهِ دارائي مسند آرائ هر سلامِ تو باد
جود طائی و عدل نوشروان همدم فیضِ مستدامِ تو باد
شادئ دهر و عشرتِ دوران عشرت افزائ صبح وشامِ تو باد
هست جامِ جهان نما چو دلت عالمي مستِ فیض جامِ تو باد
کو برد رشک خاتم جمشید بر نگیني که نقش نامِ تو باد
خسروا چون تونّي "غلامِ علي" بخت و دولت ابد غلامِ تو باد
پا بر ادهم نهی چو از پئ رزم نصرت و فتح همزمامِ تو باد
کرد بر تو کرم علئ ولي کرمِ شه رفیقِ نامِ تو باد
داد شاها ترا "مراد علي" بمرادِ تو جمله کامِ تو باد
یاد "میر محمدت" یاور از محمد همه مرامِ تو باد
فیضِ روح‌القدس بصد تقدیس جلوه‌گر هر دم از کلامِ تو باد
تا شود کام خواهِ تو عالم کامِ عالم ز فیضِ عامِ تو باد
چون دلم در دعا است "سائلِ" حق
دمبدم فضل حق بکام تو باد [ب۶-ص-۱۷۰]

قطعه گذارش

در باب گذارش سجع بنام نامي بندگان حضور کرم گنجور

بودم چو سحر به یاد نامت اي خسرو ذوالکرم دعا خوان
هنگام دعا ز ملهم غیب در مدح جناب شاه مردان
بشنید دلم به نامت این سجع با تاج کرم علی است سلطان

شاها ! به سرت بود مبارک تاج کرم علي هر آن
منقوش به نام شه ابد باد ز این نقش کرم نگین دوران
خوش "مائل" حق بکام طبعت
در شغل دعا ست سبحه گردان

ایضاً - سجع - باسمه

" ممد اهل کرم از کرم علي ولي است "

قطعه گذارش

مشعر بر نام نامي بندگان معلا بطریق معمه

کاف کام و راء رفعت میم مجد یافت با نامِ علي چون انتظام
میر ما خوش با صفاتِ مکرمت نامدار آمد باین فرخنده نام
یا الٰهي حرمتِ نامِ علي باد کام رفعت و مجدش مدام
[ب ٦ - ص - ١٦١]

غزل گذارش [به میر سهراب خان]

من چه گویم چه کسم بهر چرا آمده ام داعیم بر درت از بهر دعا آمده ام
بر در دولتت اي میر نکو نام زمان داعئ دولتت از فضل خدا آمده ام
باد راضي ز تو پیوسته خدا و حضرات برضائ دل خود خوش برضا آمده ام
دارم از درگهت امید سرافرازیها که سراپا بدرت بي سر و پا آمده ام
اي کرم بخش جهان کام روائ احباب بامیدِ کرمت کام روا آمده ام
هست کام دل من چونکه دعائ دولت از کجا بهر دعایت بکجا آمده ام
"مائل" حقم و نازان به غلامئ علی
طرفه اندر صف ارباب ولا آمده ام
[ب ٦ - ص - ٩٧]

قطعه دعائیه

ای به دستت فضل یزدان دستیار دستیارت باد فضلِ کردگار
در دعایت دستِ دل کردم بلند کز دل و دست تو آید بهره مند
باد در عهد تو دستور العمل دولت و نصرت باقبالِ ازل
در حضورت مائل بي دست و پا دست بسته مي کند عرضِ دعا
تا بر آید دست فضل از آستین دست ما و دامن شاهانِ دین

قطعه دعائیه

شاها توئي که دست ِتو هنگام مکرمت دائم به دستگیرئ ضعفا ست دستیار
تا دستیار دست تو آید شفائ حق برداشتیم دست دعا سوئ کردگار
[ب-٦-ص-١٦٩]

قطعه گذارش

در ایام ناسازي مزاج وهاج بندگان حضور کرم گنجور دام کرمه

ناسازش مزاج بعیش و سرور باد دور از مزاج اقدس شه هر فتور باد
با صحت مزاج که بادا رفیق شاه نا سازئ مزاج شها از تو دور باد
[ب-٦-ص-١٦٩]

قطعه گذارش

در ایام نا چاقي دست مبارک

بخش یا رب بدست ِ میر شفا تا کند دستگیرئ ضعفا
دست فضل تو دستیارش باد بسکه برداشت دل دو دست دعا
[ب-٦-ص-١٦٩]

قطعه گذارش

شاها دلم بمدام بشغل دعائ تست شاغل بحق پئ طلب مدعائ تست
آمد ز دل چو "سائل" حق کام خواه تو امید کامش از کرم دلکشائ تست
[ب-٦-ص-١٦٩]

قطعه گذارش [به میر مراد علی خان]

زهي بنام نکو شُهرهٔ زمین و زمان
مراد بخش جهان و مراد یاب جهان
بود "مراد علی خان" میر خوش نامش
ز عون ِ نام شریف علئ بن عمران
ز بسکه هست مرید جناب آل علي
بود مراد دلش حاصل از علی هر آن
باتحاد نبي و بدوستیٔ علي
زهي بصدق ِ ارادت مرید درگه شان
سخن شناس و سخن فهم و قدردان سخن
غریب دوست و فقیر آشنا و معني دان

بقدرداني آن قدردانِ اهل سخن
نهال طبع سخن مي شود ابد ریّان (۱)
چو هست کام رواي جهان بجود و سخا
همیشه کام دلش باد حاصل از یزدان
ز بس بدرگهِ او کام خواه مي آیند
سزد که کام دلِ داعیان دهد ز احسان
بدرگهش چو برات وظیفه ام کردند
بود وظیفهٔ داعي دعاي وي هر آن
بعونِ طالع مسعود با فروغ ازل
دلش ز "نور محمد" بود ابد رخشان
همیشه باد "محمد نصیر" وي همه جا
بعون ینصره الله فی الهمه اکوان
خدا زیاده کند عمر و بخت و اقبالش
بود ز "مائل" داعي همین دعا شایان [ب ٦- ص ۹۷]

قطعه گذارش براي خرچ شادي [به میر سهراب‌خان]

ایا "میر سهراب خان" نامدار
بنام آوري شهرهٔ روزگار
کند حق فزون ننگ و ناموسِ تو
که آید جهانی بپابوسِ تو
دعاگوئ دولت "غلام علي"
غلامِ غلامانِ نامِ علی
بناموس نامِ تو از راهِ دور
رسیده است بهر دعا در حضور
کنون شرطِ ناموس و نام آوري
همین است که کامش تمام آوری
بود کام او کز کمالِ سخا
کني این دو مقصود او را روَا
یکی خرچ شادي که دارد به پیش
دویم وجه از بهر گذران خویش
اگر مي دهي مي دهد حق به تو
بنام آوري عزّ و اقبال نو
وگرنه خدا کام فرما بس است
عطا ساز کامِ دلِ هر کس است
خدایا بآن نامدار دیار
بافزونئ دولتِ پائیدار

---

(۱) بمعنی سیراب ، سر سبز .

موفق بکن با صفاتِ نکو که باشد فزون ننگ و ناموس او
کنون عرض داعي تمام آمده
ز "مائل" بحق والسلام آمده [ب ۶-ص-۹۷]

قطعه گذارش [به میر رستم خان]

فضاي طبع خود رشک هزاران گلستان کردم
بمدح "میر رستم خان" زبان تا گل فشان کردم
نمودم چون به توصیف علوّ رتبه و قدرش
پئ معراج طبع خود ز کیوان نردبان کردم
سخن در وصف جودش همچو گوهر جلوه زن آمد
چه خوش گر در سخن سرمایهٔ صد بحر و کان کردم
ز یادم رفت یکسر شیوهٔ نامهرباني ها
چو یاد مهربانیهاي آن خوش مهربان کردم
عجب نه بود اگر نازم بطبع نکته سنج او
چو عرضِ این غزل در حضرت آن نکته دان کردم
چو مي دارد ز دل "مائل" بحق شغل دعاي او
بحق باشد اگر خود را شمار از داعیان کردم
[ب ۶- ص-۹۶]

قطعه [به میر چاکر خان]

میر چاکر خان والا مرتبت آنکه از جان چاکرِ آل عبا است
بسکه دارد از ازل دل با خدا دائما وردِ دلش نامِ خدا است
نیک نام و نیک خُلق و نیک بخت نیک نامي خوش به بختش آشنا ست
هم ادیب و هم خلیق و هم شفیق وصف اخلاقِ شریفش جابجا ست
باد دائم نامور با این صفات
وردِ "مائل" دائما این خوش دعا ست [ب ۶-ص-۹۶]

قطعه در توصیف غلام حسین خلف میر عبد الله بن بجار خان

اي ز رویت جلوه گر نور غلامئ حسین
"میر عبدالله" بن "بجار خان" را نورِ عین

شوکتِ بهرامیت چون طیش بهرامِ فلک
زمرهٔ اعدای دین را افگند در شور و شین
بسکه داري در یمین اقبال و دولت در یسار
در رکابت می رود فتح و ظفر از جانبین
دیده از دستِ سخایت فتح باب کام دل
دائم آمد دستیارت فاتح بدر و حنین
ز استماعِ نیکي نام و صفات نیک تو
ورد دلها نام نیکت آمده چون فرضِ عین
دائما اقبال و دولت ، دائما عیش و نشاط
باد با عهدت قرین همچو قِران نیّرین
حرمتِ حسنینِ سرور زود بخشد ایزدت
همچو خورشید و قمر پی هم دو روشن اخترین

[ب ٦- ص-١٥٩]

قطعه گذارش

در باب معافي قصور بته نو احداث از وجوهات اهل وجوه

شها ! پیوسته زیر قصر گردون — چو قصر دولتت دارالسرور است
درین دارالسرور از فرطِ بهجت — بیاد ما کجا حور و قصور است
و لیکن از تکالیفِ قصورات — چنین عرضِ دلم اندر حضور است
که تکلیف قصور(۱) بتهٔ نو — ز نو از وجه ما ز انصاف دور است
نه دارم چون قصور اندر دعایت — معافئ قصور از ما ضرور است
همیشه باد قصر جاهت آباد — ابد تا قصرِ جنت پُر ز حور است

[ب ٦- ص-١٦٠]

قطعه گذارش بطور عریضه منظومه

در باره مجرای شکست بته نو احداث از وجوهات اهل وجوه

بحق در حضورِ شهانِ زمان — همین است عرض دلِ داعیان
که از وجه خیر خود و قوت شان — مسازید کم دِرهمي این زمان

---

(۱) محصول سرکاري .

که از دادنِ خیر بی اشتباه فزون مي شود عمر و اقبال و جاه
کند خیر چون هر شکستي درست نباید باین امر دادن شکست
که این خیر خُمس و زکات شما ست شرف بخشِ ذاتِ و صفات شما ست
بسادات خُمس است با دیگران زکوة است وهم صدقه این خیر شان
بود خیر هر چند افزون خوش است فزایش درین کار میمون خوش است
کند خیر ردِّ بلا دمبدم به نصِّ حدیثِ رسول امم
زحق عرض این کار خیر است چو فرض ز این وجه خیرات شد فرض عرض
که اول بده سالم این وجه شان همه کهنه دستورئ بي گمان
شده نصف پس باز از نصف هم شد از بدعت بته یک حصه کم
کنون باز کم کردنش ناروا ست که قوت مساکین و اهل دعا است
درین کار خیر است خوبي بسي بود سائل خیر شان هر کسي
بود عمر و اقبال شاهانِ سند فزون از دعائ ضعیفانِ سند
یکي از علي با الکرم نامور دگر بالمراد علي نام بر
ز اخلاص "میر محمد" مدام همیشه دل شان بود شاد کام
ز "نور محمد" بشان صد جلا ست "محمد نصیر" شهان جابجا ست
ز شان این دعا و از خدا دمبدم بود لفظ آمین بمعروضه ضم
ز "سائل" بحق این نصیحت بس است
که یک حرف بس گر بخانه کس است [ب ٦- ص- ١٦٠]

قطعه گذارش

که بر بندي تنقیح وجوهات اهل وجوه هنگام گذارش بندي نوشته بود

این بندئ وجه خیر و قوت ضعفا است
کاجرائیش از ازل باسناد دعا است
گیرند ز جمع و خرچ شاهان چو حساب
مجرا ز خدا بدفتر فضل و عطا است
[ب ٦- ص- ١٦٣]

قطعه گذارش [به میر غلام علي خان]

مرا بنام تو چون اتحاد همنامي است
سزد که نام تو نقش نگین دل سازم

"غلام نام علي" نامدارِ دوران باد
رقم بنام شریف تو این سجل سازم
مدام تاکه دلم "مائل" حق است بدعا
دل و دهان بدعائ تو مشتغل سازم
[ب ٦- ص- ١٦٣]

قطعه گذارش

خسروا ! از مدت این داعیٔ درگاه حضور
میکند عرضی که روشن بر ضمیر اقدس است
از کرم اي کامیاب از شغل دعوات سحر
در حصول کام داعي یک نگاهِ شه بس است
باد حاصل جمله کام طبع شه از فضلِ حق
تا بدوران فضلِ حق شامل بکام هرکس است

قطعه گذارش
در باب معافي دو ماهه

اي ز فتحت بباب کام فتوح
و اي ببابت ز فتح کام رفاه
"مائل" حق بکام مژدهٔ فتح
که ز حق باد وقف این درگاه
میکند عرض بهر عفو فتوح
بیتِ استاد خود بحضرت شاه
ما براي تو فتح خواسته ایم
خسروا تو ز ما فتوح مخواه
"از کرم خسروا بکام عظیم
فتح بابِ فتوح کن لله"
[ب ٦- ص- ١٦٢]

قطعه گذارش

شاهِ ذوالمکرمت که مکرمتش
پیش از عرض کام دلها داد
دید چون این عریضه در دستم
از کرم دستِ مکرمت بکشاد
خوانده مضمونش از کرم فرمود
عرض "مائل" بحق قبول افتاد
در زمان از رهِ کرم بخشي
سَنَد وجه تازه کرد امداد
بعد این عرض آنکه کردم عرض
آمد عرضِ دعا به من ارشاد
بسکه شاد آمده دل از کرمش
باد دائم بکام دل دلشاد
[ب ٦- ص- ١٦٠]

قطعهٔ گذارش براي خرچ شادي

شاها! به خرچِ شاديم امداد کن مرا
شادان کن و ز بارِ غم آزاد کن مرا
در خرچِ شادي است چو در کارِ مکرمت
اي گنجِ مکرمت بکرم شاد کن مرا
[ب۶-ص۱۲۱]

قطعه گذارش براي عطاي قبا

شاها! ز قد تو سرو قامت پیرا ست
دائم بقدت قبایٔ شاهي زیبا ست
سرما است و ندارد چو قبائ با خويش
زیبا بدعا گوئ خود امداد قبا است
[ایضاً]

قطعه ديگر

عرض است ز من بصد تسالیم در حضرت میر این دعایم
خوش کز "کرم علي" خدا کرد حاصل ز دعات مدعایم
[ایضاً]

قطعه ديگر

اي بوصف کرم ز حق ممتاز نامور یمن نام شاه حجاز
با صفات کرم بشاهي سند باد نام تو چون شهان هند
در عراق و حجاز و روم و روس دائم از مکرمت کرم مانوس
[ایضاً]

قطعه گذارش براي عطاي صله

در خورِ صله نیست گر شعرم لیک چون شاه آفرین فرمود
صلهٔ آفرین بود لازم کافرین خواندش خدائ ودود
[ب۶-ص۱۶۹]

قطعه ديگر براي عطاي صله

شها! ز این آفرین نفرین است بهتر
نمي گردد چو چیزي حاصل از آن
که باید چون بگوید آفرین شه
بشان کس ز فرطِ فضل و احسان

به بخشندش همان دم از خزانه
ز نقد و جنسِ شاهي صله شايان
مپندار از طمع اين حرفِ داعي
كه بوده در قديم اين رسم شاهان
تو شاهي شاهيت بادا مسلم
منم در حضرتت هر دم دعا خوان
ز شاهانِ قديم اي شاهِ جمجاه
شكوهِ شاهيت بادا فراوان
دلِ "مائلِ" بحق اندر دعايت
بنام حق خوش آمد سبحه گردان

[ب ٦ - ص ١٦٩]

قصيده گذارش

كه در ايام خرخشه جتهه هندو كلامي و تقويت كفاران و عدم اتفاق مسلمانان

و داد خواهي آن گذارش نموده بود

[بحضور مير فتح علي خان]

داد بخشا! ز ظلم اعداءُ داد — بشنو از اهلبيت اين فرياد
بر سرِ آلِ پاک مصطفوي — كم نه بوده است ظلم پورِ زياد
كه كنون باز كافرانِ عنيد — ظلمها مي كنند بر اولاد
گه به بيحرمتي [و] گاه به شتم — حرمةِ آل مي دهند برباد
ز اين تظلم كه مي رود بر ما — خانهٔ ظلم شد ز نو آباد
گوئيا نيست مومني در شهر — كه به آلِ نبي كند امداد
مومناني كه مانده اند كنون — رفته از ياد شان طريق وداد
كافران جمله در رفاقت هم — مسلمانان همه بهم بفساد
چه بگويم ز ظلمِ كفاران — غير از آه و ناله و فرياد
حاكم شهر است چون كافر — مي نمايد به كافران امداد
در دل آزاريُ مسلمانان — سخت دل همچو تيغهٔ فولاد
حكمِ حق جاري است برهمه كس — اين حكومت باين خبيث كه داد

ورنه در عهد داد بخشئ میر هیچ جانیست اینچنین بیداد
شد کجا اجتماع این امت بود آن هم مگر پئ اولاد
کافران جمله یکدل و یکجان مسلمانان همه ز هم آزاد
از دیانت چو نیست غیر از نام کي شود کس بامر دین منقاد
الحق از اهلبیت مصطفوی خانهٔ نیست در جهان آباد
عالمان هم در اختلاف هم اند مي نه دانم چه اختلاف افتاد
علم غیر از عمل نیاید کار کار علما ست از چرا افساد
قاضئ هست در قضا حیران از قضا و قدر نه دارد یاد
محتسب درحساب ِ اخذوجراست نیست یادش کنون حساب معاد
مفت فتوی نمي دهد مفتی هست فتوی از وکه چیزي داد
خوش تر آن کس که رفت ازین عالم گوئیا شد ز قید ِ غم آزاد
جمله از خوف ِ اجتماع هنود جز صبوري نمی کنند ارشاد
تا به کَي صبر میتوان کردن بر جفا و ستیز ِ اهل عناد
گر چنین است حال ِ ما مردم بعد ازین ما و داد این بیداد
این قضیّه که رفته است ز قضا که قضا و قدر نه دارد یاد
عرض این حال در حضور شریف دوش درخواب شد مرا ارشاد
که رساند کسي بحضرت ِ میر از دل ِ اهلبیت این فریاد
تا بتائید ِ امر ِ دین متین اهل دین را بجان نماید شاد
جهد باید بسعئ رونق دین زانکه سعي است بکار دین چو جهاد
تا در اسلام آرد آن کافر آنکه دشنام بهر سیّد داد
یا کند امر ِ قتل در حق ِ او یا برحمش کند بما ارشاد
تا شود تقویت بدین متین هم بگیرند عبرت اهل عناد
قاتلوا اهل کفر در قرآن هست در شان اهل کفر ارشاد
حکم ِ قتل است براي آن کافر آنکه بر طعن دین زبان بکشاد
نیست طعنی چو سب ِ آل نبي طبق ِ قول ِ نبي باستشهاد
زآنکه تعذیر حبس وضرب شدید هست در شان کلمه گو ارشاد
چه بگویم ز مفسدان ِ دگر کارشان دائماست فسق و فساد

"تیجن" و "کهچن" اند مفسد دین
آن چو فرعون و این دگر شداد
مفسدان را سزا بود لازم
تا فساد از میان شود برباد
هست در شان این جماعهٔ دون
گوئیا آیهٔ لبالمرصاد
شود راین غم دلاتو "سائل" حق
بعد ازین ما و هر چه بادا باد
بعد ازین در دعای دولت میر
میتوان داد داد استعداد
باد دائم به "میر فتح علي"
فتح و نصرت ز شاه دین امداد
ز آنکه از جان و دل بود آن میر
هم "غلام علي" و هم اولاد
باد با آن امیر بزم کرم
از علي مژدهٔ حصول مراد
باد از یمن داد بخشئ میر
بهر ما مژدهٔ مبارک باد
بارک الله في دیانت میر
بهر ما در دعاش بادا یاد
[ب۹ - ص۹۹]

قطعه گذارش

در مذمت کفار نا بکار و عرض تنبیه شان مطابق شریعت
حضرت احمد مختار صلی الله علیه و سلم

در حیرتم شها که بعهد دیانتت
ارباب کفر بهر چه در شور گشته اند
و ز شور شان که کرد شر کفر آشکار
ارباب دین به گوشهٔ عزلت نشسته اند
مشتاق سگ بجمله سگان گروه کفر
عوعو کنان بخبث دل از حد گذشته اند
این دستهٔ سگان که خدا خوار کرده است
از خار خارکین همه چون خار دسته اند
این مفسدان که دشمن اولاد اطهر اند
صد تهمت فساد بر اولاد بسته اند
این مبغضان که نار جهنم سزای شان است
از نار بغض و کین همه چون شعله تفته اند

گاهي بطعن آل نبی گه بطعن دین
دلهاي اهل دین همه یکبار خسته اند
این کافران که جنگ باسلام می کنند
ز اسلام "شیخ جمعه" بماتم نشسته اند
بد کام شان که باز نمایند مرتدش
ز این ارتداد نو همه از کام رفته اند
زاین ارتداد کفر توان گفت کاین سگان
بوزینه سان ز منبر اسلام جسته اند (۱)
ما بي زریم و سر بگریبان ز فکر و شان
بر زور زر چه خود سر و مغرور گشته اند
کفار شهر تهته کنون دار حربی اند
چون برخلاف شرع در این حکم رفته اند
از حکم حاکمان بشر عند مستقیم
گویا در این مقدمه یکسر گذشته اند
باید نهاد جزیه بر این دار حربیان
در حیرتم که بهر چه از جزیه رسته اند
باید بحکم حق همه بتهاي شان شکست
شان حالیا چو عهد اطاعت شکسته اند
فرض است بدین "میر محمد" قتال شان
چون شان بدین امجد وي خصم گشته اند
ارباب دین که حامي شان از "کرم علی" است
خوش داد خواه از کرم شه نشسته اند
بخشد "مراد میر علي" بالکرم مدام
ارباب دین بشغل دعایش چو رفته اند

---

(۱) این مصرعه ترجمه حدیث موضوع است که در ذم خلفاي بني امیه است " ینزون علي منبري کماینزو القردة ".

خوش این دو شه بر اوج دیانت بصد جلا
هر هفت روز رشد چو ماه دو هفته اند
باید کنون ز "مائلِ" حق حرف حق شنید
ارباب حق ز بسکه شها دل شکسته اند [ب ۶- ص- ۱۶۲]

قطعهٔ گذارش

در هجو کاردار نابکار هنگام اسلام نو مسلمه و شهادت او از دست کفار فجار بحمایت وي

این نابکار نو که شده کاردار شهر
در کربلایٔ تهته کم از بن زیاد نیست
او خصمِ آل بوده و این خصمِ آل و دین
کارش بآل او دین همه دم جز عناد نیست
کاري که رفته است ز بدکاریش بدین
والله که طبق نص کم از ارتداد نیست
با مصطفا است از ستم این رجیم داد (۱)
گر داد ظلمش ار بکس از خوف یاد نیست
باید نسب بقوم ثمودش درست کرد
آن کهوکر (۲) خبیث گر از قوم عاد نیست
مي گوید او که حکم شهان بهر من چنین است
والله بکس بر این سخنش اعتماد نیست
بر حرف مفسدان نسزد گاه اعتماد
ز این افترا چو ماحصلش جز فساد نیست
شد شهر تهته شهر محن زانکه این اداش
جز اهل کفر، هچکس از شهر شاد نیست
فرض است بر شهانِ زمان داد این ستم
چون این زمان بجز در شان جایٔ داد نیست

(۱) رحیم داد نام کاردار که از قوم کهوکر بود، مائل "رحیم داد" را "رجیم داد" بوجه عناد نوشته است .
(۲) نام قبیله ایست که از قدیم الایام در دائره اسلام داخل شده ند .

بايد نمود جهد به تحزيبِ اهل كفر
با اهلِ كفر چون رهِ شان جز جهاد نيست
يا ربّ هب لهم عملاً من ولائ دين
خوش غير ازين وظيفه بزاد المعاد نيست
بادا دعائ خوبئ شان وردِ اهلِ حق
چون جز دعا به مائل حق هيچ ياد نيست [ب ٦- ص- ۱٦۳]

قطعه گذارش

در عهد عدلت اي شه نوشيروانِ عهد
اين ظالم خبيث ...... گشته است
يک دل شکسته نيست که گويم زحال او
ظلم فلانی است که صد دل شکسته است
[ب ٦ - ص - ۱٤۰]

قطعه گذارش حضور هنگام جريان حکم منع خمر خواري بوزه نوشي

بنازم کاندر اين عهد ديانت
پئ ترويجِ حکمِ شرعِ باري
بحکم خسروانِ تابعِ شرع
که بادا حکم شان پيوسته جاري
ز منع شرب خمر و نوش بوزه
که بوده حاصل آن هر دو خواري
بکام انهدام بيخ افساد
بنائ دين گرفته استواري
بحمد الله که از ترويج اين حکم
بدهر از رجس آمد رستگاري
درين شکريه مي سازد بحق عرض
دلِ "مائل" بحق از حق شعاري
علي خوش بالکرم بخشد بهشاهان
همه کام از مراد کامگاري

قطعه گذارش ديگر [ب ٦ - ص - ۱٤۱]

نازم به داد بخشيت اي شاه ذوالکرم
کز داد بخششئ تو جهاني ز ظلم رُست
ز اين داد بخشيت که جهان است بشکر آن
با عدل داد مکرمتت تازه بندوبست
کي مي شود درست بجز بيخ بشکني
از فرطِ ظلم آنکه دل مردمان شکست

هر خاص و عام شهر باین داد بخشیت
برداشت سوئ حق ز دل اندر دعا دو دست
یا رب بکامِ "مائل" حق باد دائما
خوشنود بالکرامت این شاه حق پرست

قطعه مبارکباد تشریف آوري مخدوم نور محمد از بوبک به حیدراباد

موشح بنام نامي وي

مژده کآن ماهِ اوجِ فضل و کمال از رهِ مهر مهربان آمد
خوش بخیر آمد و ز آمدنش مژدهٔ نو به مخلصان آمد
دسته دسته گلِ دعاٌ و سلام وردِ بلبل به گلستان آمد
وردِ احباب گاه تشریفش خیرِ مقدم ز شوقِ جان آمد
مرحبا کآن مه سپهر شرف چون شرف بخشِ داعیان آمد
نامش از یمن نور نام نبي ورد جانِ موالیان آمد
والهٔ حرف او دل احباب خوش چو واله گهر فشان آمد
رفت ز احباب فکر بیکاري رونقِ نو بکار شان آمد
مرحبا کز ازل به مخدومی فضل و دانش ز همرهان آمد
حیدراباد کرد بنگله اش چون در آنجا ز بوبکان آمد
مائل حق ز فیض مُلهم غیب در مدیحش چون قطعه خوان آمد
دیده این قطعهٔ موشح ، گفت نام مخدوم خوش عیان آمد

[ب ٦ - ص - ١٧٧]

ایضاً قطعه دیگر

اي آمدنت عیش فزائ احباب با عیش ابد کام روائ احباب
خوش آمدي و کامده از آمدنت صد مژده کام از برائ احباب

[ب ٦ - ص - ١٧٧]

ایضاً قطعه دیگر

اي دلت از پرتوِ "نورِ محمد" با جلا
و اي (١) ... خُلقت کام بخش اصدقا

---

(١) کاغذ دریده

باد دائم بر سپهر نیک نامي کالقمر
حرمت "نور محمد" نام پاکت با صفا

[ب ٦-ص-١٢٨]

قطعه مبارکباد عید بخدمت مخدوم نور محمد بوبکاني

ای ز رویت جلوهٔ نور محمد آشکار
نور چشم حضرت یعقوب کنعان وقار
بزم حکمت را مسیح و طور معني را کلیم
باشدت فضل و کمال از صدق نیت برقرار
در شب عید این دعا را گفتم و در روز عید
آمدم در حضرتت ز اخلاص دل مدحت گذار
باد مخدوما مبارک با تو این عید سعید
و از سعادت باد بختت را مبارکباد یار
تا بنامت باد ورد دوستان این قطعه ام
باد نامت بالفضائل نامیٔ هر روزگار

[ب ٦-ص-١٥٣]

قطعه دیگر ایضاً

به مخدومیم یمن "نور محمد" چو حق کرد این عیدِ اسعد سعید
بافزونیٔ عمر و اقبال دائم ز حق باد از عیش نو مستفید
خدایا بکن مستجاب از کرم ز مائل به حق این دعا روز عید

[ب ٦-ص-١٥٣]

قطعه دیگر ایضاً

اي ز رویت جلوه گر "نور محمد" از ازل
و اي ز نورت تا ابد روشن دلِ اهل امل
شایدم پیشِ توعرضِ عرضِ کارخویش از آنکه
سعي اندر کارِ خیر آمد بحق خیر العمل

[ب ٦-ص-١٢٨]

قطعه دیگر در جواب قطعه مرسوله وي

تا که "نور محمدِ" مرسل در جهان همچو مه منیر بود

نام مخدومیم بفضل و کمال — دائما در جهان شهیر بود
آنکه از بس فراست و دانش — در حضور شهان مشیر بود
آنکه گلزارِ نظمِ رنگینش — فرحت افزایٔ طبعِ میر بود
آنکه در دم ز فیض حکمت او — نوجوان گردد آنکه پیر بود
در حضورش ز "مائلِ" داعي — عرض دعوات دل پذیر بود
در دو عالم بدستیارئ حق — دست یزدانش دستگیر بود

[ب ٦ - ص - ١٤٨]

قطعه دیگر ایضاً در جواب سلام

بحمد لله که حق کرد امجدِ دوران
بمجد "نور محمد" مدام مخدومي
ز بسکه جلوه فزائ هزار رشد آمد
شعاع نور محمد بکام مخدومي
بگفت باد سلامت مدام با اولاد
شنیده "مائل" داعي سلام مخدومي
بحضرتش بسلام این دعا ست عرض دلم
همیشه باد فزون احترام مخدومي

[ب ٦ - ص - ١٤٨]

قطعه دیگر ایضاً

اي صبا در گلشنِ اجلال مخدوم انام
عرض کن گلدستهٔ دعوات داعي با سلام
آنکه از "نور محمد" روشن آمد نام او
هست چون خورشید عا[لمتاب] فیضِ عام او
گنج حکمت، مخزنِ اسرارِ صد فضل و کمال
خسروِ بزم فضائل شاعرِ رنگین خیال
باد نامش روشن عالم بصد مجد و علا
تا که از نور محمد دارد این عالم ضیا

[ب ٦ - ص - ١٤٨]

قطعه دیگر ایضاً

از قدومت اي به مجد و اعتلا مخدوم عصر
مژدهٔ صد خیر و خوبي بخش احباب آمده
خیر مقدم کز نسیم لطف تو در شهر ما
گلشنِ کامم بکام طبع شاداب آمده
بادا از "نور محمد" نامِ تو روشن چو مهر
در دعا "مائل" ز مهرت خوش شرف یاب آمد

[ب ٦ - ص - ۱۷۸]

فرد ایضاً

در خدمت خد'ام جناب مخدوم از "مائل" مشتاق زجان عرض سلام است

[ب ٦ - ص - ۱۷۸]

قطعه دیگر ایضاً

در جناب حضرت مخدومیم آنکه لطفش بر دعاگو دائما است
.... سازد از لطف و کرم هدیهٔ داعي خوش این عرضِ دعا است
باد نامش چون دلش دایم جلا تا دل از "نور محمد" در جلا است

[ب ٦ - ص - ۱۸۲]

قطعه در توصیف مخدوم نور محمد بوبکاني

ایکه نامت به محمد شده مخدوم زمان
یاورت "میر محمد" بود اندر دو جهان
طرفه در شوق ملاقات شریف از مدت
بوده است نام شریف تو مرا وردِ زبان
شکر لله که کنون بر وفقِ خواهشِ دل
خواهش خاطر من یافت حصول شایان
بعد ازین به که بشکرانهٔ این دولت خاص
بکنم شغل دعايِ تو ابد از دل و جان
باد از مکرمتِ دولتِ نیکو نامي
نامِ پاکِ تو ابد نقشِ نگینِ دوران

هست هر خادمِ درگاه تو چون سائل حق
"سائل" از زمرهٔ خدام تو بادا هر آن [ب٦-ص-١٧١]

قطعه بطریق رقعه منظومه بنام عزیزي محمد یوسف نام

به عرض عزیزی عزیز الوجود
که آید وجودش شرف بخش جود

رسان اي صبا زود این نامه ام
که کرده بنامش رقم خامه ام

بنام محمد شفیع الا نام
علیه‌الصلوة و علیه‌السلام

چو یاٴ یقیین و چو واو و"لا
ز فرط ولايٴ نبی الورا
[ي] [و]

نماید کسي اندر این خوش کلام
برويٴ سرور و فرح انتظام
[س] [ف]

شود نام آن خوش عزیز آشکار
که در مقربین است و ذوالاقتدار

پیٴ ربط اخلاص آن نامور
ز طبعم بدین گونه زد نامه سر

ز بس جام مي در کف ساقی است
بجان شوق دیدار او باقي است

کند از کرم تا جوابش رقم
به تنظیم این نامه راندم قلم

خدایا بحق رسول کریم
که نامش بود ورد دل از قدیم

ابد باد از پس یقین و ولا
دلش با سرور و فرح آشنا
[ي] [و] [س] [ف]

ز "سائل" بحق باد باوي مدام
بصد گونه دعوات عرض سلام [ب٦-ص-١٧٦]

قطعه در توصیف محمد یوسف

اي باوصاف عزیزي اکمل ایزد تعال
وي باعزازِ "محمد یوسفِ" مصرِ کمال

آمد الحق با کمالِ ذاتي و حُسنِ صفات
ذاتت از حُسن صفات اندر جهان نیکو خصال

هست در شوقِ لقایت بهر یعقوبِ دلم
باد نامت دائما از شوق دل حزب الوصال

تا بود نام محمد سبحهٴ نام آوران
باد ز اعزاز محمد عز" نامت لایزال

میکنم عرض دعا در حضرتت خوش با سلام
باد افزون عمر و اعزت بصد جاه و جلال
[ب ٦ - ص - ١٧٢]

قطعه دیگر ایضاً

اي صبا در گلشن فضل و کمال
با "محمد یوسف" آن یوسف خصال
از دل "سائل" بحق عرض سلام
عرض کن با صد دعا هر صبح و شام
باد یا رب آن عزیز پُر تمیز
در عزیزانِ جهان دایم عزیز [ب٦ - ص - ١٧٢]

قطعه موشح باسم "مرزا خسرو بیگ"

من از بی مهري چرخ جفا کار — سپردم کار خود با مهربان یار
رود کي از دل من یاد مهرش — که مي باشد رخِ او مهر انوار
ز دل از مخلصان خاص احمد — بجان از دوستانِ آل اطهار
ادیب ونیک خُلق ونیک خصلت — ز آدابِ ادب نیکو خبردار
خرد ور در خرد مندان عالم — بود خوش از خرد مندیش گفتار
سلام شوق من در خدمت او — رسان اي نامه بر با شوقِ بسیار
رسد کو این زمان این نامهٔ من — بآن نامیٔ عصر از قرب سرکار
وجودش در رواج کار مردم — بود سرمایهٔ خوبیٔ هر کار
بحق از مخلصانِ "سائل" حق — ز اخلاص دلش جویایٔ اخبار
یقین زاخلاص اوخوشدل چوداعي است — خدایا دایمش در دهر خوشدار
گل آسا گل شود ز این نامه نامش — سرِ هر بیت سازي چون بهم یار
[ب ٦ - ص ١٧٣]

قطعه دیگرموشح باسم " مرزا خسرو "

مه رخم بسکه مهربان آمد — مهر او یاد مه رخان آمد
رفت از یاد دل غمِ دوري — عیشِ دیدار را زمان آمد

زاد راهش براه شوق دلي | دل بدل شوق دوستان آمد
آمد و خوش ز مژد آمدنش | مژدهٔ کام داعیان آمد
خانه اش آباد بسکه از اخلاص | خانه آرایٔ مخلصان آمد
سبحه جان من در آمدنش | خیر مقدم بصد زبان آمد
روز و شب دل بیاد اخلاصش | داعئ خویش ز جان آمد
ورد دلها ز رویٔ این ابیات | ... ... رمزدان آمد

[ب۶ - ص۱۷۳]

قطعه در توصیف امیر حیدر شاه

اي بمجد حیدري مقبول درگاه کریم
وی بجاه سروری ... ... فضل العظیم
نامور با "میر حیدر شه" ز یمن حیدری
کامور با دولت فقر از کرامات کریم
زبدهٔ ارباب فقر و قدوهٔ اصحاب فخر
مسند، الفقر فخری را شرف بخش از قدیم
در نسب ز آل کرام ودرحسب ز اهل کمال
در نسب هم درحسب مثلت بود اکنون عدیم
هست بر فضل و کمالات صفات ذوآتیت
خوش بقرآن آیه واسعه الفضل العظیم
کامل الایمان ز صدق بیعت خم غدیر
آیهٔ اکملت دین را مقتدایٔ مستقیم
واقف علم لدنّي از فیوض من لدن
عالم اسرار علم الحق من الله العلیم
معني نص" یحب المحسنین با حسن خلق
مطلب والکاظمین الغیظ بالطبع سلیم
معني شرح عقاید را ز خوبي ترجمان
مقصد شرح مقاصد را ز بخشش هر فهیم
محفل اهل یقین را فیض تو روشن چراغ
گلشن ارباب دین را لطف تو نعم النعیم

هادئ ارباب عرفان سوئ قول من عرف
رهبر اصحاب ایمان سویٔ جنات النعیم
بر آمید آنکه لطف حیدري شامل بتست
نیست بهر مخلصانت در دو عالم خوف بیم
در دعایت خواهد از لطف کریم حق زحق
"مائل" حق مخلص خاصت ز اخلاص صمیم
تا بود ورد دل و جان نام حیدر درجهان
تا بود اهل جهان در حُب حیدر مستقیم
تا بود با خاندان فقر لطف حق رفیق
تا بود با دودمان مجد فضل حق ندیم
باد نامت شهرهٔ آفاق با فضل و کرم
دایم از فضل عظیم حضرت شاه کریم

[ب ٦ - ص - ١٨٠]

قطعه دیگر موشح بنام "مخدوم عبدالکریم"

من از پی شوق و ذوق دیدن یار
نه دارم جز بذکر خیر او کار
خوش آمد هر طرف خوش باد دایم
بکار خیر مردم آن خوش انوار
دلش ز انوار ایمان پُر تجلیٰ
رُخش چون مهر تابان پر ز انوار
وفایٔ عهدش یوفون بالنذر
دهد بر صدق عهدش راست اخبار
مطیع ایزد و ایزد مطاعش
بود ز آداب طاعت بس خبردار
علوم دین حق معلومش از حق
ز فیض علم حق داناي اسرار

بجا هر جا است ذکر نیکیِ او
نکو نام جهان و نیک اطوار
دیانت پیشه و هر جا به پیشش
خوش از ترویج دین است ذکر و اذکار
ارادتمند یارانِ صفا کیش
مرید مصطفا و آلِ اطهار
له منّی بشارات الترقي
له مني دعايِ خوبي آثار
کجا باشد دعا گویش چو من کس
ز اخلاص دلي هر دم بهر کار
رساند کس بوي از "مائل" حق
بنام حق سلامم شوقِ دیدار
یقین کز خواندن این شوق نامه
شود خود هم ز شوقم اندرین کار
موشح کردم این نامه بنامش
خدا یا در دو عالم نامیش دار [ب ٦ ص ١٢٣]

قطعه که بطرف مرزا آزاد حکیم و شاعر نوشته بود

اي ز آزادي علم در گلشنِ فضل و کمال
اي خط آزادیت ز آزاد طبعی حسب حال
باد در ...... فضل خاص ذوالفضل العظیم
رونق افزايِ کمالات تو در حال و مقال
با کمالات سخن کآن بنده زاد طبع تست
دیده اندر علم حکمت طبعت افلاطون مثال
تا ز دستور العلاجِ حکمتِ سر دست خویش
هم ز قانون الشفاي خاص اخلاص اتصال

سازیش آزاد از ضعف قوا با منزجی
"سائل" حق در دعایت دارد الحق اشتغال
[ب ٦ - ص - ١٨١]

قطعه که بطریق نامه بخدمت مخلصی نوشته بود

اي بنامت دلم سخن آرا نام تو زیب بخش این طغرا
داد نامت بنامه آرائي بهر طغرايِ شوق غرّائي
از کرم گوش کن بنامهٔ من که بود بر زبان خامهٔ من
خامهٔ من ز بعد عرض سلام گوهر افشان بود باین پیغام
من به یاد تو دائما دل شاد باد یادم ترا مدام به یاد
از کرم سوي من نگاهي کن گر نه سازي مدام گاهي کن
نیست راهي چو دل نوازیها دل نوازيِ و کار سازیها
کار داعي بصبح و شام دعاست کار ساز و کریمِ بي همتاست
حفظ یزدان ابد پناهت باد از محمد بقا بجاهت باد
غرض نامه چون دعا آمد در دعا عرض مدعا آمد
نامه بنوشتم و براي جواب مي رود خامه ام بعرض شتاب
نیست چون در روانگي فرصت این پیام است و این بود رخصت
تا بود رسم نامه در عالم تا بود نام خامه در عالم
دائم از دُر فشانئ خامه باد نام تو زیبا این نامه

[ب ٦- ص- ١٧٩]

ابیات پند نامه [به فرزندان خود نا مکمل]

گر خدا کرد از پدر شان را جدا مشفق از مادر پدر گردد خدا
بعد مرگِ من بحقِ پنج تن مغفرت خواهند از حق بهر من
هست تسلیم و رضا نیکو مقام بر قضا راضي توان بودن مدام
مي گذشتم مي گذارم دو جهان این گرامي پند نامه بهر شان
چون ز دنیا عاقبت بگذشتني است توشهٔ عقبا ز دنیا بُردنی است
از غلامئ علي خوش توشه بُرد "سائل" حق چونکه با حق جان سپرد

میل دنیا کي باهل حق روا ست — سوي عقبا میل شان‌چون دائما ست
باشد این دنیا و ما فیها مدام — ...... حق گزینان مستدام
... ... — ... ...
علم کي غیر از عمل آید بکار — عالم است آن کو عمل سازد شعار
با نماز و روزه بودن مشتغل — مي دهد منشور ایمان را سجل
از شریعت در طریقت رفتن است — معرفت را از حقیقت جستن است
پیروئ مصطفا و حبّ آل — کرد حق پیرایهٔ فضل و کمال
... ... — ... ...
بهره مند از علم آداب است ادیب — باد از علم و ادب شان را نصیب
شیوهٔ احسان با خلق است نکو — مرد محسن در جهان است نیک خو
با تواضع هر که هر کس شاد کرد — هر کسش در نیک وضعی یاد کرد
پیروئ نفس شیطان از خطا ست — پیرو او لعنت حق را سزا ست
عیب جوئي هست بس عیب عظیم — گر کسي گردد ز عیب خود فهیم
بیوفا را کی بود شرم و حیا — بي حیا بی شرم را نبود وفا
با وفائ وعده کآن حق کرده یاد — از حیا و شرم شان را بهره باد
کبر و بغض و غیبت و حقد و حسد — نیک گر فهمید حق کرده است بد
... ... — ... ...
اهل همت بخل بد بشمرده اند — کز سخاوت گوي نیکي برده اند
نیک خلقي با خلایق بس نکو ست — صاحبش در خلق عالم نیک‌خو ست
با صداقت یار بودن خوشتر است — صادق الگفتار بودن خوشتر است
الحق است انصاف در هر کار به — مرد منصف را بود رفتار به

[ب ٦- ص- ٢٠٤]

شهر آشوب تهته

در تجاهل گناه بر من نیست — عقل در روغن است و روغن نیست
مردمیت ز مردمان گم شد — مرد بي عقل کم تر از زن نیست

روح حیواني است و غله قوت | از گرانیش روح در تن نیست
روح از تن چو رفت ، رفت و گذشت | چیست باقي که در گذشتن نیست
روغن و غله عقل و روح چو برد | جز تمنا بخویش مُردن نیست
زندگاني وبالِ جان شده است | چاره دیگر بغیر مُردن نیست
مُردن آسان ولي پس از مُردن | طاقت نان و حلوه کردن نیست
مُرده هم نان و حلوه مي خواهد | چه توان کرد هر دو با آن نیست
تهته ویران شد و در این مذکور | ذکر ویرانیش نهفتن نیست
کاردارش ز کار رفته سگي | آنکه کارش بجز گزیدن نیست
و آن دگر سگ که کوتوال وي است | کمتر از شمر ابن جوشن نیست
من چه سازم کزین خرابي حال | این خرابه سراي مسکن نیست
ماندن اینجا ست مشکل و لیکن | چه کنم دست و پاي رفتن نیست
وحشت آباد شد جهان یکسر | هیچ جا جاي آرمیدن نیست
جنس غله ز نقد جان است گران | ز این گران تر که جان در تن نیست
جان به لب عالمي است ز این شیون | شیوني همچو جان سپردن نیست
رفت چون جان ز تن کجا جویم | جان ز تن رفته را نشیمن نیست
قول ارباب حق بود مقبول | اعتمادي بقول میمن نیست
گوید از زر شود حصول مرام | حاصل این یقین بجز ظن نیست
مي کند نرخ بیش حاصل بیش | این سخن درخورِ شنیدن نیست
بخزانه شود ازین توفیر | این خبر در کتاب مخزن نیست
زر بده ، غله خر اگر داري | ز آنکه زر از براي دیدن نیست
جاي حرفست ولي چه باید گفت | بنده را جاي حرف گفتن نیست
مي خرند اهل دولت و جز شان | بکسان قدرت خریدن نیست
عالمي جان بلب ز گرسنگي است | سیري شان ز یک دو خرمن نیست
غله داران بعشرت و عیش اند | در غریبان بغیر شیون نیست
غله خر حالیا کسي در سند | جز به کفار و چند میمن نیست
طرفه بد مشرب اند شان که بشان | بیمي از پرسش مهیمن نیست
غله از "سند" مي کشند ولي | هیچ بهبود در کشیدن نیست

مي شود حق ازين گران خاطر این گران خاطریش احسن نیست
نیست این کار از خلل خالي چاره‌اش جز بمنع و قدغن نیست
چند گویم شکایت این قوم که مرا دخل اندر این فن نیست
"حیدرآباد" حیدرآباد است خوش درآنجا نشان رهزن نیست
ز اهل اسلام مژده درکار است کار ما مژدهٔ برهمن نیست
بر شهان لازم است تدارک کار کار من جز بعرض کردن نیست
خاصه شاهي که با دل و دستش در کرم هیچ جاي معدن نیست
آنکه در روز کین تقابل وي صد چو اسفندیار و بهمن نیست
گر نسیم کرم وزد بیشک در جهان همچو "سند" گلشن نیست
ورنه از شور این خس و خاشاک حالیا "سند" کم ز گلخن نیست
رسد این عرضه کو ز من باشد چون مرا طاقت رسیدن نیست
شه بشاهان ابد سلامت باد کس دعاگوي شاه چو من نیست
کردم از دوستي نصیحت وي گفتن پند کارِ دشمن نیست
حال فصل این شود کنون امید جز بفضل کریم ذوالمنن نیست

حق کند آشکار یُسر از عسر
عرض "مائل" بحق نهفتن نیست [ب ٦- ص-٨٢]

قطعه در گرانئ غله

شهریارا طرح غله شهر را ویران نمود
فکر ویرانیش خلقِ شهر را حیران نمود
چند از ویرانیش در حیرت آرم ذکر پیش
چونکه ذکرِ عدل شاهان خلق را شادان نمود
تا کنند آباد شاهان ملک خود با عدل و داد
حق صفات عدل شاهان ذکر در قرآن نمود
از کرم ای شاه صدر عدل و احسان بالمراد
بایدت بالعدل این مشکل ز شان آسان نمود

باد آبادان ابد از عدل شاهان ملک "سند"
"مائل" حق این دعا در عرض ورد جان نمود
[ب ٦- ص-۱۸۴]

قطعه ایضاً

بر شهان دائم ز حق واجب رعیت پروري است
کز رعیت پروري اقبال شان را برتري است
اي شه صدر کرم و اي خسروي بزم مراد
این زحمتت رونق افزائ عدالت گستري است
[ب ٦- ص-۱۸۴]

قطعه گذارش

در ایام قحط غلات و انسداد وجوهات اهل وجوه

ز قحط غله چنان عالمي بجان شده است
که جانِ عالم در ناله و فغان شده است
بود تدارک این امر بر شهان معروض
ز امر حقِ چو چنین فرض بر شهان شده است
تدارکش بود این آنکه باز پس طلبند
هر آنچه غله ازین شهر ما روان شده است
دگر شود ز کرم وجه داعیان جاری
ز اهل مکرست این عرض شایگان شده است
همیشه باد جهاني ز فیض شان آباد
خوش این عریضهٔ آبادی جهان شده است
[ب ٦- ص-۱۹۰]

قطعات و ابیات متفرق

قطعه رد بلاي وبا

در توبه بحق چو التجا رفت حق کرد که از جهان وبا رفت

آمد بحق این صدایم از حق بین مرگ وبائ را صدا رفت
بوده است وبا بلائ عالم در عالمِ غیب این بلا رفت
رفتند درین بلا هزاران در حیرتم این قضا چرا رفت
در موت وبا که بود راضي از حکم قدر چنین قضا رفت
از ما بدّه انچه رفت بر ما این جمله ز جورِ نفس ما رفت
فرمانِ نجات خلق در داد این داد چو نزد مصطفا رفت
بر جا شده مژده یاب هر کس ز این مژده خبر چو جابجا رفت
هنگام دعا چو در انابت هر سر بسجود کبریا رفت
خوشنود جهان ز فضل حق باد از "مائلِ" حق‌خوش این دعا رفت

[ب ٦ - ص ٦]

ایضاً دیگر

اي ز حق غافل از این پس خواب غفلت کي روا ست
موت حق است لیک الحق امن ازین موت وبا ست
چشم بکشا در مقام توبه شو راجع بحق
ز آنکه موتِ کافرین محض از پئ تنبیه ما ست
موت خود این است که مي بیني بحشم خود ولي
ناجي امت ازین بد موت، حافظ مصطفا ست
یا رسول الله تو بر احوالِ امت رحم کن
ورد جان امتت در عجز هر صبح و مسا ست
تا کند آسان حق این مشکل باعزازِ نبي
"مائلِ" حق بر درِ حق دائما در التجا ست

[ب ٦ - ص ٦]

قطعه که هنگام زیارت درگاه فلک بارگاه حضرت سید شاه مبین علیه الرحمة گفته بود

بدرگاهت اي شاه سید مبین مرا از قدیم است چو راهِ نیاز
ازین راه و رسم نیاز قدیم که دارم بدرگاهت از فرطِ ناز

بتقديم عجز و نيازِ دلم بروىم بفرما در فيض باز
كه سازم بدرگاه فيض تو عرض ز عجز و نياز دلي جمله راز
پس اين عرض عجز است ز "مائل" بحق
ببين عجزم اي شاهِ عاجز نواز

[ب ٦ - ص ١٦٢]

قطعه

که بر استفتاء علماء که در کراهته گرفتن سبحه کربلا در دست
و احتراز از آن زمین درست کرده بودند
نوشته بود

در اين جواب عناد اين دو خارج الايمان
ز جهل بر غلط ايمانِ خويش باخته اند
ز بغض خوانده بدشت بلا محل عذاب
سمندِ بغض بميدانِ كينه تاخته اند
در اين محاكمه گويا بقول ناقص خويش
براي خويش مهيا عذاب ساخته اند
توان به سيفِ زبان دفع شورِ شان كردن
ز كين چو نوبتِ صد شور و شر نواخته اند
چو گفته اند كه فرض است احتراز از وي
چه خوب عزت كرب و بلا شناخته اند
باين عقيده كه بخشد بشان عذاب النار
ز نارِ بغض دل اهل دين گداخته اند
بقول "مائل" حق ز اين عقيده شان از بغض
مدام طوق بگردن بشان فاخته اند

[ب ٦ - ص ١٨٣]

قطعه ثاني

كه بر استفتاء ثاني درين باب نوشته بود

هست چون قول اين خوارج چند خارج از استماعِ اهل يقين

قطع الله لسانهم با شان قول اهل یقین است در نفرین
[ب ٦ - ص - ۱۸۳]

قطعه

مشتملبر حقیقت بالفهم من فهواته

پنجهٔ مردان کند شش پنج زن
اي کم از زن پنجه با مردان مزن
عارِ مردان است که بر قولِ زنان
خویش را سازند نا حق بدگمان
مرد موءمن مي شود ز ایمان بدر
بر زنِ کس گر نماید بد نظر
نیست مرد آن کو مریدِ زن بود
مرد چون زن شد زنش رهزن بود
با زنِ رهزن بمردان نیست کار
اي کم از زن حرف مردان گوشدار
چونکه مردت اي کم از زن این زن است
این زنِ رهزن سزاي رهزن است
گر تو مردي ده با همچو زن طلاق
ورنه باش از زن مریدي در نفاق

قطعه

بحق آنکه من و تو غلام یک شاهم
سزد به بنده ترا دوستي ز دل باشد
ز شوق دل که مرا یاد دوستان داده
بدوستي تو در دستم این سجل باشد
شود چون ز حق با دعائي "مائل" حق
ز دل بشغل دعاي تو مشتغل باشد

قطعه

گر کسي از میل دل حق آشنا ست
مائل دنیاش خواندن کي روا ست
تو مکن ز ارباب حق این لاف حق
"مائلِ" حق مائل دنیا کجا ست

قطعه

نیست هرگز مائل دنیايُ دون "مائل" حق آنکه باحق مائل است
سعي قوت الحق بیادِ شغل حق با دل حق آشنا کي حائل اسث

قطعه

میل دنیا بیش از وجه کفاف في الحقیقت نزد اهل حق خطا ست
لیک دارد الحق از این زور میل "مائل" حق مائل دنیا کجا ست

قطعه در معرفت غالب و مغلوب

در زوج و فرد نصرتَ (۱) اعداد کمتر است
در مختلف شوند ظفر (۲) زان اکثر است
ور زوج مستوي (۳) شده مطلوب مي برد
ور فرد مستوي (۴) شده طالب مظفر است

قطعه

[ب۳ - ص ۸۵]

با حریفان جنس کم بودن خوش است
و ز مخالف محتشم بودن خوش است
در عدد مر هر دو را یکسان بود
هر که سالش خورد او را فن خوش است

قطعه

[ب۳ - ص ۸۵]

بطرح بیست زان پس دو بیفزا که مطلوب دلت گردد هویدا
ز"مائل" این حساب تازه کن یاد که باشي در جهان پیوسته دل شاد

[ب۳ - ص ۸۵]

---

(۱) یعني هر دو زوج یا هر دو فرد بعد طرح نه نه .

(۲) یعني یکي زوج و یکي فرد . (۳) در عدد . (۴) در عدد .

قطعه

گر کسي پرسدت ز بعد رسول — در صحابه کدام بود نکو
گو بحق در جوابش این مصرع — آنکه بُد دخترش بخانه او
ورنه فهمداز این نکو کای شیخ — جمله بودند نیک از من و تو
لیک نیک است آنکه در صورت — قرب ذاتي در اصل داشت باو
وحدت نور قرب ذاتي دان — شرح این معني حدیث شنو

[ب ٦ - ص ١٥٩]

قطعه

ز هر حرف و ز هر لفظ معین — ده و دو می شود پیدا درین فن
بکن شش چند تعدادش بیکجا — و ز آن پس یک عدد بر وي بیفزا
چو افزودی بکن ضربش بده باز — کزین ضرب آیدت حاصل همه ساز
بطرح بیست ز آن پس ده بیفزا — که مطلوب دلت گردد هویدا

ز "سائل" این حساب تازه کن یاد
که باشي از ده و دو شاه دلشاد

[ب٦-ص١٥٩-ب٣-ص٨٥]

قطعه

جان بر لبم خدایا از محنت جدائي — شاید بشام غربت صبح وطن نمائي
یعني مشرفم کن در "کربلايِ" شهدا — میخواهم از تو هردم تشریف کربلائي

[ب ٦ - ص ١٥٩]

قطعه در ترجمه قطعه حضرت مولي الورا علي المرتضا

ز احسان شود نیک احسان پذیر — بدش سازد از نقص هر بد ضمیر
بلي قطره زهر است در کام مار — بود در صدفها دُر بي نظیر

[ب ٦ - ص ١٥٩]

قطعهدر ترجمه قطعه جناب حضرت مولي الورا علي المرتضا

بود نقل صخره ز کوهِ بزرگ — خوش از منت مردمان جمله حال
بگویند مردم که کسب است عار — بگویم که عار است ظل سوال

[ب ٦ - ص ١٥٩]

قطعه

بدرگاه شه گنجینهٔ حلم　　که اسمش با مسما شه حلیم است
رسیدم پر گنه بهر زیارت　　گناهم دیده گفتا او حلیم است
بلی خوش مژده ام داد از ره لطف　　حلیم است و که حلمش از قدیم است
[ب ٦ - ص - ۱۵۹ - ب ۱ - ص - ۲۴]

قطعه دعائیه [برای علي محمد خان]

خانِ ماکز کمال عز و شرف　　هست نامش "علي محمد خان"
در دعایش بخمسة الاوقات　　با محمد علي است وردِ زبان
میبرم تحفهٔ دعا پیشش　　تا چه پیش آمدم کند ز احسان
باد نامش چو این دو نام نکو　　دامِ نقشِ نگینهٔ دوران
دایم از صدقِ حبّ این حضرات　　باد مقبولِ حق بهر دو جهان
[ب ٦ - ص - ۱۸۱]

قطعه مبارکباد عید نو روز بنام مرزا ابوالحسن

روز غدیر طرفه بگوش موالیان　　روح القدس رساند بشارات ذوالمنن
باحسنِ اعتقاد که از صدقِ نیت است　　عیدِ غدیر باد مبارک به "بوالحسن"
[ب ٦ - ص　　]

قطعه دیگر

نام تو در جهان چو " بوالحسن " است　　حُسنِ خُلق تو شهرهٔ زمن است
شاهِ دین بوالحسن پناه تو باد　　احسن الله بعز و جاه تو باد
[ب ٦ - ص ۱۸۲]

قطعه دیگر

غزلِ شوقِ "مائل" مخلص　　هدیهٔ خاصِ محفلِ مرزا ست
میرزایم " ابوالحسن " که مدام　　نامش از مجد وردِ اهل دل است
[ب ٦ - ص ۱۸۲]

قطعه [در مذمت غیبت]

حرام است غیبت ولي با حرامي　　اگر غیبت من نماید حلال است

مرا نیست دعوایٔ صاحب کمالي برین فضل گر او نماید بحال است
نشاید مرا در مدیحش جز این گفت که در فن غیبت چه صاحب کمال است
منش مدح مي گویم و کاین مدیحش اگر راست داند علي حسب حال است
[ب ٦ - ص]

قطعه [در مذمت عیب جوئي]

ز عیب جوئي من گر کسي شود دلشاد
همیشه شاد دل از عیب جوئیم مي باد
چو گفته اند که عیب است عیب جوئي کس
منش چه گویم خودش خدا بیناد

د ـ قطعات تاریخ

[در مبارکباد شکار و عید وغیره]

قطعه تاریخ در تهنیت آمدن میر غلام علی خان برای شکار

[۱۲۰۹ ﻫ]

اي میر کام بخش غریبان خوش آمدي
بهر حصولِ کامِ ضعیفان خوش آمدي

خوش آمدي که بر لبِ هر گل بمدح تست
اي نو گلِ حدیقهٔ ایمان خوش آمدي

در روز عید عید قدومِ تو مژده داد
اي مژده بخش عید مُحبان خوش آمدي

شامِ غم است ز صبح قدوم تو روزِ عیش
اي صبح عیش شامِ غریبان خوش آمدي

سیرابیٔ چمن ز نمِ جود عام تست
اي ابرِ جود با نمِ احسان خوش آمدي

آهوي دل به شوقِ شکارت ز رم گذشت
شاها پیٔ شکار دل و جان خوش آمدي

بادا بروز رزم شکارِ تو جانِ خصم
اي شیر رزم رستمِ میدان خوش آمدي

خصمت بجا بعرصهٔ جولان پیاده ماند
اي شهسوارِ عرصهٔ جولان خوش آمدی

"فتح علي" است نقشِ ازل بر نگین تو
اي خاتم نگین سلیمان خوش آمدي

در هر وغا مصاحبت آمد چو فتح تو
اي صاحب فتوح نمایان خوش آمدي

روباهِ چرخ حیله گریها ز دست داد
ای شیرِ عصر رستمِ دستان خوش آمدی

زیبا ست بر سرت ز ازل جیغهٔ شهي
ای سرفراز از شهِ شاهان خوش آمدي

دستت بفرق زمرهٔ اخوان چو تاج سر
اي تاج فرق زُمره اخوان خوش آمدي

بادا غلامِ درگهت اقبال و عزّ و جاه
اي میر ما "غلام علي خان" خوش آمدي

خوش آنکه دارد او بغلامیت افتخار
اي میر قدردان غلامان خوش آمدي

بخشد مرادِ میر ابد از کرم علي
اي بالکرم گزیدهٔ دوران خوش آمدي

کوهِ زمین ز بارِ وقار تو پست ماند
اي صاحبِ شکوهِ نمایان خوش آمدي

خوش آمدي ز مژدهٔ عزمِ شکار تو
شد وحشت از مزاج غزالان خوش آمدي

بادا همیشه آهوئ اقبال صیدِ میر
اي میر عصر مقبلِ دوران خوش آمدي

طبعم شکار فرحت فرحان بسال گفت
۱۲۰۹
اي نکته فهم طبع سخندان خوش آمدي

شاید بضعفِ حالِ ضعیفان ترحمي
اي میر حال فهمِ ضعیفان خوش آمدي

از "مائل" حق است بحق عرض در دعا ست
اي عرض فهم طبع دعا خوان خوش آمدي [ب ٦ - ص - ٦٨]

قطعه در مبارکباد و تاریخ تشریف آوري در تهته در ایام شکار

[۱۲۱۹ھ]

خسرو ما "کرم علی خان میر" کز کرم رونق خوشي افزود
خوش بعزم شکار و دیدن شهر رونقي نو به تهته داد از جود
دیده خوش حال خلق عالم، دل بصفا مرحبا زبان بکشود
آمد آن میر خوش کز آمدنش آمده عالم از خوشي خوشنود
در قدومش که آمده بالخیر بسکه اسباب خیر داده نمود
ورد هر کس بخیریت طلبي است خیر مقدم زهي خجسته ورود
دل داعي بشکر این نعمت بود الحمد خوان چو سر به سجود
هاتف غیبم از خوشي تاریخ آمده میر با خوشي، فرمود
۱۲۱۹
باز با تهته آمده رونق گفت سال قدوم آن ذوالجود
باد دائم خوش آن شه خوش خلق خوش دل اندر جهان بفضل ودود
مائل اندر دعا ست "مائل" حق بارک الله ظله ممدود

[ب ٦- ص ۱۱۹]

مسدس در مبارکباد ورود خلعت شاهي و شکار شیر و تشریف آوري بندگان حضور در شکار

[۱۲۲۰ھ]

صد شکر حق کز آمدن این خجسته سال
سال حصول کام شهان نکو خصال
آمد بکام خلق جهان این گزین مثال
کاین سال نو بود بجهان سال نیک فال
این سال نو که آمده بهر شهان سعید
هر ماه وي بود بجهان همچو ماه عید

نازم بر این مبارک سال و خجسته ماه
سالِ قدوم خلعت و ماهِ علو جاه
کآمد در آن ز حضرت سلطان جم سپاه
بهر شهان سند ز نو خلعتِ رفاه
از استماع مژدهٔ این خلعت جلال
به خلعت علو ابد گفت طبع، سال
۱۲۲۰ھ

این سالِ نو که باد بحق خیریت قرین
و از لفظ خیریت شده سالش دلم نشین
۱۲۲۰

سال مبارک است مبارک بود در این
هر ماهِ نو بکام شه مکرمت گزین
شاها مبارک است در این سال پُر رفاه
عزم شکار و سیر پیٔ بندگان شاه

ز این پیشتر شها چو نمودي تو در شکار
شادان شکار شیر بصد گونه اقتدار
روبه صفت ز بیم سگان تو ز اضطرار
شیر فلک بروئ فلک ماند بیقرار
باشد ابد ز فخر شهان چون شکار شهر
دارد به شیر افگنیت افتخار شیر

شیر افگنا، تفنگ تو شیر افگن آمده
مانند برق آفتِ صد خرمن آمده
تیرش ز دور چونکه جگر سوز دشمن آمده [؟]
در صید شیر، چون تو شها پر فن آمده
آن آتشین زبانه چو جوش شراره کرد
تیرش بیک نشان جگرِ خصم پاره کرد

شاها ! شکار شیر بکامت مبارک است
کام ِ جهان ز بخشش عامت مبارک است
مرغ ِ دلم مدام بدامت مبارک است
وصف ِ کرم همیشه بنامت مبارک است
شاها ! ز بسکه نام شریفت کرم علي است
دائم شعاع ِ مکرمت از جبه ات جلي است
شاها ! به یمن آنکه دل خلق روزگار
بنمودهٔ بدام ِ کرم از کرم شکار
گوید غزال ِ قدس بتقدیس کردگار
کاین صید اقدس است مبارک بشهریار
از مژدهٔ شکار تو شاها در این زمان
گردید مژده یاب دل خلق این چنان
خوش آمدي شها که جهاني شکار تست
شهباز ِ چرخ ِ و شیر فلک پیشکار تست
در هر شکار شیر خدا دستیار تست
فتح و ظفر دوان به یمین و یسار تست
باشد ابد چو رسم شهان ِ جهان شکار
تو شاهي[و] روا است ترا هر زمان شکار
شاها ! پئ شکار قدومت به کام باد
بر کام طبعت آهوئ اقبال رام باد
شیر فلک شکار تو هر صبح و شام باد
در هر شکار مرغ ِ تمنّا بدام باد
تاریخ این شکار مبارک دل از شگفت
شاها بود مبارک این نو شکار گفت

۱۲۲۰ هـ

شاها ! مدام تا ز شکار است بدهر نام
و از سال و ماه عیش بود دهر را نظام

هر سال و مه بکام شکار تو خوش بکام
از "سائل" حق است بحق این دعا مدام
عمرت مدام و فتح و ظفر همزمام باد
دولت غلام و بخت خدا داد رام باد [ب ۶- ص ۸۹]

قطعه دیگر

[۱۲۲۰ھ]

مژده کامروز خوش به خیریت عید عشرت بروزگار آمد
روزگار شرف درین خوش روز از قدومش بروزه دار آمد
آجر سي روزهٔ خدا طلبان طالب فضل کردگار آمد
رفت رمضان بحرمتِ شب قدر عید رمضان باقتدار آمد
لیلة القدر در کلام مجید از ازل چون بخیر یار آمد
عید خیر است ز لفظ خیریت سال این عید در شمار آمد
۱۲۲۰ھ
شهر رمضان گذشت و عیدالفطر یاور بخت شهر یار آمد
بسکه نامش "کرم علي خان" است بکرم نامیٔ دیار آمد
آنکه چون از پیٔ صلوة العید بشکوه شهي سوار آمد
عیش و عشرت بدولت و اقبال از یمین و دگر یسار آمد
تا کند دست بوسیش اقبال فضل یزدانش دستیار آمد
بدعایش بکام جود و کرم که بهر خاص و عام یار آمد
باد چون روز عید هر روزش سبحهٔ اهل روزگار آمد
باد بر وي مبارک این خوش عید
"سائل" حق دعا گذار آمد [ب ۶- ص ۱۵۳]

قطعه مبارکباد و تاریخ تشریف آوري شکار

موشح بنام نامي بندگان میر کرم علي خان دام کرمه

[۱۲۲۲ھ]

مژده اي دل که مژدهٔ تشریف مژده در مژده دلکشا آمد
یکطرف گشت دل بحق مشغول یکطرف شغلِ دل دعا آمد
روزگار خوشي است خوش در وي خسروِ روزگارِ ما آمد

کام در کام مژده در مژده | مژدهٔ کام جا بجا آمد
رشک جنت شد ارض هیلایه | خوش باین گل زمین صفا آمد
میرِ دوران بعزمِ سیر شکار | خوش درین گلشنِ وفا آمد
عالمي ز این خوشي شده خوشنود | خلقِ عالم خوشي نما آمد
لطفِ عامش بکام بخشئ عام | عام با جودِ بي حصا آمد
یعنی اکنون شه ذوي الاکرام | که از او با کرم جیلا آمد
خوش درین صید گاه رشکِ جنان | صید فرما چو با علا آمد
آمد از طبعم این گلِ تاریخ | خیر مقدم چه [با] صفا آمد
۱۲۲۲ھ [؟]

نام حق خوش در این مبارکباد | عرض "مائل" بحق دعا آمد
بارک الله که میر ذوالاکرام | کز کرم دائم العطا آمد
هر زمان از کرم علئ ولی | یاور و یارش از وفا آمد
آمد و چون نسیم نو روزي | گلشن آراي صد رجا آمد
دل درین گلشن همیشه بهار | بسکه مشغول در دعا آمد
رفعتاً نامش از سر ابیات | جلوه افزاي مدعا آمد
"میر کرم علی خان بهادر" [ب-٦-ص-۲-۱۱۲]

قطعه تاریخ تشریف آوري شکار

موشح بنام نامي حضرت ممدوح ذو الاقتدار دام اقباله

[۱۲۲۳ھ]

مژده ای دل که مژدهٔ عشرت | عشرت افزاي روزگار آمد
یعني اکنون ز نو بفصلِ بهار | مژدهٔ عشرت شکار آمد
رونقی تازه یافت گلشن دهر | نخل امید دل به یار آمد
کوه و صحرا ز نو شده سر سبز | موسم سیرِ سبزه زار آمد
رشک خلد آمد ارض هیلایه | خوش باین گل زمین بهار آمد
میرِ دوران بعزمِ سیر و شکار | رونق افزاي این دیار آمد
عالم آباد شد ز آمدنش | خلقِ عالم دعا گذار آمد

لله الحمد کز ازل با میر | عون نعم النصیر یار آمد
یعني اکنون "کرم‌علي‌خان میر" | که کرم بخشیش شعار آمد
خوش درین صید گاه خلد نظیر | صید فرما چو با وقار آمد
آمد از غیب این ندایٔ سال | ابشروا موسم شکار آمد

۱۲۲۳ھ

نو بهار آمد و ز نو به شکار | رُخنما تازه نو بهار آمد
بخشش افزون بکام داعي باد | از ازل میر بختیار آمد
همدمش عون ایزد منّان | از عنایات هشت و چار آمد
آمد و از کمال مکرمتش | به کرم تازه اشتهار آمد
در مدیحش ز بسکه "مائل" حق | بر در حق دعا گذار آمد (۱)
رُخنما آمد از سر ابیات | نام نیکش که نامدار آمد
"میر کرم علی خان بهادر" [ب ٦- ص- ۱۱۵]

قطعات موشح بنام نامی بندگان حضور کرم گنجور دام اقباله
و ماده تاریخ تشریف آوري شکار

قطعه اولی

[۱۲۲۳ھ]

مژده اي دل که ایزد وهّاب | مژدهٔ تازه داد با احباب
یعني آمد به عیش تازه رواج | از قدوم شه کرامت تاج
روزگار نشاط شد پیدا | خوش ز این مژدهٔ نشاط افزا
کام بخش آمده شه جم جاه | شاه انجم حشم سپهر کلاه
راحت افزاي مخلصان بصفا | کام فرماي داعیان به عطا
ملجاء مخلصان خیر طلب | مخلص خاص آل شاه عرب
عالمی از عدالتش آباد | خلق عالم ز جود او دل شاد
لطف عامش دهد بکام دوام | از پیٔ خاص و عام مژدهٔ کام
یکه تاز جهان بزور یلي | کار ساز جهان بخوش عملی

(۱) شعر بدل : در دعایش که باد ورد دلم | ورد دل سورهٔ تبار آمد

خوش ز تشریف او بعزم شکار — باغ هیلایه یافت تازه بهار
آمد و کَنَد نخلِ ظلم از بیخ — گشت در جان خصم تیرش میخ
نامهٔ من بشرح نیکئ او — هست شیرین ز نامهٔ خسرو
بخت و اقبال از ندیمانش — نصرت و فتح از رفیقانش
همت شاهیش بگاه عطا — زر بهمیان همي دهد بگدا
آمده نام نامیش ز این نظم — خوش بسال قدوم رنگین نظم
درسخن طرفه گوئ مقصد برد — دل چو اطراف قطعه را بشمرد
روز و شب باد آن شه جم‌جاه — شاد و خرم در این شکار رفاه

حروف اول ابیات قطعه — حروف آخر ابیات قطعه

میر کرم علي خان بهادر — بجاه ابد میر خوش آمده

۱۲۲۳ ھ

قطعه ثاني

[۱۲۲۳ ھ]

بحمد الله که اکنون بجاه و حشم — مهِ اوج شوکت شه ذوالکرم
جهانِ کرم با عطائ جلي — جهانگیرِ دوران بزورِ یلي
اتابک صفت خسروِ نامدار — به آداب دین نامیٔ هر دیار
هدایت کُن دل بآدابِ نیک — دلش در هدایت بهر بابِ نیک
امیرِ مکرّم شه حق شکار — بوصفِ کرم خسرو نامدار
بهارِ گلستان جاه و حشم — سهي سروِ گلزارِ فضل و کرم
دلش از ولائ علي پُر شعاع — مطیعِ علي میر عالم مطاع
مریدِ در آل پاکِ رسول — دعایش بصدقِ ارادت قبول
یل روز میدان بعونِ علی — یلان را ز نامش ابد دل قوي
رسد فیض او گر بهر خشک شاخ — ز شادابی آرد بر و برگ آخ
خلیق و ز خلقِ خوشش جابجا — بود خَلق عالم بمدح و دعا
ولي عهد دولت ولئ زمان — ابد دولت و بختش از همرهان
شکار افگن آمد چو با آب و تاب — دل شیر گردون شد از بیم آب
الم رفت و آمد زمانِ رفاه — ز فیضِ قدومش بخلق الٰه

منوّر چو مه کرد "مائل" بجا ز توشيح اين قطعه تاريخ را
دگر نام نيکش ز فيض رشاد ازين قطعه چون مهر خوش جلوه داد
هميشه به شه باد عيش شکار مبارک بفرمانِ پروردگار

حروف اوائل ابيات قطعه | حروف اواخر ابيات قطعه

بجاه ابد مير خوش آمده | مير کرم علي خان بهادر

۱۲۲۳ھ

قطعه ثالث

[۱۲۲۳ھ]

مژده اي دل که ايزد منّان باز بر کام خواهش دل و جان
يکسر از مژدهٔ شکار دگر که از خوشي خوشتر آمده يکسر
رونقِ تازه داد با دوران از قدومِ شهِ کرم فرمان
کام بخشِ جهان به جود و کرم مير ممدوح عصر، نيک شيم
رافع دوستان بفضل و کمال دافع دشمنان بجاه و جلال
مهر او جلوه گر چو بدر منير لطف او همچو مهر عالمگير
عالمي از عطاي او دل شاد شادئ عالم از عطايش باد
لازم الفيض در همه آمال کاظم الغيظ در همه احوال
ياور اهل دل به جود و کرم از کرم نامور در اهلِ همم
خوش بکام شکار اين خوش مه روبرو آمده به هيلايه
از کرم بسکه نيک نام آمد ثابت اندر کرم مدام آمد
نام نيکش ز راس اين ابيات آشکار آمده بحسن صفات
باز سال قدومِ امجد او نيک پيدا بود بوضع نکو
هر سر حرف مصرع ثاني يکسر از ابتدا اگر خواني
اين زمان در دعاي دولت مير آنکه دارم مدام وردِ ضمير
دست دل مي کنم بلند از شوق مير ما باد ارجمند از شوق

روز و شب وردِ "مائل" مسکين
دام اقباله است با آمين

حروف مصاریع اوائل ابیات قطعه حروف مصاریع اواخر ابیات قطعه

میر کرم علی خان بهادر بکام دل شکار ثانی آمد
۱۲۲۳ھ

[ب ٦- ص- ۱۱۳]

قطعه در مبارکباد و تشریف آوري شکار و تاریخ آن

[۱۲۲۳ھ]

خوش آمدي شها به شکار این زمان که هست
صد مرغِ دل بکام دلت رام این شکار
شیر فلک چو شیر زمین گوشه گیر شد
در گوش چرخ رفت چو پیغام این شکار
در دم بنقدِ جانِ خود آمد ز چرخ ثور
از بسکه داشت بر سر خود وام این شکار
چون کوتهي نه رفت ز تیرِ تفنگ شاه
صد کوته پاچه آمده در دام این شکار
تا بخشد این شکار فرح فرحتي بدل
بنمود دل شکار فرح نام این شکار
در دام مکرمت بکشد تاکه خاص و عام
باشد مبارک آمده هر عام این شکار
تاریخ این شکار مبارک سروش گفت
"بادا به شه مبارک ها کام این شکار" [ب ٦- ص- ۱۱۸]
۱۲۲۳ھ

قطعه در مبارکباد و تاریخ تشریف آوري شکار
بندگان حضور کرم گنجور دام کرمه

[۱۲۲۵ھ]

صد مژده که گردشِ سپهر و انجم صد مژده که باز گشت صیف و اشتا
از گردشِ ماه و سال عیش و عشرت و از گردش پُر نشاط روز و شبها

آورد بمژده سال عشرت موجود　　آورد بعیش ماه فرحت پیدا
سالِ طرب و نشاط و عیش و عشرت　　ماه امل و امید و جود و اعطا
یعني که بسال تازه سال عشرت　　یعني که بماه تازه ماه آبها
از بهر شکار اولینِ این سمت　　که آمد ز بهی اوائلاً عیش افزا
بر عزم بهي بعشرت بیش از حد　　بر جزمِ مهي بشوکت لاتحصیٰ
خورشید مسیر با کمال رفعت　　جمشید نظیر با شکوه والا
ز امداد ازل بشکر نعم المنعم　　ز ارشاد ابد بذکر نعم المولیٰ
مشمول فیوضات نبي مرسَل　　مقبول کرامات علي الاعلیٰ
شاهي که بمحفل شهان از اکرام　　با وصف کرم علي نمودش عُلیا
در فصل بهار سیر باغ و گلشن　　کآمد ز نسیم فیض فرحت افزا
در باغ للنک و گلشن هیلایه　　هنگام بهار سبزه زار و گلها
از بهر شکار خوک کوته پاچه　　کز بهر شکار او ست هر جا پیدا
تشریف شریف با شکوهِ شاهي　　آورد چو بهر این شکار زیبا
شد شیر فلک پیٔ شکارش موجود　　شد ثورِ زمین براي صیدش پیدا
گلزار للنک و گلشن هیلایه　　از فیض قدوم بندگان اعلا
بر کامِ دل شهِ کریم الاخلاق　　آمد ز بهار عیش عشرت افزا
شادي و خوشي و عشرت و عیش [؟]　　آمد ز قدوم شه بکامِ دلها
در مژدهٔ این شکار که آمد اول　　در عشرت این شکار کآمد اولیٰ
گل آمده از طبعم این گل سال [؟]　　"حق کرد مبارک این شکار اولیٰ"

۱۲۲۵ھ

یا رب ابداً باد مبارک با شه　　یا رب ابداً باد مبارک با ما
تا گردشِ هفت چرخ و جمله انجم　　تا گردشِ ماه و سال صیف و اشتا
هر سال بفر دولت جمشیدي　　هر ماه بشوکت و شکوهِ والا
هر روز ز بخششِ نبیٔ مرسل　　هر شب بعنایتِ علي الاعلیٰ
شادئ جهان بجمله عیش و عشرت　　هم عیش شکارش ز مراد دلها

یا رب تو اجابت این دعا کن
پیوسته ز "مائل" از کمال اعطا　　[ب ۶- ص ۱۱۶]

قطعه دیگر ایضاً

[۱۲۲۶ ھ]

شهر یارا ! چون ز قرب شهر تهته با شکوه
از شکار ...... باز آمده کردي گذر
در دم تشریف خاصت ز این گذر گاهِ منیع
بارک الله خیر مقدم گفت عالم سر بسر
ز این کرم کز قرب شهر ما گذشتی از کرم
باد اندر شهر ما زان نام نیکت نامور
سال این تشریف والایٔ تو تشریف الرجاء
از دلِ "مائل" بحق گل آمده گاه سحر
یا رب این خوش شهریار و شهر دائم در جهان
از کمال مکرمت هایٔ تو بادا تازه تر

[ب ۶ - ص - ۱۱۸]

قطعه در صفت شکار میر کرم علي خان

[۱۲۲۷ ھ]

صد شکر حق که ورد دل و جان ست مرحبا
در مژدهٔ قدومِ شهِ لازم الثنا
شاهِ زمان "کرم علي" آن خانِ نامور
کز نام او نگینِ کرم راست صد جلا
ممدوح عصر آنکه مدیح کریم او ست
نعم الذي تکرّم بالجود و العطا
موصول بالعنایت مدلول بالکرم
مشمول بالکرامت مقبول بالدعا
ذوالشان و الحشمت ذوالمجد و الشرف
ذوالجاه ذوالکرامت ذوالفرّو العلا

اژدر شکار رستم دل شاهِ شیر گیر
کز تاب تیغ اوست بتلوا سه (۱) اژدها
هر گلشن شکار گهش رشکِ صد ارم
هر منزل قدوم گهش عرش اعتلا
خوش آمده که گلشن هیلایه وللنک(۲)
هست از نسیمِ فیضِ قدومش خوشي فزا
خوش آمده که آمده هر صیدگاه او
از چار سو دو چار بصد صید مدعا
خوش آمده که مژدهٔ تشریف عالیش
آمد ز فیض قرب شرف بخش شهر ما
خوش آمده که گاه قدومش ز صد شرف
سال قدومش "آمده تشریف بالرجا"
۱۲۲۷ ھ
خوش آمده که آمده این خوش شکار وي
با صد خوشي ز آمدنش فرحت آشنا
در فرحت عموم تماشايِ این شکار
در عشرت قدوم شه اکرم الورا
گل گشت حبذا کرم از هر گل چمن
فرمود خیر مقدم هر صیدش از وفا
در هر مکان در آمده صد مژدهٔ خوشي
و از هر زبان بر آمده خوش آمده صدا
هر روز این شکار بود همچو روز عید
هر شب ازین بود چو شبِ قدر دلکشا
در دام مکرمت چو دل خلق رام اوست
کي آهويِ امید ز دامش شود رها

---

(۱) تلواسه در پازند بمعني شکستن .
(۲) باغ و شکار گاه حکمرانان تالپور .

نبود بعید پیش خرد گر در این شکار
صد دشت آهو آید پیشش بمرحبا
کآید دوان بخطهٔ هر صید گاه وي
هردم بصیدش از ره چین آهوئ خطا
نازم بشیر صولتئ آن هژبر صید
نازم بشیر همتئ آن یلِ وغا
تیر تفنگ اوست که هنگام صید شیر
سازد نشان بشیر فلک راست في‌السما
گردد بدم شکارِ سگانِ شکاریش
در برجِ ثور گرچه کند ثورِ ارض جا
بازش هزار مرغ به چنگال آورد
شهبازِ چرخ تا که زند چرخ در هوا
در صید کوته پاچه ندارد چو کوتهي
باشد تمام شب ز بگیر و بزن صدا
روح القدس چو راحت بخش شکار اوست
باشد غزال قدس بمدحش غزل سرا
صید الحرم بحرمة هر صید شه ز صدق
آید بطوف صید گهش ساعئ صفا
در این شکارِ نو که خوشي پیشکار اوست
نعم الشکار آمده خوش از جهان صدا
تا در شکارش آید هر مرغ کام دل
در هر شب شکار وي است کارِ دل دعا
شه باد شاد دل ابد از لطفِ کارساز
در شادئ شکار که کاري است دلکشا
در حضرتش بکام کرم بخشئ قبول
زین بعد ما و ضمن دعا عرض مدعا
بادا مدام بالکرم آن شاهِ ذوالکرم
بادا مدام بالحشم آن شاهِ ذوالعطا

همجام شاهد امل از لطفِ ایزدي
همکام نُصرت و ظفر از یاريُ خدا
چون "مائلِ" حق است ز دل داعي کرم
نعم المجیب آمده از حق بدل صدا [ب ۶-ص-۸۶]

قطعه در تهنیت تشریف آوري "میر کرم علي خان" در شکار
[۱۲۲۹ھ]

مژده اي دل کاین زمان جانم ز غم شاد آمده
مژدهُ صد شاديُ تازه به من یاد آمده
یعني از فیضِ قدومِ خسروِ بزمِ کرم
در جهان وصفِ کرم را تازه ارشاد آمده
رفت ایام غم و دورانِ عیش آمد پدید
خوش بدورش عالمي از عیش آباد آمده (۱)
کام بخشِ خاص و عام و خاص عامش کام خواه
خوش بکامش خاص و عام از کام با زاد آمده
روز و شب در ذکرِ خیرش هر کسي شاد است زانکه
روزگارش خوش ز فیضِ خیرش آباد آمده
مخلصِ اصحاب دین و قاتل ارباب کفر
آنکه هر دم همدمش فتح خدا داد آمده
عادل و در عهدِ عدلش از کمال معدلت
کیست آن کز ظلم کس پیشش بفریاد آمده
لطف عامش چون بدوران کام بخش عالم است
کي ز عالم جمله الطافش به تعداد آمده
یاورش لطف حق و یاري ده اربابِ حق
بسکه یارش مصطفا و آل امجاد آمده
خادمِ دین نبي و مخلصِ نام علی
طرفه از نام علي نامش بارشاد آمده

(۱) مصرعهُ بدل: خوش بدور عیشش از غم عالم آباد آمده.

از ازل وصف کرم چون همدم نام علي است
هر دو توام خوش بنامش طبق میعاد آمده
نامدارِ بزم اکرام و کرم بخشِ جهان
آنکه در عهدش کرم را تازه ایجاد آمده
داد شاه دینش از بس جمله اوصاف شهی
همچو شاهي کي در آلِ "میر شهداد" آمده
آمده با صولت بهرامي و بهرام چرخ
دمبدم در حکم او چون عبد منقاد آمده
مرحبا کز فیضِ این نو صوبدار روزگار
"صوبه سند" از سر نو عشرت آباد آمده
کار دل آید دعاي دولتش صبح و مسا
کار جان هر دم ثنایش طبق ارشاد آمده
روزگارش خوش که در روز قدومش درشکار
عالمي خوش دل چون ز آن شاهِ کرم زاد آمده
ملهم دل از خوشي گفت اینچنین سالِ شکار
به بجود اندر شکار این شاه جواد آمده
[۱۲۲۹]
هر کسي ز این شادي نو داد خندان این نوید
خیر مقدم کز قدومش عالمي شاد آمده(۱)
واله هر تازه مضمونش چو "واله" صد هزار
عاشق هر معني او صد چو "آزاد" آمده
اکرمِ دوران در اصحاب کرم با نام نیک
صاحبِ نام و نشان ز آبا و اجداد آمده
قدر دانِ اهل فضل و ملجاء اهل کمال
در کمالاتِ سخن بالطبع استاد آمده
بسکه اندر شادي تشریفش آمد شاد دهر
خوش عروسِ دهر را این تازه داماد آمده

(۱) شعر بدل : هر کسي زین شادي آمد بهره یاب از غیش دل
بسکه هر کس ز این نوید عیش دلشاد آمد

اجودِ دوران که در دوران جودش هر زمان
عشرت افزایٔ وجودش لطف جواد آمده
الوحش الله کز قدومش باغ سیري و للنک
گل بگل چون گلشنِ کشمیر آباد آمده
هر زمان نام حقش چون "مائل"حق یاد باد
بسکه از توشیح نامش هر زمان یاد آمده
"میرکرم علي خان دام کرمه و اقباله" [ب٦ - ص ٨٧]

قطعه مبارکباد شکار بحضور " میر کرم علی خان "

[١٢٣٢ھ]

شاها مدام شاهئ تو برقرار باد
و از رُشد شاهیت به شهان افتخار باد
بخت سکندرئ تو با بخش عمر خضر
اکرام بخش عالم پرداز کار باد
یاد حق است چو شغلِ تو في اللیل والنهار
شغلِ دلم دعائ تو لیل و نهار باد
با حفظِ حق که حافظ شه باد جابجا
حصنِ حصین عافیتت استوار باد
تا عالمي بسایهٔ حفظش شود مقیم
از حفظ حق برائ تو هر جا حصار باد
اي شهرهٔ جهان بکرم بخشئ دوام
وصفِ کرم ز نام تو در اشتهار باد
میل دلت چو سوئ شکار است دائما
در هر شکار خیریتت پیشکار باد
بادا شکارت آهوئ اقبال سرمدي
نام شکار تا بجهان آشکار باد
صد خوک کوته پاچه پئ صید آمد ست
حاضر بصید گاه ترا ره گذار باد

سرسبز ساز گلشنِ دوران بعدل و جود
فیضِ قدوم تو چو نسیم بهار باد
خوش آمدي که وردِ دلم اندرین خوشي است
خوشنودئ ابد به تو هر لحظه یار باد
کرد از کرم علي چو ترا نامدار دهر
نامت ابد در اهل کرم نامدار باد
از فیض حُب پنجتن ... جهان
دایم بکام شه مددِ هشت و چار باد
تا دل بیار و دست بکار اند اهلِ دل
دست و دلت مروجِ این هر دو کار باد
با خیریت که حاصل هر نیک خواه است
بد خواهِ تو ابد بجهان خوار زار باد
تاریخ این شکار بفرمودهٔ سروش
از حبذا شکار عیان در شمار باد
[۱۲۳۲]
خوش دولتي است یاد حق اي شاه حق شناس
از "سائلِ" حق این سخنت یادگار باد
[ب ٦-ص-۱۲۰]

قطعهٔ تاریخ در مبارک باد عید نوروز
[۱۲۳۲ھ]

عیدِ نو روز است امروز اي محبانِ علي
عیدئ این عید نوروز است فرمانِ علي
هست از عیدِ غدیر این عید اسعد کام بخش
با هزاران عیش و عشرت بهر اعوانِ علي
آیهٔ اکملت را این راز آمد ترجمان
حق بقرآن آمده بنگر ثنا خوانِ علي

بود اول چون بماهِ عید حج این عید سعد
عالمي از صدقِ جان گردید قربان علي
یافت چون از حکم حق بر مرکزِ خود حق قرار
شوکت افزايِ حق آمد شوکت و شانِ علي
بر سر صدر رسالت کرد جا اخِ رسول
زیبد این صدر شرف دائم بایوانِ علي
کرد در برج حمل خورشید تابان بسکه جا
عالم افروز آمده خورشیدِ تابان علي
شد مساوي روز با شب اندر این روز سعید
از کمال عدل و داد دور و دورانِ علي
شد شب غم در کمي و در فزایش روز عیش
از پيِ احبابِ دین از لطف و احسانِ علي
کرد همچون عالم بالا برشحات فیوض
عالمي شاداب عشرت ابر نیسانِ علي
شد نسیم لطف یزداني بهار افزايِ عیش
پر ز گلهاي نشاط آمد گلستانِ علي
صرفهٔ این روز اسعد آنکه عیدِ عیش ما ست
باد صد اندوه حسرت بخشِ خصمانِ علي
باد یا رب تا بدهر این عید اسعد فرح بخش
فرحتي نو باد حاصل با محبّانِ علي
خاصه بهرِ خسروِ دوران شهِ بزمِ کرم
کآمده تاج سرش لطف فراوانِ علي
خاصه با شاهان این ملک و همه شهزادگان
کآمده شامل بشان لطف فراوانِ علي
عیدئ این عید از هاتف چو دل پرسید گفت
"مائلِ" حق باد خوش دل در غلامانِ علي [ب م- ص- ٦٦]
۱۲۲۳ھ

[قطعه تاریخ شادي شهزاده]

[١٢٢٣ ﻫ]

شکر خدا که اکنون از لطف خود خدا داد
زین تازه کتخدائي خوش کام شاه داده
شاديُ شاه زاده چون شاه سند بنمود
یکسر بروي دوران باب فرح کشاده
تاریخ شادیش دل با غایت فرح گفت
" بادا بشه مبارک شاديُ شهزاده "
١٢٢٣ ﻫ

[ب ٦ - ص ٢١٠]

ایضاً

شادي شهزاده کرد ....
آنکه مدامش بود " میر محمد پناه "
در دم شاديُ وی گل شده از خلق دهر
مژدهُ صد تهنیت مژدهُ صد واه واه
در دم شادی وي دید چو دل در نجوم
بودچه خوش روز و شب بود چه سال و چه ماه
گفت به بیت الشرف وصل مه و مشتري است
شاد بر این انعقاد مهر و مه آمد گواه
سوده بگردون کلاه خلق جهان از شرف
[زانکه] بخلق جهان داد قبا و کلاه

قطعه در خوشي ختم قرآن شهزاده

بخوان مکرمت از فیض عام بر هر کس
برفت از کلوا و اشربوا ز حضرت شاه
بروز حافظیش گاه سیر گلشن و گل
هزار مژده نو گشت گل ز هر افواه
مبارک است بعالم نوید حافظیش
... ...

[ب ٦ - ص ٢١٠]

قطعه در خوشي ختنه شهزاده

[۱۲۲۸ ھ]

هست چون ختنه در اسلام ز رسم ...
سنت این شادي ختنه بود از امر خدا
اندر این شادي نو طرفه بکام شاهان
عیش در عیش، خوشي در خوشی آمد پیدا
ز آن یک از نام علي خوش بکرم نام آور
و آن دگر خوش بمراد از علي است کام کشا
ز آن یک از فر شهي شاه سلیمان شوکت
و آن دگر آصف جاهي بشکوه والا
شادي سنت شهزاده بیامد به بهي
۱۲۲۸ ھ
سال این شادیٔ سنت خردم گفت بجا

شاه اخوان شه از بهر نثار .... کیسه در کیسه زر و سیم نمودند فدا
جمله موجود درین شادئ صد گونه امل جمله خوشنود در این عشرت صد گونه رجا
جمله مشغول عبادات رسوم سنت جمله مشمول عنایات علي الاعلی
یعني از عون علي بر وفق خواهش طبع شاه صدر کرم و خسرو بزم اعطا
... ... [ب٦-ص-۲۰۹]

قطعات تهنیت فتح و نصرت

قطعه در تهنیت فتح عمر کوٹ

[۱۲۲۳ ھ]

صد شکر که حق کرد بکام دوام فتح
ز این فتح تازه شهرهٔ آفاق نام فتح
فتحي که هست "فتح عمر کوت" نام او
در افتتاح دین متین خوش بکام فتح
فتحي که خوش بحرمتش از مرحبا فزود
فتح المبین دین بجهان احترام فتح

فتحي که دین "میر محمد" عیان نمود
در هر مکان به یاریش از اهتمام فتح
زین فتح دین که کرد شر کفر برطرف
آمد بکام امت خیر الانام فتح
ز این فتح دین که بهر شهان نظم تازه داد
آمد ممدِ شاهي شان انتظام فتح
ز این فتح دین که مژده ده صد فتوح نو است
بادا رفیق فوج شهان هر مقام فتح
منصور حق "کرم علي" آن شاه ذوالحشم
که افزود شوکت شهیش احتشام فتح
فیروز دین "مراد علي" میر نام دار
کز یمن نامش آمده حاصل مرام فتح
آن یک بعزم رزم سلیمان شکوه دهر
و آن دیگري چو آصف دوران بکام فتح
خوشتر بعهد دولت و اقبال شان نمود
روشن بدهر فتح عمر کوت نام فتح
صد آفرین بجمله سران قشون شان
بودند بسکه جمله مدار المهام فتح
نازم که روز فتح شده قوم راجپوت
پامال همچو نقش قدم ز اژدهام فتح
نازم که روز فتح قشون شهان رساند
ز این فتح نو بحضرت شاهان پیام فتح
خاصه بحضرت شه ما ذوالکرم که داد
با صد کرم علیش ز حق مستدام فتح
یعني بهر وغا علی از مکرمت بداد
در دست غازیان قشونش زمام فتح
تا مقتداي تازه فتوحات نَو شود
این فتح تازه آمده از حق امام فتح

چون سال فتح فتح عمر کوت بود عرض
١٢٢٣ھ

ز این پیشتر بروي دعا در پیام فتح
باد این نشان فتح کنون نیز در دعا
معروض حضرتش به بشارات تام فتح
تا دستگیریم ابد از مکرمت کند
بادا بدستش از کرم شه حسام فتح
خوش در دعا به سلمه ربه مدام
از "مائل" حق است بحضورش سلام فتح

[ب ٦ - ص - ٨٥]

قطعه در مبارکباد و تاریخ
فتح بلوچان و شکست فوج محمد صادق خان داؤد پوتره و آوردن پسر او
در حضور برسم یرغمال مرتبه اولي
[١٢٢٣ھ]

بحمدالله که امداد شه دین — ز فتح نو دل شه کرد خوشنود
شه از نو در مبارکباد این فتح — بروي دهر باب عیش بکشود
شه سند آن سکندر جاه و جم بخت — که عون شاه جاه و بختش افزود
غلام نام شه شاهي که آمد — غلام هر ایازش صد چو محمود
(١) ... ... — ... ...
به تدبیر ... ... — که بر تدبیر ... ...
یکي ز آن خسرو بزم کرامت — که آمد از کرم رونق ده جود
دگر نام آور از حسن ارادت — که بخشد هر مرادش را علي زود
چو در تائید فوج "میر سهراب" — که بی تائید این سو بود بي سود
ز امداد قشون فاتح شان — ز ارشاد فتوح بخت مسعود
بسرداری نواب نکو نام — که نامش از خطابش باد مشهود

(١) کاغذ دریده.

بعزمِ شاهي و جزمِ توکل — روان ز این سو قشونِ فتح بنمود
وز آن سو نیز پور خان بهاول — که "صادق" با محمد نام او بود
بارشاد "نصیر" آن خان گر گنج — بامداد دگر اقوامِ مردود
بهمراه اخ و خانانِ دیگر — روان پي هم بسي افواج بنمود
ازین سو جمله پاک اندر ارادت — وز آن سو هر همه ز این فیض مطرود
از این سو جمله ثابت در محبت — وز آن سو جمله چون اصحاب اخدود
ازین سو جمله نیک از فیض خُلت — وز آن سو جمله بد چون آل نمرود
ازین سو جمله در پیکار دل شاد — وز آن سو جمله زاین دهشت غم‌آلود
ازین سو جمله خوش دل عازم جنگ — (۱) و زان سو جمله ....
چو افتادند با هم در تقابل — ز صلح و جنگ چندي گفتگو بود
ولي بالاخره فوج دو جانب — بعزم جنگ گردیدند موجود
رسانده شلق جنگ از هر دو جانب — ز ارض اندر سموات آتش و دُود
ز ضرب شلق شان گرچه آن روز — بیامد کوشش بلوچ بي سود
ولی از تاب شمشیرِ بلوچان — چو خایف بود فوج خصم مردود
نموده درمیان سادات و مصحف — امان خواه آمدند از فوج شه زود
در این بازي عدو را دیده شش پنج — چنین نقش دو شش زد نرد مقصود
که از یارئ حق افواج نصرت — جنودِ خصم را بنموده نابود
گرفته پورِ خان و چند سردار — برسم یرغمال از خان مطرود
بخرچ لشکر و عهد اطاعت — رسانیدند خود را پیش شه زود
... ... پور بهاول از دست — ... ...
بغارت رفت یکسر ملکش از جهل — ز جهلش دیده آخر ملکش این سود
خرد تاریخ این به فتح دلخواه — زهي دلخواه این به فتح ، فرمود

۱۲۲۴ھ

مبارک آمد این نصرت ز حق باز — دلم تاریخ این نو فتح بنمود

۱۲۲۴ھ

مبارکباد این فتح خداداد — بکام جمله شاهان ذوي الجود

---

(۱) کاغذ دریده .

ز جودت باد یارب عشرت و فتح به بزم و رزم شان پیوسته بر جود
بظل مشکرمت خوش "مائل" حق
ابد ز اکرام شاهي باد خوشنود
[ب ٦- ص-١٦٥]

ایضاً

[١٢٢٣ھ]

ز این فتح نو که کرد قشون شهان سند
رفت از زمین بگوش فلک چون پیام فتح
روح القدس بروي امل بهر سال آن
گفتا، بلند باد باین فتح نام فتح
١٢٢٣ھ
[ب ٦- ص-١٦٦]

ایضاً

[١٢٢٣ھ]

چونکه با فوج شهان بر وفق خواهش دل
داد از یاري اقبال چنین فتح خدا
سال این فتح چنین جلوه گر آمد ز دلم
آمد این فتح باقبال شهان جلوه فزا
[ب ٦- ص-١٦٦] ١٢٢٣ھ

قطعه در مبارکباد و تاریخ فتح بلوچان و شکست محمد صادق خان
داؤد پوتره و گرفتن دو قلعه او بمعه خرچ لشکر و
آوردن پسر او در حضور برسم یرغمال مرتبه ثاني

[١٢٢٦ھ]

شکرلله که خوش بفتح و ظفر یمن امداد ایزد منّان
فوج شاهان سند گردون فر صاحب شوکت وحشمت و شان
شاه سند آن غلام نام علي ... ... عنایت خان
... ...

... ...

کرده در ملک وي نزول جلال ساخته جمله ملک وي ویران

... ...

... ...

یرغمال و دو قلعهٔ مضبوط که رسیدند در تصرف شان

با عهود اداي خرچ قشون آنچه انجام یابد از شاهان

بضمانیت کلام مجید بگرفته ز خان رو گردان

فتح یاب آمده بجاه و جلال بارک الله همت مردان

بارک الله که در همه آفاق کرد این فتح نام فتح نشان

سال این فتح هاتفم فرمود ... ... آمده جیوش شهان

۱۲۲۶ھ

[ب ۶- ص ۱۶۷]

قطعه تاریخ مراجعت سلطان زمان شاه از راه سند

[۱۲۰۸ھ]

چه گویم ز تشریف شه سوي سند که در شور تشریف یک ماه رفت

ولی باز آمد بخیر این خبر که واپس ز ره شاه جمجاه رفت

مگر بهر پیش آمد فوج شاه ز دلهاي ما لشکر آه رفت

ببین حکم شاهنشه عالمین که حکمش چسان بر سر شاه رفت

بوجه طرب سال این خوش خبر بفرمود هاتف شه از راه رفت

۱۲۰۸ھ

[ب ۶ص ۱۵۷]

قطعه مبارکباد و تاریخ تشریف آوري

مرزا محمد اسمعیل وکیل سلطان ایران در سند

مژده اي دل کاین زمان از حضرت خاقان و شاه

مژدهٔ تشریف مرزاي بما خوش آمده

میرزایم سید اسماعیل ذوالمجد و شرف

بارک الله خیر مقدم ، مرحبا خوش آمده

خوش ز سمت شاه ایران جانب شاهان سند
از صداقت آن وکیلِ با صفا خوش آمده
در قدومِ پسّر نشاط آن نشاط افزاي دل
گفت از شادي دلم صبح و مسا خوش آمده
از صداقت شاد دل آمد ز ایران‌چون به"سند"
شادیٔ دوران بکام اصدقا خوش آمده
سال تشریف شریفش ز آن مکان در ملک سند
چون ز دل جستم بگفتا "میرزا خوش آمده"
۱۲۱۴ھ
باد دائم فضل حق بر مدعایش کام بخش
از دل "مائل" بحق عرض دعا خوش آمده [ب-۶-ص-۱۷۵]

قطعه مبارکباد و تاریخ تشریف آوري "میرزا سید ابراهیم شاه"
از زیارات عتبات عالیات علیهم الصلوات
[۱۲۱۵ھ]

شکر حق کز زیارت حضرات زبدهٔ آل بوتراب آمد
آنکه در اهلبیت مصطفوي معني بیت انتخاب آمد
آنکه با وي ز حضرت حضرات مرحبا ، مرحبا خطاب آمد
آنکه دایم بحضرتِ حضرات دعوتش جمله مستجاب آمد
کامور از مشاهدِ شهدا کام فرمائ شیخ و شاب آمد
زائر کربلا و شاه نجف باز در سند پسّر شتاب آمد
ماه نو از برایٔ پابوسش روز تشریف با رکاب آمد
بهر سال قدومش اندر "سند" سحر از غیبم این جواب آمد
گو باقبال "سید ابراهیم" از زیارات کامیاب آمد
[۱۲۱۵]
در دعایش چه خوش به "مائلِ" حق
بارک الله ز حق خطاب آمد

قطعه مبارک و فتح

[۱۲۲۲ھ]

بحمد الله کز یاري بخت میر شد این تازه اصلاح نصرت قرین
گرفتم ز قرآن ازان سال آن که آمد ز قرآن بفالم چنین
بگو با سر کام از کام دل که انا فتحناک فتح مبین

[۲۰] ایضاً [۱۲۲۲ھ]

کرده با رابطه‌صلح برون شور شهي خسرو سند ظفر مند باعزاز آمد

ایضاً

شکر لله که ز الهام ... ... سال این فتح عیان طرفه ... ...
کرده با صلح برون شور ورود شاهي خسرو سند ظفر مند باعزاز آمد

قطعه در مبارکباد و تاریخ تشریف آوري [ب ٦ - ص - ١٦٥]

"نواب مظفر خان" حاکم ملتان از حرمین شریفین به سند

[۱۲۲۳ھ]

شکر لله کاین زمان خان معلا با شرف
از طواف کعبة‌الله خوش شرف یاب آمده
کرده از عرفات حاصل بسکه صد رفعت ...
در صفا و مروه سعیش خوش بآداب آمده
در طواف عمره چون رفته بتقبیل الحجر
دعوت لبیک او الحق بایجاب آمده
سود از آنجا چون به باب مصطفا روي نیاز
باب رحمت باز بر رویش ز هر باب آمده
یعني اکنون چون شرف یاب از زیارات شریف
ناصر الدوله "مظفر خان" نواب آمد
خیر مقدم با صفا باز آمد از روح‌القدس

[۱۲۲۳ھ]

سال تشریفش به طبعم طرفه در خواب آمده
خیر مقدم در قدومش گفت هر احباب سند
کز قدومش مژده عشرت باحباب آمده

تا به بخشد حق اجابت با دعایِ داعیان
وردِ دل پیوسته اسم پاک وهاب آمده
"مائل" حق در دعایش بسکه آمد گل نثار
گلشن طبعش بکام طبع شاداب آمده
[ب ٦- ص- ١٧٦]

ماده تاریخ

مرحبا اي طائفان کعبة الله مرحبا
[١٢٢٣ھ]

قطعه مبارکباد آمدن "ثابت علی" از ایران به سند

آمده "ثابت علي" چونکه بمجد و علا
باز ز ایران به سند طرفه بکامِ جلي
سال قدومش به سند هاتف غیبم سحر
گفت، به مجد و علا آمده ثابت علي
[ب ٦- ص- ١٧٥]

قطعه مبارکباد تواریخ تشریف آوري "میر غلام محمد"
از سفر اجواره به شهر تهته
[١٢٢٧ھ]

چو با خوشي خلف میر ما "علی اصغر"
که در خوشي قدومش دلم چو گل بشگفت
بکام طبع معلايِ آن گزیدهٔ آل
به تهته از سفر آمد بخیر و خوبي جفت
بروز آمدنش طبعم اینچنین تاریخ
که به بجاه غلام محمد آمد، گفت
[١٢٢٧ھ]
دگر "غلام محمد" بیامده تاریخ
دلم ز پیک فرح با سر امل بشنفت
خدا بآل علي جمله نام دل بخشد
دلم بکلام دلش این دُرِ دعا خوش سفت
[ب ٦- ص- ١٨٠]

در تاریخهاي تعمیر و ترمیم امکنه وغیره

قطعه تاریخ تعمیر قلعه علي آباد

صد شکر حق که یمن نبي و علي و آل
کز یمن شان شهان زمانند نامدار
شاه زمان کرم علي و شه مراد بخش
فرمان رواي سند بصد عز و اقتدار
روشن چو مهر و ماه ز انوار خسروي
والا نسب، خجسته حسب عالی‌التبار
یکدل ببزم و رزم بهم همچو جسم و جان
و از یکدلی بشاهد عیش و ظفر دوچار
کردند طرح بر سر کوهي فلک شکوه
با صد شکوه تازه حصاري جهان مدار
گردون بنا وسیع فضا مامن الورا
خیبر نما قرص صفا در صف شمار
از بسکه در عمارت سنگین نموده اند
سنگین ز کوه آمده هر سنگ این حصار
از بسکه این حصار فلک رفعت آمده
بگرفته زو حصار فلک تازه افتخار
فکر رسا برفعت شانش نمي رسد
گر حرف وصف او بکند جمله روزگار
تا سرفراز جمله حصار جهان شده
سر کوبئ عدوئ شهان کرده اختیار
عالي حصار آنکه بهر برج و باره اش
مي بارد از حصار فلک فضل کردگار
هر شیر همچو روبه گریزان شود ز وي
گیرد به برج شیر گرش کرگسي قرار

حصر صفات مستحکمیش کي توان نمود
باشد به روم و روس کجا همچنین حصار

عون علي چو ساخته آباد از کرم
بگرفته طرفه با علی آباد اشتهار

من جاء فیه کان له الامن من هموم
نقش است بروي باب بلندش بصد نگار

هوش و خرد بطول صفاتش چو ماند گم
دیده دلم بسال بنایش در انتظار (۱)

سال شروع این علي آباد نام حصن
بهرِ نشانِ نامِ شهان نکو شعار

فرمود یا "مراد" چنین صبحدم خرد
کرد از کرم علی آباد این حصار
[۱۲۲۴]

تا برقرار باد حصار فلک مدام
یاد این حصار و شاهي شان دائم القرار
[ب ۶ - ص - ۱۳۸]

ایضاً دیگر

خوش برشد کرم ز عونِ علي — بمرادِ شه این گزین حصن است
نامور ز این شهانِ نیکو نام — علي آباد نام این حصن است
بسکه بر کوهِ آسمان فرسا است — در نظر آسمان زمین حصن است
آسمان رفعت و زمین وسعت — کی بروي زمین چنین حصن است
با کمالِ متانت و رفعت — حبذا ، آسمان قرین حصن است
اصل آهن چو سنگ می باشد — طرفه از سنگ آهنین حصن است
بسکه آبادیش ز حفظ علي است — همچوحصنِ حصین همین حصن است
تا سرِ فتنه از سرش ببرد — طرفه سرکوبِ خصم این حصن است
بهر فتح المبین دینِ متین — همچو یاسین بي مبین حصن است
گفت سال درستیش هاتف — "علي آباد به متین حصن است"
[۱۲۲۴]
حق کند عاقیت قرین شهان — الحق این عافیت قرین حصن است

(۱) مصرعه بدل : دیده بشرح سال بنایش بانتظار .

وردِ "مائلِ" بحق دعاي' شهان
هردم الحق بوصف این حصن است [ب ۶ ص ۱۳۹]

قصیده در توصیف گلشن هیلایه و بنگله آن
و تاریخ بنای' بنگله
[۱۲۲۲ھ]

بنازم باین گلشن خوش نسیم / که از نکهتش عطرافشان صبا است
شود رخنما تا چمن در چمن / بهشتي بروي' زمین رُخنما است
چه گویم ز جنات تجري سخن / که جاري بانهارش آبِ بقا است
زجریانِ آب است بگل آب و رنگ / گلِ غنچه درشرح این ماجرا است
ز بس از گلاب است معطر چمن / هوایش ببوي' گلاب آشنا است
هوائي که از آب آید خوش است / درین تازه گلشن خوش آب وهوا است
بهار است و از سبزه و لاله راز / بهاري بروي' زمین جا بجا است
به هیلایه دایم بهر چار فصل / بهارِ فرح چار سو رُخ نما است
بیا تا نشسته کشم مَی بجام / که درسایه' تاک جاي' صفا است
گل نرگس آمد از آن دیده باز / که بردیدنش دیده' شوق وا است
چه گویم ز سوسن که با صد زبان / بتوصیف این باغ مدحت سرا است
عجب گلستان کز گل اشرفی / بهر صفحه اش جدولي از طلا است
ز آزادي' سروِ این گلستان / ابد جان قمري بمدح و ثنا است
ز صد برگ اینجا ثنا لازم است / که هر برگش اندر ثناي' خدا است
ببین سیر عباسي' این چمن / که با جعفري همدم اندر وفا است
ز بشگفتن صد گلِ اتحاد / چمن در چمن گل بگل آشنا است
ز شبو بهر شب چو بو زاد عیش / معطر ببوی' خوش آب و هوا است
در این خوش چمن با گلِ یاسمین / بهارِ گل یاسمن خوش نما است
ثمر در ثمر هر نهال خوشش / مثمر باثمار کام و رجا است
درخت کنارش باثمار نغز / قد افراز چون سدرة المنتها است
ز شیریني' انبه وکیله اش / به شیرین کلامي لبم آشنا است
بود هر انارش چو درج گهر / که هر دانه اش گوهر بي بها است

ز سیب و ز انجیر خوش طعم وي — سبد در سبد چیدن میوه ها است
چو مي خوش بود هر انارِ خوشش — میٔ عیش در جام لذت فزا است
برین خوان نعمت که گسترده اند — کلواواشربوا نقش با قل کفیٰ است
شود باز تا چشم اربابِ هوش — تماشا که از صنعت کبریا است
بهر چار دیوارش این خوش چمن — ز هر چار سو دیدهٔ شوق وا است
شود تا شرف یاب بار سلام — بباب السلامش دل اندر دعا است
دهد تا هوایش صفائ به دل — به صحنش عجب بنگلهٔ با صفا است
درش گل جیدارش گل و سقف گل — گل اندر گل این تازه گلشن سرا است
شود تا شه از یاد حق نقشبند — منقش بصد گونه نقش وفا است
چه گویم ز نقش و نگارش دگر — بهر نقشِ او روح ماني فدا است
بتصویر صد رنگ ابواب گل — گلستان معنی پر از بابها است
بهر باب او گلشني پیش رو — بهر گلشنش گلشني در قفا است
بمحراب هر پیش طاقش ز شوق — دل داعیان در سجود و دعا است
زمینش ز فرشِ صد آئین رنگ — ز قالین گلزار گلشن نما است
کند شه در او تا نزولِ شرف — ز روئ شرف طرفه منزل سرا است
بنایش چو قصرِ فلک مرتفع — برفعت عجب قصر گردون بنا است
ز هي نردبانِ معلائ وي — مزّین بصد پایهٔ اعتلا است
رود شه بر اوجش گر از بهر سیر — نمایان چو خورشید خوش برسما است
ز شرقش بود سیر کشتي و بحر — ز غربیش سیر جبل رُخنا است
شمال و جنوبش ز اشجار سبز — شجر در شجر سیرِ اشجارها است
به گلشن مقارن به آن بنگلهٔ — پي بزم شه لاندیٔ با صفا است
چه به لاندي و طرفه به بنگلهٔ — چه به گلشن و گلشن اباد جا است
چه گویم از این گلشن و جائ خوش — که پیوسته سیرش صفا آشنا است
در ایام پُر عیش سیرِ شکار — چمن در چمن سیر این طرفه جا است
زهي سیر گاه و زهي صید گاه — بتوصیف این جائ گفتن سزا است
شکار است و سیر چمن در شکار — مبارک به شه هرصباح و مسا است
تعالی الله کان شاه ذوالمکرمت — که وصفِ کرم رازنامش جلا است

بساسان صد گونه عیش و نشاط — صفا بخش این تازه گلشن سرا است
شه نامدار آن گل باغ جود — که گلزار فیضش دوام الثنا است
بنام علي آن شه ذوالکرم — چو اهل کرم نامور جابجا است
ز فیض قدومش درین گل زمین — بهار گل عیش بي منتها است
بهار آمد و سیر گلشن ضرور — نواي دل بلبل خوش نوا است
ز تشریف آن نو گل باغ فیض — گل و بلبل اندر صفا مرحبا است
مبارک مکین و مبارک مکان — درین خوش مکان ورد دلها بجا است
ز توصیف این گلشن و بنگله — چو تشریح سالش بدل مدعا است
ز گلزار طبعم شد این سال گل — به گلشن عجب بنگله باصفا است

[۱۲۲۲ھ]

ز بس گلشن کامش از بوي فیض — تر و تازه چون گلشن مدعا است
گلستان کامش تر و تازه باد — ز"سائل" بحق روز و شب این دعا است
شود تا دعایش اجابت قرین
اجب دعوتي ورد دل دائما است

[ب ٦ - ص ۱۱۱]

قطعات تواریخ تعمیر و ترمیم مساجد و بناي بعض اماکنه متبرکه وغیره

تعمیر مسجد [۱۲۲٦]

نام حق کز پیروي سنت مبعوث حق
آنکه در شهر مدینه ساخت مسجد اولا
گشت تعمیر مساجد از پی شغل صلوة
بر خداوندان قدرت لازم از حکم خدا
خاصه بر اصحاب دین و جمله شاهان قدیم
واجب آمد همچو فرض این سنت لازم ادا
ز این جهة در شهر کوفه سنتاً تعمیر ساخت
همچو بیت الله نو مسجد علي مرتضا
شکر لله کاین زمان بر پیروی سنتش
شاه والا دل غلام نام شاه اولیا
خسرو سند آن مخاطب با "عنایت خان شاه"
پیرو دین نبی و ملجاء اهل رجا

ساجداً لله پي شغل صلوة المومنین
کرد این مسجد بطرح مسجد اقصیٰ بنا
طرفه مسجد کآمد از سعي و صفاي ...
کعبهٔ طاعات عالم قبلهٔ اهل رجا
حبذا نو مسجد عالي که باب طاعتش
باز چون باب السلام آمد بصد صدق و صفا
حبذا نو مسجدي عالي که آمد ز ارتفاع
قبه هایش مرتفع چون قبه هايِ نُه سما
حبذا نو مسجدي روشن که خورشید و قمر
میکند از پرتو روز و شبش کسبِ ضیا
تا نماید اقتدا بشنیده صوتش اهل عرش
مي رود صوت اذانش واست تا عرش علا
کو امام و مقتدي گاه دعا خواهد ز حق
حرمتِ محراب این مسجد حصولِ مدعا
سال تعمیر شریفش چون همي جُستم ز غیب
طرفه اعلا مسجد اقصي ست این، آمد ندا
۱۲۲۶ ھ
یاد یا رب از مساجد تا جهان روشن چراغ
باد روشنتر چراغ دولتش صبح و مسا
تا دعایش از کرم ایزد نماید مستجاب
"مائل" حق در صلوة الخمس مي گوید دعا
[ب ۶ - ص - ۱۴۴]

ایضاً

چون شه سند "غلام علي" آن خان کریم
ساخت از بهر حق این مسجد زیبا با زیب
هاتف غیب چنین سال بنایش فرمود
گشت این مسجد از مسجد اقصي با زیب
۱۲۲۶ ھ

یا رب این مسجد شاهي ابداً با شه سنه

باد چون کعبه حق قایم و برپا با زیب

[ب ٦- ص- ۱۳۳]

قطعه تاریخ ترمیم مسجد شاهي بتوجه میر مراد علي خان

[۱۲۲۷ھ]

این مسجد شاهي آنکه سالش بد "معدن فیض" پیش ازین
۱۰۰۲ھ

در حال ز فیض رشد تازه از دولت میر نیک آئین

کز نام علي مراد یاب است دائم بقاي دولت و دین

از فیض مراد تازه ترمیم بگرفت بکام دل چو تزئین

فرمود سروش غیبم این سال این معدن فیض حالیا بین
۱۲۲۷ھ

[ب ٦- ص- ۱۳۵]

قطعه تاریخ ترمیم مسجد جامع بلده

شکر حق کز پیروي سنت ختم الرسل

آنکه واجب کرد تعمیر مساجد بر عباد

رونق عبّاد دوران میر نام آور که او

دارد از نام علي حاصل بدوران بر مراد

[ب ٦- ص- ۱۳۳]

قطعه ایضاً دیگر

[۱۲۲۷ھ]

حسبة الله بکام آنکه في اللیل والنهار

دارد از شوقِ دلي شغلِ عبادت دلنهاد

بر مرادِ طبع بهر این مسجدِ حق کز قدیم

دارد از سعي صفا با کعبة الله اتحاد

چون بترمیم مراد از نو چو تعمیر قدیم

داد با صد زیب و زینت تازه تزئین الرشاد

درخوشي خوش سال ترمیمش سروش غیب گفت
آمده نو باز این مسجد ز ترمیم مراد
۱۲۲۷ھ

دیده هرکس بر مراد طبعش این ترمیم خیر
از جزاه الله خیرا صد نوید کام داد
تا بود "مائل" بیاد حق قلوب المومنین
ورد شان دایم درین مسجد دعاي میر باد
۱۲۲۷ھ

[ب ٦- ص- ۱۳۵]

قطعه ایضاً دیگر
[۱۲۲۷ھ]

باز از مجد و شرف این جامع شاهی گرفت
با هزاران زیب و زینت تازه تزئین الرشاد
گفت طبعم در دعا تاریخ ترمیمش چنین
باد دائم امجد این جامع ز ترمیم مراد
۱۲۲۷ھ [ب ٦- ص- ۱۳۵]

قطعات تواریخ ترمیم مسجد خضري واقعه بلده تهته

قطعه اولی
[۱۲۲۹ھ]

چو میر ما "کرم علي" آن شاه حق شعار
کز حق موفق آمده في الخیر بر مزید
اکنون بصد کرامت ترمیم نو بخیر
داده جلاي تازه باین مسجد مجید
تاریخ این مبارک ترمیم دل ز غیب
خیر کرم بداده بمسجد جلا، شنید
[۱۲۱۹ھ]

خیر کرم بداده بمسجد چه زیب به
[۱۲۲۹ھ]

دیگر به دل ز غیب بسال ندا رسید

هم سال آن ز لفظ بجا خیر تازه دل
روح القدس پي مطالعه احباب بر کشید
یا رب بحق خوبي این تازه خیر شاه
بادا بخیر تازه ز اکرام مستفید
[ب ٦ - ص ۱۴۸]

قطعه ثانیه

[۱۲۲۹ھ]

اخیّر دهر و کرم یار زمان میر کریم
که بوصف کرم از نام علي داد نمود
دیده این مسجد حق منهدم و افتاده
ساجداً لله پيُ شغل صلوة معبود
حالیا طرفه ز تعمیر بنايُ اول
از شرف بخشيُ ترمیم جلایش افزود
سال ترمیم بخیرش که بود خیر کرم
خیر مسجد بکرم آمده سالش فرمود
[۱۲۲۹ھ]
بادا ز این خیر کرم "مائل" حق بر بابش
داعيُ خیر شه ذوالکرم از رب ودود
[ب ٦ - ص ۱۴۹]

قطعه ثالثه

[۱۲۲۹ھ]

یافت این مسجد چو از خیرِ شهِ بزم کرم
آنکه تعمیر مساجد خیرش آمد ماه و سال
حالی از ترمیم نو خوشتر ز تعمیر قدیم
بهر شغل مومنین زیب و صفايُ لایزال
طبع داعي دیده این ترمیم با خیر از کرم
باد از اهل کرم خیر مساجد، گفت سال
[۱۲۲۹ھ]
باد این مسجد ز ترمیم کرم با زیب و زین
[۱۲۲۷ + ۲ = ۱۲۲۹ھ]
سال آن با باءُ بسم‌الله دگر آمد بقال
۲

باد دائم في الصلوة الخمس چون "مائلِ" بحق
هر مصلي سائل خیرش ز فضل حق تعال
[ب ٦- ص-۱۳۹]

قطعه تواریخ ترمیم روضهٔ حضرت مخدوم لعل شهباز و تزئین باب آن
بالواح سیم و زر [۱۲۳۱ھ]

چون باین روضهٔ جنان رفعت — که ببابش بود فلک دربان
روضهٔ شاهباز روضهٔ قدس — لعل شهباز شیخنا عثمان
داد اکنون کرم علي خان میر — از کرمهاي ایزد منّان
بهر ترویج کار خیر و اجر — که بود احسن از شهان زمان
خوش بترمیم روضه ز این نو باب — زیب تکمیل زینتِ شایان
باب این روضة الصفا کردند — از زر و سیم مهر و مه رخشان
لوحش الله که بخت و اقبال است — از درش بخش مقبلان جهان
بسکه باب کشود کام دل است — باب این بارگاه فیض نشان
دلم از شوق آستان بوسیش — صبحدم در دعاي بانئ آن
خواند تاریخش این چنین به کمال — قبل الله خیره ز احسان
۹۱ + ۱۱۴۰ = ۱۲۳۱ھ
باز سالش به باب گفت دگر — ضاعف الله اجره، بر خوان
۵ ۱۲۲٦ = ۱۲۳۱ھ
۲۰
حبذا بارگاه و بابِ کرم — با سر کام باز کرد بیان
هم دگر کرده گل دلم این سال — آمد این باب روضه باب جنان

خوش بر این باب "مائل" حق است
سائل خیر و خویش هر آن [ب ٦- ص-۱۳۹]

ایضاً دیگر

حبذا این باب باب روضهٔ جنت نظیر
کآمد از خیر امیر ذوالکرم اکرام جفت

هاتفم سال درستیش ز لوح سیم و زر
از طلا و نقره مهر و مه است این باب ، گفت
۱۲۳۱ھ
[ب ٦- ص- ۱۵۰]

قطعه تاریخ بناي مقبره متبرکه حضرت سید شاه مسکین علیه الرحمه
از خیر ملا غلام احمد بن ملا عبدالکریم کلاتي بابي

[۱۲۲۸ھ]

با جاه حق چون این زمان یمن شه مسکین نواز
بگرفت باز این مقبره ز این نو بنا رشد گزین
از خیر آن کس کو بجان صادق غلام احمد است
چون بآب خود عبدالکریم در زمرهٔ ارباب دین
سال بنایش صبحدم گفته چنین روح القدس
بر بانیٔ این مقبره با جاه حق صد آفرینٔ
۱۲۲۸ھ
[ب ٦- ص- ۱۳۵]

قطعه دیگر ایضاً

[۱۲۲۸ھ]

این رشک ارم مقبرهٔ سید مسکین
بگرفت چو ز این تازه بنا تازه صفا زود
از خیر غلام احمد نامی که در احباب
چون باب کریم است بهر باب ذوي الجود
تاریخ بنایش که ز نو آمده بالخیر
با خیر به این مقبره، گو هاتف فرمود
۱۲۲۸ھ [ب ٦- ص- ۱۳۵]

قطعه تاریخ درستی تالاب واقعه کوه مکلي
در جوار جلوه گاه حسنین کریمین علیهما السلام

[۱۲۱۱ھ]

به مکلي این گزین تالاب خوش آب که آبش در صفا چون مهر و ماه است

براي خرچ درگاه امامین نشان سید ابراهیم شاه است
خود تاریخ تعمیرش چنین گفت که این تالاب وقف جلوه گاه است
۱۲۱۱ھ [ب ۶-ص-۱۳۶]

گذارش قطعات تواریخ تعمیر بنگله استادیم سید عظیم الدین مرحوم

[۱۲۰۶ھ]

براي قصر تو اي میر ما عظیم الدین
رساند طبع دعاگوي پنج قطعهٔ سال
چه پنج قطعه که باشند پنج گنج گهر
چه پنج گنج که هستند پُر ز گوهرِ قال
بحق پنجتن این پنج گنج پُر گوهر
بطور هدیه ز داعی قبول کن هر حال
اگر چه نیست سزاوار عرض حضرت لیک
تو مقبلی و قبولیتت بود ز افضال
همیشه باد وجودت در این مبارک قصر
نظاره بخش احبا بدولت و اقبال
[ب ۶-ص-۱۳۶]

قطعه اولي

چو میر من شه ملک سخن عظیم الدین
بروي رسته بناي عظیم کرده بنا
شگفت در دل احباب صد گل عشرت
خلید خارِ تحسّر بدیدهٔ اعدا
زهي خجسته بنا و زهي مبارک قصر
که یافت صورت تزئین میان ارض و سما
زهی مبارک قصري چو قصر چرخ عظیم
عجب خجسته بنا چون بناي بیت الله

چو هست جلوه زنان نور ایزدي در وي
بجا ست گر بکنم نسبتش به بیت خدا
چه قصر آنکه مسمی به بنگلهٔ کردند
چه بنگلهٔ که بود رشک جنت الماوا
عمارتي است معلا به گنبد عالي
زهي عمارت و خوش گنبدیست نیک بنا
برنگ بیت مقدس پیٔ پرستش حق
چه گنبدیست معلق میان ارض و سما
بحیرتم که چرا هشت باب او کردند
بهشت باب نه دیده است کس گلستان را
نه بر زمین و نه بر آسمان مگر این قصر
به هشت باب بهشتي است درمیان هوا
هزار نقش نکو درمیان او موجود
هزار رنگ لطافت بفرق او پیدا
بهر چهار طرف صحن او وسیع السیر
که مرغ روح پیٔ سیر او پرد بهوا
براي سیر عجب سیر گاه این قصر است
توان نمود بهر لحظه سیر این خوش جا
خصوص در شب مهتاب و موسم باران
برایٔ سیر بود گلشني نشاط افزا
عجب مکان و عجب سیر گاه صد گلشن
که هست هر طرفش سیر سبزه و گلها
کسي نه دیده چنین گلشني برویٔ زمین
که هست هر گل او رشک صد گل رعنا
چه گلشني که در او مي وزد ز جمله جهات
نسیم لطف الٰهي برنگ بادِ صبا

درش گل است و جدارش گل است و سقفش گل
نهاده اند درین قصر نقش صد گلها
برب کعبه عجب معبدیست عالي شان
درو ست شانزده محراب طاعت مولا
بموقع است اگر چار سوش محراب است
که هست چار طرف روی اهل دل بخدا
کسي نه دیده بیک بیت شانزده محراب
براي طاعت حق لااله الا الله
عجب مبارک جای است این بناي عظیم
عجب خجسته بنای است این مبارک جا
دلم بمژده تعمیر این بناي عظیم
عجب بناي خجسته بگفت سال بنا
۱۲۰۶ ھ
همیشه باد خدا یا بدولت و اقبال
چنین بناي مبارک بصاحبش برپا
[ب-۶-ص-۱۴۶، ب-۳-ص-۱۸۱]

قطعه ثاني

چو هست بنگله میر ما عظیم الدین
عجب مکان عظیم و عجب نشان عظیم
دلم بمژده این خوش مکان و خوش منظر
بگفت سال عظیمش عجب مکان عظیم
۱۲۰۶ ھ
همیشه باد خدا یا چنین مکان به مکین
مکان عیش و مسرت در این جهان عظیم
[ب-۶-ص-۱۴۷، ب-۳-ص-۱۸۳]

قطعه ثالث

عظیم الدین محمد میر خوش فکر عجب جاي نکو فرمود برپا
چو دارالعشرت است این جای پرعیش شد این اسم مبارک سال اینجا
۱۲۰۶ ھ

همیشه باد یا رب صاحب او درین جايِ مبارک عشرت افزا
[ب ٦ - ص- ١٣٨ ، ب ٣ - ص- ١٨٣]

قطعه رابع

عزیز مصر سخن میر ما عظیم‌الدین
عجب بنايِ مکانی بطور قصر نمود
زهي مکان عجیب آنکه سال تعمیرش
عجب مکان زهي خوب قصر، دل فرمود
[١٢٠٦ﻫ]
همیشه باد خدایا برايِ صاحب او
تمام ساز مسرت درین مکان موجود
[ب ٦ - ص- ١٣٨ ، ب ٣ ص- ١٨٣]

قطعه خامس

چو میر خسرو ملک سخن عظیم‌الدین
زهي مکان خجسته بدهر کرد بنا
برايِ سالِ بنايِ چنین مکان عظیم
که بهر سیر توان گفت جنت الماوا
دلم بیاوريِ پنجتن ز هاتف غیب
زهي مکان خجسته شنید نیک ندا
[١٢٠٦]
بحق پنجتن پاک میر صاحب آن
همیشه باد درین نومکان نشاط افزا.
[ب ٦- ص- ١٣٨ ، ب ٣ ص- ١٨٣]

قطعه تاریخ بنایِ نشستگاه مخدوم نور محمد بوبک در حیدرآباد
[١٢١٧ﻫ]

چو مخدوم ما نامدارِ زمانه که نامش ز اخلاص دل دلنشین است
نموده بنا این مبارک بنا را که اندر صفا رشک خلد برین است
بلا واوِ عطف آمده سالش الحق مبارک مکان و مبارک مکین است
[١٢١٧ﻫ]
[ب ٦ - ص- ١٣٨]

قطعات تواریخ تنظیم مثنوي "رانجهن و هیر" منظومه میر عظیم‌الدین

قطعه اولي [١٢١٣ﻫ]

طرفه‌دو حسن عشق رانجهن و هیر — گشت این تازه نامه نظم پذیر(١)
گرچه زین پیش خامهٔ یکتا — کرده است نظم نامهٔ یکتا
لیک این نامهٔ عظیم عظیم — شد دو بالا بنزد طبع فهیم
ناظم این رسالهٔ رنگین — میر بزم سخن "عظیم الدین"
طرفه در عهد فیض دولت شاه — شاه گردون حشم سلیمان جاه
خسرو سند "میر فتح علي" — فیض بخش جهان بخوش عملي
چون بارشاد خاص حضرت میر — قدردانِ سخن به طبع منیر
بازوئي سلطنت برادر شاه — با سلیمانِ سند آصف جاه
از کرم بخشي علي نازان — میر دوران مراد بخش جهان
شد ز میر محمد او دل شاد — مژدهٔ شادیش ز یزدان باد
میر دوران غلام نام علي — آنکه نامش بود غلام علي
داد این نامه را بنظم عظیم — طبق دلخواه زینت تنظیم
بهر تشریح سال این نامه — کرد "مائل" به دست چون خامه
سال این نامه گفت طبع منیر — نامه حسن عشق رانجهن و هیر

١٢١٣ﻫ

تا که از حسن و عشق باد نشان — باد این نامه یادگار جهان

قطعهٔ ثاني

به بحر مثنوي نظم "یکتا" — عظیم آمد چو نظم حضرت میر
ز طبعم سر زد این تاریخ تنظیم — زهي نو مثنوئ رانجهن و هیر

١٢١٣ﻫ [ب-٦٧-ص-٢٣٢]

قطعه تاریخ تصنیف مثنوي "سیر دل" نام

منظومه میر عظیم الدین مرحوم

١٢٠٦ﻫ

شه شاعران میر بزم سخن — که اسمش عظیم است بنام خدا
پئ تحفهٔ بزم سلطانِ سند — که سلطانیش داد عهد وفا
چه سلطان که نامش به "فتح علي" — کند کار رستم به دشتِ وغا
عجب مثنوي نکو "سیر دل" — مرتب نموده بطرز صفا
اگرچه مجاز است بظاهر ولي — به سوئ حقیقت بود رهنما

---

(١) بیاض سوم: زیب پذیر.

کسي کو بگوید مجاز است این کجا با حقیقت بود آشنا
پئ سال اتمام این مثنوي که باشد عجب نسخهٔ بي بها
ز طبعم شده گل سه تاریخ نیک بتائید آن مُلهم با صفا
عجب سیر دل نام نسخه بزیب ز الهام غیب آمد این خوش صدا
۱۲۰۶ ھ
زهي مثنوي تحفهٔ اهل بزم دگر آمد اکنون ز غیب این ندا
دگر تحفهٔ خاص با زیب عقل مکرر به گوشم رسانده ندا
همیشه چنین تحفهٔ بزم دل پئ اهل دل باد عشرت فزا
[ب-٦-ص-۱۳۱]

قطعه تاریخ تنظیم دیوان عظیم

[۱۲۱۰ھ]

دیوان عظیم یافت خوش نظم این نظم نکو ادا ببینید
شد سال عظیم این نکو نظم دیوان عظیم ما ببینید
[۱۲۱۰ھ]

قطعه دیگر ایضاً

دیوان معانئ عظمت حق کرده عظیم چون عظیما
دل سال عظیم او سحر گاه دیوان عظیم گفت حقا
۱۰۱۲ ھ
[٦-ص-۱۳۲]

تواریخ ولادت

تاریخ تولد میر امید علي بن میر عظیم الدین محمد صاحب

بحمد لله که از مژدهٔ تولد میر بروئ آل علي باب صد امید کشود
ز هر دهان شده گل مژدهٔ مبارک باد کزان بخار الم خسته گشت کام حسود
هزار مژده پئ میر ما عظیم الدین ز یُمن مژدهٔ میلاد این گزین مولود
کنون امید عظیم از علي چو شد حاصل "بود حصول امید عظیم" سال ولود
۱۲۰۹ ھ
دگر بعون جناب دو شاهزادهٔ دین "زهی امید علی عظیم" دل فرمود
۱۲۰۹ ھ

امید یاب ابد باد از جناب علي — از آن امید علي نام او عظیم نمود
خدا زیاده کند عمر و بخت و اقبالش — بزیر سایهٔ لطف عظیم رب ودود

[ماده تاریخ] "فرخنده سیر"
۱۲۰۹ ھ

تاریخ تولد میر غلام جلال ولد میر علي اکبر شیرازي

بحمد الله که اکنون بفضل بهار — گلِ تازه آورد باغ جلال
بباغ جلال آمد این تازه گل — ز سیمایٔ او جلوه گر رنگِ آل
چه باغ است و چه رنگ آل و چه گل — بود جمله از بخششِ حق تعال
چو بهر علي اکبر آن میر ما — به بخشید از فضل خود ذوالجلال
بسال همایون و تاریخ نیک — مبارک خلف با مبارک خصال
تو گوئي گلستانِ دلها شکفت — ز بشگفتن این گل بي مثال
زهي ز آل سید جلال این خلف — که کردند نامش غلام جلال
سزد از پیٔ عرض این تهنیت — گل افشانیٔ عندلیب مقال
ز من اي صبا گو به آن گلستان — مبارک مبارک علی الا تصال
پیٔ سال میلاد این تازه گل — که بادا تر و تازه هر ماه و سال
ز گلزارِ طبعم شد این سال گل — "زهي نو گل باغ جاه و جلال"
۱۲۱۰
دگر گفت سال ولودش دلم — "زهي به ولودِ غلام جلال"
۱۲۱۰ ھ

قطعه تاریخ ولادت شیخ محمد باقر خلف شیخ محمد معلم کالوکه

مژدهٔ میلاد این نیکو خلف — باعث شادي و عیش خاطر است
گفت شادان سال میلادش دلم — "شادي دل از محمد باقر است"
۱۲۱۲ ھ

ایضاً

چون یافت ولادت این نکو پور — با طالع نیک و بخت مسعود
تاریخ ولود اسعدش دل — "بشگفت گل نشاط فرمود"
۱۲۱۲ ھ

تاریخ تولد سید میر محمد خلف میر رضا شاه

میر محمد گل باغ رضا ست مژدهٔ صد عیش پیٔ میر ما ست
در چمن وي چو چنین گل شگفت بلبل طبعم بدعا سال گفت
"میر محمد خلف سعد زاد" چارده معصوم بوي یار باد
۱۲۱۲ ھ
تعبیه در سال چو آمد عیان آمد از آن بیت عیان سال آن
باد مدام آن خلف نیک نام از کرم میر محمد به کام

تاریخ ولادت میان محمد علي فرزند قاضي محمد حسین صاحب

چون که شریعت پناه شیخ محمد حسین
زین خلف نیک نام یافت نوید جلي
سال ولودش ز غیب هاتف شیرین پیام
گفت "ولادت بعز یافت محمد علی"
۱۲۱۳ ھ

تاریخ تولد میر محمد سعید بن میر محمد فتي

در گلشن جلال عجب گل پدید گشت
که اسمش بدهر میر محمد سعید گشت
چون با سعادت آمده بیلاد اسعدش
سالش بگو "ز میر محمد سعید گشت"
۱۲۱۳ ھ

ایضاً

میر محمد فتي یافت چو این پور سعد یمن علي و جلال با کرم و کام جفت
سال ولود شریف بي سر اندیشه دل "میر محمد سعید است مبارک" بگفت
۱۲۱۳ ھ

[ایضاً]

فرمود "زهي سعید بخت آمد"
۱۲۱۳ ھ

تاریخ تولد میر فخرالدین بن میر ناد علي بن میر حیدر علی صاحب

حق چون به میر ناد علي داد این خلف
کز دین حیدریست ورا فخر زیب نام
دل بهر سال آن خلف نیک نام گفت
"بادا بجاه ناد علي فخر دین مدام"
۱۲۱۳ ھ

ایضاً

میر فخرالدین آن خجسته خلف | شد عطا چون به یمن هشت و چهار
طبق الهام خاص ملهم غیب | سال میلاد او است "برخوردار"
۱۲۱۳ ھ

قطعه تاریخ ولادت میر محمد اشرف بن میر علي اکبر

بسکه ز یمنِ علي ذوالجلال | اشرف دوران محمد اشرف است
سالِ میلاد شریف او سروش | گفت "از یزدان محمد اشرف است"
۱۲۱۳ ھ

ایضاً

چون محمد اشرف آن پور شریف | با علي اکبر عطا گشت از جلال
سال میلادِ شریفش گفت دل | "از محمد هست اشرف با جلال"
۱۲۱۳ ھ

ایضاً

هاتف پیٔ تاریخ ولودش خندان | فرمود که "نیک است محمد اشرف"
۱۲۱۳ ھ

ایضاً

تعال الله زهي مولود اکبر | که در آل علي گردید موجود
ز یزدان چون به تشریف محمد | محمد اشرف آمد نام وي زود
خرد تاریخ این مولود اشرف | "محمد اشرف از یزدان است فرمود"
۱۲۱۳ ھ

قطعه در مبارکباد و تاریخ تولد میر بجار خان بن میر بهرام خان

میر بهرام خان نام آور | آنکه کامش ز حق مدام آمد
خوش بکام دلش ز بخشش حق | خلف سعد نیک نام آمد

گفت هاتف بسال میلادش "میر بجار خان بکام آمد"
۱۲۱۵ھ
باد از حق مبارک این فرزند شب بخوابم چنین پیام آمد
بارک الله بعمره ابداً ورد "مائل" بصبح و شام آمد

تاریخ تولد سید محب علي بن میر ناد علي

روز میلاد این خجسته خلف آنکه خوش نام او محب علي است
گفت هاتف بمن چنین تاریخ به"صداقت"بگو"محب علي است"
۱۲۱۵ھ

قطعات تواریخ تولد سید صدرالدین بن نور چشمي سید عسکر علي

داد ایزد بما چو این فرزند آنکه کام دلم از او بیقین است
گفت هاتف بسال میلادش "کام ما به ز میرصدرالدین است"
۱۲۱۵ھ

ایضاً

یافت چون میلاد این پور گزین
آنکه دایم باد از حق کام او
سال میلاد شریفش گفت دل
"هست صدرالدین مبارک نام او"
۱۲۱۵ھ

قطعات تواریخ تولد خواجه بدرالدین بن خواجه شمس‌الدین مرتضوي

داد حق چون ز بهر مرتضوي خلفي خوش بخواجه شمس‌الدین
روز میلاد این خجسته خلف آنکه نامش شود ز سجع مبین
گفت روح‌القدس چنین تاریخ "هست ابداً شعاع بدرالدین"
۱۲۱۵ھ
در دعایش بحضرت حضرات مي نمایم مدام عرض چنین
همچو اسلاف با فزوني عمر باد موصوف با صفات گزین

ایضاً

گشت از حق عطا چون این فرزند آنکه نامش مدام نقش نگین است
سال میلاد او سحر هاتف گفت"نامش به مژده بدرالدین است"
۱۲۱۵ھ

قطعات در مبارکباد و تاریخ ولادت میر محمد باقر خاف‌الصدق میر جعفر علي شیرازي

قطعه اولي

بحمد الله که از میلاد این پور جوان طالع
که نجم طالعش بر اوج رفعت منجلي آمد
ز فضل وافي حق خوش بکام میر ما "جعفر"
مبارک مژدهٔ عشرت بامداد علي آمد
شود تا فیض یاب از علم و فضل شاه دین باقر
بجا باقر علي اسمش ز فیض اکملي آمد
سحر سال ولودش چون ز دل جستم چنین گفتا
که گو "با میر ما جعفر ز حق باقر علی آمد"
[۱۲۲۰ھ]
بکام "میر جعفر از وفا باقر علي آمد"
[۱۲۲۰ھ]

قطعه ثاني

ز میلاد محمد باقر ابن میر ما جعفر
بکام دل ضیائ نو بصدق جعفري آمد
کند بر سنت اسلاف تا کسب علوم دین
بحق علم و دین شاه بجاهش برتري آمد
ز علم باقري و از دین جعفر بهرور بادا
بعالم علم دین چون بخش آل حیدري آمد
دلم در مدح شان سال ولودش اینچنین گفته
"به دین جعفري رنگي ز علم باقري آمد"
[۱۲۲۰ھ]

قطعات که در تاریخ تولد فرزند خود [علي شیر] گفته

قطعه اولي

شکر حق کآمده این خوش فرزند — نامیٔ عصر چو جد" ممتاز
آمد و داد به من چون بالمجد — از غلامیٔ علي شیر اعزاز
سال میلاد شریفش گفتم — "نامور میر علي شیر آمد باز"
[۱۲۲۲ھ]

قطعه ثاني

صد شکر که از یمن غلامیٔ علي شیر
حق کرد عطا چون بمن این گوهر مقصود
از یمن علي شیر بکام دلم از مجد
ز این نام مبارک شرفي تازه بیفزود
تاریخ ولودش بدم صبح دل من
"با شادي دل میر علي شیر" بفرمود
[۱۲۲۲ھ]

قطعات تواریخ ولادت

میر کامل خلف میر حسین علي شیرازي

۱- قطعه اولي

شکر لله چون که در باغ علي ذوالجلال
از نسیم لطف یزدان این گل کامل شگفت
والد او آنکه نامش با علي آمد حسین
دیده خُلق کاملش به مژده کامل شنفت
سال میلاد شریفش طبع داعي صبحگاه
"میر کامل آمده با خلق کامل" به بگفت
۱۲۲۲ھ

۲- قطعه ثاني

چونکه با میر ما حسین علي — میر کامل خلف خدا بخشید
کامل العمر کامل الاخلاق — با کمالات بیحصا بخشید
خوش پیٔ میر ما علي اصغر — ز این خلف جمله مدعا بخشید
روز میلاد این خجسته خلف — که بکام دلم جلا بخشید
گفت دل سال با سر اجلال — "کام کامل علي بما بخشید"

۳- [ماده تاریخ [۱۲۲۲ھ]
"سید محمد کامل ولد میر حسین علي آل سید محمد جلال"
[۱۲۲۲ھ]

۴- ایضاً

سال ولود سید کامل سروش غیب
"خوش داده حق محمد کامل بجاه" گفت
[۱۲۲۲ه]

۵- ایضاً

تاریخ ولودش شده گل از طبعم بخشید ز الطاف محمد کامل
[۱۲۲۲ه]

قطعه مبارک باد و تاریخ ولادت مبارک علي

... میلاد او دمبدم آمد ز حق
همدم آل علی عون علي ولي
گفته بهم دوستان خوش بدعا کاین خلف
باد مبارک مدام هم و لکم هم ولي
بسکه بجاه و جلال آمده آمد به دهر
فضل شه ذوالجلال شاملش از افضلي
گفت ز روی جلال سال ولودش دلم
"کرد مبارک علي میر مبارک علی"
۱۲۲۲ه

قطعه تاریخ تولد

مخدوم زاده غلام نبي نام خلف مخدوم نور محمد بوبکاني

روز میلاد این خجسته خلف که بجان است غلام نام نبي
گفت سال ولود او طبعم بولد آمده غلام نبي
۱۲۲۲ه

ایضاً قطعه

حق داد چون بحضرت مخدوم نیک نام فرزند نیک بخت بکام دوام جفت
ارشاد باد مژده میلاد اسعدش آمد ز فیض نور محمد بدل شگفت
سال ولود اسعد آن نیک بخت دل بادا ابد غلام نبي کامیاب، گفت
۱۲۲۲ه

قطعات تواریخ تولد سید لطف علي خلف نور چشمي میر عسکر علي

قطعه اولي

آمد از لطف علي چونکه بما این فرزند — که رسانده به پدر مژدهٔ نعم البدلي
سال میلاد سعیدش خردم گفت سحر — حبذا لطف علي آمده با لطف علي
۱۲۲۳ھ

قطعه ثاني

ایزد از لطف چو بخشید بما این فرزند — که معمر بپدر باد ز لطف ازلي
گفت با روي بهي سال ولودش هاتف — "حبذا لطف علي داد بما لطف علي"
۱۲۲۳

قطعه ثالث

... ... — ... ...
سروش غیب بسال ولادتش فرمود — ابد به لطف علي میر ما ست لطف علي
۱۲۲۳

قطعه در مبارکباد و تاریخ تولد سید محمد علي خلف سید جعفر علي شیرازي

چو حق در آل علي بهر میر جعفر شاه — نوید میمنت و مقصد دلي بخشید
ز بخشش خلف نیک نام و نیکو خو — جلاي دیدهٔ امید دل علي بخشید
بجاه آنکه محمد علي بود نامش — چه خوش نبي و علی مژدهٔ جلی بخشید
دلم بسال ولودش بخواند مصرع سجع
جلاي جاه محمد علي ولی بخشید
۱۲۲۳ھ

قطعات تواریخ ولادت سید علي اکبر بن میر ارشاد علي مهدوي

چو با میر ارشاد از صد شرف — عطا کرد این پور اکبر علي
ز طبعم شد این گونه تاریخ گل — شریف آمده میر اکبر علي
۱۲۲۳ھ

قطعه ثاني

چون بارشاد میر، داد علي — میر اکبر علي مبارک نام
سال میلاد اشرفش دل گفت — "میر اکبر علي شریف دوام"
۱۲۲۳ھ

قطعه تاریخ ولادت
سید کرم علي بن سید فتی شیرازي

چون که ایزد ز کرم با مدد نام علي
از پيِ میر فتی کرد کرم این مولود
گشت سرسبز بصد رنگ فرح باغ جلال
فرحتي تازه بگلزار علي آمد زود
طرفه خوش کز کرم نام علی الاعلیٰ
با علي میر کرم آمده نامش مسعود
سال میلاد شریفش چو خرد جست ز دل
"نو گل باغ جلال آمده" هاتف فرمود
۱۲۲۳
یا رب این نو گل خندان ز نسیم کرمت
باد پیوسته درین گلشن دوران خوشنود

[ماده تاریخ]

"سید کرم علي ولد سید فتي"
۱۲۲۳

قطعات در مبارکباد و تواریخ ولادت
میان عبدالرؤف خلف الصدق میان محمد احسان جیو

قطعه اولي

چون باحسان محمد لطف حق — کرد با احسان عطا عبدالروف
با دلم سال ولودش گفت عقل — گو به احسان حبذا عبدالرؤف
۱۲۲۳
تا بود دائم بوی لطف رؤف — آمده نامش بجا عبدالرؤف
در مبارکبادیٔ میلاد وي — گفت طبعم مرحبا عبدالرؤف
خوش باحسان محمد از خوشي — باد خوش دل دائما عبدالرؤف

قطعه ثاني

چو باحسان محمد آمد این پور — که اسمش بس نکو عبدالرؤف است
ز طبعم آمده این گونه تاریخ — "مبارک اسم او عبدالرؤف است"
۱۲۲۳

قطعهٔ ثالث

چونکه ز لطف رؤف این خلف آمد عطا
آنکه به عبدالرؤف نیک مسمي شده
گفت بروي دعا سال ولودش دلم
شامل عبدالرؤف لطف رؤف آمده
۱۲۲۳ ھ

قطعات مبارکباد و تواریخ تولد میان عبدالرحیم خلف مخدوم عبدالکریم

قطعه اولی

مخدوم ما عبدالکریم از بس کرم ... ... با صد کام جفت
سال میلاد شریفش طبع داعي صبح گاه "هست به عبدالرحیم اسم کریم وي" بگفت
۱۲۲۳ ھ

قطعه ثاني

چونکه بعبدالکریم این خلف نیک اسم
کرد بزینت کرم از کرم خود کریم
سال ولودش دلم با سر اکرام گفت
زینت عبدالرحیم باد ز عبدالکریم
۱۲۲۳ ھ

قطعه ثالث

چون خداوند کریم این پور اکمل نیک اسم
از کرم بخشید با مخدوم ما عبدالکریم
سال میلاد شریفش گل شد از طبعم سحر
آمده عبدالرحیم اسمش مکمل از کریم
۱۲۲۳ ھ

قطعه رابع

لطف کریم چون به کرم بخشي دوام این پور ارجمند به عبدالکریم داد
سال ولود با سر اکرام گفت دل لطف کریم برسر عبدالرحیم باد
۱۲۲۳ ھ

قطعه که در تاریخ تولد فرزند خود سید امام بخش نام گفته

ز بخش حق چو امام اسم بمن بخشید گل حدیقهٔ بخشش امام بخش بنام
بروز بخشش او گفت طبعم این تاریخ امام بخش بقاء[1] نما بداد امام
۱۲۲۵ ھ

قطعه تاریخ ولادت

میر عبدالحق بن سید عبدالله بن سید قاضي محمد شجاع ساکن دهاراجه

میر عبدالحق به عبدالله میر چون عطا کرد از شرف لطف لطیف
سال میلاد آمد از روئ یقین میر عبدالحق ز حق آمد شریف
۱۲۲۵ ھ

[ماده تاریخ]

"سید عبدالحق بن سید عبدالله بن سید محمد شجاع زید مجده"
۱۲۲۵ ھ

قطعه تاریخ ولادت

میان غلام محي‌الدین خلف میان غلام حسین عرف میان بچن

چون داد حق به فضیلت پناه مشفقیم که نامي است به محمد حسین نیک آئین
ز یمن حسن ارادت که دارد او بالصدق مدام از دل و جان در جناب محی‌الدین
بطبق خواهش دل نورچشم نیکو نام که یافته ز غلامئ نام وي تزئین
بلي ز فیض غلامئ نام آن حضرت همیشه زیب فزا نام وي بود به نگین
شنیده نام ... ... دلم ز صدق ارادت ... ...
از آن بروئ ارادت که همدم صدق... بگفت سال ولودش "غلام محي الدین"
۱۲۲۵ ھ
خدا زیاده کند عمر وي بخواهش دل مدام تا بدعا ورد دل بود آمین

ایضاً

بخشید چون بکام محمد حسین حق بر طبق خواهش دل احباب این ولد
کآمد ز نامش اظهر با روئ اعتقاد سال ولود اسعد او درمیان عد
نام آور زمانه غلام شهي که کرد نامش مدام از پیٔ احيائ دین مدد
گل شد ز طبع داعي اندر دعاش سال عمرش دراز باد بعیش ابد ابد
۱۲۲۵ ھ
دارم مدام عرض درازي عمر وي فرما قبول عرض دعا گوئ یا صمد

قطعه در مبارکباد و تاریخ تولد فرزند ابراهیم نام

خلف الصدق میرزا محمد علي شیرازي

چو با مرزائیم داد ایزد این پور هزاران شکر حق با صد ثنا گفت

نشان نام او بر فال قرآن ز ابراهیم الذي وفي بجا گفت

خرد تاریخ میلاد شریفش "زهي به نوگل باغ وفا" گفت

۱۲۲۵ هـ

دگر سال ولودش طبع داعي "مبارک قرة العینین ما" گفت

۱۲۲۵ هـ

کند تا حق اجابت عرض دعوات

دل "مائل" بحق عرض دعا گفت

قطعه تاریخ تولد غلام محمد بن میر تهاره خان

چون فضل حق بکام دل میر تهاره خان

که او دائما است کامور از فضل حق تعال

خوش بر مراد میر که نامش علي مراد

مشهور عالم است بسرمایهٔ جلال

از غایت تفضل کآن بخشش خاص شان است

بخشید این مبارک مولود خوش خصال

مولود نیک میر غلام محمد اسم

که اسمش مبارک است ز افضال لا یزال

بر کام آنکه باد ابد کامیاب فیض

این خوش خلف بجاه سلف در جمیع حال

از استماع مژدهٔ میلاد اسعدش

فرموده دل ، غلام محمد بکام ، سال

۱۲۲۶ هـ

یا رب مدام تا که بدلها ثنایٔ تست

یا رب مدام تا که ز افضال تست قال

دائم ز فضل نام نبي و غلامیش

دائم به یمن نام علي و جمیع آل

باد این گزین خلف بامیران نامدار
نام آور زمانه بصد بخشش و نوال

سجع

حُبّ علي مراد غلام محمد است

قطعات تواریخ ولادت میر شهمیر بن میر حسین علي

قطعه اولي

در گلشن حسین علي اصغر از نشاط
چون این گل جلال برنگ بهي شکفت
سال ولود آن گل شهمیر نام دل
شهمیر میر به نشاط آمده، بگفت
۱۲۲۶ه

قطعه ثاني

چون که شه ذوالجلال بهر حسین علي
کرد عطا این خلف از پیٔ شادي آل
سال ولودش دلم گفت ز شادي چنین
باد ز شهمیر میر شادي آل جلال
۱۲۲۶ه

قطعه ثالث

شه کرد عطا چو این گزین پور با کام بقا بمیر بن میر
فرمود سروش غیبم این سال "شه داد بقا بمیر شهمیر"
۱۲۲۶ه

"زهي بخشش"
۱۲۲۶ه

قطعات تواریخ تولد سید کرم علي بن سید کلن شاه

قطعه اولي

چو حق بمیر کلن یمن نام پاک علي
که از غلامي نام علي است روشن نام
بعز میر محمد حسین زبدهٔ آل
کرم نمود چو گل خوش خلف بعشرت تام

دلم بسال ولودش بخواند مصرع مدح
مراد یاب بعز از کرم علي است دوام
۱۲۲۶ھ

"مراد یاب دوام از کرم علي است بعز"
دگر بمدح علي کرد سال حق الهام
بکام آنکه علي از کرم نموده کرم
بجا ست نام شریفش کرم علي با کام
زهي خجسته خلف آنکه سجع و تاریخش
ز هر دو مصرع مدح آمده عیان ز اکرم
علي ز بخش کرم عمر وي فزون سازد
بعز زبدهٔ آل آن مراد بخش انام

قطعه ثانی

چون ز فرط کرم بمیر کلن ایزد این خوش خلف کرم بنمود
سال میلاد اکرمش هاتف هست نامش کرم علي ، فرمود
۱۲۲۶ھ
باد این خوش خلف ابد یا رب از کمال کرامتت خوشنود

قطعه تاریخ تولد میر سیف‌الدین المسمی به سید عبداللطیف شیرازي

چون در اولاد علي ذوالجلال آمد امداد از جلال مستطیل
از پیٔ سید خلیل نیک نام نامور این تازه فرزند جمیل
در دعا سال ولودش گفت دل "باد سیف‌الدین منور از خلیل"
۱۲۲۶ھ

ایضاً قطعه

با محمد خلیل میر چو حق داد این پور بی نظیر خلیق
سال میلاد اسعدش هاتف گفت "عبداللطیف‌میرخلیق"
۱۲۲۶ھ

قطعه تاریخ مبارکباد تولد میان محمد بن قاضی قاسم

چو فضل احد یمن بوالقاسم آنکه بود قاسم فضلش اندر عباد
محمد بنام این ولد با ایتمن به قاضي قاسم خوش از فضل داد
پیٔ شرح سالش ز فرط خوشي بطبعم ز غیب آمد این بیت یاد
محمد بنام این ولد به احد ز یمن ابوالقاسمش کرد امداد
دگر هم پروئ امل سالش آمد "محمدباسم این ولدبا خوشي داد"
۱۲۲۸ھ

بحمد الله کز زادن این ولد دل دوستان آمده از خوشی شاد
خدایا بافزونی خوبي و عمر ز تکریم این نام وي بهره ور باد

قطعه تاریخ ولادت میر رحمت‌الله بن میر سلام‌الله شیرازي

قطعه اولي

داد حق چون با سلام‌الله میر رحمت‌الله نام پوري با صفا
در نشاط شادي میلاد او دیده طبع دوستان عشرت فزا
با سر امید طبعم گفت سال مرحبا یا رحمت الله مرحبا
۱۲۲۸ھ
باد از فضل حق این فرزند نیک بهره مند از دولت و مجد و بقا

قطعه ثانی

روز میلاد این گرامي پور طبع احباب شد ز بس خورسند
سال میلاد اسعدش طبعم گفت با تهنیت زهي فرزند
۱۲۲۸ھ

قطعه تاریخ تولد سید نظر بن سید عبدالله شیر ي

چون داد ایزد به عبدالله سید بکام دل چنین پور فرح جفت
سروشم سال میلاد شریفش "به عون پنجتن سید نظر" گفت
۱۲۲۹ھ

قطعه تاریخ تولد سید محمد خلیل بن سید شمس شیرازي

چو با میر شمس ابن سید خلیل محمد خلیل اسم خلت خصال
بکام دل دوستان با بهي عطا کرد فرزند ایزد تعال
سروشم بروز ولودش ز غیب "محمد خلیل ست به" گفت سال
[۱۲۲۹ھ]

ایضاً

محمد خلیل اسم این خوش خلف چو آمد بصد زیب خلت جمیل
دلم در ولودش چنین گفت سال "بزیب آمد اسمش محمد خلیل"
[۱۲۲۹ھ]

قطعه تاريخ تولد فرزند اخوي سيد غلام ولي‌الله مسمی سيد محمد شاه

چون باخوي كز غلامي علي نامش جلي است
حق محمد شاه نام اين پور با فرحت بداد
گفت با روي جلا تاريخ ميلادش سروش
٣
از ولي‌الله محمد شاه فرحت ياب باد
[١٢٢٩ھ]
تا بود نام محمد فرحت افزاي قلوب
عمرش از عون ولي‌الله خدا افزون كناد

قطعات تواريخ ولادت مير حافظ علي بن غلام محمد

زهي زيبا ولد حافظ علي نام — كه‌از حسنين نامش منجلی باد
بگفتم سالش از امداد حسنين — باين زيبا ولد حافظ علي باد
[١٢٣١ھ]

ايضاً

طرفه حافظ علي بنام گلي — تازه در گلشن جلال آمد
خوش بي مير ما علي اصغر — در خوشي اين خجسته فال آمد
بغلام محمد اين فرزند — مايه عيش لايزال آمد
بهر ميلاد اسعدش ز الهام — "زاد بيدار بخت" سال آمد
[١٢٣١ھ]
باد سر سبز اين گل و گلشن — در دعا بلبل مقال آمد

ايضاً

به ميلاد حافظ علي نام مير — كه بادا بوی دائما يار بخت
بتائيد اثنا عشر گفت دل — بگو سال ميلاد "بيدار بخت"
[١٢٣١ھ]

قطعه تاريخ تولد علي بخش بن سيد عسكر علي

بخشيد چون به سيد عسكر علي علي
فرزند نامور به علي بخش از عطا
تاريخ زادنش ز كمال رجا سحر
فرمود دل كه "زاد علي بخش با رجا"
[١٢٣١]

قطعه تاریخ تولد غلام محمد خلف مخدوم عبدالکریم

خوش ایزد به مخدوم عبدالکریم　　که دائم ز فیض کرم شاد باد
غلام محمد بنام ارجمند　　ز یمن محمد خلف تازه داد
۱۲۳۲ھ
سروشم چنان سال میلاد گفت　　غلام محمد بامید زاد

ایضاً

بیٔ مخدومیم عبدالکریم آنکه　　ز فضل ایزد است دلشاد با رُشد
غلام اجمل نام محمد　　خدا فرزند تازه داد با رُشد
ز نور این تازه فرزند گرامی　　نموده خانه اش آباد با رُشد
دلم سال ولود اسعدش گفت　　"بجا مخدوم زاده زاد با رُشد"
۱۲۳۲ھ
ز رشدش بسکه شاد است "مائل" حق　　ز حق دلشاد دائم باد با رُشد

قطعه تاریخ تولد میر عبدالله خلف میر غلام حسین خان

فضل حق با مژد خوبی خوش به میر　　زاید العمر این خلف بالخیر داد
میر دوران کز غلامیٔ حسین　　نامیٔ عصر است بر صدر رشاد
نور چشم خاص عبدالله میر　　خوش شیم ، والاهمم ، عالی نژاد
نیک نام و نیک خلق و نیک بخت　　مخلص السادات نیکو اعتقاد
بسکه دارد متکا بر صدر جاه　　صدر جاهش ز این خلف آباد باد
تا شود چون جدّ ماجد نامور　　نام وی خوش میر عبدالله نهاد
شوکت و بهرامی و بجار میر　　باد از شان و شکوهش مستفاد
در نشاط زادنش از بسکه حق　　بر رخ دل باب خیریت کشاد
۱۲۳۲ھ
گفت دل سالش چنین روز نشاط　　میر عبدالله چه به با خیر زاد
"مائل" حق خواهد از حق در دعاش　　باد عمر و بختش اندر ازدیاد

قطعه تاریخ تولد میر عابد خلف سید صابر علی

حق چو با صابر علی سید بداد　　از خوشی این خوش گل گلزار آل
نامور با نام جد پاک خود　　میر عابد شاه مقبول الخصال

در خوشی گاه ولود اسعدش "میر عابد خوش" سروشم گفت سال
۱۲۳۳ھ

ایضاً

چو با صابر علي سید حق از لطف عطا این پور اسعد با نسق کرد
شنیده میر عابد شاه نامش مبارکبادش اهل نه طبق کرد
بعون پنجتن زان سال دل گفت "مبارک میر عابد شاه" حق کرد
۱۲۳۳ھ

قطعه تاریخ تولد نور چشمي مختار علي

چو حق بخشید با من میر مختار که در پیش آمدش آمد دوان بخت
سروشم سال میلاد شریفش بمن گفتا ، "جوان طالع جوان بخت"
۱۲۳۲ھ

ایضاً

صد شکر که حق بمن چو بخشید مختار علي بنام مولود
تاریخ ولادتش سروشم با رشد چه به خلف بفرمود
۱۳۳۲ھ

قطعه تاریخ تولد بلند علي خلف میر غلام محمد

چو حق به میر غلام محمد اسم از خیر
سحر بلند علي نام داد به مولود
سروش سال ولودش دم سحر از غیب
چها بلند علي خیر یار به فرمود
۱۲۳۳ھ

ایضاً

صد شکر که حق بمن غلامي محمد
خورشید جلا داده اش این تازه خلف زود
خورشید جلا تازه خلف آنکه علیش
از بخت بلندي بجهان ساخته مسعود
تاریخ ولودش بدم صبح سروشم
"خورشید جلا زاد ، باجلال" بفرمود
۱۲۳۳ھ

قطعه تاریخ تولد نعمت الله خلف میر سلام الله

با میر سلام الله خوش ایزد بخشید این تازه خلف نیک که شاید دائم
موسوم به نعمت الله کاندر شادیش ز احباب بجز شکر چه آید دائم
ز آن سال ولادتش سروشم فرمود شکریه نعمت الله باید دائم
۱۲۳۳ھ

قطعه تاریخ تولد محمد زاهد خلف عبدالواسع

چو حق بر کام احسان محمد محمد احسانش بود واسع بعباد
به عبد الواسع از احسان بکامش محمد زاهد اسم این خوش ولد داد
ز احسان محمد شاکر آمد حقش در شکر این احسان کند شاد
بروز زادنش از فرط شادي چو مي پرسیدم از دل سال میلاد
۱۲۳۳ھ
سروشم سال با روي دعا گفت محمد زاهد اسم این خوش ولد زاد
۱۲۳۳ھ
محمد زاهد آمد خوش بصد عز دگر تاریخش آمد با دلم یاد
بکامت باد ابد ز اینگونه احسان خدا یا خانهٔ احسان آباد

قطعه تاریخ تولد نور علي خلف میر منور علي مرتضوي

چو حق بخواجه منور علي مرتضوي بداد نور علي نام پور عشرت جفت
۱۲۳۳ھ
سروش سال ولودش بمنقبت خواني منور است ز نور علي دل و دین، گفت

سجع باسمه

منور ز نور علي مرتضایم

ایضاً

دلم ز نور علي مرتضا منور باد

قطعه تاریخ تولد سید غلام مصطفي

بن سید محمد خلیل شاه شیرازي

در گلستان علیٔ ذوالجلال چون بکام خاطر این نو گل شگفت

گل گل آمد خاطر سید خلیل — از نسیم این نوید عیش جفت
خوش بود نامش غلام مصطفا — خوش دل آمد هر که نام او شنفت
از خوشی گفتم مبارکباد وی — بارک الله ز این خوشیٔ طبع مفت
بلبل طبعم سحر سال ولود
از گل باغ جلال آمد، بگفت

قطعات تاریخ شادي

قطعه تاریخ شادي میر ناد علي

شکر لله که روز شادي میر — مهر و مه را نوید هم بغلي است
گفت شادان دلم پیٔ تاریخ — "شادی و طوع میر ناد علي است"

۱۲۱۲ھ

قطعه تاریخ شادي میر محمد خلیل و میر محمد فتي

چون به سید خلیل و میر فتي — هر دو نو کتخداي والا جاه
رُخنما گشت شاهد عشرت — به تمناي میر جعفر شاه
گوئیا یافته قران العیش — مهر با زهره ، مشتري با ماه
گفت شادان دلم پیٔ تاریخ — "بجلا هر دو شادي دلخواه"

۱۲۱۲ھ

قطعه تاریخ شادي میر جعفر علي شیرازي

یافت چو از فضل حق سید جعفر علي
شاهد عشرت ببر باز بصد عز و جاه
شد ز شرف منعقد عقد قران دو سعد
بر شرف این قران مهر و مه آمد گواه
از پیٔ این خوش قران کرد چو دل فکر سال
گفت خرد با نوید "یافت قران مهر و ماه"

۱۲۱۲ھ

ایضاً

چو در شادي میر جعفر علي — بیک جا دوتا سعد جا ساختند

دلم گفت تاریخ شادي وي "مه و مهر زیبا قران یافتند"

۱۲۱۲ھ

ایضاً

میر جعفر باز چون از فضل حق گشت از نو کتخدا با صد امید
گفت دل خندان چنین تاریخ آن "شادي ثاني مبارک با نوید"

۱۲۱۲ھ

قطعه تاریخ شادي

میر حسین علي و میر غلام محمد فرزندان میر علي اصغر صاحب

در اولاد سید علي و جلال چو این هر دوتا میر روشن ضمیر
یکي نامور با حسین علي دویم با غلام محمد شهیر
بصد گونه اسباب عیش و نشاط ز شادي بگشتند خوش کام گیر
بکام علي اصغر آن میر عصر ببین این دو شادي عشرت مسیر
مبارک بود این دو شادي عیش بطبق تمنای ما في الضمیر
پيْ سال فرمود شادان دلم "بعیش آمده شاديْ هر دو میر"

۱۲۱۲ھ

قطعه شادي این پنج شادیهاي مذکور

شکر لله که طبق خواهش دل مژدهٔ عیش گنج شادیها است
بهر این گنج شادیْ سادات طبع من نغمه سنج شادیها است
گفت شادان دلم پيْ تاریخ "کام شادي و پنج شادیها است"

۱۲۱۳ھ

قطعه تاریخ شادي میر صابر علي مهدوي

درین شادي چو از فرط مسرت قران نیرین آمد به تنویر
ز طبعم گل شد این ... ... "مبارک شادی صابر علي میر"

۱۲۲۳ھ

قطعات شادي میان محمد واسع

قطعه اولي

چون محمد واسع آن تازه گل مجد و شرف
مژده یاب آمد ز عیش کتخدائی وصال
طبع داعي در دعا هنگام عیش شادیش
"باد به با مژده این نوکتخدائي" گفت سال
۱۲۲۵ھ

قطعه ثاني

محمد واسع آن سرمایهٔ فضل — که باد از فضل آبا بهره ور زود
چو بر دلخواه اخوان و احبا — ز شادئ تناکح گشت خوشنود
خرد تاریخ آن با روئ امید — "مبارک شادي دلخواه" فرمود
۱۲۲۵ھ
"زهي چه شادي فرخ" دگر سال — دلم از پیک عشرت باز بشنود
۱۲۲۵ھ
خدایا باد وي زاین شادي عیش — همیشه شاد با اخوان مسعود

قطعات در مبارکباد و تواریخ سه شادی کتخدائی سادات شیرازي

قطعه اولي

درین سال فرخ که سال خوشي است — خوش از شادي فضل ایزد تعال
بیک سال و یکماه و یک خاندان — سه سادات مقبول و صاحب جمال
دو از آل سید مراد و سیوم — بود در نسب ز آل سید جلال
یکی با امید از علي نامور — که حاصل ز وي باد امید آل
دویم با سلام‌الله موسوم دهر — که باشد چو والد خلیل الخصال
سیوم نوجوان ابن سید نظر — که عبدالله اسمش بود در مقال
بگشتند پي هم چو نو کتخدا — بسامان صد گونه عیش و جلال
سروشم بروئ دعا صبحدم — "چه به این سه نو کتخدا" گفت سال
۱۲۲۶ھ
خدا یا ز فضلت خوشي‌هاي دهر — بود بخش آل نبي جمله حال
ز "مائل" بحق باد معروض شان — مبارک مبارک علی الاتصال

قطعه ثاني

بکام دل چو خدا کرد شادي عالم
نصیب آل نبي در سه شادي' سادات
دلم بروی' جلا گفت سال شادي شان
"چه به بکام دل این هر سه شادي سادات"
۱۲۲۶ھ

قطعه در مبارکباد و تاریخ دو شادي دامادي سادات کراچي

ز استماع نوید دو شادي' سادات
که هر دو باد مبارک بهر دو نیک خصال
یکي غلام محمد باسم روشن دل (۱)
... ... بالاجلال
... ...
" زهي دو شادي فرخ "بگفت طبعم سال
۱۲۲۷ھ
بعنقریب زمان باد این دو شادي شان
نتیجه بخش توالد ز فضل ذوالافضال

قطعات تواریخ و مبارکباد شادي ثاني مخدوم عبدالکریم

قطعه اولي

شب شادیت اي مخدوم مشفق — مبارکبادیت چون فرض عین است
بگفتم در مبارکبادت این سال — "بکام دل قیران نیّرین است"
۱۲۲۸ھ

قطعه ثاني

در شب وصل شادي مخدوم — که آمده مژده بخش صد مطلب
سال شادیش جستم و دل گفت — "هست با مه وصال مهر امشب"
۱۲۲۸ھ

قطعه در مبارکباد و تاریخ شادي کتخدائي [برادر] خود سید غلام ولي الله

بجشن شادي سید ولی شاه
مه و مهر از قیران چون کام خواه است

(۱) مصرعه بدل در حاشیه : یکي باحمد شه نامور بجاه ازل

بکام این قیران پُر مسرت
ز جان ورد دلم شکر اِله است
دلم در شکریه سالش چنین گفت
"بحمد الله قیران مهر و ماه است"
۱۲۲۸ھ

قطعه تاریخ شادي کتخدائي پسر میر قربان علي

حبذا این شادي عیش ابد کآمده ز آن شاد طبع دوستان
شادئ داماد‌ي مقبول آل کز کرم کرده علیش شادمان
نور چشم نور چشم والد آنکه بود با دین کریمش ربط جان
نامور با میر قربان از علي کامور ز این شادي پور جوان
در شب شادیش از فرط خوشي دیده مهر و مه سعادت توامان
گفت سال شادیش طبعم چنان "امشب آمد مهر را با مه قیران"
۱۲۳۲ھ
باد تا در دهر رسم شادي است یا رب این شادي مبارک بهر شان

قطعه تاریخ شادي کتخدائي سید محفوظ علي بن سید غلام مرتضا مهدوي

کرد حق میر ذوالفقار علي که در اقبال اوست شادي آل
با هزاران نوید خوبي و خیر شاد ازین شادي مبارک فال
درخوشي هر کسش مبارک گفت دیده این تازه شادئ اجلال
شادئ عیش کتخدائي میر خلف میر مرتضیٰ به کمال
میر محفوظ نامور به علي نوجوان نیک بخت و نیک خصال
بسکه روشن علي درین شادي کرد از مهر و ماه بزم وصال
"حبذا شادي وصال بعز" بهر شادیش گفت طبعم سال
۱۲۳۲ھ
هم دگر سال کتخدائي وی گفت "بین کتخدائي اقبال"
خوش درا ین شادي است بشغل دعا "سائل" حق مرید درگه آل

قطعات در تعزیت و تاریخ وفات

قطعه تاریخ واقعه عاجزهٔ مرحومه معصومه میر فتح علي خان مرحوم

میر ما در دهر گه غمگین مباد — یمن فیض غمگسار بي نظیر
میر ما فتح علي خان نامدار — آنکه نامش در جهان آمد شهیر
رفت چون معصومه اش ز این دارغم — در جوار بضغهٔ حضرت بشیر
ساخت این غم گرچه جانش را غمین — هست انسان را ازین غم نا گزیر
لیک با هر غم چو فرحت لازم است — میشود ز این غم دگر فرحت مسیر
هست چون الصبر مفتاح الفرج — باد از لاتقنطوا فرحت پذیر
گفت با طبعم پي تبین سال — در عزا پرسي چنین روح القدیر
از براي دفع این افسوس زود — "مژده نعم البدل آید به میر"
۱۲۱۶ھ

یمن الهام ازل این تازه بیت — ساخت دل عرض حضور آن امیر
بسکه کام عالمي زو حاصل است — باد از افضال یزدان کام گیر

در دعایش هَبْ له یا رب خلف
"مائلا" کن بعد ازین ورد ضمیر

قطعات تواریخ واقعه وفات والدهٔ ماجده مرحوم میر فتح علی خان

قطعه اولی

دریغا که ناگه بحکم قدر — قضا این قضیه نمود آشکار
قدر خواند منطوقه کُل نفس — قضا گفت از موت آین الفرار
بدادند از فادخلي جنتي — بشارت بمرضیهٔ نامدار
که اندر جنان بهر آن مرضیه — خواتین دین اند در انتظار
برین مژده آم" سلاطین سند — که بادا بشان سلطنت برقرار
بفرمان مدلولهٔ ارجعي — بفرموده عهد رضا استوار
بخاتون دین آم" سبطین پاک — شد اندر جنان همدم و همجوار
فرستاد حق رحمت و مغفرت — به پیش آمدش از یمین و یسار
نمودند حوران قصر جنان — بقصر جنان جاي آن حق شعار
شد اندر خواتین دوران عزا — چوخاتون دهر از جهان بست بار
بخواندند إنا له راجعون — در این غم بفرمان پروردگار
ز بشنیدن این صداي الم — بر آمد ز دل ناله بي اختیار
فسبحان حي" الذي لایموت — شده سبحهٔ دل بلیل و نهار

فطوبیٰ لراضیهٔ نامیه فطوبیٰ لمرضیهٔ نامدار
فطوبیٰ لتشریفها في الجنان فطوبیٰ لتکریمها في العشار
غرض چونکه مرحومه حق سرشت که در یاد حق بوده لیل و نهار
بلیل نخستین ز ماه صیام که باشد مه رحمت کردگار
بسرمایهٔ رحمت ایزدي بسوي جنان ز این جهان بست بار
ز حوران جنت شد این سال گل "به خیر النسا از ولا باد یار"
۱۲۲۲ھ
"بخیر النساء از دل آمد ملاقي" دگر گشت سالش ز دل آشکار
۱۲۲۲ھ
بجنت ابد باد آن مرضیه دعاگویٔ اولاد عالي تبار
درین تعزیت بشر الصابرین
بود وردِ "مائل" بلیل و نهار

قطعه ثاني

بوده درین دار چو این صاحبه مخلصهٔ بنت رسول خدا
باد در آن دار هم از بعد فوت واصلهٔ اکملهٔ دو سرا
ما حصلش آنکه چو این صاحبه گشت ز اخلاص دل با صفا
در مه رمضان بشب اولین واصلهٔ محفل آن مهتدا
سال وصالش دل من گفت باد "صاحبهٔ محفل خیرالنسا"
۱۲۲۲ھ

قطعه ثالث

چون شد این مقبولهٔ حق ز این جهان در جنان نزد بتول ذي العطاء
سال ترحیلش سروشِ غیب گفت "زیبد این مقبوله با خیر النسا"
۱۲۲۲ھ

قطعه رابع

شد چو این مرحومهٔ عفت پناه واصل جنت بتشریف وصال
هاتف غیبم بروز وصل او "ادخلي جنات عدنِ" گفت سال
۱۲۲۲ھ

قطعه خامس

چونکه پئ وصل حق سوئ جنان زين جهان
شد بجوار بتول صاحبهٔ حق شعار
در دم ترحيل او سال وصالش سروش
گفت "بخير النساٌ باد ابد همجوار"
۱۲۲۲ھ

قطعه تواريخ مشتملبر تعزيت جنت آشيان مير فتح علي خان مرحوم و تهنيت جلوس مير غلامعلي خان بر مسند ايالت و تاريخ تولد مير صوبدار خان زيد عمره

فغان و آه كه اندر عزاي شاه شهيد
عزاي خسرو دوران بدهر گشت عيان
غرض که در شب عاشوره آن امير كبير
ز تخت گاه ايالت نموده نقل مكان
گذشته در صف شهداي دين بصد اعزاز
گذاشت مملكت و ملک از پئ اخوان
درين قضيه كه شد رهنما به حكم قضا
خداش كرده عطا پور نيک نام زمان
كه گفت سال ولود شريف او هاتف
"بود ابد بشرف مير صوبدار اوان"
۱۲۱۷ھ
خدا زياده كند عمر و بخت و اقبالش
بيارئ حسنين و عنايت يزدان
در اين عزا كه بيايد به تهنيت همكام
هزار شكر بر اين و هزار آه بر آن

به تخت مملکتش میر ما غلام علي
جلوس کام نموده بشرکت اخوان
بصبر و شکر که شرط عزا و تهنیت است
سروش غیب چنین بهر سال کرد بیان
چو میر فتح علي خان ز تخت سند گذشت
۱۲۹۱ ۱۵۱۳
بگو بزیب غلام علي نشست بر آن
۱۲۰۲ھ
بحق آنکه شد آن میر واصل حسنین
همیشه باد دعاگوی زمره اخوان

قطعه تاریخ وفات

گشت چون میر واصل شهدا جایش اندر بهشت بنمودند
سال فوتش بهشتیان بخطاب "راضي الله عنک" فرمودند
۱۲۱۷ھ

قطعه تاریخ وفات جنت مکان میر غلام علي خان مرحوم

شهي که گاه جلوسش بمسند شاهي سند بمهر ولایت ز شاه ما آمد
بحکم آن سند شاهي و جهانگیري شکوه شاهجهانش بمرحبا آمد
بمرحباش گهِ عزم رزم آرائي ز شش جهت ظفر و فتح پیشوا آمد
بعهد شاهئ او یکسر از شهان جهان بحضرتِ شهیش عهد صد وفا آمد
ولئ سند غلام علي ولي الله که از غلامي شه بخشش این عطا آمد
ز یمن صدق غلامیش از صداقت دل غلام درگهِ او عز و اعتلا آمد
کنون بحق چو بشوق وصال آن شه دین ز صدر شاهي در جنت العلا آمد
بخلد نیز ز یمنِ غلامي ناسش رفیق صدر نشینان دوسرا آمد
بروز واقعهٔ رحلتش ز صد اندوه که رخنما بجهان ناگه از قضا آمد
"زهي غلام علي بوده" گفت دل با آه دلم بسال وصالش چو در حصأ آمد
۱۲۲۶ھ

"بجا غلام علیہ السلام" بگفت خود تاریخ چو کاسور ز غلامیش جابجا آمد
۱۲۲۶ھ

دلش ز میر محمد مدام خوش دل باد
بحق ز "مائل" حق عرض این دعا آمد

قطعه مشتملبر تاریخ تعزیت میرغلام علي خان مرحوم و تهنیت میر میر محمد خان بر صدر ایالت

چون شه سند آن غلام نام شاهنشه علي
آنکه می بد مسند آرايِ شهي در ماه دي
همچو شاهان سلف در شوق وصل حق بحق
کرد رحلت ز این جهان سویِ جنان ناگاه دي
بعد ترحیلش چو شهزاده محمد میر نام
جلوه بخش آمد بر اوج سلطنت چون شاه دي
ز استماع این خبر بشنیدم این سال از سروش
"جلوه بار آمد مه نو بعد سلخ ماه دي"
۱۲۲۷ھ
تا بود ز امروز فردا ذکر در بزم شهان
باد افزون عمر و جاهش ز آن شه جمجاه دي

مسدس

در مرثیه و تواریخ وفات میرعظیم الدین مرحوم

افسوس کاین زمان دگر ازخواهش قضا بعد از گذشتن مه عاشورهٔ بلا
در غرهٔ صفر که بود هم مه عزا درد "عظیم" کرد جهان تعزیت سرا
که این هر دو ماه ماتم سبطین اعظم اند
ماه محرم و صفر از بهر ماتم اند

ز این ماتم عظیم که در آل مصطفا ست فریاد یا حسین و حسن باز جابجا ست
چون ورد این دو نام پیِ درد دل دوا ست نام شه حسین و حسن ورد دل بجا ست
اي دل بجا ست گر ز نو اندر غم عظیم
کردم بپا ز درد شهان ماتم عظیم

روز وفات آن سخن آرايِ نکته دان — از درد فرقتش که شده عام درجهان
میداشت خاص وعام زهر پیر و هر جوان — این فرد درد ورد دل و جان بصد فغان
که این مشغل عظیم چرا کرد گل قضا
کز روشنیش بزم سخن داشته جلا

آن واقف رموز سخن فخر صد کلیم — نامیِ اهل فطرت با شوکت عظیم
شیدايِ طرز هر سخنش قدسي و سلیم — مداح خاص احمد و هم آله الکریم
چون در جنان باهل سخن کرد سر سخن
بشنید بارک الله ز تحسین بهر سخن

از بسکه حبّ خاص علي العظیم داشت — و از شوق یاد نام حبیب کریم داشت
حبّ علي وآل عظیمش صمیم داشت — ز الهام روح قدس تخلص عظیم داشت
روح القدس بسال وفاتش ز غیب زود
گفتا "بجا محب علي العظیم بود"
۱۲۲۹ھ

چون واصل ودود شد از غایت وداد — آن شاد دل بمژدهٔ صد وصل دل نهاد
نام آور دیار عظمت بصد رشاد — کز نام او محبت دین است مستفاد
سال وصال باز خرد بهر این غمین
فرمود "با ودود وصال عظیم بین"
۱۲۲۹ھ

چون اهل درد بوده و درد عظیم داشت — با خویش درد عشق بهر دم ندیم داشت
درد شهادت شهدا مستقیم داشت — با اهل درد ربط دلي از قدیم داشت
سالش ز درد "مائل" غمگین بلوح غم
"درد عظیم" کرد رقم با سر الم
۱۲۲۸ھ + ۱

این سخت شدعزا که چنین صاحب کمال — یکبارگي بفضل وکمالات قال و حال
داده بجان اهل عزا داغ صد ملال — از غم برسته شد بجنان شاد در وصال
او شاد در وصال و من اندر غمش غمین
خوش گفته اند شادي با غم بود قرین

اي واصل جناب علي العظیم ما   در ماتمت ز عرش عظیم آمد این صدا
کاین غمکش عظیم شهیدان کربلا   در کربلا بسید شهدا ست دائما
بنمود مقبلت چو حق اي محتشم کلام
بشنو ز جان "مائل" حق عرض صد سلام

چون در عزاست فاتحه خواني ز لازمات   و از لازمات فاتحه خواني بود صلوات
بر مصطفا و آل بهر فرد کائنات   پس بر صلاة ختم کلام است ز واجبات
صلوا علي النبي مع الال صبح و شام
کاین ختمه عظیم شود مغفرت پیام

هوالعلي العظیم
بجوده
۱۲۲۹ھ

هوالعلي العظیم
بوهبه
۱۲۲۹ھ

تاریخ وفات سید حامد شاه مشهدي

"پیوست برحمت الٰهي"
۱۱۷۴ھ

تاریخ وفات سید محمد اشرف مشهدي

"اللهم صل علي محمدن الاشرف و الآل ابداً"
۱۱۶۶ھ

قطعه تاریخ وفات محمد پناه شاعر "رجا" تخلص

وا دریغا "رجا" وفات نمود   هر که بشنید شد حزین و ملول
گفت دل سال فوت آن مرحوم   "هست مقبول در جناب رسول"
۱۱۹۷ھ

در تاریخ وفات والد ماجد خود سید علی شیر قانع مرحوم

ابشره بالجنة النعیم ابداً
۱۲۰۳ھ

قطعه تاریخ وفات خلیفه محمد سعید مرحوم بن خلیفه حامد بن خلیفه محمود تهتوي

محمد آن سعید الاسم في الکون   که مقبول از خدا بوده دعایش

دریغا چون ز دنیا کرد رحلت شده وقف جهان یکسر عزایش
برايِ سال رحلت گفت هاتف "بفردوس برین کردند جایش"
۱۲۰۶ھ

اللهم صل و سلم علي سیدنا المحمد
السعید الحامد المحمود الامجد ۱۲۰۶ھ

قطعه وفات سید کریم‌الدین مرحوم بن یار محمد مرحوم

گشت چو واصل بحق میر کریم‌الدین آنکه
بوده ز روز الست بر ره حق مستقیم
سال وصالش بحق هاتف غیبم بگفت
"باد بوصل از الست یار محمد کریم"
۱۲۰۷ھ

قطعه تاریخ وفات سید مظفر علي مهدوي

آه کآن میر مظفر از علی
آنکه وصفش آمده جنت مکان
شد چو (۱) سويِ جنت الماوايِ خلد
در شب معراج ناگه ز این جهان
از سروش غیب گاهِ فکر سال (۲)
"سويِ جنت رفت" آمد سال آن
۱۲۰۹ھ

قطعه تاریخ غرقي دو سادات

دو دُر هايِ نکو یعني دو سید ز اهل انجوِ شیراز یکجا
زده چون غوطه در بحر شهادت رسانیدند در فردوس خود را
ز طبعم سر زده اینگونه تاریخ
"دو در هايِ نکو رفته به دریا"
۱۲۰۹ھ

در تاریخ وفات جام بجار جوکیه

"دادند جام رضوان با جام" هاتفم گفت
۱۲۱۱ھ

---

(۱) ب ۱ صہ ۱۳۴ : رفت. (۲) ب ۱ صہ ۱۳۴ : بهر سال رفتنش کردم چو فکر.

قطعه تاریخ وفات آخوند غلام محمد "سالک" تخلص

داشت از بسکه دخل در تاریخ شد چو آخوند ما وصال طلب
بهر تاریخ وصل خود خود گفت که "غلام محمدم بادب"
۱۲۱۲ھ

ایضاً

آخوند ما غلام محمد که سالک است
در سلک سالکان شده متصل بدوست
ذکر سلوکش آمده از بسکه غم فزا
"هي هي غلام سالک" تاریخ وصل اوست
۱۲۱۲ھ

قطعه تاریخ وفات میان محمد اشرف کاتب مداح

داشت از بس شغل جان مدحِ نبي
جان ما شاد از محمد اشرف است
سالِ وصل او بجنت گفت دل
"دائما یاد از محمد اشرف است"
۱۲۱۲ھ

ایضاً

چون محمد اشرف ما زاین جهان کرد در صحن جنان نقل مقام
سال نقل او بجنت گفت دل "جايِ اشرف جنت الماوا مدام"
۱۲۱۲ھ

قطعه تاریخ وفات سید محمد نظر نقشبندي

سیدی اکمل که با سرمایه علم و تقا
خویش را در گوشهٔ عزلت زشهرت می نهفت
در شب حج از فیوض حج ایام حیات
حاصلش گردید گاه فوت حج وصل مفت
روز ترحیل شریفش گاه شرح مجد وي
حبذّا سید نظر از غیب هر کس مي شنفت

آه ناگه در جواني کرد چون رحلت ز دهر
گوي تقوا برد و در قصر جنان با مجد خفت
سال ترحیل شریفش هاتف غیبم سحر
"برد سید گوي تقوا را بمجد علم" گفت
١٢١٣ھ
"قد توفي في شوق وصال"
١٢١٣ھ

قطعه تاریخ وفات میان غلام علي خان نظاماني

غلام نام علي ز اینجهان چو کرده سفر
بوصل دوست میان جنان مکان بنمود
ز بسکه بوده غلام علي بجان سالش
"چه به غلام علي بوده" هاتفم فرمود
١٢١٣ھ

قطعه تاریخ وصال مولوي عبدالرحیم مرحوم

عیان بر زمرهٔ ارباب ایمان | کمال مولوي عبدالرحیم ست
بجنت بعد نقل از دار دنیا | معال مولوي عبدالرحیم ست
هزاران رحمت و رضوان ز ایزد | بحال مولوی عبدالرحیم ست
پس از فوتش بخوان این بیت تاریخ | که سال مولوي عبدالرحیم ست
"به بطحا آه پس از حج دویم
وصال مولوی عبدالرحیم ست"
١٢١٣ھ

تاریخ وفات مرزا محمد قلي

در جواني چو رفت از دنیا | بر جوانیش جائ افسوس است
گفت دل سال فوت آن مرحوم | "جائ مرزا قلي به فردوس است"
١٢١٣ھ

تاریخ وفات خلیفه متین الدین

متین الدین خلیفه آنکه بالصدق | دلش ز انوار دین خوش با صفا بود
بسال وصل او هاتف سحر گاه | "متین الدین" بگفتا "با خدا بود"
١٢١٥ھ

ایضاً

شد چو واصل بحق خلیفهٔ ما جایش اندر بهشت بنمودند
سال وصلش تمام اهل بهشت "هست ز اهل بهشت" فرمودند
١٢١٥ھ

در تاریخ وفات خالویٔ خود سید محمود مشهدي

عرف سید پیرو شاه خلف

سید محمد اشرف مشهدي

"اللهم صل علي محمد الا شرف و آلال المحمود ابداً"
١٢١٦ھ

قطعه تاریخ وفات میر نظر علي مرحوم شیرازي

از عین عنایت و عطا کرد عطا با میر نظر علي چو قرب مولا
با عین عنایت علي چون جستم تاریخ ز لفظِ "نظر" آمد پیدا
٧٠ ٧٠+١١٥٠=١٢٢٠ھ

قطعه تاریخ وفات میر حیدر علي مرحوم

چو حیدر علي میر مقبول حق که از داغ هجرش دلم مبتلي است
ز فخر الدین آن میر ذوالافتخار شرف یاب دارین از اکملي است
میان جنان کرد جا ز این جهان "بحق وصل او با علي ولي است"
١٢٢٠ھ
دگر گفت سالش بروئ وصال "ببین میر حیدر علي با علي است"
١٢٢٠ھ

بحق باد او داعئ دوستان
همین عرض "سائل" خفی و جلي است

قطعه تاریخ وفات سید محمد خلیل بن سید فقیر محمد شیرازي

اولاد سید محمد حسین الشهیر به سید مراد علیه الرحمة

بجنت چو نزد علي و حسین روان ز این جهان شد محمد خلیل
ز یمن فقیري و اهلبیت رفیق شهان شد محمد خلیل

دهد تا مراد دلش حق بوصل زجان سبحه خوان شد محمد خلیل
سروشم بسال وصالش بگفت "ببزم جنان شد محمد خلیل"
۱۲۲۱ھ

ایضاً

چو زاین دار حسرت بجنت زشوق بفرمود ماوای سید خلیل
دلم گفت تاریخ ترحیل او "بجنت ابد جای سید خلیل"
۱۲۲۱ھ

ایضاً دیگر

بروز رفتنش از اینجهان بنزد حسین زوصل شه شده حاصل چو دلنهاد خلیل
سروش غیب بسال وصال او فرمود بگو که وصل حسینم بود مراد خلیل
۱۲۲۱ھ

مصرع تاریخ ایضاً

"قدوه آل نبي میر محمد خلیل"
۱۲۲۱ھ

قطعه تاریخ رحلت سید محبوب شاه بن سید میر محمد
اولاد سید مراد شیرازي علیه الرحمة

هزار آه کزین ارتحال غم افزا
چو وصل حق بسلف دلنهاد محبوب است
سروش غیب چنین گفت سال ترحیلش
"بحق میر محمد مراد محبوب است"
۱۲۲۲ھ

ایضاً دیگر

ازین وفات که شد غم فزا بخواهش حق
چو وصل والد ماجد بمیر مطلوب است
سروش غیب بسال وصال او گفته
"جوار میر محمد نصیب محبوب است"
۱۲۲۲ھ

قطعه تاریخ وفات میر امید علي مهدوي

میر امید علی آه جواني مقبول
که بود داغ جوانیش بهر پیر و جوان
رخت بر بست چو ناگاه ازین دارخراب
در جنان همدم شه گشت ز وصل یزدان
ملهم غیب چنین سال وصالش فرمود
"میر امید علي همدم شه شد به جنان"
۱۲۲۴ھ

قطعه تاریخ وفات میر ذوالفقار علي

گشت چون بعد انتقال از دهر — در جنان میر هم جوار علی
سال فوتش بگفت هاتف غیب — با سر آه " ذوالفقار علي "
۱ — ۱۲۲۴ھ
یاد من بعد از پيِ آلش — بدعایش مدام یار علي

قطعات تاریخ وفات آخوند محمد شاکر مرحوم

قطعه اولی

مقبول ازل چون بوصال محبوب — از صدق محبت بحق آمد شاکر
شد سال وصالش بدل من الهام — "واصل بحبیب ست محمد شاکر"
۱۲۲۴ھ

قطعه ثاني

بایزد گشت چون واصل بجنت — محمد شاکر آن مقبول سرمد
سروش غیب سال وصل او گفت — "محمد شاکر ست واصل بایزد"
۱۲۲۴

قطعه ثالث

محمد شاکر آن مرحوم دارین — که دردنیا و دین نامش نشان است
ز دنیا کرد چون ناگاه رحلت — بجنت جايِ آن جنت مکان است
ز سال رحلتش گو با سر جاه — "محمد شاکر از اهل جنان ست"
۳ — ۱۲۲۴ھ

قطعه تاریخ وفات سید رستم علي بن سید ذوالفقار علي بن میر لطف علي خان مرحوم مهدوي

چو در شوق وصل شهان کرد نقل ... ... رستم علي
... ... علي صاحب ذوالفقار که آمد بامداد رستم علي
بشاهان دین گشته همبزم شد ز بار غم آزاد رستم علي
مگر از ازل با شهان سلف چنین بود میعاد رستم علي
که ناگه کنون در غم یاد شان بصد شوق جان داد رستم علي
دلم با سر آه تاریخ گفت "ببزم شهان باد رستم علی"
۱۲۲۵ھ
درین غم خدا یا بود لطف شاه ابد یار اولاد رستم علي
ز "مائل" بحق این دعا باد عرض
باولاد امجاد رستم علي

ایضاً

آه ناگه ز این جهان چو میر ما رستم علي
بسته چشم و با علي همبزم در فردوس خفت
در عزا پرمي بشرح سال فوتش هاتفم
"میر رستم با علي دائم بود همبزم" گفت
۱۲۲۵ھ

ایضاً دیگر

چو رستم علی میر ما در جهان بحق بود دائم خفي و جلي
چنین گفت تاریخ فوتش سروش "که دائم بحق میر رستم علی"
۱۲۲۵ھ

قطعه تاریخ وفات سید طاهر علي مهدوي

ز این دار غم چو در غم شهدا بماه غم
طاهر علي بقصر جنان گشت منتقل
تاریخ وصل او بجنان با سر جنان
۳
"طاهر علي است واصل شهدا" بگفت دل
۱۲۲۵ھ

قطعه تاریخ وفات قاضي ابراهیم مرحوم ساکن بلده

چو شد واصل بمطلوب حقیقي ز فیض رشد کرده خلق راضي
دل از پیک قضا بشنید این سال که "طالب بود ابراهیم قاضي"
۱۲۲۵ھ

ایضاً

"سلامٌ علي ابراهیم بقول من ربه الرحیم"
۱۲۲۵ھ

ایضاً دیگر

"و هب العلم من حدود ملک السند"
۱۲۲۵ھ

در تاریخ وفات میر ابراهیم شاه مرحوم

"و ان من شیعته لابراهیما"
۱۲۲۵ھ

قطعه تاریخ وفات سید ثابت علي

چون محب شاه دین مداح آل مصطفا
آنکه از صدق حقیقت در محبت داشت جوش
رفته از دنیا بجنت گشته همبزم علي
ساغر وصل از کف ساقی رضوان کرد نوش
سال وصل آن محب واصل بزم علي
گفت "همبزم علي ثابت علي بادا" سروش
۱۲۲۵ھ

ایضاً

پیش از این چون محب خاص علي داعي میر ما بصدق جلي
ثابت الحُبّ صادق الایمان آنکه نامش شود ز سال عیان
مي شد از سند در زمان حیات بزیارات روضهٔ حضرات
در دم عزم رفتنش في الحال شده "ثابت علي صادق" سال
۱۲۰۸ھ

باز چون کرده این شرف حاصل — سال دیگر به سند شد واصل
سال این خوش قدوم صدق نشان — شد ز "ثابت علي بصدق" عیان
۱۲۰۹ھ

این زمان باز چون بحکم قضا — که بصدق دل است مقام رضا
با ثبوت ولا و صدق دلي — آن محب علی و آل علي
از براي زیارت شاهان — کرد رحلت از این جهان بجنان
هاتفم گفت سال رحلت او — "هاي ثابت علي صادق کو"
۱۲۲۵ھ

در جنان باد دائم آن مقبول — داعی دوستان آل رسول
خاصه در حضرت شهان دایم — باد داعي میر بزم کرم

"سائل" حق بیادش از اخلاص
خواهد از حق ابد شفاعت خاص

قطعه تاریخ واقعه سید رضا شاه

چو مقبول آل محمد رضا شاه
که در خلد هم بزم شان دائما باد
وفات از جهان کرد در عین غربت
ببزم جنان شد که جایش بجا باد
ز فیض شه دین رضا در جنان
مقام رضایش نصیب از خدا باد
بگفتند اهل جنان سال وصلش
که "همبزم آل محمد رضا باد"
۱۲۲۵ھ

خدا یا بارواح امجاد شان
ز "سائل" بحق صد درود و ثنا باد

قطعه تاریخ وفات سید ارشاد علي مهدوي

چون شد بجواني ز جهان سوي جنان آنکه
ز ارشاد علی نامور اهل جهان بود

ناگه ز غم فرقت او ... ...
از خون جگر چشم دلم اشک فشان بود
جستم چو ز دل سال وفاتش خردم گفت
"صد آه که ارشاد علی تازه جوان بود"
۱۲۲۶ھ

ز ارشاد علي مير به حق آمده مقبول
با رويِ يقين سال دگر ورد زبان بود
"دائم بجنان باد دعاگويِ احبا"
در مقدم او ورد دل اهل جنان بود

ایضاً

طبق خوابي که در ايام مرض ديد بخواب
واصل بزم شهان چونکه برايِ العين آمد
گفت با رويِ يقين سال وصالش هاتف
"مير ارشاد علي واصل حسنين آمد"
۱۲۲۶ھ

قطعه تاريخ وفات خواجه مهر علي علوي

چون واصل حق مهر علي خواجه علوي
ز اين دار الم سويِ جنان نقل مکان کرد
بشنيد دل از پيک الم سال وصالش
"از مهر علي مهر علي نقل جنان کرد"
۱۲۲۶ھ

ایضاً

رفت چون مهر علی خواجه علوي ز جهان
آنکه از مهر علي جاش جنان مي شايد
هاتف غيب چنين سال وفاتش فرمود
"شافع مهر علي مهر علي مي آيد"

ایضاً دیگر

چون شد ز جهان مهر علی خواجه که وصفش
از يمن فيوض ازلي جنتی آمد

از اهل جنان گل شده این سال وصالش
"از مهر علي مهر علي جنتي آمد"
١٢٢٦ھ

ایضاً ثالث

چو خواجه مهر علي کرده جان بحق تسلیم
وصال خواه حق آمد ز یمن مهر علي
سروش غیب چنین سال وصل او فرمود
"که وصل یاب بحق باد خواجه مهر علي"
١٢٢٦

قطعه تاریخ وفات سید قاضي مقبول شاه

چو مقبول آن شه و مقبل حق — که بُد حاجي و عالم و دین پناه
بتاریخ پنجم ز ماه صفر — شب جمعه ناگه بصد مجد و جاه
ز صدر قضا بسته رخت شریعت — بجنت برفت از قضاءِ اِلٰه
چنین گفت الهام حق سال فوتش
"که مقبل بحق است مقبول شاه"
١٢٢٧ھ

قطعه تاریخ وفات سید غلام نبي لکعلوي ساکن سیوستان

قطعه اولٰي

چو ناگاه سید غلام نبی — که بوده ز مجد و شرف نیک راي
بداده بجان جهان داغ حزن — ز بزم جهان در جنان کرد جاي
ز جان حزینم شد این سال گل — "ز حزن غلام نبي آه هاي"
١٢٢٧ھ

قطعه ثاني

غلام نبي کز کمال مجد و شرف — در آل پاک نبي نامدار دوران بود
چون ناگهان ز جهان با یقین کامل دل — به بزم خلد به پیش نبي مکان بنمود
سروش غیب بروي یقین از آن سالش — "بود غلام نبي با نبي ابد" فرمود
١٢٢٧ھ

قطعه تاریخ وفات سید غلام مرتضا صوفي

چون غلام مرتضا سید نسب صوفي حسب
کرد ز این دارالفنا بر عزم جنت ارتحال
در دم ترحیل آن مرحوم حق الهام غیب
گفت "جایش جنت ست" از غیب سال
١٢٢٧ھ

قطعه تاریخ وفات میر غلام الله بن میر تهاره خان تالپر

در جواني میر ما چون کرد فوت آنکه دل در حزن فوتش آه گفت
سال فوت آن جوان نیک دل "واي بر حزن غلام الله" گفت
١٢٢٨ھ

قطعه تاریخ وفات سید کرم علي مهدوي

چون ناگهان کرم علي آن سیدي جوان
ز این دار غم بروضهٔ فردوس آل جفت
هنگام رحلتش خردم سال فوت او
"جاي کرم علي ست بفردوس آل" گفت
١٢٢٨ھ

ایضاً

سید کرم علي که جواني خلیق بود
ز این دار غم گذشته چو در خلد کرد جاي
هاتف بروی ولوله تاریخ فوت گفت
"بوده کرم علي چه جواني خلیق هاي"
١٢٢٨ھ

تاریخ واقعه ملا عبدالکریم بابي

چو عبدالکریم اسم بابي که او باهل کرم داشت ربط قدیم
ز تکریم اکرام اهل کرم ز تقدیم انعام نعم النعیم
بغربت ز غربت سرای جهان شد از بس کرامت بجنت مقیم
شد این سجع اسمش بتاریخ وصل "بعبدالکریم است لطف کریم"
١٢٢٨ھ

فنعم الکرم کآن کریم [الصفات] باهل کرم فی الجنان شد مقیم
کنون ورد "مائل" بحق در دعاست فاغفر و ارحم له یا رحیم

ایضاً

"لطف کریم است بعبدالکریم"
١٢٢٨ھ

در واقعه عاجزه خود بی بي سکینه نام

شد چو اندر جنان سکینهٔ من هم مکان با سکینه پیش بتول
گفت تاریخ هاتفم "وي باد در جنان با سکینه پیش بتول"
٢٣ + ١٢٠٦ = ١٢٢٩

قطعات تواریخ وفات سید محمد افضل شیرازي

چو از عز محمد افضل الال پیام وصل حق شوقاً بجان گفت
ز جان اهل جنان در شوق وصلش بود وصل تو في هذالجنان گفت
سروشم [سال] وصلش ز آن به "اعزاز محمد افضل اهل جنان" گفت
١٢٢٩ھ

ز دل "مائل" بحق عرض تحیات
دعاءً بهر آن خلد آشیان گفت

ایضاً

افضل آل محمد ز این جهان کرد چون در شوق وصلش ارتحال
گفت دل با "طیب" سال وصل او "با محمد افضل آمد وصل آل"
١٢٢٩ھ

"المجد افضل احباء اهل الجنان حسّباً"
١٢٢٩ھ

"فضل المحمد افضل لآل ابداً"
١٢٢٩ھ

قطعات تواریخ واقعه حضرت عمویم (سید ضیاء الدین شیرازي) مرحوم

دم تسلیم جان حضرت عمویم که در هجرش دلم این داستان گفت

بوصفش اکمل الآل از تفضل ز دل هر اهل فضل اندر جهان گفت
ز دنیا رفته چون در قصر جنت بحق لبیک وصل از شوق جان گفت
ضیاء دین بروحش باد همدم ز دل روح القدس با صد زبان گفت
بعون پنجتن زان سال وصلش "ضیاء الدین محمد في الجنان" گفت
۵ + ۱۲۲۴ھ = ۱۲۲۹ھ

بحق پیوسته از خوبي دارین به نزد حق دعاي دوستان گفت
بحق "سائل" بحق بادا بدارین بارباب حق آن جنت مکان گفت
بگاهِ ختمهٔ غفرانش الحق عفاک الله پئ این ختمه خوان گفت

ایضاً

قبله ام چون بوصیت ز این پیش چند اذکار شفاء الدین مي گفت
سال وصل خود خود آن دم با من "درجنان جای ضیاءالدین" می گفت
۱۲۲۹ھ

قطعات تواریخ وفات قاضي محمد معین عرف قاضي مولیدینه قاضي قلعه بلده

شد واصل جنان چو محمد معین که بود کامل ز حُبّ آل محمد یقین وی
تاریخ وصل او بجنان دل بعون "آل" گفتا "به جنت ست محمد معین وي"
۳۱ + ۱۱۹۸ = ۱۲۲۹ھ

ایضاً

چون محمد معین قاضي آنکه بود ز اجداد قاضیٔ قلعه
بست ازین قلعه رخت گفتم سال "بجنان باد قاضیٔ قلعه"
۱۲۲۹ھ
ز آن بجنت ز وصل اهل جنان کرد حق شاد قاضیٔ قلعه
گوئیا اندر این قضا برضا بود میعاد قاضیٔ قلعه
باد در این قضیه ربّ ارحم ورد اولاد قاضیٔ قلعه

ایضاً دیگر

هنگام صبح چونکه محمد معین بحق
لبیک وصل اهل جنان از یقین بگفت
ز آن هاتفم بروي یقین سال وصل وي
"از اهل جنت ست محمد معین" بگفت
۱۲۲۹ھ

قطعه تاريخ شهادت حاجي عمر مرحوم

چون ناگهان شهيد ستم اندر اين قضا
لبيک بشهيد الله بشهداي دين بگفت
تاريخ اين قضيه چنين ملهم قدر
"حاجي عمر شهيد ستم هاي بين" بگفت
۱۲۲۹ھ

ايضاً

چون ز اين ستم سرا شد در شوق بجنت
مقبول با شهادت حاجي عمر شهيد
گفتند اهل جنت سال شهادت او
"با حق بود بجنت حاجي عمر شهيد"
۱۲۲۹ھ

قطعه تاريخ مخدوم دين محمد مرحوم بوبكاني

بحكم خواهش حق ناگهان چو مخدوسی
ز صدر فضل و كمالات عزم رحلت بست
ز شوق دل كه به دين محمدي مي داشت
چو اهل دين بحق آمد وصال او سر دست
سروش سال وصالش بگفت با سر آه
"ز شوق دين محمد به بين بحق پيوست"
۱۲۲۹ھ

ايضاً

چو ز اين جهان شده شادان بوصل حق مخدوم
كه در جنان بحق دين ز اهل ارشاد است
سروش سال وصالش از آن چنين فرمود
"بلي كه دين محمد ز وصل حق شاد است"
۱۲۲۹ھ

قطعه در جواب شخصي كه حرف گيري بر قتل مُلاي كلامي مي نمود

چو در پاس كلامي گفت شخصي كه جائز قتل وي در شرع كی بود

بگفتم پس چرا شد سال قتلش "به حکم شرع جائز قتل وي بود"
۱۲۲۹ھ
شمرده سال قتلش گفت توبه چو تائب شد دگر این بحث طي بود

[تاریخ رحلت "حبیبه"]

در دم وصل آن حبیبهٔ حق سال وصلش چو جستم از قران
دل مع الحب سال وصلش گفت "فادخلي جنتي" ز قران خوان
۴۱ + ۱۱۸۸ = ۱۲۲۹ھ
یا رب از فضلت این حبیبه باد نزد خاتون دین ابد بجنان

قطعه تاریخ رحلت سید نور محمد بن سید نیاز حسین

چراغ محفل علم و عمل گزیدهٔ آل
که فخر اهلِ جهان بود ذات بي همتاش
ز حبِّ دل که بنور محمدي مي داشت
مدام جلوه فزا بود نام رشد افزاش
ز بس بصدق دلي در نیاز آبا بود
نیاز مندئ نام حسین داد جلاش
بنوزدهمِ ماهِ مبارکِ رمضان
که بوده از شرف قدر لیل عید لقاش
چو بر ارادهٔ حق کرد جان بحق تسلیم
ببرد صدق ارادت بجنت الماواش
دلم بروي ارادت بگفت تاریخش
"بحق نور محمد بود بجنت جاش"
۱۲۳۰ھ
کنون که رفته ز دنیا بوصل حق پیوست
دعاي اهل حق است خیر و خوبئ عقباش
بخلد باد کنون حامیش ز فضل خدا
محمد عربي و ائمة النجباش
بحق آنکه مدام است بوصل حق مدعو
[مدام] ورد دل "مائل" حق است دعاش

قطعات تواریخ رحلت مخدوم نور محمد بوبکانی مرحوم

کجا شد آنکه ز دل مخلص دعاگو بود
دریغ و آه در این فرقتش بهر حال است
مگر گذاشته با آل صدر مخدومي
که نوبتاً بجهان ارث اهل افضال است
ز یمن نور محمد که نقش نامش بود
جلاي بخش وصال جنان باجلال است
سروش غیب چنین سال وصل او فرمود
"وصال نور بنور محمد و آل است"
۱۲۳۰ھ
کند ز "مائل" حق تا حق این دعا مقبول
دعاي مغفرتش وردِ دل مه و سال است

ایضاً

چون ناگهان ز قضا اهل فضل را مخدوم
که بود نامي دوران ز صفوتِ ذاتي
بجنت آمده واصل بحق پس از رحلت
بحق نور محمد شفیع عرصاتي
کشیده سر ز الم گفت هاتفم تاریخ
"بده بنور محمد ز دل تحیاتي"
۱۲۳۰ھ

قطعه تاریخ رحلت محمد حافظ

محمد حافظ از وصل مخلد بجنت گشت چون دلشاد بالحق
کشیده آه گفتم سال وصلش "محمد حافظ او باد بالحق"
۱۲۳۰ھ

هذه الصلوة الشریفه تاریخاً لارتحال مخدوم محمد منعم مرحوم هالائي

اللهم صل علي محمدن المنعم
بنعماي وصال الجنان اعزازاً
۱۲۳۰ھ

قطعه تاریخ ارتحال مخدوم محمد ابراهیم مرحوم هالائي

مشرف شد چو مخدوم حق آگاه نموده رحلت از دنیا بوصله،
بماه ماتم شاه شهیدان میان جنت العلیا بوصله،
بباء بسم الله چو سال وصلش ز "ابراهیم الذي وفي بوصله،"
۲ ۱۲۳۱ھ
کنون اندر دعاي است فاتحه‌خوان ز دل "مائل" بحق حقاً بوصله،
ففي جنات عدن ربنا ادخله بجنب سید الشهدا بوصله،

ایضاً کان ابراهیم خلیلا للحق بجاه دوام
۱۲۳۱ھ

ایضاً کان ابراهیم حمیداً بنعمت الله صبحاً و مساًء
۱۲۳۱ھ

قطعه تاریخ وفات سید ولي

چون ناگهان بعین جواني ... ...
آن سیدي ولي که بجان ماتمش جلي است
هاتف ز جان بواقعه اش اینگونه سال گفت
"هر جان بدرد واقعهٔ سید ولي است"
۱۲۳۱ھ

ایضاً

در جواني چو شد بسوي جنان آنکه یارش علي است در جنت
دل کشید آه سال ترحیلش گفت "سید ولي است در جنت"
۱۲۳۱ھ

قطعه تاریخ وفات میر اله یار

... ...
ز صدر ایالت فرو بسته رخت به فردوس جنت شده جاي گیر
بنامش رقم کرده کلک قضا ففي شوق جنت توفي الامیر
بجنت چو از یارئ لطف حق ... یارش آمد بلطف کثیر
ز اهل جنان گل شد اینگونه سال "بجنت رسیده الهیار میر"
۱۲۳۱ھ
کنون کن عطا رحمت خاص خود الٰهی بر آن میر جنت مسیر

قطعه تاريخ وفات سيد افضل

بوده ز بس سيد افضل در آل همدم ياران طريق وفا
کرد حق از يار محمد [ولي] پيرو راه حق و حق آشنا
گشت بيک واسطه از رشد وی سلسله آراي طريق هدا
ياد حق و پيروي اهل حق شغل دلش بود بصبح و مسا
بعد وفات آمده از بسکه وي واصل آن قدوه اهل صفا
گفت دلم سال وصالش چنين "يار محمد بود افضل بجا"
۱۲۳۲ھ
بسکه بياريش دلم "مائل" است روز و شب ست عرض دلم اين دعا
فضل حق و رحمت پروردگار باد بياران طريقش عطا

قطعه تاريخ وفات مخدوم غلام محمد

مخدوم ما غلام محمد چو ز اين [جهان]
لبيک خوان بخلد برين رخش [مرگ راند]
بواب خلد ديده غلام محمدش
در دم بخويش برده بخلد برين رساند
ز آن هاتف از زبان وي اندر خطاب سال
"با ما ايا غلام محمد بيا" بخواند
۱۲۳۲ھ
در درد فرقتش که بود دلنشين دهر
صد گوهر سرشک غم از ديده دل فشاند
اکنون که دل بفاتحه‌اش "مائل" حق است
غير از دعاي مغفرتش کار دل نماند

قطعه تاريخ وفات مير مختار علي

نامور با مير مختار از علي چون زد اندر قصر جنت فال وصل
روز وصل او بجنت از سروش "هست جنت جايش" آمد سال وصل
۱۲۳۲ھ

[قطعه تاریخ وفات شخصي که احمد نام داشت]

ز این جهان چون واصل حق احمد اسم نقش بند نام حق بر لوح جان
حامداً لله بشوق وصل حق کرد در بزم جنان نقل مکان
سال وصلش بي سر اندیشه شد "واصل حق گشت احمد في الجنان"
۱۲۳۲ھ

قطعه تاریخ وفات عبدالرحیم بن محمد عطا
از اولاد حضرت مخدوم نوح

چو راهي بحق گشت عبدالرحیم که بُد همرهش فضل مولاي او
حق از رحمت خاص خود بالوصال بهشت برین ساخته جاي او
از آن سال وصلش سروشم ز غیب بگفتا " بهشت است ماواي او"
۱۲۳۲ھ

ایضاً

اشهر اولاد پاک حضرت مخدوم نوح
آنکه به‌عبدالرحیم شهره در اهل صفا ست
بسکه پي وصل حق در صف ارباب خلد
نزد محمد عطا والد خود با خدا ست
[هاتف] غیبم سحر سال وصالش بحق
گفت " بعبدالرحیم وصل محمد عطا ست"
۱۲۳۲ھ

قطعه تاریخ وفات سید غلام مرتضيٰ

... ...
... ... پرسي ز قضا چه ماجرایش
مي گفت چه سید جوان بود هر پیر و جوان در عزایش
آن مقبل نو جوان که بودند مشتاق بهشتیان برایش
زان هشته‌جهان چووصل جورفت فرمود بهشت حق عطایش
مرحوم ازل خطابش آمد از رحمت حق بمرحبایش
جایش به بهشت کرد رضوان چون دید غلام مرتضایش
تاریخ وصال او سروشم فرموده " بود بهشت جایش"
۱۲۳۲ھ
"مائل" بحق است مغفرت‌خواه در فاتحه خواني و دعایش

ایضاً

آه چون سید غلام مرتضا آنکه توصیفش نمي آید بـعـد
داده داغ غم بجان دوستان ... ... گردید واصل با احد
... ...

قطعه تاریخ وفات سلطان علی

با علي چون گشت واصل فی‌الجنان آنکه از سال است نامش منجلي
ساختم زاینگونه اندر منقبت سال وصلش دلنشین هر ولي
سال وصل اوست با عون احد "صدر جنت را بود سلطان علي"
۱۲۳۳ھ

قطعه تاریخ وفات عبدالکریم

در ثاني محرم کآن ماه درد آل است
آه از جگر کشیده زاینگونه لب بجنباند
خوش زیست مرگ آنکو ایزد ز فضل خاصش
زاینجا به بخش ایمان در قصر خلد جنباند
در عین نوجواني چون شایقاً بوصله
از دهر رخش رحلت بر جانب جنان راند
در حسرت جوانی و آن علم و فضل و خوییش
هر دل ز بس تالّم از دیده اشک افشاند
تاریخ رحلت او چون جستم از دل خویش
دل، "واصل کریم است عبدالکریم" [بر] خواند
۱۲۳۴ھ
یا رب بحق حسنین کن قرب شان نصیبش
ز اخلاص "مائل" حق سویش همین دعا راند

دیگر

"لطف کریم است به عبدالکریم"
۱۲۳۴ھ

قطعات تواريخ وفات مير حسين‌علي (۱) بن مير علي اصغر شيرازي

قطعه اولي

حسين علي خلف نوجوان حضرت مير
ز جام وصل جلال و حسن چو شد سرمست
براي سال وصالش بگفت دل "بجلال"
۶۶
"حسين علي بجوار حسين علي پيوست" [؟]

قطعه ثاني

داغ است دل ز درد وفات حسين علي
كه از داغ هجر او شده غمگين دل جهان
با ياري " جلال " بگو سال فوت وي
۶۴
"دائم حسين علي است به حسنين در جنان" [؟]

قطعه ثالث

شد ناگهان چو واقعهٔ مير نوجوان
كز درد فرقتش دل احباب مبتلي است
با روي درد گفت دلم سال فوت وي
۴
"همراهي حسين و حسن با حسين علي است" [؟]

قطعه تاريخ وفات آخوند محمد بقا

مير مرحوم منشي محمد بقا آنكه		بُده خواهشش وصل بالله صدق
نمود از پي نعم مثوي الجنان		بدار البقا وصل دلخواه صدق
... سال وصلش بعون احد		...... البقا نعم مثواه صدق" [؟]

۱- حسن علي ؟ -

مثنوی شوقیه

در شوقیه و تاسف بر فرقت گفته

اي نسيم صبح کو صبح وصال — مُردم اندر شام فرقت کیف حال
شام فرقت را نمي بينم بسحر — از سحر چيزي فراقم شد نه سر
در فراقم روز چون شب مي رود — روز و شب در ذکر یا رب مي رود
یا ربم کي يار يارِ من شود — اندرين غم غمگسارِ من شود
در فراقش مُردم و کو زندگي — بي وصالش هر دو شد شرمندگي
اندر اين غم از کلام مولوي — به که از من اين دو بيتش بشنوي

تضمين ابيات مولوي المعنوي

"بشنو از ني چون حکايت مي کند — از جدائيها شکايت مي کند
کز نيستان تا مرا ببريده اند — در نفيرم مرد و زن ناليده اند"
اين نوا زين بينوا بشنيدني است — با جدائي سازشِ من ديدني است
ور جدائي کرد از خويشم جدا — بيخودم بينم چه مي سازد خدا
گر نمي سازد بمن گردون چه باک — صابرم بر هر چه سازد عشق پاک

مکالمه عشق

استمع ماذا يقول العشق لي — کاي بعشقِ يار دائم مبتلي
جرعهٔ از جام عشقش نوش کن — داستان عشق از من گوش کن

خطاب با غافل از عشق و بيان احوال عشق

قل لمن لا يعلم الاحوال عشق — استمع مِن قولنا اقوال عشق
طعنه عشاق سازي تا به کي — باش يک دم گوش بر آواز نَي
بشنو از نی تا چه مي گويد دگر — گفتگوئ عشق را باشد اثر
عشق چون آيد نماند عقل وهوش — معنئ عشق آمده جوش و خروش
عشق چون آيد نمي ماند قرار — بيقراري را ست در عشق اعتبار
عشق چون آيد نمي ماند تميز — کو زليخا و کجا باشد عزيز

عشق چون آید زند آتش بجان — معنی العشق نار الله خوان
صوفي اندر رقص گر سازد غلو — مدعایش نیست غیر از عشق او

در ضدیت عقل با عشق گفته

عشق مي خواهد ز تو دیوانگي — عقل مي خواهد ز تو فرزانگي
عقل را با عشق نبود نسبتي — مردِ عاقل ز آن ندارد قسمتی

خطاب به عاشق

قصهٔ لیلي و مجنون گوش کن — کار بیهوشي است اما هوش کن
هوش را هر چند اینجا نیست کار — لیک بیهوشي ندارد اعتبار
همچو مجنون از جنون دیوانه باش — گرد شمع معرفت پروانه باش
عشق را باشد ره و رسم دگر — در ره عشق است صد خوف و خطر
خاکساري بایدت در راه عشق — جان نثاري بایدت در راه عشق

مکالمه در آنکه بي خیال حق نباید بود

باش آزاد از خیال غیر حق — کز خیالِ غیر حق بیني قلق
اندر اینجا مولوي خوش گفته است — طرفه دُرهائ حقیقت سفته است

تضمین ابیات مولوي المعنوي

اي برادر تو همه اندیشهٔ — ما بقي تو استخوان و ریشهٔ
گر بود اندیشه‌ات گل گلشنی — ورخس وخارست و هیمه، گلخنی
معنیٔ اندیشه چون آمد خیال — باش از دل در خیالش جمله حال

در اجتناب از رقیب که عبارت از اغیار است گفته

قد سمعنا مِن احادیث الحبیب — لیس في بزمي تقرب بالرقیب
از رقیبان گوشه کردن لازم است — در محبت بسکه عزمت جازم است
بزمِ یاران لایق اغیار نیست — بزمِ اغیار است کآنجا یار نیست

مکالمه در آنکه بزم دل جائ یار است

داشت در بزم دلم خوش یار جا — جائ یاران بود بزم دل بجا
غیر را اینجا نمي باشد وجود — ما و من اینجا ندارد هیچ سود

کن‌خیال ِخویشتن تا خود کئي(۱) ازخودیها در گذر تا خود چئي(۲)

مکالمه در آنکه بیاد یار مجازي بقول المجاز قنطرة الحقیقة به یاد یار حقیقي باید بود

اندر اینجا با خدا بودن خوش است بیخود و ازخودجدابودن‌خوش است
جستجوي ٔ یار اینجا لازم است گفتگوي ٔ یار اینجا لازم است
قد رضینا بالقضا فی هجر یار کرد درد هجر او جانم فگار
نیست غیر از یار کارم با کسي از جداي ٔ شکوه‌ها دارم بسي
لیک غیر از یار من گویم بکس گویمش گردد بمن گر همنفس
میکنم تضمین بیت آنکه گفت قول ِ یاران را نمي باید نهفت

تضمین بیت قدیم

من ز یاران چشم یاري داشتم خود غلط بود انچه مي پنداشتم
چاره ٔ کارم کنون جز صبر نیست صابرم کارم دگر با جبر نیست
چند از مجبور جبر آید بکار یار در هر کار دارد اختیار
نیست کارم جز بیاد ِ یار خویش میکنم خوش یاد آن دلدار خویش

در طلب یار گفته

آین َمن اصبحت في تحمیده آین من امسیت في تمجیده؟
آین َمن في شوقه عمري مضیٰ آین من فی ذوقه عیني بکيٰ؟

در تاسف بر فرقت ِ یار گفته

بود یارم هموطن ز این پیشتر این زمان از غـُربتم زو در سفر
این وطن را نام کس نشنیده است داند آن کو کین وطن را دیده است
حیدراباد آمده این خوش وطن حـُب حیدر هم وطن بادا بمن
من ز حـُب‌حیدري با یار خویش میکنم اظهار هر اسرار ِ خویش
بسکه با حـُب محمد کار ما است یوسف مصر محبت یار ما است
حـُب حیدر خوش بحب احمدي دارد از اخلاص ربط سرمدي
در محبت هر دو یار صادق اند بهر یاران غمگسار صادق اند

(۱) کئي = که هستي ؛ (۲) چئي = چه هستي .

ایضاً در تاسف بر فرقت یار گفته

یاد ایامی که یارم یار بود — در همه غم بهر من غمخوار بود
بوده دل منزل سرايِ دلربا — در دلم خوش داشته دلبر سرا
دلبرم خوش دلبریها مي نمود — بُرده دل ، با دل دلاسا می نمود

در توصیف یار گفته

مصحف رویش به آیات مبین — بوده کشّافِ معانيِ یقین
داشت چون در علم حکمت دستگاه — بوده دستورالعلاجش هر نگاه
هر نگاهي کز شفقت مي نمود — شرحي از قانونِ حکمت مي نمود
جبهه اش مي بود روشن همچو ماه — بوده هر دل راجبینش سجده گاه
چون دو سطر ابروش مي دیدمی — درس حکمت زو بایما خواندمي
ناوکِ مژگان آن ابرو کمان — می نمود از دور هر دل را نشان
سر خطِ حسنش عجب خط داشته — رویش از خط طرفه سر خط داشته

مناظره خال با چشم

خوانده مضمونِ خطش هندويِ خال
داشته با تُرک چشمش قیل و قال
چند خواني کافرم بر زعم خویش
نامِ من باشد بلال اندر قریش
در مدینه از حبش جا کرده ام
ز آن برويِ یار ماوا کرده ام
چون تو اندر سحر داري دستگاه
فتنه ات بر ساحري آمد گواه
نیست در اسلام جائز قتل کس
کشت سحر و فتنه ات هر ذي نفس

در جواب دادن چشم گفته

گفت چشمش کای سیه رو کن خموش
کافري ، کن ذکر کفر خویش گوش

باشد از کفرِ دلی رویت سیاه
کافري بر کفر تو زلف است گواه
هرزه گردي ، نیست یکجا جائ تو
هست بیجا هرزه گردي ، وائ تو
چند خواني خویش را اینجا بلال
نامِ تو هر جا بود هندوئ خال
سورهٔ نور است در شانم مبین
گر بهبینی سویم از عین الیقین
با مسیحا نسبت من پُر بجا ست
بهر درد دل نگاهم چون دوا ست
بود در این گفتگوئ شان بهم
خضر خطش درمیانِ شان حَکَم

مکالمه در آنکه کفر و ایمان نزد عاشقان یکي است و از وصف یار مجازي بیار حقیقي مي توان برد

الغرض بشنیده وي این بحث شان
داشت این فرد گزین وردِ زبان
کفر و ایمان پیش عاشق یک بود
کي بر این حرفم در اینجا شک بود
اندر اینجا در بیانِ وصفِ یار
از مجاز آمد حقیقت آشکار

در بقیه توصیف یار گفته

بر رخش چون زلف مشکین مي فتاد
صبح و شام عیش و غم مي گشت یاد
بر لبش جامِ شراب و زیر لب
خوش تبسّم می نمود از بس ادب
در تبسّم چون دهن را مي کشود
غنچه گل مي گشت و وصفش مي نمود

بوده در چاه زنخدانش مدام
از صداقت صد چو یوسف را مقام
بر کمر از ناز چون می کرد دست
دسته دسته فوج دلها مي شکست
راستئ قامتش مي گفت راست
از خجالت سرو پا در گل بجاست
خوش ز نازش بهر ارباب نیاز
مي شدي پیدا حقیقت از مجاز
دلبرم خوش دلبري سر مي نمود
دل ز من مي برد و در بر مي نمود
دیدنش مي بود بی شک عید من
بوده منظور دلش خوش دید من
در سخن هر گه گل افشان مي شدي
هر گل حرفش گلستان مي شدي
هر سخن کز طبع او بشنیدمي
در بهار عیش چون گل چیدمي

در رجوع بحضرت ساقي روز شمار حسب فرموده چشم یار گفته

چشم مخمورش همي گفتي بناز — کن براه شوقِ ساقي دیده باز
دیدنِ ساقی بدل بخشد صفا — دیده رویش خوان صفا با سرحبا
ساقئ ما ساقئ هر دو سرا ست — آنکه از وي جام کوثر بخش ماست
در حضورش با حضور دل مدام — میکنم عرض از دل و جان این پیام

در تاسف بر عمر گذشته و اقوال و افعال لغو و لهو
و طلب جام اصلاح از حضرت ساقي گفته

قد مضیٰ عمري بقیل و قال لغو — لیس اعمالي سوي افعال لغو
ساقي ما مصلح احوالِ ما ست — عرض اصلاح این زمان ز اقوال ما ست
من ز افعال و ز اقوالِ مضیٰ — پیش یارانم خجل چون ساقیا

در گلستان چون گلم کن شاد کام بخش از اصلاح خاصم تازه جام
در گلستان گر نه باشد گل چه حظ ور بجام گل نباشد مُل چه حظ

مکالمه، در آنکه عشق را با حسن ربط وصلي است و عشق حق
با حُسن احمد صلي‌الله علیه و آله و سلم اصلي است

بر لب جام این نوید وصلي است
عشق را با حُسن ربط اصلي است
عشق حق با حُسن احمد دیدني است
داستانِ عشق من بشنیدني است
داستانِ عشق من با حُسن یار
یافت خوش از عشق و حسنِ شان نگار
باشد اندر بزم عشاق ازل
مي ز دست یار خوردن خوش عمل
چون به ساقی یارم آنجا کام داشت
بزم یاران طرفه دورِ جام داشت
مطرب آنجا بسکه مستِ باده بود
بیت حافظ را ز مستي مي سرود

تضمین بیت حافظ

"ساقیا برخیز و در ده جام را خاک بر سر کن غم ایام را"
مي در این ایام غم از هجر یار یار هم در یاد ساقي دل فگار
اسقنا یا رب" کاسات الوصال مِن یدالساقي بنغمات الوصال
دیده جام اندر کف ساقي مدام کرده شوق دل بسویش این پیام

خطاب بحضرت ساقي در طلب جام و انتقال بمدح خسرو ذوالکرام

ساقیا تا چند باشم من بغم گر کني جامم کرم نعم الکرم
جام مي کآن بخش شاهان آمده خاصه بخش شاه دوران آمده
جام مي کز وي بشاهان سرخوشي است جام مي کز وي دل شان درخوشي است

جام مي کامد کرم زو کامیاب یمن نام پاک شاه بوتراب
جام مي کآن مژد ایمان آورد مژد ایمان با کریمان آورد
جام مي کز فیض وي بزم کرم دور عیش آرد بصد عزم کرم
جام مي کآن آورد مژد مراد بهر رُشد شاهي از فرطِ وداد
جام مي کز مستیش دل در سمود خواند از نعم الکرم هر دم درود
جام مي کز بخشش دل در دعا بهر شه خواهد حصول مدعا
جام مي کز مستیش در بزم شاه آمده دل از کراست کام خواه

ایضاً در طلب جام گفته

جام مي کز مستیش بیخود شوم در مقام بیخودی سویش روم
جام مي کآن را چون من گیرم بکف گویدم هر کس نویدِ لاتخف
جام مي کآن آورد یارم بیاد سازدم در یاد یارِ خویش شاد
جام مي کآن واصلِ یارم کند واصل آن یار غمخوارم کند
جام مي که آن بخشدم از غم نجات همچو یاران در حیات و در ممات
جام مي کآن مطلبم حاصل کند در صف یارانِ دین واصل کند
جام مي کآن یاری حق بخشدم بخش وصل یار مطلق بخشدم
تا بیاران یارئ آن ساقي است مدعایم وصل یاران باقي است
بخش یاران وصل حق بادا مدام بر دعاي وصل قد تمّ الکلام
چون دلش مائل بیار مطلق است
"مائل" حق بین که واصل با حق است

[ب٦ - ص١٠٦]

ساقي نامه

بنام خداوند پیمانه بخش　　سبوبخش و خُم بخش و خمخانه بخش
خُم اندر خُم آورد صبهايِ عشق　　روان کرد از باده درياي عشق
ز صهبايِ عشقش بهر صبح و شام　　مه و مهر مي آورد تازه جام
ازين جام باشد جهان کامياب　　زمين کامياب و زمان کامياب
زمين و زمانِ وقف اين جام کرد　　دلِ عاشقان را به او رام کرد
من از فيض اين جام نيکو اثر　　ز عشقِ محمد شدم با خبر
که مستيِ عشق است ز پيمانه‌اش　　دلِ عاشقان است ديوانه‌اش
بلي هر که ديوانهٔ اين در است　　بجام دلش بادهٔ کوثر است
مرا جام کوثر بکف داده اند　　برات ازين من عرف داده اند
عجب نشهٔ دارد اين جام عشق　　شود پخته ز اين جام هرخام عشق
ز جامش جهان کام در کام يافت　　ميِ عشق ازين جام در کام يافت
بلي نشهٔ عشق از جام اوست　　مرا چشم بر راهِ انعام اوست
سزد گر کنم شکر انعام او　　که دارم بکف از ازل جام او
ز عهدِ ازل سر نه پيچم مدام　　من و ساقي و باده ميناءِ و جام
من از ساقي خويش گيرم چو جام　　کنم مدعايِ دلِ خود تمام
مرا کار با ساقيِ کوثر است　　که‌طبعم به‌مدحش پُر ازگوهر است
کجائي تو اي ساقيِ روزگار　　که باده‌ات ز دل بُرد صبر و قرار
بيا ساقي اي من غلامِ درت　　غلامِ درِ حضرتِ قنبرت
بيا ساقي اي خضر سقايِ تو　　حياتِ ابد وقف صهبايِ تو
بيا ساقي اي مير بزمِ کرم　　غلامِ درت صد چو جمشيد و جم
ز دستت بگيرم چون من جام را　　کنم پخته هر معنيِ خام را
بيا اي ز دستت جهان کامياب　　به کامِ دلم ريز جامي شراب
شرابِ مصفّا که هوش آورد　　دل پُر تعب را به جوش آورد
شرابِ مصفا چو آبِ حيات　　که بخشد حيات دل اندر سمات
به من ده که با خضر همدم شوم　　بدم باشم و گرچه بيدم شوم

به‌هر دم بر آرم دمِ عشق را   کنم همدمِ خود غم عشق را
شد از آتشِ عشق جانم کباب   مگر بود در کار نُقل شراب
بلی بزم مي نُقل درکار داشت   که از نُقل بس‌رونق کار داشت
شرابي چنین و کبابي چنان   بود نوش جان و دلِ عاشقان
بود نوش جانها همین نا وُ نوش   من این پندِ مستانه دارم به‌گوش
بیا ساقي اي واقفِ کار ما   بیا ساقی اي بختِ بیدار ما
بیا وُ بیاور مَيِ ناب را   که دارم به دل قصهٔ خواب را
شبي یاد دارم که در عین خواب   به لب داشتم ساغري پُر شراب
چو بیدار گشتم ز آن خواب باز   به گوشِ دل آمد نواي حجاز
نوايِ حجاز از دلم بُرد هوش   ز بیهوشي آمد دلم در خروش
خروشي ز الله اکبر زدم   نوائی غم از یاد حیدر زدم
بیا ساقی اي دین و ایمان ما   بیا مطرب اي جان و جانانِ ما
بیا ساقي اي راحت افزايِ دل   بیا مطرب اي نغمه پیرايِ دل
بیا ساقي اي واقف رازِ عشق   بیا و بیاور به خود ساز عشق
بیا و بده بادهٔ لعل رنگ   که گردد رفیق ني و ساز چنگ
بیارايِ بزمي چو بزمِ جنان   که دیگر نه مانده است تاب و توان
خوش آن بزم رنگین که با مي بود   خوش آن مي که با نغمهٔ ني بود
اگر زاهد آید در این بزم عیش   رود از سرش خشکيِ زهد و طیش
عجب نشه دارد مَیِ عاشقان   عجب نغمه دارد نيِ عاشقان
دماغم معطر ز بويِ مي است   که گوش دلم بر سرود ني است
نيِ گو که ما را به هوش آورد   دلِ عاشقان را به جوش آورد
مغني نوايِ به گلبانگ زن   که دارند یاران خیالِ چمن
چو گل گل شگفته است باغ نشاط   به بین رنگ و بويِ مي انبساط
به گلزار رفتم پیِ سیرِ گل   که گیرم به کف یک گل جام مُل
گلِ جام دارد عجب رنگ و بو   نماید به دنیا و دین سرخ رو
بیا ساقیا نو بهار ست کنون   بیاد خطت سبزه زار است کنون

چه مضمون دارد خط جام را (۱)   به زاهد رسانید پیغام را (۲)
مي و مطرب و ساقي گل عذار   بود رونق افزاي فصل بهار
به فصل بهار ار نباشد شراب   به یاران دیگر چه گویم جواب
بیا ساقي اي یار غم خوار من   به دلداریم یار دلدار من
بیا ساقی اي مایهٔ انبساط   بده ساغرم از مي پُر نشاط
نشاط ابد وقف این ساغر است   که لبریز از بادهٔ کوثر است
من این باده در کام دل کرده ام   ملبب ازو جام دل کرده ام
کجا عاشق این باده داند حرام   که خوردند یاران به بیت الحرام
به میخانه رفتم که جائ صفا ست   صفا بخش دل همچو بیت خدا ست
به بیت الله کردم ازان نسبتش   که دارند یاران بسي حرمتش
چه می خانه و چیست بیت الحرام   براي خرابات عشق است نام
من اندر خرابات جا کرده ام   خراباتیان را صلا کرده ام
خراباتیان را ز ما صد سلام   که دارند دائم در آنجا مقام
بیا ساقي اي ساقي خاص و عام   کمر بستهٔ خدمتت شیخ جام
بیا و بیاور مئ خوشگوار   که از مستیٔ عشق دارم خمار
چو من در جهان ست میخوار کیست   ز صهباي عشق تو سرشار کیست
بیا ساقي اي مردِ میدانِ عشق   بیا ساقي اي صدرِ ایوان عشق
بیا اي سرورِ دل عاشقان   بیا اي انیسِ دلِ بیدلان
انیس دلِ دردمندان توئي   فروزندهٔ بزم رندان توئي
مرا دختر رز انیسِ دل است   که آنسش مخمر در آب و گل است
من از رندی خود نه دارم شگفت   که عهدِ ازل را نباید نهفت
ز رندان من این نکته دارم به گوش   که باشد عجب صحبت نا وُ نوش
چو زاهد ز کف داد عهد الست   نیابد دگر جام کوثر به دست
تو این پند بد مستیم گوش دار   به پیمانه پیمان شکن را چه کار

(۱ ، ۲) در بیاض سویم بجاي "را" "ما" نوشته .

خوش آن كس كه پيمانه دارد به كف
ز صهباي اخلاص شاهِ نجف

چنان مست اخلاصِ شه گشته ام
كه ديوانه از يک نگه گشته ام

چو ديوانه تا چند باشم به آز
كنون مي روم سوي ميخانه باز

به ميخانه پير مغان هر صباح
بما مي دهد مژدهٔ الفلاح

بيا ساقي اي پيرِ ميخانه ام
ز مي پُر بكن باز پيمانه ام

بيار آن شرابي كه بخشد نجات
ز فكر دگر در حيات و ممات

خوش آنكس كه فكرش بود فكرِ عشق
خوش آنكس كه ذكرش بود ذكر عشق

چه گويم به زاهد كه ميخانه چيست
طوافش طواف درِ خانه كيست

كه ميخانه بيت الحرامِ من است
ميان حريمش مقامِ من است

سلامِ درش سجدهٔ شكر ما ست
چه شكرانهٔ حالت شكرِ ما ست

خوش آنكس كه دارد به ميخانه جا
به اخلاص آن ساقئ با وفا

به ميخانه رفتم براي قعود
قعودي كه باشد بمعني سجود

به ميخانه رفتم ز روي نياز
كه سازم درِ آنجا قضاي نماز

نمازم نيازِ درِ ساقي است
دل و جان نثارِ درِ ساقي است

ازو ناز و از ما نياز ست و بس
دليلِ حقيقت مجاز ست و بس

نمازي كه باشد بغير از نياز
نبايد ازو حاصلي غير آز

ز تحصيل حاصل چه حاصل دگر
به زاهد به گو الحذر الحذر

بيا ساقي اي خضر راه وفا
بده جرعه ام باز ز آب بقا

بساقي رساند كس از من پيام
كه مي‌خواهم از حضرتش يكدو جام

ز ساقي نه خواهم بجز جام مي
كه بي مي بود زندگي تا به كي

به اخلاص ساقي چه خوش چار قل
به دل نقش دارم چو ميناي مُل

من اين چار قل را باخلاص تام
كنم عرض ساقي بروزِ قيام

حيات ابد خواهي ار مَي بنوش
ز ساقي همين نكته دارم به گوش

به زاهد همين است پيغام من
كه جز مي نباشد دگر كام من

چنان شوق مي برد جانم ز دست
كه صد توبهٔ دل بيكدم شكست

به مَي دلق پرهيز تر كردني است
به پرهيزگاران خبر كردني است

ز مَي توبه تا كي كنم ساقيا
كنون وقت عيش است يكدم بيا

بيا تا به مَي رقص مستي كنم
چو مستان دگر حق پرستي كنم

بلی رقص مستی است از کار ما ببر متّي که ساقي شود يار ما
به زاهد چو از حق بگویم دگر که از حق پرستي ندارد خبر
بیا ساقي اي ساقیٔ حق پرست که از شوق متّی رفت جانم ز دست
بیا تا کنم رقص مستانه وار بیا تا نمایم دل و دین نثار
به فتواي عشق است این مي حلال که لاریب فی حِلّه اي حال
بیا ساقي اي مفخرِ ممکنات بیا ساقي اي خضرِ آب حیات
بیا ساقي اي آیهٔ زندگي بیا ساقي اي مایهٔ زندگي
بیا وُ بده جامي از سلسبیل که از درد عشق است طبعم علیل
به ده متّی که یابم دگر عمر نوح به مستي کنم باب دین را فتوح
ز مستان اگر زاهد آرد نفور به پیشش بخوانم هو الله غفور
ز احوالِ مستان چه گویم دگر که از حالِ خود هم نه دارم خبر
بیا ساقي اي واقف حال ما دمي گوشِ دل کن بر اقوالِ ما
که مستانه بر راه دین می روم بر احوال مستان به بین از کرم
بیا وُ بده ساغري پُر شراب که بخشد نجاتم به یوم الحساب
بیا وُ بده از متّیٔ من عرف که آرد به دل مژدهٔ لاتخف
ازان مژده خندان بروز قیام رسانم به یاران پیشین سلام
بیا ساقي اکنون که جان مي دهم دم واپسین است فغان مي دهم
بصد نقد جان میخرم جام متّي که کس زنده بي متّي بود تا به کي
میتّم ده که آرد بدل جوش عشق که جز متّي نباشد دگر نوش عشق
به جوشم چو خمّ از میٔ عشق یار که برده است جوشِ دل از من قرار
ز جوش دل این نغمه سر می کنم ز بدمستیٔ خود خبر مي کنم
منم مست و لایعقل از جام عشق ز بدمستیٔ عشق بدنام عشق
مخواهید از من دگر هوش را مدارید از من دگر گوش را
بیا ساقي اي نائب صدر دین بحکم خدا و رسولِ امین
ز خمخانهٔ خاص خمّ غدیر خمّ اندر خمّ آور متّیٔ دل پذیر
که گیرم ازین خمّ دگر جام را زنم دست رد دور ایام را
بدستم ز خمّ بخشِ رطل گران که گیرم سبک باز بر دوش جان

مرا دست بیعت بداماں تست
که دستم بداماںِ احسان تست
بود هر کرا دست بیعت به شاه
نه دارد به شاهان دنیا نگاه
بگو کیست شاهنشه روزگار
بغیر از شهنشاه دلدل سوار
بیا ساقي اي شاه جم دستگاه
بیا ساقي اي شاه جمشید جاه
بیا وُ بده ساغرِ زر نگار
که سازم نثارش زر روزگار
بجا میزنم حرف منصور وار
سرّ حق شناسان رود گو به دار
که باشد بلا از ازل بخش شان
به بینید جولان این رخش شان
کجایند عُشاق عهد الست
که از جام عشقند سرشار و مست
بدستم همین گوید این جام غم
که جمشید کي بود کي بود جم
ز خمّ نیست جز جام اندر جهان
ز جمشید جز نام نبود نشان
کنون گوش دارید بر حرف من
که از حرف عشق است زیب سخن
ز مجنون بپرسید اخبار عشق
که بود از ازل مست و سرشار عشق
به لیليُ خود داشت الفت چنان
که با لیليُ خویش بسپرد جان
بلیلیای کنون مي فریسم پیام
که مجنون خود را رساند سلام
بکوشید هر لحظه در یاد عشق
مپرسید دیگر ز فرهاد عشق
که فرهاد در یاد شیرین به مُرد
نمرد آنکه او جان به جانان سپرد
ازین باده هرکس که شد جام یاب
به دنیا و دین می شود کام یاب
سلامي بر احوال بگذشتگان
که رفتند و هشتند از بي نشان
نشاني نماند ز ما و تو هم
مآل وجود است سويُ عدم
هر آن کس که از عشق دارد نشان
به معدومیش نیز موجود دان
هم اول عدم بود آخر عدم
درین راه مبي باش ثابت قدم
خدا یا بحق ده و چار تن
که سر مست عشق اند در انجمن
بهر دو جهان داریم شاد کام
به عشق خود و هم به عشق امام
دگر حشر من کن به آل رسول
که دیگر نه باشم در آن دم ملول
به حشر و به نشر و بدنیا و دین
بکن یاد ساقی مرا دل نشین
بیا ساقي اي دستگیر انام
که دستت بود بر سر خاص و عام

چنان گیر دستم در آن رستخیز
که از دست دیگر نه بینم ستیز
بیا ساقي اي آبرويِ جهان
ز آب عنب کن مرا تر زبان
بده آبرویم ز آب عنب
بکن شست و شویم ز آب عنب
که سازم ادا اطاعت کردگار
به مستي نمایم دل و دین نثار
شوم پاک و صاف از غم ماسواد
ز اعمال پیشین شوم عذر خواه
بیا ساقي اي رهبر راه دین
بیا ساقي اي شافع المذنبین
بیا ساقي اي ساقيِ دین پناه
توئي عذر پوش و منم عذر خواه
بیا و بده باز پیمانه ام
که از بهر پیمانه دیوانه ام
چو دیوانه تا چند باشم خراب
گهي در عتاب و گهي در خطاب
عتابم بزهاد عصرست و بس
خطابم به ساقيِ حشرست و بس
بیا ساقي اي ساقيِ روز حشر
که‌دارم به دل یاد از بعث و نشر
بیا و بیاور شراب طهور
که مستانه خیزم به یوم‌النشور
به مستي شوم آن زمان عذر خواه
بر حضرت ساقيِ دین پناه
چو پرسند نامم بگویم جلي
غلام علیّم غلام علي
چو نام علي آید اندر میان
دگر پُرسشي نیست بر عاصیان
دلا باش از این مژده امید وار
غلام علی را به دوزخ چه کار
به دوزخ چه کارم بود آن زمان
که گردد علي ساقي مخلصان
چو "مائل" غلام در حیدر است
دلش مائلِ بادهٔ کوثر است
بجز یاد ساقي ندارد مدام
علیه الصلوة و علیه السلام

سزد گر باخلاص آن شاه دین
کنم نقش دل نص فتح المبین
بلي فتح فتح علي خان ما ست
که فتح علي خاصه درشان ما ست
خدایا به آن مخلص خاص شاه
دگر بهر اخوان آن دین پناه
من ازمستئ جام اخلاص شاه
به دنیا و عقبا نه دارم نگاه
بحمدالله کان یار غمخوار ما ست
براه وفا رهبر و یار ما ست
بیا ساقي اي یار مخلص نواز
بیا ساقي اي مخلص پاک باز
بیا ساقي اي ملجأ مخلصان
بیا ساقي اي مخلص مهربان

بیا و بیاور میٔ خوشگوار
که آرد به دل یاد اخلاص یار
ز اخلاص شاه زمین و زمان
کنون مي روم بر سر داستان
بیا ساقي اي مایهٔ صد فتوح
بیا ساقي اي راحت افزایٔ روح
بیا ساقي اي جان جسم جهان
بیا ساقي اي جسم جان توان
بیا ساقي اي فتح یاب الست
ز دستت شکست احد شد درست
اگرچه در آن روز اصحاب دین
گرفتند راه فرار از کمین
ولي دست قدرت به تو یار شد
که وصفت در آن روز کرار شد
به دستت ز حق شد عطا ذوالفقار
پیٔ فتح دین در صف کار زار
چرا چون نه نازم بر آن داوري
که آمد به دستت ز حق یاوري
بلي جا بجا فتح فتح علي است
که از نام شه فتح دین منجلي است
به نامت بود فتح یاب دوام
شه نامور میر والا مقام
امیري که از جان غلام علي است
سرفراز دوران بنام علي است
ز نامش کرم جلوه گر جابجا
بهر دم ببخشد مرادش خدا
کرم از علي شامل حال اوست
که از جان دل مخلص آل اوست
بده مژدهٔ فتح در هر مکان
به افزوني عمر و اقبال شان
بحمد الله کز یمن آن شاه دین
دعایٔ دل آمد اجابت قرین
کنون بر دعا مي کنم اختتام
که منظور دل نیست طول کلام

[ب ۳ ص ۳۱]

در هجو امامی

(۱)

این تازه سخنور که پدید آمده است
در گفتن یاوه پر شدید آمده است
بیجاست که گویند "امامي" بکسي کو
در خصمیِ آل چون یزید آمده است

(۲)

در مدحت خود ذم احبّا غلط است
وز اهلِ کمال شکوهٔ بیجا غلط است
کَي فکر "امامي" به "عظیما" برسد
فکرش به سخنوري سراپا غلط است

(۳)

این مردِ یاوه گو که بعکس ست نامِ او
کَي نزدِ عقل پخته بود فکرِ خامِ او
فکرش بنظم معنی و مضمون نمي رسد
فهمیده ایم خامیٔ طرزِ کلامِ او

(۴)

این تازه خود ستا که بخود ناز می کند
دعویِ نکته یابي از آز مي کند
کَي نزد عقل دعويِ کاذب بود درست
گویا که کذب دعوي خود باز مي کند

(هجو)

بگو بشجرهٔ ملعون که برگ و بارت سوخت
تو خار بن بگلستان دین رسانده خزان
ثقیفهٔ دویم است این قیامت شوری
دو ضد اصل بهم نور و نار شد جوشان
اُمیّه اصل به هاشم مخالف و سرکش
به عبد شمس نبد ذرهٔ ز مهر میان
بسنگِ کین دُر دندان مصطفی بشکست
بروز جنگ احد صخره نام بوسفیان
بریده سر ، جگر عم مصطفی خورده
ام المعاویه آن هند نام بی ایمان
ایا تو سوخته قرآن ترا به قرآن چیست
مسوز قرآن این نیست حرمت قرآن
ایا تو سوخته قرآن و کشته عترت پاک
گهی به نیزه سر عترت و گهی قرآن
بشو بآب شد ار کهنه کاغذ مصحف
مزن تمام در آتش چه آتش و قرآن
مسوز قرآن ورنه نخواهدت بخشید
مدام تشنهٔ خون تو باشد این قرآن
ز آلِ یاسینْ میخوان مدام الیاسین
ولی مسوز کد الیاس نیز از رسلان
تو بر الا الله بکن وقف راسخون پس خوان
ولی مسوز که الا الله ست در قرآن
ور از عداوت والراسخون همی سوزیش
بکش مسوز که الا الله ست وا در آن

تو گفته یعلمه الله رسول لا یعلم
رسول لا یعلم نیست یعلم‌الرحمان
بجاي کسر بخوان نصب لفظ ارجلکم
چه شد بگویدت از کس‌دو عضو ممسوحان
ز اصطفا آدم تا به آل عمران فضل
تو کرده حصر علي‌العالمين زين برهان
تو لفظ آلِ محمد کشیدهٔ تحقیق
و گرنه آل نبي به ز آل جمله مهان
بلیلة‌القدر از حق سلام گو بر کیست؟
اگرچه آل محمد تو کرده حذف از آن
گهي کفي بعلیٍ تعال میخواندي
کنون علي الکرارت بمعرکه ... ...
گهي ز ان علیا تو خواندهٔ مولاش
معین ناصرش اکنون نموده معنئ آن
بوعدهٔ فسیکفیک میخورد خونت
مسوز قرآن ورنه تو داني و قرآن
ایا تو سوخته قرآن و آل مروانت
بسوختند علمهائ تعزیه داران
تو در مدینه بمالِ کسان زدي آتش
کسانت سوخته مال نبی بسیوستان
و ما جعلنا الرویا التي اریناک
تو فتنةٌ للناس ای رئیس بوزنه‌گان
نبي بحکم خدا کرد ردِّ مروان حکم
برجع قهقرهاش چیست حجت اي نادان
بحج برو یمني خیمه زن طعام بده
نماز قصر کن و خویش را مقیم بدان
نبی نزدِ یمني خیمه وَرنه قصر نمود
تو رسم کفر کني و خلاف دین دارن

ترا بطائف اگر هست مال و املاکي
مسير يکدو سه روزه سفر نباشد آن
ز دست ديو شود خاتم سليمان گم
عبث تو چاه مکن نيستي تو لايق آن
برجم حامل شش ماهه حکم تو نافذ
فصال حمل ثلثون شهر در قرآن
نماز صبح دوگانه چهار گانه گذار
ترا ز جام سحر بر عبادتست توان
بغش و قي شده ريش و بروت خمر آلود
دليل خوردن مي نيست چند شاهد آن
بکس بگو ضرف الله امراة نوح
کز اقتلو نعش الکفت کس مشو ترسان
يقا قتلو و لاتقتلوه نقطه مکن
غلام و داع شتر از تو رقعه کور کيان
کسي بسوي مدائن کسي بزيده فرست
بشام شب کن و صبح وطن بغربت دان
تو در طويله شکست خورده شاميان در شام
بدور پيرهنت صبح و شام جامه دران

[ب ١ - ص ٣٠]

رباعیات

[۱]

تا کَي غم امروز نهم بر فردا ز این غفلتِ امروز به فردا دردا
فردا چو شوم فرد ز هر فردِ بشر ربِّ ارحم و لاتذرني فردا

[۲]

صبحتُ شایقاً لک ، یا شاهِ کربلا دارم دلم ز شوقِ لقايُ تو مدعا
جان بر لبم ز شوقِ لقايُ جمالِ تو شوقِ لقايُ تست که مي‌خواهم از خدا

[۳]

یا رب تو بدهر بي نیازم فرما در کشورِ عشق پاکبازم فرما
پیوسته به خیلِ عاشقانِ ازلي با خلعتِ عشق سرفرازم فرما

[۴]

"مائل" که غلام علي از صدق و صفا ست
یک بندهٔ درگهِ علي الاعلی ست
در سلکِ غلامان میانِ ثقلین
نازان بغلاميُ علی شیرِ خدا ست

[۵]

شاهِ نجف آنکه سید الکونین است
روشن چو مه و مهر میانِ ثقلین است
حق کرد چو از صلبِ او ظهورِ حسنین
زان رو به علي خطاب ذوالنّورین است

[۶]

من لایقِ ذم آنکه مدحم گفته است
ممدوحِ زمان است و دُر رها سفته است
تا چند دُر افشانیُ مدحش سازم
ممدوحيُ خود بمدحِ من بنهفته است

[٧]

من لایقِ هجو آنکه مدحم کرده است
بر مادحِ خویش لطفِ اعظم کرده است
از فضل و کمال است چو وحیدِ دوران
ممدوحیٔ خود بمدحِ من ضم کرده است

[٨]

"مائل" که غلام نامِ شاهِ نجف است
سر مستِ ازل ز جامِ شاهِ نجف است
حقّا که بزمرهٔ غلامانِ علی
از صدقِ دلي غلامِ شاهِ نجف است

[٩]

"مائل" که مدام رو براهِ نجف است
با صدق و یقین غلامِ شاهِ نجف است
از صبحِ ازل بزمرهٔ زوّاران
خواهانِ هوایٔ صبح گاهِ نجف است

[١٠]

هر چند که عمرم همه در حرص و هوا رفت
در پیرویٔ نفس سراپا بخطا رفت
آخر چو ندامت آمد از وي حاصل
بر رفته چه اندوه که گر رفت بجا رفت

[١١]

"مائل" که بدل مائلِ یار آمده است
بي کار مدان که بهرِ کار آمده است
کارش همه وقت یادِ یار است مدام
هر چند بدهر خوار و زار آمده است

[١٢]

"مائل" که غلامِ علی و آلِ علی ست
پیوسته امیدوارِ افضالِ علی ست

در هر دو جهان چون مقبلانِ ازلي
مقبولِ جهانیان باقبالِ علي ست

[۱۳]

خوش آنکه گدايِ لطف و احسانِ علي ست
هر لحظه بجان بندهٔ فرمانِ علي ست
در ملکِ سخا بطبقِ فرمانِ ازل
عالم همه گدیه خواه و سلطان علي ست

[۱۴]

صد شکر که از شکار سلطان آمد
شیر افگن و شیر گیرِ دوران آمد
ثورِ فلک از نهیبش آمد بي جان
گردون صولت "کرم علي خان" آمد

[۱۵]

[صد شکر] که شه از شکار شادان آمد
و از آمدنش شاد دل و جان آمد
تا باز کند شکارِ دلها بکرم
شادان ز کرم "کرم علي خان" آمد

[۱٦]

صد مژده که شاه مکرمت کیش آمد
نو روزِ غنا بکامِ درویش آمد
گردیده شرفیابِ زیاراتِ شریف
خورشید به بیت الشّرفِ خویش آمد

[۱۷]

سبطین نبي که هر دو مختارِ حق اند
مختار چو مصطفا به سرکارِ حق اند
باشد به یدِ قدرتِ شان رشتهٔ کار
مختارِ حق اند زانکه درکارِ حق اند

[۱۸]

سبطين که درميانِ جنت شاه اند
روشن بجهانيان چو مهر و ماه اند
در يومِ نشور طبقِ فرمانِ ازل
بر زمرهٔ عاصيان شفاعت خواه اند

[۱۹]

تا چند براهِ شرک باشي مضطر
گر مردِ رهي براهِ حق رو يکسر
حقّا که همين موعظه کافي ست ترا
لا تدع مع الله الٰهاً آخر

[۲۰]

ديدم بزمانه بس سلاطينِ و وزير
کز تخت به تخته برده شان را تقدير
رفتند و نبردند بخود هيچ از دنيا
جز نيکي و يا بدي کز ايشان ست شهير

[۲۱]

تا چند بشغلِ کارِ دنيا باشي ، اي جفت هوس
تا چند بفکر بارِ عقبيٰ باشي ، اي مرده نفس
پيوسته بفکر و ذکرِ جانان مي باش ، اي جان عزيز
تا در دو جهان تو يارِ مولا باشي ، بي يارئ کس

[۲۲]

اى دل تو به ياد يار خندان مي باش
و از يارئ نفسِ شوم گريان مي باش
زين خنده و گريه گه نه باشي غافل
يعني که بهرحال تو يکسان مي باش

[۲۳]

صبحت مادحاً لک يا صاحب البقيع   باشد بدهر رتبهٔ مداحِ تو رفيع
اصبح لنا بحبّک في زمرة العباد   يا شافع الخلايق کالجدک الشفيع

[۲۴]

کردم عبث بمدحِ کسان عمرِ خود تلف
دارم ز یمنِ مدح شریفِ تو صد شرف
در دو جهان چو نیست مرا کار با کسي
ز این بعد ما و مدحِ تو یا صاحب النجف

[۲۵]

صبحت مادحاً لک یا صاحب النجف
گشته مرا ز صبحِ ازل حاصل این شرف
باشد در مدیح تو چون صبح با صفا
تو گوهرِ خدائي شد کعبه ات صدف

[۲۶]

آسودهٔ کربلا در آن مشهدِ پاک دارد شرف و قدر فزون از ادراک
گر خاک شود سرمهٔ چشمِ ملک است ورنه بوجودش نبود بیمِ هلاک

[۲۷]

احمد که در انبیا ست شاهِ لولاک درشانِ وی است لما خلقت الافلاک
حق کرد چو بهرِ وي ظهورِ ثقلین در کُنه حقیقتش چه جائ ادراک

[۲۸]

یا رب ز تو من صدق و صفا می خواهم ، چون صبحِ امل
با صدق و صفا دل به خدا مي خواهم ، از روزِ ازل
حقّا که به بي خودي ز خود بي خبرم ، از مستئ عشق
در بي خبري همین دعا می خواهم ، یا عزّ و جل

[۲۹]

حق داد ترا خلعتِ شاهی ز ازل هم شاهي و هم جهان پناهی ز ازل
بر شاهیت ای جهان پناهِ کونین دادند مه و مهر گواهي ز ازل

[۳۰]

شاها بدرت گناهکار آمده ام از کردهٔ خویش شرمسار آمده ام
دیدمَ چو درت ملجأ صد گونه کرم از مکرمتت امید وار آمده ام

[۳۱]

یا ساقيُ کوثر تو ز کوثر یک جام
از بهرِ منِ تشنه جگر کن انعام
تا در دو جهان ، به خیل مستانِ ازل
باشم ز ازل تا به ابد مست دوام

[۳۲]

یا رب ز تو عشق دل کشا می خواهم
یا رب ز تو حسنِ دل ربا مي خواهم
با شاهدِ حسن کن دلم را واصل
از حضرت عشقت این دعا مي خواهم

[۳۳]

یا رب ز تو من دولتِ دین مي خواهم (۱)
با دولتِ دین صدق و یقین مي خواهم
فرما تو قبول این سوالِ سائل
پیوسته ز حضرتت همین مي خواهم

[۳۴]

یا رب ز تو من طبعِ صفا مي خواهم
با طبعِ صفا فکرِ رسا می خواهم
در بزم سخنوران برنگین سخني
پیوسته بحرفِ خود جلا مي خواهم

[۳۵]

یا رب ز تو حبِّ پنجتن مي خواهم
و از خلعتِ خلّتت کفن مي خواهم
در حشر ز حضرتت بحق حضرات
در تحتِ لوای شانِ وطن مي خواهم

[۳۶]

از شاهِ نجف جا به نجف مي خواهم وز بابِ نبي بیتِ شرف مي خواهم
تا مست دوام باشم اندر کونین از ساقيُ خود جام بکف مي خواهم

---

(۱) در بیاض چهارم بجاي "مي خواهم" ردیف "مي طلبم" است .

[۳۷]

یا شاهِ نجف گدايِ احسانِ تو آم　　یک بندهٔ عاصي، از گدایان تو آم
گر بندگیم قبولِ حضرت افتد　　در هر دو جهان بندهٔ فرمان تو آم

[۳۸]

از راه جنون بسويِ صحرا رفتیم
و از محملِ دل به یادِ لیلیٰ رفتیم
دیدیم که خود لیلیٰ و خود مجنون است
بنگر که ز بي خودي چه رسوا رفتیم

[۳۹]

اصبحت شایقاً لک یا صاحب الزمان
در شام غربتم ز غم فرقتت بجان
تا سازي از ظهورِ خود ... ز دین حق
شل في لقا یک قد جا و ز البیان

[۴۰]

یا بنتِ نبي حضرت خاتونِ جنان　　حق کرده ولايِ تو نشانِ ایمان
پیوسته بحضرتت نیاز ست مرا　　در حضرتِ باب خود نیازم برسان

[۴۱]

شادم ز قدومِ عیدِ ماه رمضان　　کامد ز قدومش اهلِ ایمان شادان
ز این روز که روز عید نامش کردند　　آمد شرف و قدرِ شبِ قدر میان

[۴۲]

صد شکر کز اقبالِ خدیوِ دوران　　حق سعيِ مشکور نمود از احسان
چون رفتنت آمده سراپا ناکام　　از آمدنت آمده خوش کام جهان

[۴۳]

اي دستِ تو کام بخشِ دلها به یقین
با دست و دلت باد ز دلها تحسین
تا دستِ کرم به دستگیری آید
دستِ کرمت بعافیت باد قرین

[۴۴]

دوشینه بخواب بعدِ طوفِ حرمین رفتم چو بکربلائ شاهِ کونین
از ملهمِ غیب شد چنین الهامم در هر دو سرا بود شفیعِ تو حسین

[۴۵]

حقّا که بکربلای شاهِ کونین شد وردِ موالیان اندر ثقلین
حق کرد شفیعِ ما حسین ابن علي یا شافعنا انت مسمی بحسین

[۴۶]

یا شاهِ نجف منم غلامِ در تو جز ذاتِ نبی کیست کسي همسرِ تو
در روزِ غدیر خلعتِ انت المني بنهاد بحکمِ حق نبي برسرِ تو

[۴۷]

یا رب ز تو من هر آنچه خواهم آن ده
ایمان و امان بدولتِ شایان ده
در هر دو جهان بطبقِ فرمان ازل
از بهرِ حصولِ مقصدم فرمان ده

[۴۸]

گر یار شبي به من شود هم خانه خوانم همه شب به پیشش این افسانه
در محفل عشق گرم جوشند بهم پروانه به شمع ، شمع با پروانه

[۴۹]

یا ختمِ رُسل بحق تو خویش از همهٔ
خویش از همهٔ چراکه پیش از همهٔ
با خویشئ حق تو پیشوائ رُسلي
پیش از همهٔ برتبه بیش از همهٔ

[۵۰]

یا صاحب البقیع تو خوش ذاتِ امجدي
مقبولِ حق ز فیضِ عنایاتِ سرمدی
حق نام تو نمود حسن مجتبا بحق
موصوف تا صفاتِ حسن چون محمدي

[۵۱]

اي آنکه ز حقّ بدل هوایٔ داري
حقّا که بکفر و دین صفایٔ داري
در کعبه و دیر نیست جز حق پیدا
از حق مگذر، عجب خدایٔ داري

[۵۲]

کس نیست که پرسد چه کسي و به چه کاري
با این دل پُر کار مگر کار نه داري
تا چند ز بیکارئ خود شکوه توان کرد
یک لحظه بخود باش اگر "مائلِ" یاري

[۵۳]

اي از کرمت حصولِ کامِ داعی　　بشنو ز کرم بجان پیام داعي
بخشد همه کامِ شه خداوند کریم　　این است پیام صبح شام داعي

[۵۴]

بر معصیتم چند نظر فرمائي　　شاید برخم بابِ کرم بکشائي
عبدي که خطا کند دیت برمولا ست　　یا شاهِ نجف انت بحق مولائي

[۵۵]

دل را ست بعشق ارتباطِ ازلي　　عشق است که با دل بودش ربطِ دلي
این ربط که درمیانِ عشق و دل ما ست　　بادا ز ازل تا به ابد لم یزلی

قطعات دو بیت

[۱]

در برجِ حمل چو مهر جا کرد	عالم علَم فرح بپا کرد
یعني که درین روز علي اعلیٰ	جا بر سرِ صدرِ مصطفا کرد

[۲]

آن ست امام کز رهِ جود	مي کرد نثار هر چه زو بود
نه آنکه براي جمعِ دولت	میراثِ نبي ز خویش بنمود

[۳]

آن ست امام کز پیمبر	بنمود اداي دین یکسر
نه آنکه پيِ اداي آن دین	با جمع صحابه ماند مضطر

[۴]

اي رفته ز خویش با خدا باش	هر دم بخدا ز خود جدا باش
آخر تو ز بیخودي به خود آ	گر خود تو نئي بخود فنا باش

[۵]

صبحت زائرا لک یا خاتم‌الرسل	فرما مرا بزمرهٔ زوّار متّصل
گر دورم از حضور ولي با حضور قلب	دارم بکف براي نثار تو نقدِ دل

[۶]

یا رب اسمم با مسمی کن ز فضل	حاصلم این خوش تمنا کن ز فضل
یعني از یمنِ غلامئ علي	در ولا قدرم دو بالا کن ز فضل

[۷]

با شادئ دنیا ست چو همدم همه دم غم

نا خوش در شادي و غم طبعِ تو برهم

شادان تو ز اربابِ حق این موعظه بشنو

کاي "مائلِ" حق، مائل حق باش بهر دم

[۸]

آن ست امامِ اهلِ ایمان	کو کرد فدايِ حق دل و جان
نه آنکه ز بیمِ مردن خویش	از پیش نبي شدي گریزان

[۹]

اي خازنِ کرم کف جود و عطایٔ تو
وی بابِ مکرمت در حاجت روایٔ تو
بادا همیشه فیضِ کرم بخشیٔ ازل
مشمول حال زمرهٔ اهل ولایٔ تو

[۱۰]

اي دل بگو تو عاشق شیدایٔ کیستي
سر مست جوش عشق ز صهبایٔ کیستي
گه در قیام گه به قعود وگهي سجود
مینا صفت بگریه ز غمهایٔ کیستي

[۱۱]

اي گل تو عاشق رُخ زیبایٔ کیستي
شاداب و خنده زن بتماشاي کیستي
از خندهٔ تو گریه بدل جوش مي زند
خونین کفن ز داغ تمناي کیستي

[۱۲]

ای گل بگو تو ساغر صهبایٔ کیستي
وی مُل بگو بجوش تمنایٔ کیستي
کي از شراب عشق بود جام دل تهي
اي دل تو مست عشق ز مینایٔ کیستي

۱ــ مرثیه دوازدهٔ بند

تتبع دوازده بند مولانا محتشم

بند اول

باز این چه شورش است کزو خلق در غم است
باز این چه نو غم است کزو چشم پُرنم است
باز این چه شیون است که شد عام در جهان
باز این چه ماتم است که غم افزاي عالم است
باز این چه حسرت است که روي زمین گرفت
باز این چه وحشت است کزو خلق در رم است
باز این چه فتنه ایست که گل شد بباغ دین
باز این چه نوحه ایست که تا عرش اعظم است
باز این چه گریه ایست که عالم پُر آب کرد
باز این چه ناله ایست که با گریه همدم است
باز این چه آتش است که جان‌ها کباب کرد
باز این چه سوزش است که جان سوز عالم است
یعني مه عزا به فلک گشت جلوه گر
ماه چه ماه ماتم شاهِ معظم است
داغ کلف به چهره خورشید ز این عزا سبت
روي فلک سیاه از این ماتم غم است
گر خوانمش مصیبت عالم بعید نیست
این نو مصیبتي که بصد درد توام است
وا حسرتا که ماه محرم پدید شد
ماه عزا و ماتم شاه شهید شد

بند دوم

آه از دمی که خیمهٔ سلطان کربلا
کردند نصب در پس ایوانِ کربلا
آه از دمي که پیکر پُر زخم شاه دین
در خاک و خون فتاد به میدانِ کربلا
آه از دمی که نعره زنان با صف ملک
روح الامین رسید بایوانِ کربلا
آه از دمي که از ستم و ظلم کوفیان
تاراج گشت خیمهٔ سلطانِ کربلا
صد شور غم به خیمهٔ اهل حرم فتاد
ز آوازِ الوداعِ شهیدانِ کربلا
آواز العطش ز زمین تا فلک رسید
از شور تشنه کامی مهمانِ کربلا
جز آب دیده جرعهٔ آبي نداد آه
دولاب چرخ بهر یتیمانِ کربلا
باد خزان چو ساخته بي برگ نخل دین
پر فتنه گشت صحن گلستانِ کربلا
آن کشتئ که بود خدا ناخداي او
یک باره غرق گشت بطوفانِ کربلا
آن دم که شاه تشنه جگر ز این جهان گذشت
فریاد العطش ز زمین و زمان گذشت

بند سیوم

کاش آن زمان زمین و زمن غرق خون شدی
روي فلک به ماتم شه لاله گون شدي
کاش آن زمان که خون شهیدان بخاک ریخت
خاک زمین بباد چو گرد قشون شدي
کاش این قضا که رفت بر اولاد مصطفا
کونین را بسوي عدم رهنمون شدي

کاش آن زمان که نخل امامت ز پا فتاد
رنگ فرح ز گلشن دوران برون شدي
کاش آن زمان که گشت زبون حال اهل بیت
احوال روزگا سراپا زبون شدي
کاش آن زمان که خون ز تن شاه سي چکید
کونین غرق موجهٔ طوفان خون شدي
کاش آن زمان که جان ز تن شه وداع کرد
جان از تن خلایق عالم برون شدي
کاش آن زمان که گشت نگون خیمهٔ حرم
این خیمهٔ کهن بزمین سر نگون شدي
این باز پرس گر نه فتادي بروز حشر
احوال روزگار در آن روز چون شدي
روح الامین بغصه که روح روان چه شد
بیجان به گریه بود که جان جهان چه شد

بند چهارم

اهل ستم به خوان الم چون صلا زدند
اول صلا به حضرت خیرالنساءٔ زدند
انگه فگنده طرح جفاي دگر به دهر
تیغ ستم بفرق شه لافتا زدند
پس جرعهٔ ز ساغر پر آب زهر نوش
در حلق تشنهٔ حسن مجتبا زدند
بر این جفا نه مانده به دشت بلا دگر
صد تیغ کین بفرق شه کربلا زدند
شد فتنه زار گلشن ایمان سر بسر
اهل ستم چو سرو امامت ز پا زدند
از ظلم کوفیان چه بگویم چها نه شد
آن دم که تیغ ظلم بر آل عبا زدند

اهل ستم به تیشهٔ تیزآبهٔ دغا
از گلشن امامت صد نخلها زدند
تن هاي اهل بیت فگنده بخاک و خون
سرهاي شان بفرقِ سر نیزها زدند
اهل حرم درین ستم آباد پُر الم
صد نوحه بر در حرم کبریا زدند
انگاه شام گشت گذر گاه اهل بیت
شام الم سیاه شد از آه اهل بیت

بند پنجم

وا حسرتا ز گردشِ این چرخ سفله کار
وا حسرتا ز ظلم ملاعین روزگار
وا حسرتا ز گریهٔ پُر درد اهل بیت
وا حسرتا ز خندهٔ کفارِ نابکار
وا حسرتا ز تیغ جفايِ مخالفان
وا حسرتا ز خنجرِ شمر ستم شعار
وا حسرتا ز نوحهٔ زینب به هجر شاه
وا حسرتا ز سوز دلِ بانوي وقار
وا حسرتا ز بیکسيِ عابدِ یتیم
وا حسرتا ز تشنگيِ شاه شیر خوار
وا حسرتا ز گریهٔ اکبر به دشت غم
وا حسرتا ز شاديِ قاسم در آن دیار
وا حسرتا ز آه جگر سوز اهل بیت
وا حسرتا ز نالهٔ دلهاي شعله بار
وا حسرتا ز واقعهٔ دشتِ کربلا
وا حسرتا ز قصهٔ این دردِ دل فگار
بر نیزه رفت چون سر آن آفتابِ دین
گویا که آفتابِ قیامت شد آشکار

زين ظلمها كه بر سر آل عبا گذشت
فرياد اهل بيت ز ارض و سما گذشت

بند ششم

چون خونِ شاهِ تشنه جگر بر زمين رسيد
جوش از زمين گذشته به عرش برين رسيد
نزديک شد که شورِ قيامت شود بلند
زين نو قيامتي که بروي زمين رسيد
در خون طپيد جانِ محبان اهل بيت
بر حلقِ شه چو خنجر شمرِ لعين رسيد
بي اختيار نعرهٔ روحي فداک زد
چون اين خبر به حضرت روح الامين رسيد
خيل ملک بحکم شه مالک الملوک
در ماتم حسين علي بر زمين رسيد
خون شد دل خلايق عالم بدشت غم
ز آن تيغِ کين که بر سر سلطانِ دين رسيد
فرياد يا حسين يتيمانِ تشنه لب
ز اهل زمين به مردم گردون نشين رسيد
از بس غبار حادثه در دهر شد بلند
گردِ ملال بر رخ اصحاب دين رسيد
شد آسمان برنگ زمين پُر غبارِ غم
زان رو که گردِ حادثه اش بر جبين رسيد
دلها خراب موجهٔ طوفانِ اين غم اند
جانها کباب آتش سوزان اين هم اند

بند هفتم

از روئ زين چو سرورِ لب تشنگان فتاد
غلطان بخاک و خون به صفِ کشتگان فتاد

در یادِ خون فشانئ این چرخِ پر عناد
صد اشکِ خون ز دیدهٔ اهل جهان فتاد
روئ زمین به لرزه درآمد به جوش خون
بر روئ او چو خونِ دل کشتگان فتاد
آوازِ الوداع بر آمد ز شش جهت
فریادِ الغیاث به هفت آسمان فتاد
هر وحشئ به وحشت این غم زخویش رفت
هر طائري به شور الم ز آشیان فتاد
ز آن ماتمي که رفت درآن دم بر اهل بیت
صد شور غم بروئ زمین و زمان فتاد
صد حربهٔ الم به دل خویش می زدند
از حرب گاه چونِ گذر کاروان فتاد
از دور چشم حضرت زینب در آن زمین
بر پیکر شریف شه انس و جان فتاد
بي اختیار از طپشِ آتش الم
زد نعرهٔ که آتش ازو در جهان فتاد
پس با زبان پُر گله آن خواهرِ حسین
رو در مدینه کرد که اي یاوز حسین

بند هشتم

این غرقِ خون بجامهٔ گلگون حسینِ تست
در خون فتاده ناشده مدفون حسینِ تُست
از خنجرِ ستیزهٔ شمر ستم شعار
در خون طپان به دیدهٔ پر خون حسینِ تست
این سروِ خوش خرام که یکبار بر زمین
بي سر فتاد با قد موزون حسینِ تست
این پیکر شریف که بي سر فتاده است
سر داده در رضائ تو اکنون حسینِ تست

این جسم جان سپرده که بیجان فتاده است
جانِ جهان وجسم پُر از خون حسینِ تست
این جسم خستهٔ که فتاده است همچو خوار
مقبول خاص حضرت بیچون حسینِ تست
این قالب طپان که به گردابِ خون فتاد
خونین کفن به جامهٔ گلگون حسینِ تست
این غم کشِ جهان که غم او ز حد گذشت
در غم طپان بخاطر محزون حسینِ تست
زین گردشي که رفته ز گردونِ دون پسند
فریاد زن ز خصمئ گردون حسینِ تست
انکه ستاده سوئ نجف با دل فگار
فریاد بر کشید که یا شاهِ ذوالفقار!

بند نهم

یک باره از کرم بسوئ حال ما ببین
بر حالِ تشنه کامي آل عبا ببین
آل عبا که زیر عبا با تو بوده اند
از ظلم کوفیان همه را بي عبا ببین
تن هائ شان به دست بلا غرقِ خون شدند
سرهائ شان به فرقِ سرِ نیزها ببین
از جوشِ خون تشنه لبان صف الم
کشتئ اهل بیت به بحرِ فنا ببین
از ظلمِ ظالمان چه دهم شرح من و عن
مظلوم خویش در صف اهل دغا ببین
شد جان فدا حسینِ تو بهر رضائ تو
بر حال خسته جانئ آن جان فدا ببین
جاني که بوده جانِ تن پاکِ حضرتت
اکنون ز ظلم خسته و از تن جدا ببین

از ظلم مي برند سویٔ شام اهل بیت
صبح امل کجا شد شام جفا ببین
اکنون که مي برند اسیرش بسوئ شام
بر حالت اسیرئ زین‌العبا ببین
یعني ز روئ لطف بده داد این ستم
بشنو ز اهل بیت تو فریاد این ستم

بند دهم

اي چرخِ پر ستیزه چه بیداد کردهٔ
روئ زمین ز ظلم غم آباد کردهٔ
زین ظلم تو اگرچه دل خصم شاد شد
لیکن دل خلایق ناشاد کردهٔ
صد خانهٔ عدالت یکبار شد خراب
از ظلم تا خرابهٔ بنیاد کردهٔ
در جوش بحر خون شهیدان تشنه لب
کشتئ اهل بیت تو برباد کردهٔ
باد خزان به خار مغیلان نه کرده است
در باغ دین هر آنچه به شمشاد کردهٔ
بر تست حرف اینهمه غمها که رفته است
هر چند خویش را ز غم آزاد کردهٔ
فریاد از جفائ تو کاي چرخِ سفله کار
دلهائ اهل بیت به فریاد کردهٔ
بر جانِ مصطفا چه بگویم چها نه رفت
زین ظلم نو که بر سر اولاد کردهٔ
قتل حسینِ سرور با خنجر دغا
شمر لعین نه کرده تو شداد کردهٔ
اي چرخ اینچه شور قیامت فگندهٔ
کز تیغ ظلم نخل امامت فگندهٔ

بند یازدهم

آل عبا چو در صف محشر قدم زنند
دست عتاب بر صف اهل ستم زنند
روز جزا براي جزاي معاندين
خونين كفن به مجمع محشر قدم زنند
انگه ز غصه بر ورق نامهاي شان
جف‌القلم بما هو كائن رقم زنند
آيد عتاب از حرم حق به دشمنان
فرياد الغياث چو اهل حرم زنند
ترسم مباد از غم و اندوه اهل بيت
سكّان عرش مجمع محشر بهم زنند
ترسم ز جوش گريه آل عبا مباد
كونين را ز غصه به بحر الم زنند
ترسم مباد ز اين ستم و ظلم كوفيان
بر نامه شفاعت عالم قلم زنند
آيد ندا كه عذر خطا بدتر از خطا ست
اهل ستم چو دست تاسف بهم زنند
آيد خطاب غصه كه ادخلهم‌السقر
آل عبا چو از ستم خصم دم زنند
افتد بحشر ولوله آه اهل بيت
از سوز درد ماتم جان كاه اهل بيت

بند دوازدهم

"مائل" خموش شو كه غمت بيحساب شد
از جوش گريه تو جهان غرق آب شد
مائل خموش شو كه ز طغيان بحر خون
بنياد هستی تو سراپا خراب شد

مائل خموش شو که غبار ملال شاه
گرد رخ الم زدهٔ بو تراب شد
مائل خموش شو که به زخم غم حسین
خون دل خلایق عالم بتاب شد
مائل خموش شو که به حشر غم حسین
خورشید را ز رویٔ شه دین حجاب شد
مائل خموش شو که ز تبیین این بیان
اندوهِ تازه وقف دل شیخ و شاب شد
مائل خموش شو که ازین شعر شعله ریز
جان و دل خلایق دوران کباب شد
مائل خموش شو که ز انشائ این سخن
بخت سخن به مرتبه عالي جناب شد
مائل خموش شو که به ذکر غم حسین
هر بیت بیت نامهٔ تو انتخاب شد
ترسم ز جوش این غم و اندوه جان دهي
جان حزین خویش به آه و فغان دهي

مرثیه ــ ۳

[مربع]

باز دورانِ وغا شد هائ هایٔ — باز طوفانِ بلا شد هائ هائ
باز سامانِ عزا شد هائ هائ — زین عزا حشري بپا شد هائ هائ

باز ماهِ غم بگردون شد پدید — باز دورِ غم به دوران در رسید
باز زین غم جان و دل درخون طپید — جان ز دل زین غم جدا شد هائ هائ

نیست ماهِ غم بگردون این زمان — شد علم تیغِ ستم بر آسمان
شد زمین و آسمان زین غم طپان — هی ، علم تیغ جفا شد هائ هائ

زین الم گریان ست چشمِ روزگار — دیدهٔ دل شد درین غم اشکبار
رفت از جانِ جهان زین غم قرار — شیونِ این غم بپا شد هائ هائ

در عزايُ اهل بیت مصطفا — جابجا جوش عزا شد غم فزا
در زمین و آسمان شد این عزا — نوحه در ارض وسما شد، هايُ هایُ

در عزايُ این عزايُ دل نشین — بر فلک شد نوحهٔ اهل زمین
گشت گریان زاین الم روح الامین — ورد دل روحي فدا شد، هايُ هایُ

این عزا اندر حریم کبریا ست — این عزا در کرسي وعرش علا ست
این عزا در انبیاُ و اولیا ست — جابجا طرح عزا شد، هايُ هايُ

یا رسول‌الله! حسین تو کجا ست — جان مادر، نور عین تو کجا ست
نور عین جانشین تو کجا ست — جانشین تو کجا شد، هايُ هايُ

بود در یثرب نخستین جاي او — شد به بیت‌الله دگر ماوايُ او
این زمان در کربلا شد وايُ او — کربلا جایش چرا شد، هايُ هايُ

در زمین کربلا از قحط آب — دیده عطشان جمله آل بو تراب
خشک از اشک آمده چشم سحاب — خشک لب ارض وسماشد، هايُ هايُ

شاه اکبر این زمان در کربلا ست — کربلا زین جوش اکبر در بلاست
درمیان عرش اکبر این صدا ست — هايُ اکبر شه کجا شد، هايُ هايُ

شاه اصغر چون شه لب تشنگان — برد بهر آب در فوج سگان
گشت آب تیر از حلقش روان — سیر از آب بقا شد، هايُ هايُ

روز قتل و شادی دامادي ست — شاه قاسم شاد دل زین شادي ست
در صف شهدا مبارکبادي ست — شاد دل شه باخدا شد، هايُ هايُ

شاد دل شه بر رضاي کردگار — کرد در شادي شهادت اختیار
از عروسش زین الم شد دل فگار — هيّ کجاآن کتخدا شد، هايُ هايُ

نو عروس شاه قاسم بن حسن — ماند چون تنها بحجله از محن
دست بر سر کرده گفت اي ذوالمنن — طرفه شاديُ بلا شد، هايُ هايُ

شاه عباس آبرويُ کائنات — شد چو بهر آب بر شط فرات
ز آب تیغ ظلم اهل سئیات — هر دو بازویش جدا شد، هايُ هايُ

چون قلم شد هر دو دستِ آن دلیر مشق (۱) دردندان خود بگرفت شیر
عاقبت ز آب شهادت گشت سیر بر سر آب این جفا شد، هایٔ هایٔ

آه وا ویلا ز شورِ شامیان آه وا ویلا ز مکرِ کوفیان
آه وا ویلا ز شرح این بیان شرح این شور از حصا شد، های ٔهایٔ

از جفایٔ خنجرِ شمرِ لعین هـتّی کجا رفت آن رئیس المومنین
تا بگردد واصل رؤسایٔ دین راس پاک از تن جدا شد ، هایٔ هایٔ

دیده بر نوکِ سنان راس امام شد بقدر نیزه خورشید قیام
هست قایم این قیامت بر دوام این قیامت از قضا شد ، هایٔ هایٔ

میروند اکنون اسیرانِ ستم از جفایٔ شامیان تا شام غم
هست زین غم نوحهٔ اهل حرم صبح شام ما کجا شد ، هایٔ هایٔ

نوح طوفانْ آدم آل رسول ماند در طوفانِ غم زین غم ملول
گفت گریان زین غم آن جانِ بتول این چه طوفان بلا شد ، های ٔهایٔ

صل یا ربِ! بر شهیدان تا قیام هست عرضِ "مائل" اندر صبح شام
بعد عرض صد صلوة و صد سلام ورد جانش بر ملا شد ، هایٔ هایٔ

[ب ۱ - ص ۲]

مرثیه ـ۳

باز شد ماه محرم ، آه واویلا حسین
موسم غم ، دورِ ماتم ، آه واویلا حسین
از مه و انجم شب عاشوره روشن کرد چرخ
شمع ماتم مشعلِ غم ، آه واویلا حسین
این مه غم آنکه پیدا شد [از و این] کشت وخون
نیست از تیغ ستم کم ، آه واویلا حسین
بهر قتلِ آل احمد گوئیا زین مه گرفت
تیغ در کف چرخ اظلم ، آه واویلا حسین

(۱) مشک .

شد شهادت از قضا میراث آلِ مصطفا
گه به تیغ و گاه با سَم ، آو واویلا حسین
زین مصیبت آنکه عالم گیر شد یکسر فتاد
ماتم اندر جمله عالم ، آه واویلا حسین
رفت ازین جوش عظیم آه و فغانِ اهلبیت
از زمین تا عرش اعظم ، آه واویلا حسین
کرد برپا درمیان اهل افلاک و زمین
جوش این غم تازه ماتم ، آه واویلا حسین
ماتمِ آل نبي شد بخش جمله انبیا
از محمد تا به آدم ، آه واویلا حسین
آدم و شیث و عزیر و صالح و جرجیس و نوح
در عزا گفتند با هم ، آه واویلا حسین
ماند حیران زین قضائ ناگه از بیچارگي
عیسي اندر چرخ چارم ، آه واویلا حسین
شد ذبیح الله فدائ حق ز تسلیم و رضا
در غم این ذبح اعظم ، آه واویلا حسین
در حریم قدس گریان گفت با روحي فداه
حضرت روح‌القدس هم ، آه واویلا حسین
دیده برهم زین الم محبوب رب‌العالمین
عالمي گردید برهم ، آه واویلا حسین
در جنان اهل جنان کردند زین شیون بپا
ز آه غم صد نخل ماتم ، آه واویلا حسین
درصف غم دیده عطشان جمله آل پاک گفت
ساقئ کوثر بصد غم ، آه واویلا حسین
ماند در قصر جنان با حوریان زین غم غمین
فاطمه ، حوا و مریم ، آه واویلا حسین

گشت اندر ماتم جانِ نبي، چشم بتول
جان پُر از غم چشم پُرنم، آه واویلا حسین
بهر قتلِ قاتل الکفار فوج ظالمین
آمد از هر سو فراهم، آه واویلا حسین
بهر فتح خویش و کسرِ سیدالشهدا شدند
کوفیان با شامیان ضم، آه واویلا حسین
شد بلند آواز چون کوسِ شهادت مي شنید
ناي از نی زیر از بم، آه واویلا حسین
دیده عطشان آل پاک مصطفا بي آب ماند
جام اندر دست جم هم، آه واویلا حسین
جعفر و عباس وعون اکبر و اصغر شهید
در جنان رفتند پی هم، آه واویلا حسین
تا شود در عین شادي از شهادت شاد کام
گشت قاسم رخصت از غم، آه واویلا حسین
نو عروسش دیده این حالت بصد اندوه گفت
بخش باشد شادي غم، آه واویلا حسین
شد بدشتِ کربلا چون شاه تنها، گفت اجل
مرحبا با خیر مقدم، آه واویلا حسین
چون غزالِ قدس از ظلم سگان بیتاب ماند
شد نصیب آهوان رم، آه واویلا حسین
دیده این حکم خداي شاه دین در بیخودي
با خدا مي گفت خود هم، آه واویلا حسین
تن به خاک و سر به نیزه روح در سیر جنان
ماند ازین اندوه پر غم، آه واویلا حسین

خواند "سبحان الذي اسريٰ بعبده" آشکار
بر سنان راس معظم ، آه واويلا حسين
غير عابد اندرين غم اي شه بيت الحرام
در حرم کس نيست محرم ، آه واويلا حسين
مي رود غمگين بسوي شام غم اکنون امير
صبح شام صد غم و هم، آه واويلا حسين
اين مصيبت آنکه قايم ماند تا روز قيام
از قيامت کي بود کم ، آه واويلا حسين
ديده اين تقدير قادر با قضا گفته قدر
سره الله يعلم ، آه واويلا حسين
از پي اين زخم کاري آنکه ناسور غم است
نيست غير از صبر مرهم ، آه واويلا حسين
اي محبان اندرين ماتم بجوش اشک و آه
ورد دل سازيد هر دم ، آه واويلا حسين
"سائل" غمگين به عرض صد تحيات و سلام
ورد دل دارد درين غم ، آه واويلا حسين

[ب ۱ - ص ۱۳]

مرثيه -۴

باز به خلق اين صدا ست ، يا حسن و يا حسين
خلق جهان در عزا ست ، يا حسن و يا حسين !
باز بروي سما بهر عزاي بلا
ماه عزا رخ نما ست ، يا حسن و يا حسين !
نيست مه اين نو هلال بلکه پيء قتل آل
تيغ تظلم بپا است ، يا حسن و يا حسين !
ماه محرم شده ، موسم ماتم شده
ماتم جور و جفا ست ، يا حسن و يا حسين !

شد به محرم صفر همدمِ خوف و خطر
هر یک ماه بلا ست ، یا حسن و یا حسین !
هر دو برابر بهم هر دو به حزن و غم
پیش و پس این جا کجا ست، یا حسن و یا حسین !
دیده وفایٔ شما صبر و رضایٔ شما
حق برضایٔ شما است ، یا حسن و یا حسین !
شکر به دل خستگي صبر به لب تشنگي
طرفه مقام رضا ست ، یا حسن و یا حسین !
صبرِ شما در بلا شکرِ شما در جفا
ذکرِ دلِ انبیا ست ، یا حسن و یا حسین !
جدِّ شما مصطفا بابِ شما مرتضا
بهر شما در دعا ست ، یا حسن و یا حسین !
کو حسنِ مجتبا کو شه کرب و بلا
بر لب خیر النسا ست ، یا حسن و یا حسین !
گاه ولودِ شما حق به درودِ شما
گفت بلا لاولا است ، یا حسن و یا حسین !
سودهٔ الماسِ غم تیغ جفا و ستم
بخش جناب شما ست ، یا حسن و یا حسین !
شربتِ زهر دغا ضربتِ تیغ جفا
درد شما را دوا است ، یا حسن و یا حسین !
ساغرِ زهرِ الم خنجرِ پر زهر غم
بخش شما ز ابتدا ست ، یا حسن و یا حسین !
از طرف دشمنان بارش تیر و سنان
بهر شما مرحبا ست ، یا حسن و یا حسین !
دیده بلایٔ شما گفت قدر با قضا
کاین چه قضاي بلا ست ، یا حسن و یا حسین !

با دلِ پر اشک و آه روز جزا داد خواه
جدّ شما مصطفا ست ، یا حسن و یا حسین !
داد شهادت چو بار کرد شفاعت قرار
هر دو شما را عطا ست ، یا حسن و یا حسین !
خصم شما خوک و خر آن پدر و آن پسر
لعنتِ حق را سزا ست ، یا حسن و یا حسین !
بر ستم ظالمان شد چو عیان ظلمِ شان
لعنتِ حق بر ملا ست ، یا حسن و یا حسین !
های به طوفان غم غرق محیط ستم
کشتئ آل شما ست ، یا حسن و یا حسین !
هاي بچرخ برین بر لب روح الامین
نالهٔ روحي فدا ست ، یا حسن و یا حسین !
غربت و ترک وطن ، تشنگي و صد محن
خاصهٔ آل عبا ست ، یا حسن و یا حسین !
دیده بشان تشنه لب روز و شب اندر تعب
ساقیٔ روز جزا ست ، یا حسن و یا حسین !
در غم شهداي دین از ستم اهل کین
نوحهٔ ارض و سما ست ، یا حسن و یا حسین !
سبحهٔ جانِ فلک وردِ زبانِ ملک
دمبدم از ابتلا ست ، یا حسن و یا حسین !
گوشِ فلک کر شده دهر پُر از شر شده
خیریت این جا کجا ست ، یا حسن و یا حسین !
اهلِ سما و زمین آمده ماتم نشین
ماتم غم جابجا ست ، یا حسن و یا حسین !

گاه وصال شب شاد شهادت طلب
قاسم نو کتخدا ست ، یا حسن و یا حسین !
اصغر طفلِ صغیر خورده به حلقوم تیر
تشنهٔ آب بقا ست ، یا حسن و یا حسین !
حضرت اکبر امام مانده بغم مستهام
در صف اهلِ وغا ست ، یا حسن و یا حسین !
حضرت عباس شیر حضرت عون آن دلیر
کشتهٔ تیغ جفا ست ، یا حسن و یا حسین !
بر سر اخوانِ شان بر سرِ یارانِ شان
ظلم بلا منتها ست ، یا حسن و یا حسین !
جنت و حور و قصور قرب و وصال و حضور
بخشش همه از خدا ست ، یا حسن و یا حسین !
هر طرف دشت کین از پیٔ شهدای دین
جنت و رضوان سرا ست ، یا حسن و یا حسین !
صبح شب بیکسان مونس و غمخوار شان
عازم شامِ بلا ست ، یا حسن و یا حسین !
نوحهٔ اهل حرم نالهٔ ارباب غم
تا حرم کبریا ست ، یا حسن و یا حسین !
نالهٔ وا حسرتا نوحهٔ وا محنتا
شارح این ماجرا ست ، یا حسن و یا حسین !
حرمت نام شما عرض غلام شما
عفو گناه و خطا ست ، یا حسن و یا حسین !
در غمِ آل کرام از دلِ "سائل" مدام
عرض صلوة و ثنا ست ، یا حسن و یا حسین

[ب ۱- ص- ۲۵]

مرثیه ــ ۵

ترا هر دم خدا گوید حسینا بر تو صد رحمت
نبي و مرتضا گوید، حسینا بر تو صد رحمت
ز رحمٰن آفرین بشنو، ز رحمت حزبش این بشنو
ز مرحومان دین بشنو، حسینا بر تو صد رحمت
حسن گوید حسینم کو، حسین نور عینم کو
انیس گاه شینم کو، حسینا بر تو صد رحمت
ز احمد تا الیٰ آدم، بدیده عبرت اندر غم
همي گویند در هر دم، حسینا بر تو صد رحمت
میان جنتِ الماوا، ز روح حضرت زهرا
شنیده مریم و حوا، حسینا بر تو صد رحمت
ترا اهل فلک گوید، ترا جن و ملک گوید
به دریا هر سمک گوید، حسینا بر تو صد رحمت
تو از عرش برین بشنو، شه کرسي نشین بشنو
تو از روح الامین بشنو، حسینا بر تو صد رحمت
ترا عالم ز جان گوید، ترا جان جهان گوید
ترا روح و روان گوید، حسینا بر تو صد رحمت
قضا گاهِ ولود تو، قدر وقت نمود تو
همي خواند این درود تو، حسینا بر تو صد رحمت
عزایت جابجا آمد، جهان گیر این عزا آمد
ز هر جا این صدا آمد، حسینا بر تو صد رحمت
به حق در کربلا ماندي، فرس در دشت غم راندي
بلا را مرحبا خواندي، حسینا بر تو صد رحمت
اجل شد رهنماي تو، قضا شد پیشواي تو
قدر شد در قضاي تو، حسینا بر تو صد رحمت
تو محکوم قضا گشتي به حکم حق رضا گشتي
قدر را آشنا گشتي، حسینا بر تو صد رحمت

توئي بر حکم حق راضی، قضایت ز آن نه شد ماضی
ز تو رحمٰن شده راضي ، حسینا بر تو صد رحمت
ترا رحمٰن رضا جوید ، به تسلیمت وفا پوید
رضاي حق ترا گوید ، حسینا بر تو صد رحمت
تو چون ترک وطن کردي، وطن دشتِ محن کردي
به غربت انجمن کردي ، حسینا بر تو صد رحمت
ترا غربت دعا گفته ، بلایت مرحبا گفته
ترا دشت بلا گفته ، حسینا بر تو صد رحمت
سحابِ رحمت رحمٰن ، چو دیدت تشنه و عطشان
بگفت اندر غمت گریان ، حسینا بر تو صد رحمت
تو ظلمِ شامیان دیدي ، تو کذبِ کوفیان دیدي
تو ظلم و کذبِ شان دیدي ، حسینا بر تو صد رحمت
ز حق بر ظالمان لعنت، ز حق بر کاذبان لعنت
ز حق بر جمله شان لعنت ، حسینا بر تو صد رحمت
ز ظلم آل بو سفیان که شد منصوص لعن شان
شد آل مصطفا از جان ، حسینا بر تو صد رحمت
به دشت غم تو مهماني ، تو غم خوان غریباني
تو در حشر شهیداني ، حسینا بر تو صد رحمت
تو خوش در غم وفا کردي ، وفا حکم خدا کردي
تو قاسم کتخدا کردي ، حسینا بر تو صد رحمت
چو روز عشرت قاسم ، غم آمد قسمتِ قاسم
بود در حسرت قاسم ، حسینا بر تو صد رحمت
ز قاسم بن حسن سرور ، ز عبدالله نام آور
به تو گوید حسن یکسر ، حسینا بر تو صد رحمت
کجا معصوم اصغر شد ، کجا مظلوم اکبر شد
کجا مغموم جعفر شد ، حسینا بر تو صد رحمت
کجا عباس نیک آئین ، کجا عون آن شه غمگین
دو بازوي قوی دین ، حسینا بر تو صد رحمت

کجا رفتند اخوانت، کجا گشتند اعوانت
کجا هستند یارانت، حسینا بر تو صد رحمت
اید از حضرت رحمان، بود صد رحمت و غفران
به اوراح شریف شان، حسینا بر تو صد رحمت
تو یک تن رو به میداني، مقابل با هزاراني
هزاران بر تو قرباني، حسینا بر تو صد رحمت
شجاعت نامدار از تو، هزاران در فرار از تو
به یکتائي قرار از تو، حسینا بر تو صد رحمت
تو سالار شهیداني، تو دلدار یتیماني
تو غمخوار اسیراني، حسینا بر تو صد رحمت
ترا صبر و رضا گفته، ترا حکم قضا گفته
ز قدرت خود خدا گفته، حسینا بر تو صد رحمت
تو صبر اندر بلا کردي، تو شکر اندر جفا کردي
تو حاصل مدعا کردي، حسینا بر تو صد رحمت
دعایت مستجاب آمد، ز صبرت خوش نصاب آمد
ترا صابر خطاب آمد، حسینا بر تو صد رحمت
قضا حیران صبر تو، قدر قربان صبر تو
تعالیٰ شان صبر تو، حسینا بر تو صد رحمت
ترا تیر و کمان گفته، ترا تیغ و سنان گفته
ترا هر خسته جان گفته، حسینا بر تو صد رحمت
ز زخم خنجر کاري، چو شد جسم تو گلناري
بگفتت حضرت باري، حسینا بر تو صد رحمت
تو چون لب تشنه دم دادي، بدم یاد از عدم دادي
به عالم تازه غم دادي، حسینا بر تو صد رحمت
تو مقبول خدا گشتي، تو مشمول رضا گشتي
تو مقتول جفا گشتي، حسینا بر تو صد رحمت

ذبیح الله به تحسین است که هان ذبح عظیم این ست
حسینم صادق آئین ست ، حسینا بر تو صد رحمت
فدایت اسمعیل از جان ، ز جان در فدیه ات گریان
به دستش عیدي قربان ، حسینا بر تو صد رحمت
تو زیبا سروِ آزادي ، تو اندر سروران شادي
تو اندر سجده سر دادی ، حسینا بر تو صد رحمت
سرت سردار سرها شد ، ز رفعت نیزه آرا شد
بلند از سرو بالا شد ، حسینا بر تو صد رحمت
سرت راس سنان گشته ، رئیس سروران گشته
بحق رفعت مکان گشته ، حسینا بر تو صد رحمت
تنت بر بستر خاک است ، سرت در سیر افلاک است
دلت با ایزد پاک است ، حسینا بر تو صد رحمت
چو باشد کربلائ تو ، بهشتی از برائی تو
بحق رضوان سرائ تو ، حسینا بر تو صد رحمت
غم شهدا رفیقت شد شهادت هم طریقت شد
عیان سرّ حقیقت شد ، حسینا بر تو صد رحمت
شهادت ارث ذات تو ، شفاعت از برات تو
شجاعت از صفات تو ، حسینا بر تو صد رحمت
شجاعت کرد کار اینجا ، شهادت داد بار اینجا
شفاعت گشته یار اینجا ، حسینا بر تو صد رحمت
شفاعت خانه زاد تو ، شجاعت هم جهاد تو
شهادت دل نهاد تو ، حسینا بر تو صد رحمت
شجاعت منصبت آمد شفاعت مطلبت آمد
شجاعت سرتبت آمد ، حسینا بر تو صد رحمت
شجاعت دستیار تو ، شهادت غمگسار تو
شفاعت همکنار تو ، حسینا بر تو صد رحمت

شجاعت با تو گفت اینجا شهادت با تو گفت اینجا
شفاعت با تو گفت اینجا ، حسینا بر تو صد رحمت

ترا کلثوم مي جوید ، به سوئي دشت می پوید
سکینه با تو مي گوید ، حسینا بر تو صد رحمت

ترا زینب دعا گوید ، بیا تا مرحبا گوید
ز درد و ابتلا گوید ، حسینا بر تو صد رحمت

در آن از مجمع محشر ، ز دردت عابد مضطر
همی گوید بچشم تر ، حسینا بر تو صد رحمت

ز یُمن نام پاک تو جهان گردد شفاعت جو
تو از جان جهان بشنو ، حسینا بر تو صد رحمت

دل و جانم فدايِ تو ، فدايِ خاک پائي تو
به گوید در عزايِ تو ، حسینا بر تو صد رحمت

ز جانم شرح غم بشنو ، تو با حق شیر غمگین گو
شفاعت خواه جرمم شو ، حسینا بر تو صد رحمت

ز جرمم از کرم بگذر ، کرم کن سويِ من بنگر
توئي شاه کرم پرور ، حسینا بر تو صد رحمت

تو از رحمت زکاتم ده ، ز لطف خود براتم ده
بشارات نجاتم ده ، حسینا بر تو صد رحمت

زکاتت رحمت و غفران ، براتت دولت و ایمان
تو بخشي جمله از احسان ، حسینا بر تو صد رحمت

دلِ "مائل" به تعظیم [است] تحیت خوان تکریم است
سلامش عرض تسلیم است ، حسینا بر تو صد رحمت

[ب ۱-ص-۱۰۰]

مرثيه ـ۹

باز هلال ماه عزا شد ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
باز مه غم جوش فزا شد ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
باز به دوران دورهٔ غم شد ، باز رواج ظلم و ستم شد
باز عزائي شاه امم شد ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
باز غم شه وقف جهان شد ، باز جهاني اشک فشان شد
باز درين غم ورد زبان شد ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
باز ز حسرت چهرهٔ گردون ، در غم شهدا گشت شفق گون
گشت شفق گون با دل پُر خون ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
هست هلال ماه محرم ، چونکه به شکل حلقه ماتم
ماتم غم شد در همه عالم ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
هايُ ز ظلم ظالم ابتر ، خستهٔ غم شد جان پيمبر
گفت درين غم حيدر صفدر ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
هايُ حسينا انت کجائي ، تشنه و مضطر بهر چرائي
جان به کف اندر راه خدائي ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
در غم غربت جان ز بدن شد ، جايُ شهيدان دشت محن شد
بهر غريبان اين چه وطن شد ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
گريه درين غم واجب عين است ماتم شهدا در ثقلين است
ورد خلايق هايُ حسين است ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
هست طريق تعزيه داري ، در غم شهدا گريه و زاري
به که درين غم ناله بر آري ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
هايُ ز حزن شاه شهيدان ، هايُ ز درد فرقت ياران
هايُ ز جوش درد يتيمان ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
هايُ کجا شد حضرت اکبر ، هايُ کجا شد حضرت اصغر
هايُ کجا شد حضرت جعفر ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
شادي نوشه وقف الم شد ، حجله شادي حجله غم شد
از پيُ قاسم اين چه ستم شد ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
خلعت شادي چون کفن آمد ، بر تن نوشه صد محن آمد
شاديُ قاسم بن حسن آمد ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا

حضرت عباس آن شه صفدر ، رفت چو عطشان در صف لشکر
گشت فدايُ جان برادر ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
به که درين غم جان به لب آيد ، جان محبان در تعب آيد
ورد دل و جان روز و شب آيد ، هايُ حسينا ، هاي حسينا
در صف شهدا جائي حسين است ، ورد شهيدان هايُ حسين است
هايُ حسين است ، وايُ حسين است ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
شد چو شهيد آن شاه معلا ، يافت شهادت رتبه دو بالا
گشت دو بالا ماتم شهدا ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
اي دل پر خون تو به چه کاري ، کار دل آمد گريه و زاري
به که توگريان جان به سپاري ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
گريه به حال تشنه لبان کن سيل سرشک از ديده روان کن
در غم شهدا ورد زبان کن ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
بسکه غم افزا حزن امام ست ، از دل "مائل" عرض پيام است
عرض صلوة و عرض سلام است ، هايُ حسينا ، هايُ حسينا
[ب ۱ - ص - ۱۰۲]

مرثیه ــ ۷

[مربع]

باز گردون بر سر جور و جفا ست — باز ماه غم به گردون رُخ نما ست
باز ماه ماتم آل عبا ست — هي ستم باز اين همه جور از چرا ست

چيست عزمت باز اي گردونِ دون — کردهُ زين غم جهاني غرق خون
باد رويت اي ستمگر تيره گون — تيره رويهاي تو از ابتدا ست

در چه کاري اي سپهرِ نابکار — نابکاري هايُ تو شد آشکار
گشت از کارِ تو دلها داغدار — از ازل کارت مگر جور و جفا ست

آه حسرت کز جفايُ شاميان — شام غربت شد بروي شه عيان
نيست از صبح وطن اين جا نشان — کی وطن گاه کس ، اين غربت سرا ست

شاه دين چون در مدينه داشت جا در جوارِ روضهٔ خير الورا
روزي اندر روضه بشنيد اين صدا بعد ازين در كربلا جاي شما ست

شاه دين بر گفتهٔ خير الانام شد ز يثرب جانب بيت الحرام
باز ز آنجا كرد هم نقلِ مقام اين زمان عزمش بسوي كربلا ست

شد روان چون شاه دين با اقربا از حريمِ كعبه سوي كربلا
ساخت اندر كربلا منزل سرا كربلا منزل سراي صد بلا ست

هي چه گويم شد چها با شاهِ دين از جفا و مكر اعداي لعين
باد لعنت از خدا بر ظالمين بر سر شان لعنت الله از خدا ست

شد ز حق چون امر شادي بهر شاه بست شادان عقد وصل مهر و ماه
آه بزم شادي آمد قتل گاه شادی قاسم به دشتِ كربلا ست

رفت نوشه چون در آن دشت محن گشت غرق بحر خونِ خويشتن
بر تنش شد خلعت شادي كفن آه غرق بحر خون آن كتخدا ست

بست از خونِ شهادت چون حنا شاه قاسم دست و پاي خويش را
شادئ شه شد مبدل با عزا نو عروسش دست بر سر زين عزا ست

آه واويلا ز ظلم اهل شام آه واويلا ازين حشر قيام
هي كجا شد حضرت قاسم امام تا قيامت محشر اين غم بپا ست

تشنه لب شد آه چون اصغر صغير خسته شد حلقوم آن معصوم مير
يافت تسكين در زبان از آب تير آه اصغر سير از آب بقا ست

چون علي اكبر به ميدان شد شهيد نوحه‌اش تا عرش اكبر در رسيد
عرش و كرسي زين عزا در غم طپيد ورد دل الله اكبر زين عزا ست

هي کجا شد شیر اکبر این زمان — هي کجا شد شاه اصغر این زمان
هي کجا شد عون و جعفر این زمان — هر یکي مقتول، تیغ صد جفا ست

داد با عباس بن شاه نجف — شاه دین چون رایت نصرت به کف
کرد رایات اعادي را تلف — حضرت عباس شه صاحب لوا ست

چون قلم شد بازوي بازوئ شاه — دست بازان رفت شه در قتل گاه
دیده حالش گفت هي هي یا آله — بازوِ ما آه بي بازو چرا ست

شد عزاي این ستم در دهر عام — عام شد در دهر حشر این قیام
حشر گاه ظلم شد عالم تمام — تا قیامت این قیامت جابجا ست

چند باشي اي فلک گرم ستیز — شاه دین تنها ست اندر رستخیز
دیدهٔ دل گشته زین غم اشک ریز — این همه ظلم از تو بر آل عبا ست

شاه دین تنها ست در فوجِ سگان — سگ هزار و شیر یک تن درمیان
درمیان بارشِ تیر و سنان — شیر حق آزرده دل زین ماجرا ست

شد چو عطشان در صف غم شاه دین — ساقئ کوثر از این غم شد غمین
جام در کف آمده روح الامین — شربت آب بقا بر شه عطا ست

شاه دین با جمله خویش و اقربا — رفت چون لب تشنه زین دارالبلا
الفراق و العطش یا مصطفا ! — بر لبِ لب تشنگانِ کربلا ست

شد به معراج سنان چون راسِ شاه — شد سنانِ غم به چشم مهر و ماه
مهر و مه آمد ازین غم داد خواه — داد خواه این ستم اهل سما ست

صبح صادق چون به شام غم رسید — هي اسیرِ شام شد آل مجید
شام غم شد در جهان زین غم پدید — صبح شام غم شه زین العبا ست

"سائل" اندر ماتم این حشر عام هست گریان از دل و جان تا قیام
نیست غیر از گریه کارش بر دوام کار وي در حشر با آل عبا ست
[ب ۱- ص ۱۰۳]

مرثیه —۸

در ماتم شهیدان ، گریید اي عزیزان
با دیدهٔ دل و جان ، گریید اي عزیزان
دل درفغان و آه است کاین ماه غم چه ماه است
ماه عزاي شاه است ، گریید اي عزیزان
دیگر مه غم آمد شهر محرم آمد
ایام ماتم آمد ، گریید اي عزیزان
این شهر غم چه شهر است کآب و هواش زهر است
گریان دو چشم دهر است ، گریید اي عزیزان
در دهر شور و شین است فریاد یا حسین است
هان گریه فرض عین است ، گریید اي عزیزان
اي دل تو درفغان باش پیوسته نوحه خوان باش
گریان به چشم جان باش ، گریید اي عزیزان
اي دل چو شمع مي سوزشمي به دل بر افروز
و از شمع گریه آموز ، گریید اي عزیزان
اي دل به تاب و تب شو حیران کار رب شو
گریان بصد تعب شو ، گریید اي عزیزان
خاک الم بسر کن ، آه از جگر بدر کن
با گریه چشم تر کن ، گریید اي عزیزان
جامه ز غم قبا کن از سر عمامه وا کن
گریان چنین صدا کن ، گریید اي عزیزان
اکنون به هر دیاري جز گریه نیست کاري
با چشم اشک باري ، گریید اي عزیزان

گويم چها که چون شد ، حال دلم زبون شد
بحرين ديده خون شد ، گرييد اي عزيزان
سامان گريه بينيد باران گريه بينيد
طوفان گريه بينيد ، گرييد اي عزيزان
چشمي که نيست گريان در ماتم شهيدان
بادا ز نور عريان ، گرييد اى عزيزان
اي ديده خون بباريد خون جگر بباريد
پاس عزا بداريد ، گرييد اي عزيزان
گر چشم ز اشک خالي است نوبت بچشم مالى است
اکنون که خشک سالي است ، گرييد اي عزيزان
اي سيل اشک از نو از روي من روان شو
با اهل اين عزا گو ، گرييد اى عزيزان
اکنون که قحط آب است بر چرخ گر سحاب است
چشمش ز غم پر آب است ، گرييد اي عزيزان
اي دوستان بجوشيد داروي غم بنوشيد
در گريه سخت کوشيد ، گرييد اي عزيزان
جانم ز غم حزين است اين حزن جان نشين است
بيت‌الحزن همين است ، گرييد اي عزيزان
زين غم نه جان است گريان جان جهان است گريان
روح و روان است گريان ، گرييد اي عزيزان
اين غم نه درجهان است ، در هفت آسمان است
در عرش و لامکان است ، گرييد اي عزيزان
زاين غم زمين است گريان عرش برين است گريان
روح الامين است گريان ، گرييد اي عزيزان
زاين غم قضا بگريد مه بر سما بگريد
دشت بلا بگريد ، گرييد اي عزيزان

ز این غم نبي بگرید و از جان علي بگرید
هم هر ولي بگرید ، گریید اي عزیزان
در پایِ عرش اکبر زهرا بدیدهٔ تر
گریان است تا به محشر ، گریید اي عزیزان
بیت‌الحرم بجوش است زین غم سیاه پوش است
گریان درین خروش است ، گریید اي عزیزان
عیسیٰ به چرخ چارم گریان است اندر این غم
با گریه گوید او هم ، گریید اي عزیزان
"مائلِ" ز دل فگاري دارد سرشک جاري
زین زخمهائی کاري ، گریید اي عزیزان

[ب ۱ ص-- ۱۰۸]

مرثیه ــ ۹

[مربع]

باز چرا اي فلک فتنه بپا کردهٔ
فتنهٔ نو در جهان چهره نما کردهٔ
بر سرِ خود جلوه گر ماهِ عزا کردهٔ
منزلِ آل عبا دشتِ بلا کردهٔ

باز به چرخِ برین ماه عزا رُخ نما ست
باز بروي زمین شور قیامت بپا ست
باز در احباب دین ماتم آل عبا ست
این همه شور از کجا تا به کجا کردهٔ

آه ز رنج و بلا در حق خیرالنسا
آه ز تیغ جفا بر سر شیر خدا
آه ز زهرِ دغا در جگرِ مجتبا
باز برای حسین این چه جفا کردهٔ

آه چه گویم به شاه رفت ز امداد تو
رفت به عرش برین این همه بیداد تو
هست سراپا ستم این ستم آباد تو
این همه ظلم و ستم آه چرا کردهٔ

آه بدشت بلا تخم امل خاک شد
در غم آل رسول جامه ز غم چاک شد
نوحهٔ اهل زمین بر سرِ افلاک شد
کاي فلک پر جفا این چه جفا کردهٔ

دیدهٔ و دل ز این الم اشک فشان غم اند
در غمِ آل رسول هر دو رفیق هم اند
گاه شرر ریزِ غم گاه ز غم پُر نم اند
دیدهٔ و دل گوئیا صرفِ بکا کردهٔ

شادي قاسم ببین در صف دشتِ بلا است
بر کفِ آن خسته دل خون شهادت حنا است
حجلهٔ شادی چه شد حضرت قاسم کجا است
شادئ شه گوئیا بهرِ عزا کردهٔ

آه چرا تشنه لب حضرت اصغر علي است
آه چرا در تعب حضرت اکبر علی است
آه چرا در غضب حضرت جعفر علي است
این همه شور و غضب آه چرا کردهٔ

حضرت عباس کو کان شه شیر وغا
جرعهٔ آب آورد بهر شه کربلا
یا پیٔ رزمِ سگان باز بگیرد لوا
حضرتِ عباس شیر آه کجا کردهٔ

آه که شاه شهید در صفِ دشت بلا ست
آه که فوج یزید جمله بجور و جفا ست

آه که شمرِ پلید تیغ به کف در قضا ست
آه به تیغ جفا این چه جفا کردهٔ

آه که شاهِ شهید تشنه لب کربلا
خورد ز جام وصال جرعهٔ آب بقا
کرد بحکم الست آه رضا بر قضا
اي بقدرِ آشنا این چه قضا کردهٔ

هست غم روزگار وقف عزاي حسین
هست دل اشکبار گریه نماي حسین
برد ز دلها قرار یادِ فداي حسین
از پیٔ ذبحِ عظیم این چه فدا کردهٔ

شرح غمِ شاه دین هست برون از بیان
گشت زبانِ قلم لال ز تفسیرِ آن
حاجت تفصیل نیست گشت چو مجمل عیان
آه چه گویم چها بر شهٔ ما کردهٔ

ماندهٔ طوفان غم آه اسیرِ بلا ست
نالهٔ اهل حرم در حرم کبریا ست
کاینچه جفا وُ ستم بر سرِ بیمارِ ما ست
از پیٔ دردِ دلش این چه دوا کردهٔ

"سائل" غمگین شاه با دل پُر اشک و آه
هست بلا اشتباه از ستمت داد خواه
کاي فلک روسیاه با شه گردون سپاه
این همه جور و جفا آه چرا کردهٔ

[ب ۱- ص- ۱۴۷]

مرثیه — ۱۰

[مسدس]

امروز دگر ماهِ غم انگشت نما شد
امروز دگر موسم ایام عزا شد
امروز دگر بر فلک این فتنه بپا شد
امروز دگر چرخِ ستمگر به دغا شد
شد باز پدید آه هلال مه ماتم
ماهي که مسمیٰ شد با ماه محرم

اي چرخ ستم چهره تو خواموش (۱) چرائی
پیوسته ز اندوه سیه پوش چرائي
با ماه الم باز هم آغوش چرائي
زین کج روئ خویش تو در جوش چرائي
داري مگر اندوهِ عزائ شهدا را
اي چرخِ ستم پیشه بکن شرم خدا را

اي تعزیه داران! بعزا باز بجوشید
از جوش محبت بعزا سخت بکوشید
بر قامتِ خود جامهٔ اندوه بپوشید
این نغمهٔ پُر جوش ز اخلاص نیوشید
در ماتم شه هر که بجوش است به هوش است
بي هوش توان گفت کسي را که خموش است

در واقعهٔ شاه چه گویم که چها شد
زین غم بزمین محشر اندوه بپا شد
حشري ز زمین خواسته (۲) در هفت سما شد
از هفت سما باز سوي عرشِ علا ست
بالله که این حشر نه بر روي زمین است
از روی زمین خواسته (۳) تا عرش برین است

---

(۱) خاموش (۲) خاسته (۳) خاسته .

چون دشت بلا خيمه گه آل عبا شد
بر آل عبا تشنه لبي جوش فزا شد
در خيمه افلاک چنين صوت و صدا شد
کاي آه چرا منزلِ شه دشت بلا شد
بينيد کنون دشت بلاي شهدا را
بينيد کنون غرق بخون آلِ عبا را

چون حضرت اکبر بصف خصم لعين رفت
شوري عجبي در صف آن دشمن دين رفت
از تشنگيش غلغله بر چرخ برين رفت
آخر، به عطش از بدنش جانِ حزين رفت
افسوس که آن سرو گلستان امامت
در تشنه لبی خورد به حق جام شهادت

اي آه که چون يافت شهادت شه قاسم
شد حجلهٔ شادي ز غمش حجلهٔ ماتم
می گفت عروسش بدل و ديدهٔ پُرنم
ز اين حجله کجا رفت کنون آن پسرِ عم
اي آه که شد خلعت شادي کفن او
چُست آمده اين خلعت نو بر بدن او

بگرفت چو عباس علی رايت دين را
بنمود نگون رايت افواج لعين را
شد تقويتي تازه دگر اهل يقين را
با نوکِ علم کرد نشان چرخ برين را
آخر چو قلم گشت دو بازوي دلاور
فرياد بر آورد که اي جان برادر!

اي آه ز لب تشنگئ اصغر معصوم
اي آه ز دل خستگئ سيد مظلوم

اي آه چسان ناوک غم خورد به حلقوم
از دست جفا ؤ ستم ظالمِ میشوم
ز این ناوک اندوه دلم قطرهٔ خون شد
دل قطرهٔ خون بود که از دیده برون شد

کو حضرت اکبر علي آن شکل پیمبر
کو قاسم داماد جگر خسته و مضطر
کو حضرتِ عباس علي شیرِ دلاور
کو حضرت عون است کجا تشنه لب اصغر
از تشنه لبی یافته پیغام شهادت
گشتند همه جرعه کش از جام شهادت

اي آه که تنها شه دین ماند بمیدان
دل خسته و حیران ز غم و درد رفیقان
نه یار، نه یاور، نه رفیقي، نه عزیزان
از تشنه لبی مضطرب الحال و پریشان
چون تشنه لبي در دل شه جوش فزا شد
از جوش عطش عازم میدان وغا شد

در دشت بلا آه چه گویم که چها رفت
از دستِ ملاعین چه دغا ؤ چه جفا رفت
صد گونه ستم بر سرِ شاه شهدا رفت
چون شاه شهیدان بصف دشت بلا رفت
اي دل ز غم شاه بفریاد و فغان باش
و اي دیده ز خونابهٔ دل اشک فشان باش

اي آه شرر ریز بجانم اثري کن
و اي چشم گهر ریز بعالم خبري کن
بر حال حسین ابن علي هم نظري کن
زین نالهٔ جان سوز دگر شور و شري کن

کاي چرخ برين اين همه ظلم و ستم از کيست
بر اهل يقين اين همه ظلم و ستم از چيست

اي آه که شد جان جهان از تن مجروح
اي آه که غلطيد بخون آن تن بي روح
يعني که حسين ابن علي سيد ممدوح
از خنجر بيداد اعادي شده مذبوح
اي تعزيه داران غم شاه، کجائيد
جان بر لب و تن غرق بخون است بيائيد

فرياد ز بی مهري گردون ستمگر
فرياد ز جور و ستم ظالم ابتر
فرياد ز لب تشنگي ساقي کوثر
فرياد ز جان دادن آن جان پيمبر
آن دم که سر شاه بمعراج سنان شد
خورشيد قيامت بسر نيزه نشان شد

اي آه که گرديد سپس عابد بيمار
از تشنه لبی در کف اضداد گرفتار
ديدند چو اهل حرمش بيکس و بي يار
با ناله بگفتند که اي خالق مختار
بر ناله جان سوز دل زار نظر کن
بر بيکسي عابد بيمار نظر کن

"سائل" تو در اين تعزيه پيوسته بغم باش
غمگين غم تعزيه شاه امم باش
هر لحظه رفيق ره ارباب الم باش
جان در کف و آماده صد گونه ستم باش
هر کس که در اين تعزيه ز اخلاص فدا شد
از اهل ولا گشته و واصل به خدا شد

[ب ۱- ص-۱۵۱]

مرثیه — ۱۱

[مخمس]

آمد چو محرم علم آه بپا کن یعني که درین شهر صلائي بعزا کن
چاکي به گریبان زده و جامه قبا کن بر دوش عبائي ز غمِ آل عبا کن
بحرین دل دیده بهم وقف بقا کن
هو

بر فرق سر از جور زمان خاک بینداز پر غلغله در گنبد افلاک بینداز
پر آتش اشک از مژه خاشاک بینداز ز این غم نمکي بر دل صدچاک بینداز
ایام عزا آمده سر صرفِ عنا کن
هو

ایام عزا آمده با درد درون ساز دل را ز خیالات دگر پاک بپرداز
چاکي به گریبان زن و خاکي به سر انداز در وادیٔ ماتم علمِ آه بر افراز
در قافلهٔ اشک روان آه درا کن
هو

اي شیعه! بیا زود بزن حلقهٔ شیون یکبار ز غم غلغله در دهر بیفگن
پر کرده ز اندوه همه کوچه و برزن یک دست سر سینه و یک دست بسر زن
یادِ ز زمانِ ستم اهل جفا کن
هو

قانون درون را بدم آه نکو سوز دل را بتف غصه شب و روز بیفروز
بگریستن و سوختن از شمع بیاموز در ماه محرم بدهد این عملت فوز
یعني که سراپایٔ خود از درد فنا کن
هو

دل را بغم شاه شهیدان بده آشوب با دست سر و سینه ز اندوه همي کوب
جز درد درین بارگه نه هدیهٔ مرغوب خواهي که شود کار تو فردا همگي خوب
در حلقهٔ اهل الم امروز تو جا کن
هو

اي شيعه! درين ماه بده داد محبت دارد لقب اين شهر غم آباد محبت
جاويد غم است خوردن معتاد محبت غافل نه شوي گاه ز ارشاد محبت
ناسور الم را ز غمِ شاه دوا کن
هو
امروز بجز آه صداي به شما نيست امروز درين دهر بجز تعزيه جا نيست
امروز عبادت چو فغان و چو بکا نيست يعني به فرح بودن امروز روا نيست
جان داده درين ماتم اميد شفا کن
هو
چون شاه شهيدان سفر کرب و بلا کرد گردون همگي رسم وفا هاي رها کرد
با اهل جفا آشتي و مهر و وفا کرد با آل نبي من چه بگويم که چها کرد
خون بار ز دو ديدهٔ يادِ شهدا کن
هو
بر بيکسئ آل عبا هائ نه ديدند دين داده ز کف ذلتِ جاويد خريدند
اينجا پئ خود لعنت مادام گزيدند در قهر جهنم ز جهان رفته رسيدند
از حق طلب لعنت ارباب جفا کن
هو
از خوف خداوند نه ترسيده لعينان دادند پئ جاه ز کف دولتِ ايمان
با آل علي ظلم نمودند فراوان با صد ستم و ظلم گرفتند ز شان جان
اندوه همين واقعه بيرون ز حصا کن
هو
جسمي که بود مرکبِ او دوش پيمبر جاني که بودِ جانِ تنِ حيدر صفدر
از جور و جفاهائ ملاعينِ بد اختر افتاده بخون ست درين معرکه بي سر
سر داده ز اندوه تن خويش فدا کن
هو
بر آل پيمبر چه بگويم که چها رفت از ظلم لعينان چه دغا وُ چه جفا رفت
زين واقعه بس غلغله در ارض و سما رفت شرحش ز بيان بيش و فزون تر ز حصا رفت
بر حکم قدر گشته رضا سير قضا کن
هو

مغموم غم شاه ز غمهاست نجاتي   امروز گرش نیست علي نیک حیاتي
فردا ز نعیمِ ابدي هست براتي   این نغمه شنیده بولا باش ثباتي
با ناخن غم عقیدهٔ هر واهمه وا کن

[ب۱ ص--۱۶۳]

مرثیه — ۱۲

واقعه وداع

[مثنوي]

محرم آمد شد باز موسم شیون   هلال تعزیه شد جلوه گر به چرخ کهن
مگو هلال که شمشیرِ ظلم پیدا شد   لوایٔ ظلم بر اوجِ سپهر برپا شد
مگو هلال که شهرِ مصیبتِ عظماست   مگو هلال که ایام ماتمِ شهداست
چه ماتمی که خزان کرده گلشنِ ایمان   چه ماتمی که ز بن کنده نخلِ صبر و توان
چه ماتمي که بود فرض بر بني آدم   چه ماتمی که بود معنیش خروش و الم
چه ماتمی که غمش از بیان فزون باشد   چه ماتمی که درو اشک سیل خون باشد
به دیدها ست کنون امر گریه و زاری   بیا سرشک، دمي کن مدد بغم خواري
بیا سرشک مکن دیده تر ز خونِ جگر   که هست تشنه جگر ساقي لبِ کوثر
سرشک این غم گویند پارهٔ جگر است   جگر شگافته را هر سرشک پُر اثر است
به قحط آب کنون آب دیده مي باید   اگر تو آب نه داري ز تو چه مي آید
ز آب دیده بود آبروئ هر دو جهان   اگر تو دیده وري دیده رابکن سیلان
درین دیار که شهرِ محرم است نامش   لوایٔ تعزیه برپا ست بر در و بامش
اگر به شهر محرم ترا ست عزم سفر   دلیل راه نه باشد دگر چو دیدهٔ تر
ببر بهمرهٔ خود آه و ناله را همراه   که درطریق خطر نیست همرهي چون آه
به آه و ناله توان شرح این بیان کردن   به دهر ماتمِ آل نبی عیان کردن
روایتی ست که چون اهل بیت پیغمبر   به سوئي دشت تظلم نمود عزمِ سفر
خصوص سرورِ لب تشنگان امام حسین   گل ریاض وفا، نور دیدهٔ ثقلین
گرفته همرهٔ خود اهل بیت پیغمبر   پئ وداع درآمد به روضهٔ اطهر

تمام در حرم روضهٔ رسولِ خدا — پئ وداع رسيدند در لباسِ عزا
تمام خاک بسر داخلِ حرم گشتند — تمام خسته جگر واصلِ حرم گشتند
تمام در غم غربت به ناله و فرياد — تمام وا ابتا گو براي استمداد
تمام خسته دل و داغ از غمِ دوزي — تمام وا ابتا گو ز دردِ مهجوري
تمام کرده لباس مسافرانه به بر — مسافرانه رسيدند پيش پيغمبر
ز بعدِ عرض سلام آن گزيدهٔ مولا — خطاب کرد سوئ حضرت رسول‌الله
چرا ز حال غريبان خبر نمي پرسي — خبر ازين سفر پُر خطر نمي پرسي
چرا جواب سلامم نمي دهي اکنون — دمي براي وداعم بيا ز قبر برون
چرا به حال يتيمانِ خود نمي بيني — چرا به حال غريبان خود نمي بيني
چرا ز لطفِ صفا مرحبا نمي گوئي — رضائ خاطر دل خستگان نمي جوئي
چه گويمت که‌چه گونه است حالِ ماغربا — چرا غريب نوازی نمي کني با ما
چه شکوه سر کنم از محنتِ جدائي ها — که آماده است کنون وقت جان فدائي ها
چه گويمت که چها کرده امت با ما — ز غصه جان به لب است لااله الاالله
چرا تو غافلي از اهل بيت اطهر خويش — تمام بی کس و بی ياور و سفر در پيش
به‌اهل بيت‌خودت بين که‌چشم بر راه اند — پئ تسلي خاطر اجازه مي خواهند
چرا تو ساکتي و غافلي ز حالِ حسين — به بين چه مي گذرد از جفا بر آلِ حسين
اگرسکوت تو اي جدِّ من ز روئ رضاست — رضائ حق بسر و عزم من به کرب بلاست
کنون مراست اگرچه خيالِ بيت‌الله — ولي قضا بقضا گويدم که کرب بلا
منم حسين جگر گوشهٔ گزيدهٔ تو — منم حسين که بودم ضيائ ديدهٔ تو
منم حسين که پروردهٔ کنارِ تو ام — منم حسين که فرزندِ غم گسارِ تو ام
منم حسين که ابنم خطاب مي کردي — باين خطاب به خصمم عتاب مي کردي
منم حسين که دلجوئيم شعار تو بود — بحالِ من همه دم لطف کردگارِ تو بود
منم حسين که اکنون ز ظلم دشمن دين — رسيده ام بحضورت پئ وداعِ پسين
دگر به روضه نيايم پئ زيارت باز — دگر نصيبه نه دارم ازين سعادت باز
دگر به شهر تو اي شهر يار کشور دين — مرا اجازه نمي باشد از يزيد لعين
اگر چه نيست مرا طاقت جدائئ تو — ولی چه چاره کنم خواهش خداست نکو
سپس وداع نموده ز قبر مادر خويش — روانه گشت سوئ روضهٔ برادر خويش
به‌روضه‌اش چو رسيد آه و ناله برپا کرد — پئ وداعِ پسين ماتم هويدا کرد

چنان خروش به وقت وداع شد برپا — که گشت یکسر ورد زبان وا الما
کجا زبان که کند حالت وداع بیان — که گشت خیل ملائک ازین الم گریان
خبر به هفت فلک شد که شاه تشنه لبان — به سوی مکه ز شهر مدینه گشت روان

[ب ا - ص - ۹۲]

مرثیه وداع — ۱۳

می‌روم لب تشنه، عطشان الوداع — اي یتیمان، سوی میدان الوداع
بر قضا راضي شده در راه حق — داده ام جمله عزیزان الوداع
شد شهادت از خدا بر ما عطا — می روم پیش شهیدان الوداع
شد علی اصغر درین میدان شهید — درد او دارم فراوان الوداع
شوق دیدار علي اکبر کنون — خاطرم کرده پریشان الوداع
شد دلم در هجر قاسم درد ناک — نیست آنرا هیچ درمان الوداع
آمده اکنون چو نوبت بر سرم — هست لازم دادن جان الوداع
طبق حکم ایزدي از بهر رزم — مي روم سوی لعینان الوداع
جز رضا بهر قضا چاره چو نیست — راضیم بر حکم یزدان الوداع
در غریبی مي گذارم بیکست — اي پسر اندر یتیمان الوداع
مي سپارم با تو جمله اهل بیت — اي انیس این غریبان الوداع
با شما اي اهل بیت مصطفا — باد حفظ حق نگهبان الوداع
وعدهٔ وصل است در روز قیام — بعد ازین از ما بایشان الوداع

باش در حزن اي علي کآن شاه دین
تشنه لب رفته ز دوران الوداع

[ب ا - ص - ۱۶۲]

سلام — ۱

السلام اي احمد مختار ختم المرسلين
شافع روز قیامت رحمة للعالمین
السلام اي حضرت خیر النسا جزء نبي
بضغهٔ مني به شانت گفت آن سردار دین
السلام ای لافتا آمد به شانت از خدا
رهبر راه هدایت یا امیر المومنین
السلام اي جسم پاکت خسته شد از نوش زهر
از خدا آمد خطابت یا امام المسلمین
السلام اي بر قضا راضي و صابر بر بلا
اي شهید کربلا سردار جمله صابرین
السلام اي بیکس اندر دهر یک تن مانده زار
مونس آل نبي یا شاه زین العابدین
السلام اي نور چشم حضرت زین العباد
السلام اي شاه باقر عالم اسرار دین
السلام ای شاه دین موصوف باجود و سخا
السلام اي جعفر صادق امام العارفین
السلام اي موسئ کاظم امام دو جهان
صاحب علم و حیا هم معني و الکاظمین
السلام اي صاحب مشهد علي موسي رضا
هست ارضِ مرقدت همرتبهٔ خلدِ برین
السلام اي جعفر ثاني تقي جواد عصر
السلام اي بوالحسن یعني نقي هادئ دین

السلام اي شاه دين عسکر امام جمله خلق
صاحب جود و کرم باب امام آخرين
السلام اي مهدئ هادي شه آخر زمان
قايم دين نبی محبوب رب العالمين
السلام اي چارده معصوم دايم بر علي
سايهٔ لطف شما باشد رفيق و هم قرين

[ب ۱- ص-۱۶۱]

سلام ــ ۲

السلام اي مسند آراي امامت السلام
السلام اي جمله سر تا پا کرامت السلام
صد بلا بهر نجات مومنان کردي قبول
السلام اي شافع روز قيامت السلام
آيه تطهير در شانت بقران حق به گفت
جبرئيل آورد از ايزد سلامت السلام
شد ز مشرق تا به مغرب حکم تو بر خاص و عام
السلام اي در جهان مشهور نامت السلام
گرچه اهل کوفه کرده با تو صد جور و جفا
شد نتيجه عاقبت با شان ندامت السلام
در حضورت از ره صدق ارادت يا امام
جبرئيل از جان و دل کرده خدامت السلام
رتبه‌ات ايزد بر افزوده بخيل اتقيا
برتر از عرش علا آمد مقامت السلام
السلام اي جانشين مصطفا سردار دين
دين بعهدت يافته از سر اقامت السلام
خاص و عام اندرجهان از درگهت با کام دل
بهرهٔ عام است براى فيض عامت السلام

سورهٔ نور است هر حرف از کلام پاک تو
جمله اعجاز آمده گویا کلامت السلام
گرچه در دهر است علی از زمرهٔ مداحیان
لیکن اي شه از دل و جان است غلامت السلام

[ب ۱- ص ۱۶۰]

سلام ـ۳

اي بحق آشنا ، سلام علیک — آشنایت خدا ، سلام علیک
جانِ جسم نبئ نفس علي — روح خیرالنسا ، سلام علیک
آبروئ جهان و ساقئ حشر — تشنهٔ کربلا ، سلام علیک
از تو شاداب گلشنِ ایمان — بحر حلم و حیا ، سلام علیک
از ظهورت ظهور حق آمد — مظهر کبریا ، سلام علیک
خوش نهادند بر سرت ز ازل — افسرِ هل اتي ، سلام علیک
حبِّ تو سایهٔ شفاعتِ عام — شافع دو سرا ، سلام علیک
آیهٔ انما است در مدحت — مدح خوانت خدا ، سلام علیک
مدح خوانِ تو جمله انس و ملک — مادحت مصطفا ، سلام علیک
گوهر جان نثار حق کرده — گنج و صبر رضا ، سلام علیک
شد وفا از تو عهد روز الست — ثابت اندر وفا ، سلام علیک
اسمعیل از تو یافت تازه قبول — چون تو گشتي فدا ، سلام علیک
جان فدائئ تو بحق آمد — طبق امر قضا ، سلام علیک
در عزایت تمام روئ زمین — گشت ماتم سرا ، سلام علیک
در عزائي تو جان به کف دارند — خلق، ارض وسما ، سلام علیک
ورد جانهاست خاصه در مدحت — البلا للولا ، سلام علیک

ورد "مائل" مدام مدحتِ تست
هر صباح و مسا ، سلام علیک

[ب ۱ ص ۱۵۰]

سلام — ۴

السلام اي پیشوائي انبیا — السلام اي قبله گاه دو سرا
السلام اي آيه' فتح المبين — السلام اي شيرحق خيبر کشا
السلام اي بانوي بيت شرف — السلام اي حضرت خيرالنسا
السلام اي خسته' الماس غم — السلام اي زهر نوش ابتلا
السلام اي خسته دل از تشنگي — السلام اي تشنه گان را پيشوا
السلام اي شاه قاسم بن حسن — السلام اي کتخداي' کربلا
السلام اي تشنه لب اصغر شهيد — السلام اي شير اکبر در وغا
السلام اي شاه دين عباس شير — السلام اي صاحب تيغ و لوا
السلام اي پنج گنج اهل بيت — السلام اي جمله شهداي' بلا
السلام اي مانده' طوفان غم — السلام اي، آدم آل عبا
السلام اي شاه دين باقر امام — السلام اي عالم علم هدا
السلام اي جعفر صادق امام — السلام اى صاحب صدق وصفا
السلام اى آيه' و الکاظمين — السلام اي معنى' حلم و حيا
السلام اي صد چو فرعون خصم تو — السلام اي موسيٰ طور رضا
السلام اي لولو' شهوار دين — السلام اي گوهر کان تقا
السلام اي بوالحسن شاه نقي — السلام اي هادي' هر دو سرا
السلام اي عسکري شاه حسن — السلام اي صاحب جيش هدا
السلام اي مهدي' هادي' دين — السلام اي قايم ، آل عبا

السلام اي چارده معصوم پاک
السلام اي جمله "مائل" با خدا

[ب ۱ ص ۱۴۶]

سلام — ۵

[مربع]

گويد ايزد مدام بر حسنين — دمبدم ، صبح و شام بر حسنين
از دل خاص و عام بر حسنين — صد صلوة و سلام بر حسنين

خاتم الانبيا ابد گويد — سرور اوليا ابد گويد
روح خيرالنسا ابد گويد — صد صلوة و سلام بر حسنين

سبحهٔ جان اهل ناسوت است حرز ایمان اهل جبروت است
ورد ملکوتیان به لاهوت است صد صلوة و سلام بر حسنین

جن و انس و ملک همی گویند عرش و کرسي فلک همي گویند
از سما تا سمک همی گویند صد صلوة و سلام بر حسنین

ماه غم شد پدید و در غم شان نیست جز گریه کار خلق جهان
ورد خلق جهان شده از جان صد صلوة و سلام بر حسنین

غم حسنین اعظم غمها ست شرح این غم بروضة الشهدا ست
ورد ارباب غم به صبح و مسا ست صد صلوة و سلام بر حسنین

با قدر دائما قضا گوید دیده تسلیم شان رضا گوید
صبر و شکر اندر این بلا گوید صد صلوة و سلام بر حسنین

جمله اهل شریعت اینجا گفت جمله اهل طریقت اینجا گفت
معرفت با حقیقت اینجا گفت صد صلوة و سلام بر حسنین

بعد عرض صلوات ختم رسل که بود رهنمای جمله سبل
هست صلوات آل واجب کل صد صلوة و سلام بر حسنین

بر نبی و جمیع آل کرام گفته از جان و دل صلوة و سلام
ورد دل کن ز غم درین ایام صد صلوة و سلام بر حسنین

ورد عرش برین ست در غم شان ورد روح الامین ست در غم شان
ورد اهل یقین است در غم شان صد صلوة و سلام بر حسنین

بر شهیدان کربلا صلوات بر غریبان کربلا صلوات
بر یتیمان کربلا صلوات صد صلوة و سلام بر حسنین

در عزائ شهادت ایشان به امید شفاعت ایشان
مي کنم عرض حضرت ایشان صد صلوة و سلام بر حسنین

"مائل" حق بعرض دعوات است
داعي لطف خاص حضرات است
ورد جانش مدام صلوات است
صد صلوة و سلام بر حسنین

[ب ۱- ص- ۱۱۷]

سلام ـ ۶

السلام اي راز دانِ قادر اکبر، حسین
السلام اي ترجمان قدرت داور، حسین
السلام اي اقتدار قدرتِ پروردگار
السلام اي افتخارِ جمله پیغمبر، حسین
السلام اي جان جسمِ حضرت خیرالبشر
السلام اي نور عینِ حیدر صفدر، حسین
السلام اي راحتِ روحِ بتولِ طاهره
السلام اي مونس جانِ حسن سرور، حسین
السلام اي آنکه شد شبیر نام اخ تو
السلام اي نامور با حضرت شبّر، حسین
السلام اي آل عمران را ز تو حاصل شرف
السلام اي آیهٔ این سورهٔ اطهر، حسین
السلام اي درشجاعت، همچو، همزه نامدار
السلام اي اشجع حق بازوئ حیدر، حسین
السلام اي ابن اخ جعفر طیار خلد
السلام اي ابن ابن عم پیغمبر، حسین
السلام اي در دیانت فخر عباس و عقیل
السلام اي افتخار جمله نام آور، حسین

السلام اي مقتداي خاص مسلم بن عقیل
السلام اي غمزدائي آل آن غمبر ، حسین
السلام اي غمگسار تشنه‌گانِ کربلا
السلام اي یادگارِ ساقيِ کوثرِ ، حسین
السلام اي شاد غم در شادي داماد خویش
السلام اي غمزدائي قاسم مضطر ، حسین
السلام اي کعبهٔ آمالِ عبدالله شهید
السلام اي قبله‌گاهِ تشنه لب اکبر ، حسین
السلام اي باب مقتول جفا اصغر صغیر
السلام اي ابن شاه قاتل عنتر ، حسین
السلام اي همکنارت حضرت عباس و عون
السلام اي باهمه شهدايِ غم همبر ، حسین
السلام اي جمله شهداي بلا را مقتدا
السلام ای پیشواي آن همه لشکر ، حسین
السلام اي زخمي و مجروح تیر و تیغ ظلم
السلام ايِ کشته و دلخسته خنجر ، حسین
السلام اي مسجد و محرابِ تقوا را امام
السلام اي واليِ دین صاحبِ منبر ، حسین
السلام اي سرفراز از حق به تاج سروري
السلام اي سرورِ دین صاحبِ افسر ، حسین
السلام اي صد چو سلمان را امام و پیشوا
السلام اي واليِ صد بوذر و قنبر ، حسین
السلام اي جمله اصحاب از تو چون انجم منیر
السلام اي انجم آرا چون مه انور ، حسین
السلام اي خسروانِ دین را نورالهدي
السلام اي نور بخشِ خسروِ خاور ، حسین
السلام ای باب زین‌العابدین چارم امام
السلام اي [جدّ] پاک باقر و جعفر ، حسین

السلام اي هر دو موسيٰ را رفيق تيه ِ غم
السلام اي غمگسار ِ آن دو نام آور ، حسين
السلام اي از تو روشن شه تقي و شه نقي
السلام اي غمگساران دو نيک اختر، حسين
السلام اي عسکری را از تو نصرت همکنار
السلام اي از ايمه صاحب عسکر ، حسين
السلام اي مهدئ حق کرد حق از آل تو
السلام اي ذروهٔ حق هادي و رهبر، حسين
السلام اي در سلامت گفته شد ......
السلام اي جمله شاهان غمکش سرور، حسين
السلام اي غمزدائي مجرمان در روز حشر
السلام اي، دافع غم شافع محشر ، حسين

السلام اي صاحب ِ مائل بحق محرم ، حقير
السلام اي جرم بخش "مائل ِ" احقر ، حسين

[ب ۱ ص-۲۳]

مرثیه بزبان اردو

[سربع]

پهر هوا هے مه عزاے حسین　　پهر هوا هے مه جفاے حسین
دیکھ اس غم میں کربلاے حسین　　دهر دشت بلا هے واے حسین

هے جهان پرخروش اس غم سون (۱)　　آسمان سبز پوش اس غم سون
دل و جان خون بجوش اس غم سون　　خون بگرییه از بروي حسین

جب چلا شاه دین به دشت بلا　　لیکے همراه جمله آل عبا
از سما و سمک اٹهي یه صدا　　میتوان دید کربلاے حسین

دیکهو کوفیون کي آج مهماني　　که نه دیتے هیں شاه کون(۲) پاني
هے پیاسا رها هے وه جاني　　نیست آبي مگر براے حسین

کربلا میں هیں آج تشنه جگر　　دیکھ ، سب آل ساقئ کوثر
هے پیاسے گرے هیں سب سرور　　مي توان گفت ، واے واے حسین

هے شهادت کا دن دیکهو امروز　　هے قیامت کا دن دیکهو امروز
هے مصیبت کا دن دیکهو امروز　　در مصیبت فتادهاے حسین

کوفیون کي دیکهو دغا ، یاران　　شامیون کي دیکهو جفا ، یاران
سرورون کي دیکهو وفا ، یاران　　آفرین باد بر وفاے حسین

---

(۱) سون = سے (۲) کون = کو

آه اكبر ، كهاں هے وه مظلوم
آه اصغر ، كهاں هے وه معصوم
آه جعفر ، كهاں هے وه مغموم
جمله گشتند جان فداے حسين

شاه قاسم كي آج هے شادي
چيست شادي هے غم سوں آزادي
ديكهه اس تشنه لب كي دامادي
شد شهيد ، آه ، كتخداے حسين

ديكهو عباس شير كا حملا
جب چلا پاني كوں وه شير وغا
هے شهادت هوئي اسے يه عطا
شد شهيد آه در رضاي حسين

جب چلا تشنه لب علي اكبر
هو كي رخصت ز شاه دين ، سرور
سب لگے كهنے وه نبي كے جگر
مي رود آه دل رباي حسين

لے چلا شاهِ دين علي اصغر
جا كهيا كوفيوں سيں كاے پُرشر
آه اصغر ميرا هے تشنه جگر
اين چه ظلم است از براي حسين

مارا ايک سگ نے تير گل كے گلے
جس سيں وه تازه گل بخلد چلے
شاه اس گل كے غم ميں گفت بلے
شد غم آباد كربلاى حسين

شاه ديں پر ديكهو ستم كي دهوم
هے اكيلا، كهڑا هے وه مظلوم
اس الم سيں هے دو جهاں مغموم
دهر گويا ست مبتلاي حسين

ديكهو اب شاه كي شهادت هے
دو جهاں ميں ديكهو قيامت هے
كيا قيامت ديكهو شفاعت هے
شد شهادت به خونبهاي حسين

هے جهاں ميں ديكهو يه ماتم عام
آسماں ميں ديكهو يه ماتم عام
قدسياں ميں ديكهو يه ماتم عام
عام شد در جهاں عزاي حسين

هے ، سب هي آل مصطفاهين اسير
كيا كروں ميں بيان اس تقرير
ديكهو عابد په اب هوئي هے بهيڑ
اين چه شور است در جفاي حسين

"سائل" اس غم سوں ہے سدا غمناک   با دلِ خسته و جگر پُر چاک
دو جهان میں اسے نہیں کوئي باک   دارد امید از شفاي حسین
[ب ١- ص-١٥٦]

سلام بزبان اردو

[مربع]

اے صبا جا در مدینه مصطفا کوں کهه سلام
اس سراپا نور ذاتِ کبریا کوں کهه سلام
آفتاب اوج دیں بدر الدجیٰ کوں کهه سلام
نور مزمل حضرت نورالهدیٰ کوں کهه سلام

اے صبا بعد از سلامِ آن رسولِ مقتدا
جا شتابي در حریم حضرت خیر النسا
از ادب استاده با صد زاري و صد التجا
بضغهٔ ذات رسول مقتدا کوں کهه سلام

اے صبا پهر از مدینه در نجف جا توں شتاب
بر درِ مشکل کشاي سرور عالي جناب
تا شتابي هو وي آسان مشکلِ هر شیخ و شاب
شاهِ مرداں، شیر حق، مشکل کشا کوں کهه سلام

اے صبا پهر از نجف جا سوي شاه دین حسن
درمیان روضهٔ آں زهر نوش صد محن
تا بود دل خسته گانِ جگ کے تئیں آنجا وطن
خسته دل مسموم زهر ابتلا کوں کهه سلام

اے صبا پهر وهان سے هوجا سوي دشت کربلا
ہے سدا جس گل زمیں میں خون فشان ارض و سما

دیده جاي قتل شاه و روضهٔ آن مقتدا
تشنه لب مقتول دشت کربلا کون کهه سلام

اے صبا در کربلا بعد از سلام شاه دین
شیر اکبر ، شاه اصغر کون سلام و آفرین
خوش وفا بنمود با شه بود لازم هم چنین
حضرت عباس سرور با وفا کون کهه سلام

اےصبا اب کربلا مون طرفه شادئ غم است
شادئ قاسم مبارک بهر تشریف هم است
خلعت شادي پهن شه بر شهادت عازم است
شاه قاسم بن حسن نو کتخدا کون کهه سلام

اےصبا در کربلا واجب هے تم پر صبح شام
بر شهیدانِ ستم کهنا سلام مستدام
خاصه آنجا دمبدم با جعفر و عونِ امام
شاه عبدالله حسیني جان فدا کون کهه سلام

اے صبا طوفان غم هے جا به یثرب کن قرار
پیش شاه عابدین آن غمکشِ دلهاي زار
تا رساند کشتئ دین را سلامت بر کنار
نوح طوفان آدمِ آلِ عبا کون کهه سلام

اےصبا پهر جا به یثرب راست با صدق و صفا
در حضورِ حضرتِ باقر شه علم و عطا
کرکے تسلیم و نیازِ آن شه دو جگ، ادا
صبح صادق شاه جعفر با صفا کون کهه سلام

ای صبا پھر جا ز یثرب سوي بغداد این زماں
در حریم مشھد امن کاظم الغیظ جھاں
تا ز قید تیه غم عالم کے تئیں دیوے اماں
حضرت موسیٰ کاظم غمزدا کوں کھه سلام

اے صبا جا تم به ارض طوس از بغداد باز
بھر طوف مشھد شاہ خراساں با نیاز
تا تو بر طور رضا کردي چو موسي سرفراز
حضرت سلطان دین موسي رضا کوں کھه سلام

اے صبا پھر جا به ارض سامرہ تم، گل نثار
ھے سدا جس ارض موں باغ نقاوت را بھار
دیکھ کر وھاں روضهٔ آن سرور عالي تبار
دمبدم اس سرو باغ اعتلا کوں کھه سلام

اے صبا پھر سامرے سوں جا به بغداد امام
در حریم سرور دو جگ تقیؑ نیک نام
جس نے تقوي کوں دیا ھے خوش رواج اندر انام
صاحب تقوای تقیؑ متقا کوں کھه سلام

اے صبا بغداد سوں پھر سامرے میں کر گذر
پیش شاہ دین حسن آن عسکریؑ نامور
جس کے حسن خلق سوں ھے خلق عالم بھرہ ور
اس حسن سرو حسیني مجتبا کوں کھه سلام

اے صبا پھر سامرے موں جا به پابوس امام
ھے سدا مشتاق جس کي پاي بوسي کا، غلام

تا کرے وه موکے ظاهر دین حق قایم تمام
مظهر حق قایم دین ِ هدیٰ کون کهه سلام

اے صبا پهر در جناب چارده معصوم پاک
از دل "مائل" که هے غم میں آنون کے سینه چاک

بهر ِ دفع زخمهاي سینهٔ آس دردناک
ایک ایک معصوم آل مصطفا کون کهه سلام

[ب ۱- ص ۱۳٦]

فتح نامه عمر کوت

هوالفتاح

شکر و سپاس بی شمار تر از اعداد کواکب ، بدرگاه فروغ پیرایۀ باصرهٔ ماه و مهر و حمد و ستائش افزون از ذرات آفتاب ، بجناب آفرینندهٔ انجم و سپهر که از بدو طلوع اختر عظمت این دولت هلال ، لطف عمیمش مفاتیح قلاع مقاصد و آمانی و ساه انگشت قدرت بي منتهایش کلید گنج مآرب و کامرانی است . خورشید تمناي از افق عنایات ازلي طالع، و نیّر اعظم مدعاي از مطلع تفقدات لم یزلي ساطع . روز عشرت هوا خواهان مانند روز نوروز پُر نور، و شب امید معاندان تاریک تر از شب دیجور . ساحت مرادات بانوار فتوحات گونا گون منوّر، و اعلام ارادت در معارک هر معاند باسباب فتح و فیروزی جلوه گر . تفصیل و تشریح آن در اکناف روزگار اظهر من الشمس است . مجدداً بتائید قادر پُر کمال و توفیقات ناصر ذوالجلال، فتح تازه که نصیب روزگار فرخنده آثار گردیده، بسبیل تجمیل بقلم مي آید .

پُر ظاهر که قلعه عمر کوت همیشه تعلق ممالک محروسه سند دارد، عبدالنبي کلهوڑه از بر گشتگئ طالع بتحت راجه جودهپور سپرده که مدت سي سال بتحت و تصرف راجه هاي جودهپور بود . در این وقت میمنت رخت که از کثرت ایلات و الوسات و فراوانئ آلات محاربات هر گونه فضل الٰهي شامل حال ، واگذاشت قلعهٔ مذکور را بدست کفار فجار در آئین دین متین روا نداشته، برادر مهربان میان جام خان و میان ولیه خان و میان غلام علي خان و میان کرم خان و آخوّت پناهان میان ولي محمد لغاري و موسیٰ کهتیان و بهادر خان کهوکر و دریا خان نظاماني و فضل محمد تالپر و سیادت و شرافت پناه سید علي اکبر و فدویت شعاران طاهر و چهته خدمتگاران بسر کردگي لشکر اسلام و سیادت و شرافت پناه سید کوله شاه از طرف عمویم صاحب مهربان میر سهراب خان و الله بخش خدمتگار از طرف برادر مهربان میر تهاره خان برائ تسخیر قلعه مذکور و قلع قمع بتخانهٔ هستئ کفار فجار تعیین و تزئین نمودیم .

افواج بحر امواج بطئ منازل چون ساه سریع السیر در سواد قلعه رسیده چاهان

وتالاب‌مکان کهاروره که بفاصله یک کروه نزدیک‌قلعه، آبحیات‌معاندان ظلمت‌سرشت بود بدست آورده در آنجا ترددات دلیرانه بنا بر تسخیر قلعه آغاز نهادند .

از آنجا که قلعهٔ عمرکوت در رفعت و متانت نظیر ندارد ، از درجه اوجش درجه سپهر را دقیقه و از پایهٔ ارتفاعش بلندي قاف را نقطه توان گفت . خشت دیوارش چون آفتاب بر کوهِ آسمان جا گرفته ، و کنگرهٔ برجش از اعتلائي بفلک برین رسیده . هر که استحکامي دیوارش بیند مانند صورتِ دیوار محو حیرت گردد و آنکه استواري درش بنگرد بسانِ حلقهٔ در بخود پیچد . کفار نا بکارِ شهر بیرون قلعه را که از قدیم آباد بود سوخته ساکنان آنجا را تاراج نموده در قلعه تحصن جستند . بآواز توپ و تفنگ صداي ادبار خود را بگوش بهادران جنگ می رسانیدند .

در آن مرز بوم آشیانهٔ بوم از سمر خشک‌سالي، قحط غله نوعي رُخنما بوده که یک دانه غله پیدا نمي شد . و قلت گیاه بحدي هویدا بوده که خلالي بدست کسی نمي رسید . غازیان ظفر نشان خیام گلگون و سرادقات رنگا رنگ برافراشته آن زمین را چون چمن رنگین و مانند فضاي گلشن طراوت آگین ساختند . و هزاران شتران گیاه از مسافت صدهاي کروه آورده توده‌هائ کوه نماي مهیا ساخته هزاران خروار از اجناس غلات فراهم آورده انبارها کرده واسطه آسایش آدمیان و دواب نمودند .

و گوله هائ توپ و تفنگ قلعه‌گیان را مانند قطرات باران رحمت انگاشته پیشتر رفته، سلامت کوچه‌هاي کندیده ، بعضي بفاصله بیست قدم و برخي بفاصله پانزده قدم و بعضي بمسافت ده قدم ، قلعه را از هر چهار طرف چون نقطهٔ پرکار در دائرهٔ محاصره سخت گرفته، دمدمه‌هاي قایم نموده ، یکطرف ضربا ضرب توپخانه و خم پاره مانند بوارق آسماني بروي زمین درخشیدن ، و دودِ شان بسانِ ابر بر روي فلک پوشیدن ، و گوله‌هاي مانند تگرگ بالایٔ قلعه باریدن ، و صداي اتواپ زهره اعداي را دریدن گرفت . و از یکطرف تیر زنانِ گزین کار که در تراشیدن کوه و هامون فرهاد را دیوانه و مجنون مي دانند ، بکار کنج کاؤ نواقب تعیین کردند . نقب زنانِ کوه‌کن مانند غواص بحار در زمین غوطه زدند و یک نقب را در زیر خندق داده که بقدر بیست دست عمق داشت رسانیدند . از ضرب تیشهٔ آنها آوازي از گاؤ زمین برخواست و بگوش کفاران گاؤ پرست رسید . کفار فجار از آنجا

بکندگی خندق روی نقب مذکور را ضایع کردند غافل از اینکه باز اجل از سوراخ دیگر برسد، و برق بلا از آسمان بر خرمن حیات شان مي آفتد .

درجنگ توپ و تفنگ بیش از بیش چستي و چالاکي بکار بردند. سرکردگان لشکر ظفر پیکر بنا بر رخصت جلو بر قلعه دم بدم معروض میداشتند . از حضور ممانعت صادر مي شد که بر قلعه جلو نکنند مبادا کسی سپاهي ضایع بشود . از آن قرار غازیان پیل تن و بهادران کوه افگن در ضرب و شلق توپخانه درآن نقب هاي چنان کوششات دلیرانه بکار بردند که دیوار قلعه بقدر بیست دست بر زمین افتاد . و سون لله گوله انداز که سر حلقه مفسدان بود بر خاک عدم غلطید.

بطرفي دیگر بعضي نقب ها بفاصله ده قدم پنج قدم نزدیک خندق قلعه رسیده که نقب زنان تیز دستي بکار برده یک نقب اهتمام آخوّت پناهان موسي کهتیان و بهادر خان کهوکهر و دریا خان نظاماني و فدویت شعاران طاهر و چهته خدمتگاران از پشت کهائي به عمق پنج دام کندیده از خندق عرف کهائي دهانیده ، در برج قلعه فرو برده درآنجا حوضي عظیم ترتیب داده پنجاه خروار باروت ریخته آتش داده خشت خشت برج قلعه را چون کاغذ بادي بر هوا پرانیدند . چند کس کفار فجار در همان برج بگور هلاک تدفین یافتند .

درین اثنا دلاوران جنگ‌جو داد مردانگي داده جلو ریز شده بر کنگرهاي کلان چسپیده درصدد آن شدند که بالاي قلعه بر آمده قلعه گیان‌را طعمه تیغ بیدریغ سازند همان وقت کفار فجار تصاویر مرگ را از هر طرف دیوار قلعه دیده بانگ ملک‌الموت را بگوش جان شنیده ، بعضي از دیوار شکستهٔ توپخانه رو بفرار نهادند .

چنان ترسناک و هراسان گریخت که زنار را از گراني گسیخت

و اکثري زنار خود پرستي را از گردن جان گسیخته داغ اطاعت و انقیاد را قشقه وار زینت ناصیه افتقار خود ساخته از قلعه بیرون آمده، الامان الامان گویان نزد سرکرده‌هاي عساکر منصوره آمده ، مکالید قلعه رامع اسلاح خود تسلیم قلعه کشایان فیروزمند ساختند . غازیان شیر شکار بمقتضائ عفو من الاقتدار جان بخشي آنها نموده، از قلعه اخراج دادند، و قلعه را بتحت تصرف خودآوردند. نسایم فتح و فیروزي بر پرچم اعلام ظفر انجام در اهتزاز آمد و حدائق

دلهاي غازيان ظفر نشان به گلهاي فتوحات تازه، نضارت بي‌اندازه گرفت و رياحين فرخي و فرخندگي در چمنستان مدعاي حضور ابتسام پذيرفت. خواطر احبا برنگ گل شگفته و بواطن اعدا بخار حسرت خسته. عناديل زبان خاص و عام بترنمات مبارکبادي مترنم، و ازهار آرزوي سائر ملازمان و جمهور هوا خواهان از شگفتگي بر رياض ارم متبسم. سرکردگان لشکر ظفر پيکر قلعه دار سرکار را درقلعه نشانيده، به بندوبست مهمات آن سر زمين پرداخته معاودت نمودند.

مي بايد که بشکرانه اين موهبت عظمي بر خود لازم دانسته، شاديانه شادي بلند آوازه در هر شهر چراغ بندي نمايند، وخاطر خود جمع داشته احوالات را معروض داشته باشند. درين باب تاکيد تمام دانند.

تحرير تاريخ ماه ربيع الاول ۱۲۲۸ه

[ب ۳ - ص - ۱۰۶]



عرضداشت

[نوشته میر مائل]

تائیدات ربّاني و تفضلات سحب سبحاني همواره شامل حال و کافل آمال بندگان میر صاحبان والا شان سلاطین زمان ملاذین الغربا و المساکین منظور انظار جناب حضرت سیدالمرسلین و آله الطیبین ادام‌الله اقبالهم و افاض علی‌العالمین برّهم و احسانهم باد .

بعد اتحاف تحایف و دعوات مزید عمر و حیات و ترقي درجات جمعیت آیات دافع بلیات معروض خدمات عالي درجات مي پردازند که این جماعهٔ کثیر و جم غفیر ـ معسکر ـ دعا ، دافع اعدا که چمچه اوغرا معاش از سرکار والا مقرر دارند ، و از آن سد رمق و آب و نمک بنموده بدعایٔ مزید عمر و اقبال لایزال و استیصال معاندان سریع الزوال این خاندان فیض نشان موظف اند .

درین ولاحسب‌الامرجلیل القدرحاجي عمرياد داشت اسامیهاي روشنائي درگاهان ویومیه داران وفصلانه داران وظائف خوار سرکار فیض‌آثار تنقیح نموده، اسامیهایٔ اهل دعا همه همه در قید حیات، مگر دو سه اسامیهاي ممات اند که وا مانده گذاشته که در پرده سواي روي اینان و آسمان ندیده و مستجاب‌الدعوة اند ، و پروانجات عالیات در دست دارند .

درین صورت دعا گویان امیدوار فضل و کرم اند که چون ماه محرم‌الحرام و ایام ماتم حضرت سید الانام علیه‌التحیة و السلام است ترحم بحال زمرهٔ بیدست و پا فرموده یاد داشت مرسوله حاجی مذبور ، از حضور پر نور مرتب شده به اجاره دار برسد که درین قحط سالی که مردم عوض نان جان مي دهند افتتاح سد رمق جماعهٔ مساکین بي شک گردد که مقرر است .

از قطره شاداب چو گردد موري　　　پیدا ست که از بحر چه گردد نقصان

زیاده آفتاب عمر و اقبال تابان و لایزوال باد ، بحرمة‌النبی و آله الامجاد :

براتِ روزئ این زمرهٔ دعا گویان
چو کرده است خدا بر خزانهٔ شاهان
بحق آنکه کند خیر بیش خوبي بیش
بود ز خوبي شاهان بخیر چه نقصان
خزانهٔ که زکاتش چنین برات بود
همیشه باد فزون تر بخیر و خوبئ شان
[ب۱ - ص۱۲۹]

ختم شد

صحت نامہ کلیات مائل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
فہرست	۴	روضتہ‌الاحباب (صہ)	روضۃ‌الاحباب (صہ ۵)
(۳)	۱۹	پنہچا کر	پہنچا کر
(۵)	۱۸	مشوے	مشورے
(۸)	۱۳	مثں	میں
(۱۰)	آخری	ایک لڑک	ایک لڑکے
(۱۴)	۱	سال ۱۵۲	سال ۱۱۵۲ھ
(۱۴)	۱۵	میں، ملک	میں، اور ملک
(۱۵)	۱۰	کو میاں نور محمد خاں	کو میاں نور محمد خاں نے
(۱٦)	۱۳	سے حاصل	سے معلوم
(۱٦)	۱۹	قائم ھي	قائم رهی
(۱۸)	۲۰	مطابق ایک	مطابق ایک اور
(۲۰)	۱۹	" هیر رانجھ "	" هیر رانجھا "
(۲۰)	۱۹	کے طو پر	کے طور پر
(۲۳)	۴	غزلوں میں تو	غزلوں میں تو یہ معلوم کرنا
(۲۴)	۸	ونات	وفات
(۲۵)	۱۲	۱۰۵	۱۲۰۵
(۲۷)	آخری	۱۴۵۰	۱۲۵۰
(۲۸)	۱۵	کی تاریخ فات	کی وفات کی تاریخ
(۳۵)	۲۱	نے درار	نے دربار
(۳۵)	آخری	تک کوی	تک کوئی
(۳۸)	آخری	شرفِ بُکا	صرفِ بُکا
(۳۹)	۲	خورد ز حہ	خورد ز جامِ
(۳۹)	۸	پیٔ ذبحؑ	پیٔ ذبحِ

صفحه	سطر	غلط	صحیح
(۴۴)	۲۴	کے اهتما اور	کے اهتمام اور
(۴۴)	آخری	لے کر	لے جا کر
(۴۶)	۱	پهلا قطعے	پهلا قطعه
(۴۶)	۱۰	ق ضی	قاضی
(۴۷)	۲۴	قضاعت	قضائت
(۵۰)	۴	بزگ	بزرگ
(۵۲)	۱۵	ط یقه	طریقهٔ
(۵۴)	۲۷	فرز د	فرزند
(۵۷)	۱۹	جامع	جامع
(۶۲)	۱۴	ه ایات	هدایات
(۶۴)	۳	ا ها یا	اٹھایا
۸۷	آخری	خوانده می شود	خوانده نمی شود
۱۲۴	آخری	عظبم	عظیم
۱۳۱	۹	طبع	طبع
۱۴۸	۱۴	(۱) تمن تمن	تمن تمن (۱)
۱۵۹	۲۵	در ۶۴	در صفحه ۶۴
۱۷۷	۲۲	( ) آمدی	(۱) آمدی
۱۷۹	۱۳	مائل : پیٔ	مائل ز پیٔ
۲۰۷	۹	۵- قصیده	۶- قصیده
۲۱۵	۵	قصیده	۷- قصیده
۲۱۸	۱۲	قصیده	۸- قصیده
۳۰۳	۱۴	جمعیت روی	جمعیت رای
۳۰۹	آخری	ط ۀ بندوق	طرفۀ بندوق
۳۱۸	۹	خ یش	خویش
۳۲۳	آخری	شده ند	شده اند

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۳۲۴	۴	ازبن	ازین
۳۲۴	۲۵	تازه	تازه
۳۳۰	۲	اعز زت	اعزازت
۳۳۴	۲۴	دو جهان	در جهان
۳۴۲	۸	اسث	است
۳۴۲	۱۴	در مختلف	ور مختلف
۳۴۴	۴	است وکه	است اوکه
۳۴۴	۱۶	[ب ۶- ص-]	[ب ۶- ص- ۱۸۲]
۳۹۲	۱۸	دیوان عظیم ۱۰۱۲ھ	دیوان عظیم ۱۲۱۰ھ
۴۲۰	آخری	۱۲۲۶ھ	۱۲۲۷ھ
۵۱۵	۳	عقیدهٔ	عقدهٔ
۵۲۶	۶	بروی	برای
۵۳۳	۲۰	پا زده	پانزده
۵۳۴	۲۴	نرد	نزد